اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْن

حق حق حق

حالاتِ طیّبات حضرت سیّدنا مخدوم علاء الدّین علی احمد صابر صاحب کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ

موسومہ

حقیقت گلزارِ صابری

— مؤلفہ —

مخدومِ زمن شاہ محمّد حسن صابری چشتی رامپوری قدس سرہٗ

E-BOOK Compiled By:- SABRIA & FAMILY
Dated :- 10th April 2005. 01 Rabi UL Awal 1426.
Location DOHA, QATAR

مکتبۂ صابریہ غوثیہ روڈ بستی چراغ شاہ قصور پاکستان فون نمبر

نام کتاب	حقیقتِ گلزارِ صابری
مؤلف	شاہ محمد حسن صابری چشتی رامپوری
طباعت بار اول	۱۸۵۶ء/۱۳۰۴ھ حسنی پریس رامپور
بار دوم	-------------------
بار سوم	۱۳۲۰ھ "
بار چہارم	۱۹۳۸ء/۱۳۵۷ھ "
بار پنجم	۱۹۷۰ء/۱۳۹۱ھ مکتبہ صابریہ، قصور
بار ششم	۱۹۸۳ء/۱۴۰۳ھ "
ناشر	محمد سلطان صابری چشتی غوثیہ روڈ / بستی چراغ شاہ قصور
مطبع	ندیم یونس پرنٹرز لاہور
تعداد	گیارہ صد
کتابت	شاہ محمد چشتی سیالوی و احباب، قصور

ہدیہ = 150/ روپے

سٹاکسٹ

۱. صابری دارالکتب —— قذافی مارکیٹ اردو بازار، لاہور

۲. ملک بک ڈپو —— چوک اردو بازار، لاہور

فون نمبر : ۷۳۲۰۳۱۰ - ۷۲۴۷۴۸۰ - ۷۲۳۱۳۸۸

۳. صابری برادرز۔ امین مینڈیسن مارکیٹ اُردو بازار۔ لاہور

۴. صابری بک سنٹر۔ بسطامی روڈ۔ سمن آباد - لاہور

حق حق حق

انتساب

بندہ فاروقی انتہائی خلوص اور کمال عقیدت سے کتاب مستطاب حقیقت گلزار صابری
طباعت کو اپنے ملجا و ماویٰ حضور پرنور مخدوم عالم و عالمیاں بادشاہ دو جہاں

سیدنا مخدوم علی احمد صابر کلیری

قطب عالم اغیاث ہند ختم الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی واسم
گرامی سے اس لئے منسوب کرتا ہوں کہ یہ ناچیز خدمت بارگاہ عالی میں شرف
قبول حاصل کر کے میرے لئے اور میرے پیر و مرشد ہادیٔ برحق رہنمائے دین و دنیا
قبلہ حضرت شاہ محمد فضل حسن صابری فاروقی رامپوری قدس سرہ اور محترم حکیم برکت علی
صابری چشتی مدظلہ العالی کے لئے فلاح و بہبود دارین کا باعث ہو ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

کفش بردار حضور صابریہ

محمد سلطان صابری فاروقی

عرضِ ناشر

کتاب مستطاب موسوم بہ حقیقتِ گلزارِ صابری میرے جدِ طریقت حضرت مخدوم من شاہ محمد حسن صابری چشتی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفِ منیف ہے جو انہوں نے تین صد مکاتیبِ نطاب یعنی کتبِ معتبرہ سے چوبیس برس میں بحکم باطن اخذ کر کے ترتیب دی ہے جو پہلی بار حسنی پریس رامپور میں ۱۸۵۶ء/۱۳۲۴ھ میں طبع ہوئی، دوسرے ایڈیشن کا سن طباعت معلوم نہیں ہو سکا، تیسرا ایڈیشن ۱۳۲۰ھ میں چھپا، چوتھے ایڈیشن کی طباعت میرے قبلہ و کعبہ ہادی برحق حضرت شاہ محمد فضل حسن صابری فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۶ء/۱۳۵۶ھ میں کروائی بعد ازاں کتاب مذکور الصدر کی طباعت کو عرصہ دراز گزر جانے اور تقسیم ہندوستان کی وجہ سے پاکستان میں کتاب تقریباً ختم ہو گئی تھی اس لئے ضروری تھا کہ پاکستان میں اس کتاب کی طباعت کا انتظام کیا جاوے لہٰذا پیرِ طریقت حضرت شاہ محمد فضل حسن صابری فاروقی رامپوری مالک حسنی پریس و مدیر دبدبہ سکندری رامپور بھارت نے بندہ صابری کو ۱۹۷۰ء میں حقیقتِ گلزارِ صابری کی طباعت کے حقوق تفویض فرما دیے، پانچواں ایڈیشن ۱۹۷۰ء/۱۳۹۱ھ میں بندہ نے شائع کیا، اب چھٹا ایڈیشن ۱۹۸۳ء/۱۴۰۳ھ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

اس کارِ خیر کے زندہ کرنے والے درحقیقت حضرت صاحبِ سوانح ہی ہیں ورنہ بندہ کی مساعی کی حقیقت ہی کیا ہے اور یہ بھی انہی کا کرم ہے کہ میرے برخورداران محمد احسان صابری اور محمد فیضان صابری میرے ممد و معاون ہوئے اور بندہ اس کارِ خیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوا والحمد للہ علیٰ احسانہ۔

کفش بردارِ حضورِ صابریہ

محمد سلطان صابری فاروقی

بستی چراغ شاہ قصور

یکم رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

حق حق حق

التماس

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اُس ربِ جلیل کی حمد و ثنا مجھ ایسے ہیچداں عبدِ ذلیل سے کس طرح ممکن ہے کہ جس نے ہم گنہگاروں کی ہدایت کیلئے سیّد الانبیاء سرکارِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا ایسے ہی کریم کو ہم پر مبعوث فرمایا جس نے ہماری ڈوبی کشتی کنارے لگائی۔ اور مدحِ مصطفوی کیلئے بھی منہ نہیں۔ کیونکہ انسان کتنا ہی بلند پرواز ہو لیکن خدا کی زبان نہیں لا سکتا جو سرکارِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی تعریف و توصیف میں کچھ بول سکے۔ ہاں جس نے جو کچھ کہا ہے اپنی محبت کے اظہار کرنے کے لئے کہا ہے جیسا حضرت جامی نے فرمایا ہے

ہمہ پیغمبراں در جستجو یند

خدا دا ند کہ تو در چہ مقامی

لیکن ''وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ'' کے فرمان خداوند قدوس کو ایسے ایسے کرہ روں اشعار بھی نہ پہنچ سکتے۔ اس لئے یہیں بھی ہے

لا یمکن الثناءُ کما کانَ حقہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پڑھنا اور صلوٰۃ و رحمت اُن کی بارگاہ عرش پناہ اور اُن کی مقدس آل و اولاد اور اصحاب کرام کے حضور پیش کرکے اس کتاب مستطاب کے متعلق جو التماس پیش کرنا چاہتا ہوں وہ حسب ذیل ہے۔

یہ کتاب مستطاب موسوم بہ **حقیقت گلزار صابری** میرے جد طریقت حضرت مخدوم جناب شاہ **محمد حسن صاحب** قبلہ صابری چشتی قادری حنفی قدوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف منیف ہے جو میرے حسنی پریس بحریہ ۱۸۵۶ء میں پہلی بار سنہ ۱۳۰۴ھ میں طبع ہوئی۔

دوسرے ایڈیشن کا سنہ طباعت باوجود تلاش نہ معلوم ہو سکا۔ تیسرا ایڈیشن سنہ ۱۳۲۰ھ میں چھپ کر شائع ہوا۔ چوتھے ایڈیشن کی طباعت کی سعادت کمترین کے زمانہ حیات کو حاصل ہوئی ہے

جس کے لئے محبانِ سرکار صابریہ تڑپ رہے تھے اور ایک اشرفی کو بھی یہ کتاب مستطاب میسر نہ آتی تھی اور دوسرا پریس بوجہ محفوظی حق اشاعت شائع نہ کر سکتا تھا۔ الحمدللہ علیٰ احب کمترین کو یہ موقع ملا کہ وہ چوتھے ایڈیشن کو ۷ ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۳۵۰ھ مطابق ۲۰ اگست ۱۹۳۱ء کو شائع کر رہا ہے۔ کتاب **حقیقت گلزار صابری** ایک عارف باللہ صاحب رشد و ارشاد بزرگ ابن بزرگ ولی مورو ثی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف منیف ہے مجھ سے ہر چند کہا گیا کہ اس کی طرز تحریر تبدیل کی جائے تاکہ نئی زبان میں شائع ہو لیکن جس حقیقت پر میں فائز ہو سکا وہ یہ ہے کہ اس تالیف میں ایک عارف باللہ نے اپنے جذبات کا مرقع پیش کیا ہے۔ اگر اس کو نئی دنیا کی نئی زبان میں پیش کیا جاتا تو میری رائے میں جو حلاوت قدیم اردو کی اس میں پائی جاتی ہے وہ قطعاً زائل ہو جاتی اور نہ وہ لطف باقی رہتا کیونکہ اس کا ہر لفظ تبرک روحانی ہے۔ اس لئے بجنسہٖ شائع کرنا ہی مناسب تصور کیا گیا۔ لہٰذا یہ مرقع سودت بلفظہٖ ہدیۂ ناظرین کرام ہے اور اس کے ہر لفظ ہر فقرہ ہر سطر ہر شعر کی تمام ذمہ داریاں حضرت صاحب قبلہ مؤلف علیہ الرحمۃ پر عائد ہوتی ہیں۔ ذاتی طور پر میں کسی اندراج کا ذمہ دار یا مجیب نہیں ہو سکتا۔ محبت والے مجھ سے پوچھنے سے رہے۔ جو دل محبت سے خالی ہے اس کو نہ جرأت سوال ہو سکتی ہے نہ ہونا چاہیئے کہ ایسا کیوں اور ویسا کیوں لکھا گیا۔

یہ خاص بات ہے کہ ۱۳۲۰ھ کے تیسرے ایڈیشن کے بعد اب ۱۳۵۰ھ میں اس کا چوتھا ایڈیشن کیوں شائع ہو رہا ہے اس قدر مدت مدید میں کیوں انتظام طباعت نہ ہو سکا؟ اس کا جواب مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ اس زمانہ میں پریس کو گوناگوں مالی مشکلات سے سابقہ رہا اور وہ تا ایں دم اپنے سرمایہ سے کتاب مستطاب کی اشاعت کے قابل نہ ہوا مگر میرے سرکار پیر شریعت روحی فداہ کا خاص کرم اور مخصوص تصرف روحانی ہے کہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

کے مصداق سلسلۂ صابریہ فاروقیہ کے قابل فخر شیدائی **جناب سیٹھ اسمعیل قاسم صاحب** صابری فاروقی اور **جناب سیٹھ اسمعیل ابراہیم منصور صاحب** صابری فاروقی ساکنانِ جنوبی افریقہ نے اس خدمت کیلئے خاکسار کو سرمایہ پیش کیا جس سے کتاب مستطاب شائع ہو رہی ہے۔ ان دونوں مخلصین جماعت نے اللہ عزوجل ان کو اپنی رحمت خاص سے سرفرازیاں بخشے۔ ایک تو یہ خدمت کی دوسری یہ قابلِ رشک سعادت

ان کے حصوں میں آئی کہ انہوں نے خاکسار کو اجازت دی کہ اس کتاب مستطاب کے جو منافع ہو وہ ہمارے آقائے طریقت قبلۂ حاجات و کعبۂ مرادات تاج الاصفیا رئیس الفقرا مرشدِ معرفت ہادیٔ طریقت حضرت جناب شاہ **محمد فاروق حسن صاحب** صابری چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ صابریہ فاروقیہ اور اُس کے مدرسہ رفعت القرآن کے عروج و ارتقا کے مستحسن مقاصد پر خرچ کیا جانے میں اس حب طریقت اور جذبۂ عقیدت سے نہایت مسرور ہو کر اُن کی طول حیات و ترقیات ظاہری و باطنی کیلئے اپنے تمام اوقات میں دعائے خیر کرتا ہوں اور امید ہے کہ حضور پُر نور مخدوم عالم دو عالمیان حضرت سیدنا مخدوم **علاء الدین علی احمد صابر صاحب** کلیری رضی اللہ عنہ کے تمام حلقہ بگوش اِن دونوں باخبر شیدایانِ طریقت کیلئے سب جگہ دعائے خیر کریں گے یہ دونوں محبانِ طریقت اس لئے سب سے زیادہ مستحق دعائے خیر و برکت ہیں کہ خود تو ہیں جنوبی افریقہ میں اور اظہارِ محبت کر رہے ہیں رامپور کے ایک شیخ طریقت سے۔ ایسے کتنے ہیں سچی عقیدت ورنہ دنیا تو اب نام و نمود پر مٹ رہی ہے اور خیرات صدقات بھی واہ واہ کے موقعوں پر پیش کئے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اُن کی بے مثل بے نظیر محبت کا اعتراف ہمارا ہر ایک بھائی کرے اور ان کا مبارک نیک چرچا ہمارے ہر بھائی کے گھر میں ہو۔ اور ہماری جماعت کا ہر بھائی اِن مخلصوں کی عقیدت مندانہ زندگی سے سبق حاصل کرے۔ میں اس دعا پر اپنے التماس کو ختم کرتا ہوں کہ اسوقت اس کار خیر کے زندہ کرنے والے برادرانِ ممدوحین بالا کے ساتھ ساتھ خدائے کریم اجر جزیل دے میرے حقیقی چھوٹے بھائی منشی **محمد صابر حسن صاحب** چشتی قادری اور برخوردار منشی **اخلاق حسن خاں صاحب رزمی فاروقی** مالک نفیس پریس رامپور کو جنہوں نے شبانہ روز کی مساعی جمیلہ سے اس خدمت طریقت میں میرا ہاتھ بٹایا۔ ورنہ مجھ ناتواں کے لئے مشکل تھا کہ اس خدمت کو قابلِ اطمینان طریقہ سے انجام دے سکتا۔

۱۷ ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۳۵۷ھ
یوم جمعہ

سگِ بارگاہِ حضور صابریہ :—

فضل حسن صابری فاروقی

فہرست مضامین کتاب حقیقتِ گلزارِ صابری

تقریظ کتاب مستطاب از رشحاتِ اقلام محمد فاروق حسن صاحب کفش بردار حضرت مصنف علیہ الرحمۃ

حمد زیبا ہے اس ذاتِ تقدس آیات حضرت احدیت صرفہ کو جس نے مرتبہ وجوب میں اپنی ذاتِ مقدس کو برزخِ لا میں مخفی فرما کر تمام شیونات کو ہست فرمایا اور ہر صورت سے ہر صورت میں وہ بے صورت جلوہ پیرا ہوا چنانچہ حضرت ہادی برحق فرماتے ہیں ؎

یہ شیونات حدوثی بے شمار | ہے اسی شاہِ قدم کی جلوہ دار
آپ اپنے حسن کا مست شراب | آپ اپنے حسن کا شعلہ تباب
جس طرف دیکھو اسی کا نور ہے | زید و عمر و بکر اسی کا طور ہے
آپ واجب آپ ہی ممکن ہوا | آپ ظاہر آپ ہی باطن ہوا
آپ طالب آپ ہی مطلوب ہے | آپ غالب آپ ہی مغلوب ہے
غیب سے آیا بدرگاہ شہود | وہ تجلی بخش سلطان وجود

الغرض جو کچھ کہ آتا ہے نظر
سب اسی کے نور سے ہے جلوہ گر

اور نعت شایاں ہے حضرت محبوب الٰہ معشوق خدا شہنشاہ دوسرا سرور انبیا حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مرتبہ حضرت وحدت میں بصفات معشوقی خلعت محبوبی پہن کر عالم ارواح میں رب الارواح ہوئے

اور عالم ناسوت میں رونق افروز ہو کر اس ذات مظہر آیات نے انا من نور اللہ کخلق کلھم من نوری۔
کا مژدہ سنایا جن عشاق شیدا نے اس مژدہ کو سن کر از روئے باطن علم حقیقت آپ کو سمجھا اور پوچھا انہوں نے بمراتب عروجی مرتبہ وحدت میں عین اللہ حاصل کیا اور جنھوں نے مرتبہ شریعت سے آپ کو وجود مقدس ظاہری کو دیکھا انہوں نے بمرتبہ رسالت حضرت جناب پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پایا چنانچہ عالم ناسوت میں جب آپ پر عروج جذبہ ساذج ہوتا تو
لی مع اللہ وقت
کا نغمہ سناتے اور جب نزول عبدیت خاص کا علم ہوتا تو
عبدہٗ ورسولہٗ
ارشاد فرماتے اس محل پر حضرت ہادی مطلق کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں۔ ؎

لی مع اللہ بھی انہیں کا حال تھا	ما عبدنا بھی انہیں کا قال تھا
گرچہ احمد آشکارا ہے حسن	لیکن احمد کا سمجھنا ہے کٹھن
حضرت احمد ظہور ذات حق	حضرت احمد میں کل آیات حق
نور احمد گر نہ ہوتا جلوہ گر	کون دیتا حضرت حق کی خبر
غیر احمد کون ہے کونین میں	بے محمد کون ہے دارین میں
یہ جو دیکھو ہو گلستان ظہور	احمد مرسل کے جلوہ کا ہے نور
دانش احمد ہے دانست خدا	علم مرشد کل ہے علم مصطفےٰ

اور مدح لائق ہے جمیع حضرات صحابہ کرام و اولیائے عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جنھوں نے خلعت روحانی پہن کر مرتبہ حضرت واحدیت میں شرف پایا قسم قسم کی خوبیوں اور طرح طرح کی تجلیوں سے جلوہ دکھایا علی الخصوص اپنے مرشد برحق ہادی مطلق رونق شریعت افتخار طریقت ماہر حقیقت واقف معرفت

حدیقۂ اسرار احدیت گلدستۂ چمن وحدت نو بہار. باغ واحدیت نونہال گلزار ہویت گلبن شاخسار صمدیت حضرت مولائی مرشدی ملجائی و ماوائی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم شاہ محمد حسن صاحب صابری صاحب حق علو العزم و المرتبہ شہنشاہ ولایت مجدد الوقت معشوق الٰہی دام فیضہ و برکاتہ کی خوبیوں اور تجلیوں کی مدح سرائی و شکر گذاری اس سگ دنیا شجرۂ نجیبۂ کفش بردار کمترین زمن محمد فاروق حسن حسنی پر فرض ہے کہ اس آیات عجیبۂ مظہر اسرار الٰہیہ نے اس سگ دنیا کو اپنی غلامی میں شرف بخشا اور ہر مراتب ذاتیہ سرمدیہ سے بمقدار ظرف آگاہ کیا اگر اس شکر گزاری میں ہر بن مو ہزار ہزار منہ بنا کر مدح سرائی اور قلم فرسائی کریں تو کبھی اس مصدر فیوض وحدت کا حق شکر ادا نہ ہو، مگر چونکہ حوصلہ پست ہمت قاصر ہے۔

اس لیے مختصر گزارش ہے کہ حضرت خلاق عالم نے اپنی مخلوق کا تمام انتظام حیات و ممات اٹھائیس حرف ابجد پر منحصر رکھا ہے۔ یہ اٹھائیس ہی حروف ایک اللہ واحد سے نکلے اور انہیں اٹھائیس حروف میں اللہ واحد ہیں اور انہیں اٹھائیس حروف میں زمین آسمان عرش و کرسی لوح و قلم ملائکہ جلالی و جمالی جن و انس و حوش و طیور ہیں اور یہی اٹھائیس حروف روز و دورۂ قمر کے لیے بحکمت عجیبہ و اسرار غریبہ مقرر فرماتے ہیں۔

المختصر اس ذات تبارک و تعالےٰ نے اپنی صفات لا تعدو لا تحصٰے کو انھیں اٹھائیس حرفوں پر تقسیم فرما کر اٹھائیس مخصوص ملائکہ ان پر منتظم مقرر فرماتے ہیں اور اٹھائیس ہی اپنے اسماء صفاتی کو منجملہ نو د و نہ اسماء الحسنیٰ کے کفائے مہمات باطنی ٹھہرا کر حصول عرفاں کے واسطے عارفوں کو ان کا علم دیا اس موقع پر یہ کفش بردار اٹھائیس صفات

اجمالیہ جو اٹھائیس حروف سے مشتق ہیں اپنے ہادی برحق کے ذیل میں لکھتا ہے
لیکن جس طرح اس کی ذات لا تعد و لاتحصٰے ہے اسی طرح اس کی صفات بھی
لاتمناہی ہیں اگر اس کی صفات لاتمناہی بلحاظ ہر ہر حرف کے مشرح ترقیم کی
جائیں تو ان اٹھائیس حروف سے ہزاروں صفاتیں نکلتی ہیں مگر نہ اس قدر کاغذ میں
گنجائش ہے نہ بیان میں وسعت ہے جو اس ذات والاصفات کی صفات غیر متناہی
قلم بند کروں۔ اس لیے تفصیل کو قلم انداز کر کے اجمالی اٹھائیس صفاتیں (جو اٹھائیس حروف
کے متعلق اور اس ذات وحدۃ الوجود کی صفات لا تعد و لاتحصٰی سے مشتق ہیں)
میرے ہادی برحق کی صورت سے ظاہر و ہویدا ہیں قلم بند کرتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔

الفؐ سے احدیت صرفہ کا پہچاننا
بؐ سے باطن کو ظاہر پر ترقی دینا
ج سے جہاد نفس کرنا اور جام وحدت پینا
دؐ سے دل کو ماسوی اللہ سے پاک رکھنا اور دال سے مدلول کو دور روحی میں پہچاننا
ہؐ سے ہدایت کرنا وؐ سے وحدت میں فنا و بقا حاصل کرنا ولایت خمسہ میں
زؐ سے زور نفس کا دقوف رکھنا
حؐ حلول ذاتی کا شیونات میں شہود دیکھنا
طؐ سے طمع نفسی کو باز رکھنا
یؐ سے یاد رکھنا یار کا ہر صورت میں جلوہ دیکھنا
کؐ سے کیفیت اور کشف ذاتی رکھنا
لؐ سے لا الہ الا اللہ کے معنی پر نظر رکھنا
مؐ سے مرتبہ مرشد کے مراتبات ثلاثہ میں فانی ہونا
نؐ نفی اپنی کر کے نبوت اور ولایت کی سیروں میں مصروف رہنا

س[15] سرِ الٰہی کا مخفی رکھنا اور سر درِ ذاتی کا حاصل کرنا۔
ع[16] سے عین میں عروج و نزول ہر ہر مراتب سے واقف رہنا۔
ف[17] سے فانی مطلق ہونا اور فنا و بقا کا سبق یاد رکھنا۔
ص[18] سے صلاحیتِ نفس کر کے صحو و سکر میں مشغول ہونا۔
ق[19] سے قربِ ذاتی کا فیض و بسط میں تمیز رکھنا۔
ر[20] سے ربوبیت حاصل کر کے رابطہ ذاتی میں وصل رکھنا۔
ش[21] سے شہودی توحید کے مشرب کا برتاؤ کرنا۔
ت[22] سے تمیزِ ذاتی اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہنا۔
ث[23] سے ثابت قدم رہنا طمع اور تکلیف اور امتحان بلا میں۔
خ[24] سے خصوصیت ذاتی دیکھ کر خلق میں طریقت شائع کرنا۔
ذ[25] سے ذلیل رکھنا دنیا میں نفس کو اور مطمئن کرنا ذکر روحی کو۔
ض[26] سے ضلالت کی راہ سے خلق اللہ کو بچانا۔
ظ[27] ظلمِ نفس سے روح کو علیحدہ کر لینا بوسیلۂ واحدیت۔
غ[28] سے غرورِ نفس سے باز رہنا میرے ہی ہادیٔ برحق کا کام ہے اور علاوہ ان اٹھائیس صفات کے ہر ہر حرف کے متعلق اس لاتعد و لاتحصٰے بے شمار صفتیں اپنے مرشدِ برحق کی اس محل پر لکھنے کو شوق چاہتا ہے مگر طوالت کی نظر سے گریز کر کے صرف حرف ت کے متعلق جو اٹھائیس صفاتیں اجمالی میرے ہادیٔ مطلق میں موجود ہیں، وہ بیان کرتا ہوں۔

اوّل تعشق خدا تعلق مصطفٰے تضرع و زاری بجنابِ باری تمام شب کی بیداری ترک ماسوی اللہ۔ توکلت علی اللہ تحصیل سیر الی اللہ و فی اللہ و مع اللہ و من اللہ تعلیم و ہدایت حسبتاً للہ۔ تقریر نرم زبانی و شیریں کلامی سے فرمانا میرے

ری ہادیٔ برحق کا خاصہ ہے ۔

دوم : توحیدِ شہودی ۔توحیدِ وجودی ۔تشبیہ ساطعہ ۔تنزیہ لامعہ ۔ تصوفِ صوفیہ ۔تصحیحۂ کاملہ ۔تعبیر رویائے صادقہ و کاذبہ و امثال متصلہ و منفصلہ ۔تعریف ولایت و نبوّت ۔تفسیرِ قرآنی ۔تکثیر نقوشِ روحانی کا سمجھا دینا میرے ہی ہادیٔ برحق کا کام ہے ۔

سوم : تمغۂ صابری ۔تلطیف احمدی ۔تحقیق کی حرص ہر احکام میں تنقیح کی تلاش ہر احوال میں تواضع کا جوش بلا تفریق ہر فریق سے ۔تبسّم میں خوش پیشانی ۔تقدیم سلام میں فرمائی ۔تصنیف و تالیف کا کام ترقیم احوال کاملین کا اہتمام فرمانا حضرت قبلۂ عالم پر زیبا ہے اور ان اٹھائیس صفات اجمالی کا ظہور آپ کے ذات خجستہ آیات سے ہویدا ہے ۔

ایّہا الناظرین ان اٹھائیس صفاتِ اجمالی میں سے ایک صفت تصنیف و تالیف کی ہے جس میں خورد و کلاں اٹھائیس ہی نادر الوجود اور عدیم المثال کتابیں آپ نے تصنیف و تالیف فرمائی ہیں ۔حق یہ ہے کہ ہر ایک کتاب لاجواب ہے اور جو ان میں گہر ریزی فرمائی ہے وہ محض جوشِ رحمت ہے ۔اگر تصنیف و تالیف کی تفصیل کی جائے تو یہ تقریظ نہ رہے ایک ضخیم کتاب ہو جائے ۔لہذا تفصیل سے گریز کر کے اختصاراً کتب مصنّفہ و مؤلّفہ حضرت قبلۂ عالم کے نام اور کسی قدر انکا بیان ذیل میں لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں تفصیل اسمار کتب تصنیف و تالیف حضرت ہادی برحق بقاعدہ حروفِ ابجد ۔

احدیّت الواحدیت — یہ حضرت ہادی برحق کا مکتوب نطاب اس کا پورا پورا حال قابل اظہار عام نہیں ہے ۔جس طرح ادبہ سے حضرات اولو العزم والمرتبہ اپنے مکاتیب مخفی رکھتے چلے آئے ہیں اسی طرح یہ بھی پوشیدہ ہے ۔

اسرار محمدی — یہ حروف مقطعات کی شرح ہے بڑی شرح و بسط کے ساتھ فارسی زبان میں حضرت قبلۂ عالم نے تحریر فرمائی ہے خوبی

اس کی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے حق تو یہ ہے کہ اس اسرار الٰہیہ کا انکشاف کرنا ہمارے ہادی برحق کا حصہ ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے جو بڑے عالم جمیع علوم کے تھے حروف مقطعات کی شرح میں صرف چار ورق تحریر فرماتے ہیں اور اسرار محمدی کے ۲۷۹ صفحے ہیں جو فی الحقیقت ایک آیات عجیبہ اور لطیفہ غیبی ہے علاوہ شرح حروف مقطعات کے ضمناً ولایت و نبوت کے عمدہ طور پر بحث کی گئی ہے اور اس کے ثبوت میں آیات قرآنی اور احادیث مقدس و اقوال و احوال حضرات پیران عظام علو العزم والمرتبہ کے نہایت موزوں و برجستہ تقسیم فرماتے ہیں سایہ جسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ہونے کا باعث اور نور محمدی کا بیان از ازل تا ابد اور نقل عرفان الٰہی اور مراتبات نبوت و ولایت ظہور آدم علیہ السلام سے نفخ صور تک بڑی تحقیق اور ثبوت کے ساتھ لکھا ہے اور یہ نسخہ عجیبہ قابل دید ہے . مگر ابھی چھپا نہیں ہے .

اسرار واحدیت اس مختصر رسالہ میں حضرت قبلۂ عالم صاحب نے کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت کے معنی بزبان فارسی تحریر فرماتے ہیں اور ارباب ظاہر و باطن دونوں کے سمجھنے کی رعایت رکھی ہے تاکہ اہل ظاہر و اہل باطن دونوں مذاق اٹھائیں اور آخر میں اس کے بنظر مفاد خلق اللہ دسترخوان قادری کی ترکیب و اجازت بھی لکھ دی ہے تاکہ اس سے ہر ایک متنفس مقاصد دارین حاصل کرے یہ رسالہ مطبع دبدبہ سکندری رام پور میں طبع ہوا ہے .

بیان حقیقت محمدی جس کی ضخامت قریب ۱۲ جزو کے ہے اس میں حضرت مرشد برحق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا بیان زبان اردو میں تحریر فرمایا ہے تمام بیان از یوم ولادت تا دم وصال ذات احدیت روز روز مہینے مہینے سال سال کا نہایت کشرح و بسط کے ساتھ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تصانیف ظاہری و باطنی

سے لکھا ہے جو غالباً ناظرین کے کان ان احوال عجیبہ سے ہرگز ہرگز واقف نہ ہوئے ہوں گے وہ میرے ہادی برحق نے محض ہم غلاموں کی خاطر بامر سرپرستی کنز مخفی سے بازار شہود میں مشہود فرمائے ہیں جو ہر مہینے کے تیرھویں تاریخ کو مطبع دبدبہ سکندری میں محفل ہوتی ہے اس میں یہ بیان معجز نشان پڑھے جاتے ہیں۔

بیان رجعت حرز سیف اللہ | یہ رسالہ زبان اردو حرز مرتضوی شریف کی رجعتوں کی تفصیل میں ہے کہ خلق اللہ جو اس حرز شریف کو بلا اجازت اور غیر مرفوع اجازت تلاوت کرتی ہے اور اس سے باعث اس قدر رجعتیں پیدا ہوتی ہیں اور قاری حرز مرتضوی شریف ان کو رجعت نہیں جانتے۔

باطن العروج | یہ مختصر رسالہ فارسی زبان میں ہے اور ہر چہار سیر الی اللہ و فی اللہ و مع اللہ و من اللہ کی اس میں تشریح و تفصیل کی گئی ہے کیوں کہ جب تک ان چاروں سیروں سے وقوف نہ ہوگا خدا کا راستہ اس کو نہ ملے گا۔

دیوان محمدی | نعت شریف میں ہے کلام پُر معنی با مذاق ہے پندرہ جز کی ضخامت ہے۔

وحدت الشہود | یہ رسالہ فارسی میں ہے اور واقع معراج شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت مذاق سے حضرت ہادی برحق نے سمجھایا ہے گویا نقشہ اس واقعہ کا کھینچ دیا ہے۔ جس عنوان سے اس کو بیان کیا ہے جملہ حضرات اساتذہ اولیائے عظام کے مشرب کے مطابق ہے اور آیت و حدیث کو جو اس بارہ میں وارد ہیں نقل کیا ہے اور بعض اصطلاحات صوفیہ بھی ضمناً بیان کی گئی ہیں۔

حقیقت گلزار صابری | اس مبارک کتاب کی تعریف اس محل پر بے محل ہے ناظرین کے معائنہ میں موجود

ہے لیکن اس قدر ضرور کہا جائے گا کہ اس کا تالیف فرمانا اور مشتہر کرنا صانع ازل نے ازل سے میرے ہادی برحق کا حصہ موضوع کیا تھا چنانچہ مرتبہ شہود میں حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود للعالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا و مرشدنا حضرت امیر دو جہاں قدس سرہ تک ہر ایک شیخ وقت علو العزم و المرتبہ میرے پیشوا ہادی مطلق کی نسبت پیش خبری دیتے چلے آتے تھے کہ وہ اس حال فرحت مآل حضرت بادشاہِ دو جہاں مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث ہند کو مشتہر کریں گے چنانچہ بموجب پیش خبری متواترہ کے میرے ہادی برحق نے بائیس برس کی محنت و تلاش میں تین سو مکاتیب نطاب سے اس حال کو اخذ کر کے بنا بر انطباع مطبع دبدبہ سکندری میں دیا مولوی محمد حسن خاں صاحب مالک مطبع اور محمد حسین خان اخی عزیز مہتمم مطبع نے کمال حسن عقیدت سے اس کا چھاپنا شروع کیا ہنگام انطباع میرے برادر طریقت سعید ازلی میاں محمد رفیق حسن شاہ قلندر نے عالم ارواح میں دیکھا کہ اس مرتبہ میں اس کتاب مستطاب کے چھپنے سے کمال خوشی ہو رہی ہے اور تمام حضرات خواجگان چشت اس کے معائنہ کو تشریف لائے ہیں المختصر اس احوال متبرکہ کا زمانہ حضرت ہادی برحق میں اشاعت پانا ہم عقیدت مندوں کے لیے موجب کمال فخر و سعادت کا ہے کہ اکثر اکابرین طریقت نے اس احوال فرحت مآل کی تلاوت کے باعث پایۂ عالی پایا ہے چنانچہ حضرت قطب عالم صاحب کی روایت سے ناظرین کو واضح ہوگا کہ اُن کی تلاوت کے فضائل میں کیا تحریر فرماتے ہیں۔

فضائل تلاوت حقیقت گلزار صابری

حضرت مشکلکشا صاحب گنگوہی بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین رحمۃ اللہ علیہ اپنی مکتوب نطاب تحفۃ الوحدت میں بصد افسوس تحریر فرماتے ہیں کہ افسوس صد افسوس

اس فقیر صابری کے زمانہ میں صفات ظاہر کا ظہور ہے جس میں حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث ہند کا احوال فرحت مآل ظاہر نہیں کر سکتا مگر بہ اتباع پیران عظام کہ وہ اس احوال پیش خبری وغیرہ کو مندرجہ ذیل تو تاریخوں میں پڑھا کرتے تھے میں بھی تنہا تلاوت کر لیتا ہوں جس کے باعث باطن میں جو عروج پاتا ہوں وہ خارج از بیان ہے لیکن مژدہ تحریر کرتا ہوں آئندہ عارفین و کاملین مرفوع الاجازت کے لیے جن کا ظہور زمانہ صفات باطن میں ہونے والا ہے زہے بخت ان کے کہ وہ ان تاریخوں میں ظاہر کے مرتبہ میں محفلیں ترتیب دے کر اس بیان معجز نشان کی تلاوت کیا کریں گے اور خلق اللہ کو اس سے مستفیض کریں گے توحید شہودی اور وجودی کا مذاق اٹھائیں گے برزخ جلالی اور جمالی کا ارتباط پڑھا کر ذات محبت میں فنائے تامہ حاصل کریں گے اور علاوہ بریں جو شخص کہ یہ نو محفلیں مع ختم و شیرینی تمام احوال کے تین ماہ متواتر کرے گا اگر خدا کا طالب ہو گا تو واصل ذات ہو گا دین چاہے گا تو عقبیٰ بخیر ہو جائے گی دنیا مردار کا خواستگار ہو گا تو وافر ہاتھ آئے گی لیکن قلب سلیم اور طلب صادق ہونا ضروری ہے اور وہ نو تاریخیں یہ ہیں۔ پانچویں محرم چھٹی رجب دسویں جمادی الآخر گیارہویں تیرھویں چودھویں ربیع الاول پندرھویں جمادی الآخر سترھویں ربیع الآخر تئیسویں جمادی الآخر

گنجِ عدس یہ رسالہ اردو زبان میں ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد امجاد و حضرات حسنین و صحابہ کرام کی علامت آسمان پر موجود ہونے قول مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ترقیم فرمائی ہے۔ یہ رسالہ قابل دید ہے۔

گنجینہ وحدت اس میں مختصر رسالے تعلیم و ہدایت باطنی بزبان فارسی ہیں۔

کتاب شجرات اس میں صرف اسماء مبارک حضرات پیران عظام جو چار پیر چودہ خانوادوں سے مشتق ہیں۔ مکاتیب نطاب یعنی کتب سے باسناد معتبر بطور شجرات تالیف فرمائی ہیں ۲۰ جز حجم ہے۔

لب الحیوانات زبان فارسی ہے حیوانات کی گفتگو کو سمجھایا گیا ہے کہ وہ اس رمز و کنایہ سے باتیں کرتے ہیں۔ اور ان کی اجسام کے خواص بھی تحریر فرمائے ہیں۔

مثنوی وجود با شہود ہوالاول ہوالآخر ہوالظاہر ہوالباطن کی شرح بزبان فارسی منظوم فرمائی ہے عارفوں کے واسطے حرز جان ہے۔

مثال نکات صوفیہ فارسی زبان میں نکات صوفیہ تحریر فرمائے ہیں ہر شے سے معرفت الٰہی سمجھائی گئی ہے۔

معرفت حقائق الحقیقۃ قرآن مجید سے معرفت اور شوق الٰہی اور مذمت و بے ثباتی دنیا وغیرہ وغیرہ کی آیات انتخاب کر کے اس کی تفسیر اردو میں تحریر فرمائی ہے کتاب ضخیم قابل دید ہر مسلمان ہے۔

مولد شریف صابری یہ بالکل نظم ہے اور مطابق بیان حقیقت گلزار صابری ہے اور نظم نہایت موزوں و دلکش عشاق کو وجد میں لاتی ہے۔ عارفوں کے سرور و حدت کو جوش دلاتی ہے۔

نکات و تعلیمات حسنیہ اس میں آیات جمع کی ہیں جو بطور نمونہ تصانیف و تالیف حضرت قبلہ عالم کتاب ہذا کے آخر میں ناظرین معائنہ کریں گے۔

نگار وحدت | یہ حضرت قبلہ عالم کا دوسرا دیوان اردو ہے اس میں غزلیات نعت و توحید ۲۰۰ غزل کی ہے کلام دل چسپ ہے جو بوقت خواندن نغمہ الست یاد دلاتا ہے۔

رسالہ برزخیہ وجدانی | اردو میں ہے جو حضرت مولائے دوجہاں نے شغل سیاہیہ اور حبس کبیر تین سال برزخ صغریٰ میں رونق افروز ہو کر وجدانی کیفیت کے نزول میں تحریر فرمایا ہے۔ جو عارفوں کا قرآن اور موحدوں کا ایمان ہے بنظر ہدایت خلق اللہ کتاب ہذا کے بعد ناظرین کے معائنہ میں آئے گا۔

رسالہ برزخیہ روحی | یہ رسالہ حضرت صاحب نے بالکل نظم میں ترقیم فرمایا ہے اور وہ مخصوص ہے۔

رسالہ تکثیر الشیونات | تعویذ و نقوش کے قواعد و ضوابط میں یہ رسالہ اکسیر اعظم ہے بڑی محنت سے حضرت امام جعفر صادق صاحب کے مکتوب نطاب کشف الغیوب سے انتخاب کیا ہے۔

شجرہ حقیقتہ | اس کتاب میں ۲۳۹ شجرات مکاتیب نطاب یعنی کتاب سے منتخب فرما کر حضرت ہادی برحق نے اپنے اسم مبارک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر شجرہ میں حرف اسماءِ مبارک حضرات پیرانِ عظام قلم بند فرمائے ہیں یہ کتاب ۲۹ جزو کی ضخیم ہے۔

تاریخ آئینہ تصوف | یہ تاریخ متضمن احوال حضرات پیران عظام چھتیس برس کی محنت میں حضرت صاحب قبلہ عالم نے بشرکت بہت سے خدام کے تالیف فرمائی ہے اور ہر بزرگ کا حال اس طرح نقشہ میں بھرا ہے جس کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے

کہ دریا کوزہ میں بند کیا ہے۔

نام بزرگ	ولادت	خلافت	وفات	کیفیت
حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ	تاریخ یکم ماہ رمضان المبارک ۴۷۱ھ میں شب جمعہ کو تہجد کے وقت شہر گیلان میں آپ پیدا ہوئے راوی اس روایت کے سید ابو صالح صاحب والد ماجد آپکے بحوالہ مکتوب زبدۃ الحقیقۃ اور یہی حال تاریخ ظہرت نامہ میں بھی مندرج ہے۔	تاریخ ۱ ماہ ربیع الثانی ۵۲۱ھ میں جمعہ کے روز بعد نماز چاشت کے برج عجمی جامع مسجد میں بہ بیعت امامت و حوالت خلافت کی حضرت شاہ شیخ ابو سعید مبارک ابن علی مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے مشرف ہوئے اور اس حال کے پندرہ حضرات راوی ہیں اور یہ حال کتاب خلافت اور ظہرت نامہ اور مکتوب بحر النبوت میں تحریر ہے	تاریخ ۱۱ ماہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ میں جمعہ کے دن قبل نماز جمعہ بعد نماز اشراق میں آپنے وفات پائی مزار مبارک آپکا بغداد شریف میں ہے بحوالہ مکتوب آپ کا کہ بنام ابو محمد ہے راوی اس روایت کے معتبر ہیں شاہ دولہ صاحب مصنف تحفۃ الارواح صاحبزادہ عبد الوہاب صاحب مصنف مکتوب حضور بالودود شاہ ابو القاسم گرگامی صاحب مصنف ظہرت نامہ۔	خلیفہ آپکے دس تھے لیکن سب اکبر آپکے تھا لہ دو صاحب تکمیلی میں دو خلیفہ اصغر ہیں اور آٹھ صاحب مجاز ہوئے ردھی بیعت آپ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مع چار صحابہ کرام اور تمامی حضرات کاملین خاندان جنیدیہ سے حاصل ہوئی خوارق آپ سے تین ہزار ایک سو پندرہ خفی و جلی صادر ہوئے جنکی تفصیل مندرجہ مکتوب ہے

اس انتظام کی پابندی سے ہر سلسلہ مرفوع کو حضرت ہادی برحق نے اپنے
نام نامی سے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی تک لکھا
ہے اور جیسی تاریخیں اس انتظام کے خلاف دریافت ہوئیں وہ سلاسل چھوڑ دیئے
گئے چنانچہ تعداد کل سلاسل جس تعداد سے وہ خاندان جاری ہیں اور تعداد سلاسل
جن کے نام صرف شجرہ حقیقتہ میں لکھے گئے ہیں وہ اس نقشہ سے واضح ہو گی۔
جن کی تفصیل تاریخ آئینہ تصوف میں قلم بند کی گئی ہے اور تعداد سلاسل

نام خاندان	تعداد کل جس تعداد سے وہ خاندان جاری ہیں	تعداد سلاسل جن کی تفصیل تاریخ آئینہ تصوف میں لکھی گئی	تعداد جن کے صرف اسمائے شجرہ حقیقتہ میں لکھے گئے
سلاسل گرگامیہ قربیہ	۳	۳	۳
سلاسل صابریہ چشتیہ	۴۱	۹	۳۲
سلاسل قادریہ	۱۸	۱۸	۱۸
سلاسل نظامیہ چشتیہ	۲۲	۱۱	۱۱
سلاسل قلندریہ	۱۵	۱۱	۱۴
سلاسل مداریہ	۱۱	۲	۹
سلاسل نقشبندیہ	۱۴	۱۴	۱۴
سلاسل سہروردیہ	۱۸	۱۰	۸
سلاسل الشیہ	۹	۴	۵
سلاسل ادبیہ	۷	۲	۵
سلاسل شطاریہ	۷	۲	۵
سلاسل کمیلیہ	۱۳	۸	۵
سلاسل عثمانیہ یعنی اجازت قرآن مجید	۹	۳	۶
سلاسل انبیاء علیہم السلام	۱۴	۵	۹

متفرقات سلاسل، روح جذبیہ۔ دوازدہ امام۔ عطاریہ۔ کرخیہ۔ تبریزیہ۔ رسول شاہی ازادیہ۔ شیرازیہ۔ حریریہ۔ سعدیہ۔ خضرویہ۔ نوریہ۔ حلاجیہ طاؤسیہ۔ قشیریہ۔ حمویہ۔ جامیہ۔ رفائیہ۔ رفاعیہ۔ طیفوریہ۔ معزبیہ لیسویہ۔ بکتاشیہ۔ بدویہ۔ رسوقیہ۔ بدریہ۔ خوارزمیہ۔ شاذلیہ۔ منوریہ۔ زاہدیہ علویہ۔ جلالیہ۔ صفویہ۔ علویہ۔ سہروردیہ۔ اور ہر چہار سلسلہ اجازت احادیث شریف یہاں تک کل حضرات کا حال بموجب نقشہ مرقومہ اوّل کے لکھا گیا ہے اور اس کے بعد حضرات اولیائے کرام متفرقین غیر سلاسل جو شمار اً ۲۱۰ حضرات اور ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ اور اولاد امجاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھ اور عورات عارفہ ۴۴۔ اور اٹھارہ حضرات منتظم ہیژدہ ہزار عالم جن کا احوال آیات عجیبہ سے ہے اور حضرات مجازیب مادر زاد ۴۹ اور حضرات شہدائے کربلا ۳، تن (اور یزید پلید کی فوج کی تعداد) اور نسب نامجات ہر چہار خلفائے راشدین اور حضرات خواجہ غریب نواز اور حضرت خواجہ قطب صاحب اور حضرت بابا صاحب اور حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم صاحب اور حضرت محبوب الٰہی صاحب اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب ردولوی اور حضرت شیخ احمد سرہندی صاحب مجدد الف ثانی اور حضرت امیرِ دوجہاں اور حضرت ہادی برحق کے لکھے گئے ہیں لیکن آنحضرت کے حالات صرف ولادت اور وفات بموجب تشریح نقشہ کے مندرج کیے گئے ہیں الحق یہ تاریخ آیات عجیبہ جو ۱۳ جز قلم خفی صفحہ کلاں میں تحریر ہے اور نہایت صحت و کوشش سے اس کو حضرت صاحب نے قلم بند فرمایا ہے۔ اور ۱۳ برس کی سیاحت میں جمیع اولیاء اللہ کے مزارات پر تشریف لے جا کر تجدید اً اور ان سے روحی ملاقات فرما کر جو امور تحقیق طلب تھے ان کی تصحیح و اصلاح فرمائی خدا نے چاہا تو یہ تاریخ عدیم النظیر بدیع المثال عنقریب کسوت انطباع پہن کر جلوہ افزائی مجلس مشتاقین ہوگی۔

تشریح البیعت | اس رسالہ میں حضرت مولانے دو جہاں نے بیعت کے قواعد اور اس کی تشریح و تفصیل ازقام فرمائی ہے حجم گیارہ جزء ہے۔

خزینہ احوال الغیوب | اس کتاب میں مختلف احوال حضرت قبلۂ عالم نے جمع کیے ہیں ہر حال جا لِ عجیب ہے اور ہر بیان معجز نشان ہے۔

خمخانہ وحدت | یہ تیسرا دیوان حضرت ہادی برحق کا فارسی میں ہے اردو دیوان سے اس میں زیادہ کچھ اور ہی مذاق ہے۔

غزل بمدح حضرت الحق ہادی برحق دام فیضہم

تو مجدد ہے زمانہ کا تیرا راج ہے آج
تیری اُلفت نے بنایا مجھے سرتاج ہے آج

تجھ کو احدیت صرفہ میں عروج حاصل ہے
اور وحدت کی بھی حاصل تجھے معراج ہے آج

رونقِ بزم ولایت ہے شہا آپ کا دم
اور گروہ صوفیہ کا بھی سرتاج ہے آج

نفس و شیطاں مجھے دھوکے میں پھنساتے ہیں شہا
تجھ سے فریاد مری حسبِ مناسب مراج ہے آج

بن تمہارے نظر آتا ہے زمانہ سونا
آپ کی چشم عنایت کا یہ محتاج ہے آج

روز محشر کو لیے آنکھوں پہ تری نعلین
اور کہتا پھروں لو گو یہ مرا تاج ہے آج

نفس کے پھندوں سے خادم کو بچا لو مولا
آپ کے قبضۂ قدرت میں مری لاج ہے آج

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

حضرت مخدوم مخدوم جہاں غوث اعظم قطب الاقطاب زماں

حمد اس ذات صانعِ ذوالجلال کو ثابت ہے کہ جس نے عالمِ وجود میں اپنی صفات کو ساتھ انوارِ ذاتی بحکم وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ کے مرصع اور مزیّن کر کے عالمِ امکان میں اپنی مخلوق کو ساتھ اولیائے عظام بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ کے زیب و زینت دی ہے اور معبود کہلایا گیا ہے اور نعت اس صفاتِ ذوالجلال کو تحقیق ہے کہ جو عالمِ ارواح میں مسجودِ ملائک ہو کر عالمِ ناسوت میں بحکم وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ وَ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا کے مقصود اور مطلوب ہر ایک نفسِ مقدس کو ٹھہرایا گیا ہے اور مدح لائق ہے اُن انفاس بالاختصاص کو کہ جنہوں نے وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ سُن کر اپنے نفسِ نفیس بالتخصیص کو خلعتِ روحانیت کا موجب ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ کے پہنا کر مرتبہ صفاتِ حقیقی کا حاصل کر کے واصل ذاتِ بحت سے ہو کر مقامِ اعلیٰ علیین شمار کیے گئے ہیں (حدیث اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ لَمُضْغَۃً وَّ فِی الْمُضْغَۃِ فُؤَادٌ وَّ فِی الْفُؤَادِ قَلْبٌ وَّ فِی الْقَلْبِ رُوْحٌ وَّ فِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَّ فِی السِّرِّ خَفِیٌّ وَّ فِی الْخَفِیِّ اَخْفٰی وَ فِی الْاَخْفٰی اَنَا) جب حضرتِ فخرِ کائنات خلاصہ موجودات فخرِ مخلوقات صاحبِ مقامِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مژدہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ کا سُنکر حدیث اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِّنْ نُّوْرِیْ کے نوید طالبانِ دیدار کو بحکم نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کی سنائی اور اپنے آپ اَحْمَدُ بلا میم اور عربٌ بلا عین فرما کر خود ساتھ صورت روحانی اور حقیقتِ معنوی کے باطن میں حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ کے ظاہر ہو کر حدیث لَحْمُکَ لَحْمِیْ وَ دَمُکَ دَمِیْ وَ جِسْمُکَ جِسْمِیْ وَ رُوْحُکَ رُوْحِیْ کی خصوصیت لگا کر برسرِ مجلسِ عام بحکم لَا یَعْرِفُ اللّٰہَ اِلَّآ اَنَا وَعَلِیٌّ وَلَا یَعْرِفُنِیْ اِلَّا اللّٰہُ وَعَلِیٌّ وَلَا یَعْرِفُ عَلِیًّا اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَا سنایا اور مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اور اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ کی تعلیم سلیم سے ہدایت صراطِ مستقیم کی فرما کر حیات النبی کا مرتبہ قدیم اپنی ذاتِ خاص پر منتج کر لیا

اور خطاب وَمَنْ سَلَكَ عَلٰى طَرِيْقِيْ فَهُوَ اٰلِيْ اور لقب عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ
کا نسبت جملہ صحابہ عظام اور اولیائے کرام کے مختص فرما کر طریقہ مرشدی اور مسترشدی اور پیری اور مریدی
کو اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کی ہدایت سے
بحکم وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کے تا یوم القیام جاری کیا اور ہر ایک کو حصہ دولت عرفان وَمَنْ
عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کا بموجب وعدہ وَاللّٰهُ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ کے
علی الدوام عطا فرمایا، منجملہ آں حضرات بابرکات ناہجان مناہج شریعت و سالکان مسالک طریقت
منزل رسیدگان ولایت معرفت عارفان اسرار حقیقت فضیلت یافتگان اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ
نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ خصوصیت داران وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ
يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ تاجداران خلعت وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ
الْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ واقامت
ورزیدگان يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ
خطاب داران وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ منصب یافتگان وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ رہبران منزل فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ پرہیزگاران وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ
لِغَيْرِ اللّٰهِ مشاقان وعدہ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ
خاصان خصوصیت فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ بہرہ مندان يُّؤْتِي
الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ
اُولُوا الْاَلْبَابِ تارکان شوکت وجاہ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ
وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ
ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ کے یہ دو حضرات علالہ
خاندان مصطفوی سلالہ دودمان مرتضوی قدوہ سالکین طریق چشتیہ اسوہ خاصان فریق اتقیا

صدرنشین مجلس لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ
الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا تاجدار محفل إِلَّا الَّذِينَ
تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللّٰهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلّٰهِ فَأُولٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ
اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ماہ سپہر کرامت مہر فلک ہدایت کعبۂ ارباب جہد و ریاضت قبلۂ اصحاب زہد و
رشادت محبوب سبحانی مخدوم امانی برہان الفضلاء سلطان الاولیاء وسیلۂ بار یابان قُلْ إِنْ كُنْتُمْ
تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ خلیفۂ برگزیدگان كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ عنوان طغرائے امامت خاتم اسناد
ولایت امیر بیران قضاء و قدر موجود بصفات رحیمی و قہر افسردہ تاج بخشایان عالم ناسوت شاہنشاہ
قبض کشایان مقام ملکوت افضل الفضلاء أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰئِكَ
هُمُ الْمُهْتَدُونَ اکمل الکملاء وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ باعث عروج
مرتبۂ جبروت موجب حصول درجات لاہوت و ہاہوت ناز فرمائے حضرت وحدت راز افشائے جناب
احدیت یکہ تاز میدان لامکان شہباز بلند پرواز سدرۃ المنتہیٰ عرفان زبدۃ واعظان فَإِنْ تَوَلَّوْا
فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ عمدۂ واقفان لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ معدن
جود و سخا منبع علم و حیاء دستگیر عاصیاں سراپا تقصیر شفاعت خواہ ہر صغیر و کبیر چارہ ساز دردمندان ظاہر و باطن
معاونت پرداز گرفتاران رنج و محن سردار صفوف اصفیاء ہادی گروہ اتقیاء دلیل المتحیرین کفیل الطالبین
نقاوۂ واصلان رب العالمین سجادہ نشین عاشقان خدا بین رہنمائے کاملان باصدق و یقین ہدایت فرمائے
عارفان کاملین شہنشاہ دارین خسرو خسروان کونین یعنی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد
صابر صاحب کلیری ختم الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم الغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ و جناب قطب ربانی
غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی قدس
سرہ العزیز کہ نتیجۂ آفرینش ہیژدہ ہزار عالم کے ہیں ؎

حضرت مخدوم مخدوم جہاں
غوث اعظم قطب الاقطاب زماں

حضرت صابر علی عالی تبار
مظہر شان جلال کردگار

غوث اعظم عارف باللہ ہیں
غوث اعظم مرشد دل خواہ ہیں

کیا ہی ان دونوں میں رنگ آمیز ہے
عطر صورت بوئے معنی ریز ہے

غیب گہہ سے یہ خدا کے دوست ہیں
دونوں یہ آپس میں مغز و پوست ہیں

فیض سے ان کے کھلے گلزار ہیں
فقر سے ان کے بشارت دار ہیں

رنگ دیوان کا گل یک رنگ ہے
راز ان کا آتش یک سنگ ہے

نسبت بیرنگی ذات وحید
ان کی نسبت سے ٹپکتی ہے مزید

ہیں یہ دو سر الٰہی کے ظہور
ہیں یہ دو نور نبی کے شمع نور

گلشن توحید کے گل چیں ہیں یہ
گلبن تفرید کے گل چیں ہیں یہ

وادی ایمن کے یہ شہباز ہیں
موسیٰ عمران کے یہ ہمراز ہیں

ہمدگر یہ نغمۂ یک ساز ہیں
الغرض آپس میں ہم آواز ہیں

دونوں صاحب مظہر تکمیل ہیں
کاملیت میں یہ بے تمثیل ہیں

بو سے ان کی مغز عالم ہے تتار
رنگ سے ان کے جہاں رنگین بہار

رنگ سے ان کے جہاں رنگین ہوا
بو سے ان کی نافہ دار چین ہوا

مغربی و مشرقی ان کے غلام
اور جنوبی اور شمالی لا کلام

کچھ بیاں ہوتا نہیں مجھ سے حسنؔ
یہ الوہیت کے دونوں ہیں چمن

راز دار ان کے نسب کا ہے حسنؔ
دانہ کار ان کے حسب کا ہے حسنؔ

وہ دو طالب اس کے یہ مطلوب ہے
وہ محب ہیں اس کے یہ محبوب ہے

فقر ان کے کو جلا دیتا ہے یہ
جام ان کے کو پلا دیتا ہے یہ

احوال انتخاب خاص حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرات صوفیاء صافی نہاد پاک سرشت اور راویان احوال کاملان حق پرست کا اس امر پر اتفاق ہے کہ احوال کیفیات ظاہری اور باطنی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث ہند قدسنا اللہ تعالےٰ باسرارہم الاقدس کا مفصل دستیاب نہیں ہوا جو زیب افزائے صفحہ تحریر ہوتا۔

باعث اس کا گوش گزار شائقان اخبار اور سامعان محبت شعار کیا جاتا ہے کہ ہر ایک حضرات بابرکات عارفان اولوالعزم والمرتبہ صاحب نسبت شہنشاہی ولایت خمسہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس امر کو رابطہ انضباط فرمایا ہے کہ ہر ایک کتاب میں کیفیات باطن اور ایک کتاب میں حالات ظاہر تحریر فرما کر ارباب باطن کو کتاب کیفیات باطن مرحمت فرمائی۔ اور اصحاب ظاہر کو کتاب حالات ظاہر کی عنایت کی چنانچہ احوال ظاہر ہر ایک بزرگ کا گوش زد ہر ایک خاص و عام کے ہے اور کیفیات باطن کے ہر ایک جناب کے گوشہ نشین خاطر ہر ایک صاحب کیفیت باطن کے اسی وجہ سے فضائل اور مراتب جناب قطب ... غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ جد امجد حضرت مخدوم صاحب موصوف کے بھی مسرت افزائے خاطر معتقدان راسخ الاعتقاد نہیں ہوئے

حضرات بزرگان دین متین متقدمان اور متاخرین ہر ایک خاندان مستقر سلاسل خلفائے راشدین حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں سے ہر ایک حضرات صاحب مجاز مرفوع الاجازت اور اولوالعزم والمرتبہ اور شہنشاہ ولایت جہان اور امام اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ نے اپنے اپنے خاندان میں ایک کو اپنے خلفائے کاملین سے کہ ہر باب معرفت اور در بے بہائے عرفان حقیقت کا ساختہ مرتبہ تمام و کمال امامت اور اجازت اور حوالت اور ارشاد تعلیم طریقت کیفیت باطن کے مع جملہ اسناد و خلافت ناجات

معتبرہ اوراد ازو منضبطہ اور شجرات متحققہ اور تبرکات ملبوسات وغیرہ و دیگر اشیائے ہر قسم اور مکتوبات مندرجہ کیفیات باطن و احوال صدور حالات شبانروز نام بنام ہر ایک پیران عظام سلسلہ اجازت فرمودہ عطا فرماکر خطاب صاحب مجاز مرفوع الاجازت کا مرحمت فرمایا ہے اور دیگر حضرات طالبان خدا کو لقب امام الخلفاء یعنی امام الائمہ اور امام اور خلفاء کا عنایت کر کے صرف ایک سند حسب مضمون مرتبہ ان کے اور ایک ایک شجرہ جس سلسلہ میں اُن کو صاحب مجاز کیا لطف فرمایا ہے۔ اور منجملہ ان حضرات صاحبان مجاز مرفوع الاجازت اولو العزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت جہان کے مشکل کشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین قدس سرہٗ العزیز اور جناب شاہ عبدالکریم صاحب قطب الدارین عرف ملا فقیر اخون صاحب قدوسی حنفی مصطفےٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کہ ان دونوں حضرات والاصفات نے ہر ایک خاندان منسوبہ صاحبان مجاز مرفوع الاجازت اولو العزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت جہان سلاسل مشتقہ خلفائے راشدین جناب اشرف المخلوقات احسن الموجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں جمیع صاحبان مجاز مرفوع الاجازت اپنے اپنے زمانہ سے اس گوہر تابدار معرفت اور لعل عالم تاب عرفان حقیقت کو تمام وکمال مراتبات بیعت امامت اور خلافت اور اجازت اور ارشاد کے مع دقائق اور نکات مستمرہ اور شروط اور قیود مرعیہ اور جملہ اسناد خلافت نامجات معتبرہ اور اوراد منضبطہ اور شجرات متحققہ اور تبرکات ملبوسات وغیرہ و دیگر اشیا ہر قسم اور مکتوبات مندرجہ کیفیات ظاہر اور باطن ہر ایک حضرات پیران عظام کے سلاسل مرفوع الاجازت میں حاصل فرمایا ہے اور ہر ایک بزرگ اجازت فرمانے والے نے وقت اجازت دینے کے یہ کلام زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ہم کو بلا واسطہ یہ خبر اس امانت تفویض کرنے کی بنام تمہارے بحکم معلوم ہوتی چلی آئی ہے

نسبت مرفوع جس کو ہو حصول	ہے وہ اس ارشاد نامی کا رسول
حق تعالےٰ نے ہمیں چودہ طریق	اسے حق بخشے بار شاد دقیق
اُس شہ ہٰذا یدُ اللہ شان سے نے	اُس شہنشاہ تقدس آن نے
دی کتاب راز فقر چاردہ	نور میں روشن تھا از صدمہ مہر و مہ
دل یہ جب اُس نور سے آئی ضیا	راز چودہ خانوادہ کا کھلا

دام صابر کے بحکم کردگار — ہم سحرگاہِ ازل سے ہیں شکار
جو علی احمد کا ہے داخل طریق — اس سعادت کیش کا ہے حق رفیق
اس طریقہ میں جو ہو طالب مُرید — زود تر ہو زود تر قطب فرید
جس کی قسمت میں ہے اُن کا انتساب — وہ سپہرِ فقر کا ہے آفتاب
جو طلسم آباد خانہ داکہ سے — سلسلہ مخدوم کا یہ پاکہ سے
ہے نظامی سلسلہ اپنا نظام — یہ نظارت سبھی خوش آئی لاکلام
قادری نسبت سے ہے محبوبی سرشت — عاشق و معشوق ہیں پیرانِ چشت
ہیں یہ گلزارِ نبوت کی بہار — رنگ و بُو ان کا ہے محبوبی نگار
غوثِ اعظم کی غلامی کا حضور — ہے ہمارے واسطے جامِ سرور
نقشبندی بھی ہمارا ہے طریق — خوب خوش آیا ہمیں ہے یہ فریق
نقشبندی سرخوش ذوقِ فنا — بے خبر بے خویش از فکرِ سوا
سہروردی کبرویہ سے کمال — ذوق ہے دل میں ہمارے سب حال
نسبتِ شاہِ مدار مست ہو — ہے ہمارے گلستاں کی رنگ و بُو
سلسلہ شاہ اویسی بھی حسن — روزِ اوّل سے ہمارا ہے چمن
نسبتِ سرحالوادہ اور ہے — پوچھتا وہ ہے کہ جس کو غور ہے
الغرض ہر ایک کا ہی رنگ غیر — ہر نسب پرواز کا آہنگ غیر
رنگ ہر ایک کا ظاہر غیر ہے — گرچہ باطن گاہ میں ایک سیر ہے
کوئی مستِ بادۂ ذات صفات — کوئی سرمست شراب صاف ذات
کوئی پابندِ شہادت گاہ ہے — کوئی غیب الغیب سے آگاہ ہے
کوئی اپنی بو دکی کرتا ہے سیر — کوئی اپنے آپ کو سمجھے ہے غیر
کوئی سبحانی کا مستِ جام ہے — کوئی دلقی کا خراب تام ہے
کوئی قُم کا مستِ احیائے نگار — طُور پہ کوئی ترانی کا شکار
کوئی بندہ منظہر ارشاد کا — ناز پروردہ اس خدا کی داد کا

فکر کے اس کے طریقے سو ہزار
ذکر ہے اس کا بجذبِ بے شمار

اتقیاء اور اصفیا ہر دم حسن
دیکھتے رہتے ہیں یہ پھولا چمن

راز کی یہ بات ہے بس اے حسن
اس بیاں سے بند کر اپنا دہن

اور علی الخصوص ان دونوں حضرات بابرکات والاصفات نے اس خاندان منبع العرفان سلسلہ عالیہ قدوسیہ صابریہ چشتیہ کو کہ منصب شہنشاہی ولایت حمان صفات اولوالعزم والمرتبہ مرفوع الاجازت کا اس خاندان فیض بنیان میں بوجوہ کاملہ متحقق ہے اس تسلسل فیض مسلسل شجرہ سے حاصل فرما کر تا بقیام عالم جاری فرمایا ہے۔

ابیات

یہ چمن ہے سیر گاہِ کاملاں
یہ چمن ہے جلوہ گاہِ واصلاں

جس چمن میں جا رُسو سنبل نہ ہو
جس چمن میں رنگ و بوئے گل نہ ہو

اُس چمن کی سیر کس کو بھائے ہے
اس چمن کو کون شائق جائے ہے

زینتِ رخسار ہے گیسوئے یار
خوبیٔ گلزار ہے سنبل بہار

زلف کب معشوق کے رخسار پر
مستعد ہے دعویٰ تکرار پر

زلف مشکیں لوٹے امکانی بکار
روئے رنگیں نقش ایجابی نگار

اُس چمن کا پھول پھولا اے حسن
احمدِ صابر شہنشاہِ زمن

صابریہ سلسلہ ایک جام ہے
نام صابر اسم اعظم تام ہے

صابریہ سلسلہ گلزار ہے
یہ طریقہ سربسر انوار ہے

رنگ و بوئے نور تازہ سے حسن
صابریہ سلسلہ پھولا چمن

حضرت مخدوم شاہنشاہِ فقر
بادشاہِ فقر و مہر و ماہِ فقر

صاحب سرمایۂ جذب و سلوک
تاجدار و تاج بخشائے ملوک

خاندانِ فقر ان کے نور سے
جلوہ فرما ہے زیادہ طور سے

مہرِ احمد ہے نبوت کی بشیر
مہرِ صابر ہے ولایت کی خبیر

احمد صابر نسبت دار نبی ‏— زینت سجادۂ مولا علی
ہیں جو مہر ولایت شاہ نجیب — ہیں وہی اب تک اثر بخش نصیب
لا فتا الا کی تیغ آبدار — گنج شکر کے خلیفہ نامدار
مست ہیں گنج شکر کے جام سے — جا بسے حضرت کے اچھے نام سے
قطب دیں کا فقر خوش آیا انہیں — آپ کا جلوہ بہت بھایا انہیں
شاہ اجمیری جہاں کے بادشاہ — رہنمائے راہ صاف لا الٰہ
حضرت خواجہ معین الدین سے — فقر کے واقف ہوئے آئین سے
غوثی و قطبی جنھوں کی داد ہے — داد ہے اولاد ہے ارشاد ہے
تاقیامت یہ طریق بے نظیر — غوثی و قطبی کا ہوئے گا بشیر
غوثی و قطبی و ابدالی کا نور — اس طریقے میں رہے گا بالضرور
یہ طریقہ ہے پسند مصطفےٰ — سلسلہ ہے یہ پسند مرتضےٰ
اس چمن کا باغبان مولا علی — اس چمن کا غنچہ و گل ہر دلی
دیدۂ بینا جسے بخشے الٰہ — وہ تجلی احمد کا دیکھے عز و جاہ
اے حسن جو ہے چہ نہ ہو بدروش — اس طریقے کا وہی ہے گلفروش
گلفروشی اس طریقہ کی مدام — اے حسن تجھ پر یقیں ہے لاکلام

جو ہوا مخدوم صابر کا غلام
دستگیر اس کے ہوئے بارہ امام

بیان انتقال کیفیات عرفان حقیقت محمدیہ

رمز آشنایان حقیقت و رازداران معرفت جانو! آگاہ ہو کہ حضرت رسالت پناہ مہبط اسرار سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی مورد انوار فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جو گوہر نایاب معرفت اور دُرِ بے بہائے عرفان حقیقت کا کہ حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کو اس خاندان میں خلفائے راشدین اپنے سے عطا فرمایا۔ ابیات

مصطفےٰ ہے صورتِ معنی نگار ۔۔۔ معنی صورت فروشِ کردگار
مصطفےٰ ہے جلوۂ دارِ شہود ۔۔۔ مصطفےٰ ہے سربسر سِرِّ وجود
مصطفےٰ ہے بادشاہِ کائنات ۔۔۔ مصطفےٰ ہے شاہِ شاہانِ جہات
مصطفےٰ شانِ شئون اوّلی ۔۔۔ مصطفےٰ نورِ تعین آخری
مصطفےٰ کے راز سے حیرت نگار ۔۔۔ آج تک ہے جبرئیل رازدار
جب سے دیکھا معاملہ دلدار کا ۔۔۔ بادہ خور ہے حیرتِ اسرار کا
مصطفےٰ کا راز ہے رازِ خدا ۔۔۔ مصطفےٰ کا سِر ہے سِرِ کبریا
مصطفےٰ کے واسطے دونوں جہاں ۔۔۔ مصطفےٰ کے واسطے ہے کُن مکاں
مصطفےٰ اسرارِ غیب الغیب ہے ۔۔۔ مصطفےٰ انوارِ حق لاریب ہے
جب خدا نے مصطفےٰ پیدا کیا ۔۔۔ مصطفےٰ پر آپ کو شیدا کیا
غیب سے دارِ شہادت میں خدا ۔۔۔ مصطفےٰ کی شان میں ہے رونما
نامِ احمد اوّلین سرکار میں ۔۔۔ ہے محمد آخریں دربار میں
ماہِ نورِ کردگارِ دوجہان ۔۔۔ احمد مرسل ہے بے ریب وگماں
احمد مرسل تجلیٔ ظہور ۔۔۔ احمد مرسل سراپا نور نور
احمد بے میم نورِ ذات ہے ۔۔۔ احمد بے میم طورِ ذات ہے

احمد مرسل تجلیٔ صفات — احمد مرسل صفات پاک ذات
احمد بے میم ہے نورِ الٰہ — احمد بے میم ہے طورِ الٰہ
احمد مرسل نہایت پایہ دار — احمد مرسل ہدایت سایہ دار
اوّل و آخر ظہورِ احمدی — ظاہر و باطن حضورِ احمدی
بر تنِ خاکی ہے طورِ احمدی — بر دلِ صافی ہے نورِ احمدی
نورِ احمد نورِ شمعِ راہِ ہُو — نورِ احمد جلوۂ درگاہِ ہُو
نورِ احمد کا جھلکتا ہے تمام — نورِ احمد کا چمکتا ہے تمام
نورِ احمد کا یہ فرش و عرش ہے — نورِ احمد کا یہ عرش و فرش ہے
نورِ احمد کا ہدایت کار ہے — نورِ احمد رشد کا دربار ہے
نورِ احمد گر نہ ہوتا جلوہ گر — کون دیتا حضرتِ حق کی خبر
نورِ احمد جلوۂ کونین ہے — نورِ احمد مایۂ دارین ہے
نورِ احمد رہنمائے مستقیم — نورِ احمد رنگِ گلزارِ نعیم
نورِ احمد جلوہ بخشِ عرش گاہ — نورِ احمد شمعِ نورِ لا الٰہ
نورِ احمد نامزدِ وحدت ہوا — نورِ احمد مشعلِ کثرت ہوا
نورِ احمد سے منور دو جہان — نورِ احمد ہے محلِ کُن فکاں
نورِ احمد مشعلِ راہِ طریق — نورِ احمد رہنمائے ہر فریق
نورِ احمد سے منوّر ماہتاب — نورِ احمد سے مجلّیٰ آفتاب
نورِ احمد مشعلِ ایمان ہے — نورِ احمد جلوۂ عرفان ہے
نورِ احمد نورِ اللہ الصمد — نورِ احمد مشعل افروزِ احد
کب احد احمد میں ہے رنگِ دوئی — دور تر ہے ان سے آہنگِ دوئی
یہ تجلی متحد بالذات ہے — یہ تجلی سایۂ یک ذات ہے
ذات سے اس جا مراد اپنی حسن — ہے بہر صورت ہویت کا وطن
جب ہویت غیب سے بہرِ ظہور — آئی وحدت میں تجلی بخشِ نور

اپنے جلوہ پر جو ڈالی اِک نظر ... ہوگئی فی الفور خود سے بے خبر
جب خودی میں آکے دیکھا آپ کو ... آپ کو پایا رسولِ راز کو
نام اُس کا احمدِ مرسل کیا ... سب کمال اپنا اُسے اس دم دیا
بس ہوا معلوم یہ اُس راز سے ... اُس تجلی نیاز و ناز سے
ناز ہے صورت گر شان نیاز ... ناز سے ظاہر ہوئی آن نیاز
عاشق و معشوق ہیں اِک راز بخش ... ہیں یہ دو اِک نغمۂ آواز بخش
باطن و ظاہر میں دونوں اِک طراز ... رنگ بخش جلوہ ناز و نیاز
حُسن ہر دم شمع ناز افروز ہے ... عشق ہر ساعت نیاز آموز ہے
حُسن و عشق آپس میں دونوں جلوہ زیب ... جلوہ فرمادیں گے تا روز حبیب
حُسنِ صورت عشق معنی کا چمن ... اپنے اپنے رنگ پر ہے اے حسن
شاہ غیبی حضرت وحدت میں آ ... آپ اپنے آپ پر شیدا ہوا
نسبتِ احمد کہ اِلاَّ اللّٰہ ہے ... کب بھلا اس سے ہر ایک آگاہ ہے
مصطفےٰ میں جب ہوئے فانی علی ... تب ہوئے وہ پیشوائے ہر ولی
اس فنا کے باب میں خیر البشر ... دے گئے ہیں لَحْمُکَ لَحْمِیْ سے خبر
لَحْمُکَ لَحْمِیْ رُوْحُکَ رُوْحِیْ یاد کر ... آپ کو اس یاد سے دِل شاد کر
شغلِ برزخ کو نہ چھوڑ اے نیک خُو ... ہے یہی شغل عجائب شغلِ ہُو

مصطفےٰ کو اُس نے پایا اے حسن
جس نے بوجھا پیرِ کامل کا سُخن

اس غواصِ بحرِ معرفت نے وہی دُرِ نجف شاہوارِ عرفان روحی حضرت امام خواجگان خواجہ حسن بصری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے کبیرا اپنے سے مرحمت فرمایا اور اس شناور دریائے حقیقت نے وہی لولوئے عدیم المثال عرفان روحی حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عظام اپنے سے عنایت فرمایا۔ اور اس آشنائے بحرِ حقیقت نے وہی دُرِّ آبدار عرفان روحی حضرت خواجہ فضیل بن عیاض

موسیٰ صفات رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے سعید اپنے سے بخشش فرمایا اور
اس مسند نشین شریعت نے وہی گوہر شاہوار عرفان روحی حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم
بلخی صاحب محیط العناصر رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے اکمل اپنے سے عطا فرمایا
اور اس شہنشاہ اقلیم طریقت نے وہی لولوے بے نظیر عرفان روحی حضرت خواجہ سدید الدین
صاحب خذیفۃ المرعشی رکن الکعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عزیز اپنے سے
مرحمت فرمایا۔ اور اس کریم دولت معرفت نے وہی دُرِ نیر عرفان روحی حضرت خواجہ امین الدین
صاحب ہبیرۃ البصری ہپیر ملائک رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے کبار اپنے سے
لطف فرمایا۔ اور اس فرمانروائے مملکت معرفت نے وہی لولوئے تابدار عرفان روحی حضرت
خواجہ علو ممشاد صاحب دینوری کون آباد رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے راشدین
اپنے سے مرحمت فرمایا۔ اور تخت نشین مسند کرامت نے وہی گوہر مکنون عرفان روحی حضرت
خواجہ ابو اسحاق صاحب شامی سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے سعید اپنے
سے عنایت فرمایا اور اس جلوہ فرمائے تخت ولایت نے وہی دُرِ بے بہائے عرفان
روحی حضرت خواجہ ابو احمد صاحب ابدال اولین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے
گرامی اپنے سے مرحمت فرمایا۔ اور اس مسند آرائے مملکت شریعت نے وہی لولوئے
جان بخش عرفان روحی حضرت خواجہ محمد زاہد مقبول چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان
میں خلفائے رشید اپنے سے عطا فرمایا۔ اور اس تاجدار تخت حقیقت نے وہی دُرِ یکتائے
عرفان روحی حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف صاحب چشتی سرمدی رحمۃ اللہ علیہ کو اس
خاندان میں خلفائے گرامی اپنے سے بخشش فرمایا۔ اور اس شاہ تخت آرائے کرامت
نے وہی لولوئے مغز عرفان روحی حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی صاحب شہنشاہ الارواح
رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عزیز اپنے سے مرحمت فرمایا۔ اور اس تخت نشین
ولایت حقیقت نے وہی گوہر عدیم النظیر عرفان روحی حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی صاحب
نفی القضا معلق رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے کاملین اپنے سے عنایت فرمایا
اور اس درۃ التاج ولایت نے وہی دُرِ بے بہائے عرفان روحی حضرت خواجہ عثمان

یعنی صاحب چشتی تکفیر الخلاصی و تکبیر الامانی رحمتہ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عظام اپنے سے عطا فرمایا اور اس تاج بخش خسروان ملک معرفت نے وہی گوہر نایاب عرفان روحی حضرت خواجہ معین الدین حسن صاحب سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمتہ اللہ علیہ کو اس خاندانِ عالیشان میں خلفائے رشید اپنے سے عنایت فرمایا اور اس شہنشاہِ مملکت کونین نے وہی لولوئے شاہوار عرفان روحی حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی اوّلین الارواح رحمتہ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے سعید اپنے سے مرحمت فرمایا اور اس تاجدار اقلیم حقیقت نے وہی دُرِ اشرف عرفان روحی حضرت خواجہ شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب قطب عالم مسعود العالمین اغیاث ہند رحمتہ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے رشید اپنے سے عنایت فرمایا۔ اور اس تاج بخش مسند نشینان معرفت نے وہی گوہر بے نظیر عرفان روحی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث ہند رحمتہ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عظام اپنی سے مرحمت فرمایا۔

اشعارِ مؤلف

حضرتِ مخدوم شانِ لا الٰہ
پردۂ عظمت پہ رکھتے ہیں نگاہ

محوِ ذاتِ کبریا لیل و نہار
بوستانِ فقرِ احمد کی بہار

وہ فرید الدین کے سروِ چمن
گنج شکر کے چمن کے یاسمن

فقرِ قطب الدین کے چادر بدوش
وہ معین الدین کے نسبت فروش

سینکڑوں اُن کی کراماتیں جلی
لکھ گیا ہے ہر زمانے کا ولی

رشد اُن کا فقر کا گلزار ہے
فقر ان کا دادی تاتار ہے

حضرت صابر علاؤ الدین کو
اے فقیرو پوچھ لو تم بوجھ لو

حضرت صابر ہیں سرِ ذاتِ ہُو
حضرت صابر ہیں خود آیاتِ ہو

حضرت صابر جلال اللہ ہیں
حضرت صابر جمال اللہ ہیں

حضرت صابر تجلی زیب نور　　حضرت صابر ہیں یا ہو کے ظہور
شان اُن کی جلوہ بخش حیدری　　آن ان کی ذوالفقار صفدری
ہند ان کے رشد سے ایماں بکار　　ہفت اقلیم ان سے ہے رنگین بہار

فیض سے ان کے مگس سرمایہ دار
ہر پر پشہ ہُمائے سرمایہ دار

اور اس گوہر بخش اقلیم حقیقت نے وہی دُرِ مکنون عرفان روحی حضرت خواجہ شیخ شمس الدین صاحب ترک پانی پتی شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کو کہ اور کوئی خلیفہ بجز اُن حضرت کے نہ تھے اس خاندان میں نوازش فرمایا۔ اور شہنشاہ مملکت ولایت نے وہی گوہر شاہوار عرفان روحی حضرت شاہ جلال الدین صاحب پانی پتی کبیر الاولیاء قلندر ثالث رحمۃ اللہ علیہ کو کہ اور خلیفہ اس جناب سے بھی نہ ہوے اس خاندان میں کرم فرمایا اور اس بادشاہ تخت نشین ولایت نے وہی گوہر بے نظیر عرفان روحی حضرت مخدوم شاہ شیخ نور الحق احمد عبد الحق صاحب ردولوی زندان پیر رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے سعید اپنے سے عطا فرمایا اور اس شہنشاہ ملک معرفت نے وہی لولوئے بہائے عرفان روحی حضرت شاہ شیخ عارف بھیو صاحب بطن الولایت رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عزیز اپنے سے لطف فرمایا۔ اور اس شہر یار مسند ولایت نے وہی گوہر شاہوار عرفان روحی حضرت شاہ شیخ محمد بھیو صاحب عیسٰی روحی رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں کہ اور کوئی خلیفہ آنحضرت سے نہ ہوئے مرحمت فرمایا۔ اور اس تخت نشین مملکت نے وہی گوہر بے مانند عرفان روحی حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین رحمۃ اللہ علیہ جد امجد فقیر مؤلف کتاب ہذا کو اس خاندان میں کہ اور کوئی خلیفہ اس جناب کے بھی نہ ہوے عنایت فرمایا۔ اور چونکہ اس جناب نے مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت کا جملہ خاندان میں حاصل کیا ہے کہ مجتہد تعلیم اور مجدد کیفیت باطن کے ہیں اس وجہ سے اس صدر نشین چار بالش ولایت نے جملہ کیفیات مرتبہ شہنشاہی ولایت کے الوان تلوین سے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری

کریم الطرفین رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں اور ہر دو خاندان حنفیہ علوی اور چند سلاسل
میں بہ تعلیمات کیفیات، ولایت روح جذبیہ کی انواع الواع کے تصرفات سے حضرت
شاہ شیخ عبد الحمید صاحب عرف شیخ زین اوّلین ولایت روح جذبیہ رحمۃ اللہ علیہ فرزند کلان
اپنے رضی جد امجد اس فقیر مؤلف کتاب ہذا کو ساڑھے سترہ سو خلفائے راشدین اپنے سے
لطف فرمایا۔ اور حضرت شاہ شیخ جلال الدین صاحب ممدوح نے وہی لولوئے عدیم المثال
عرفان روحی حضرت شاہ نظام الدین صاحب بلخی وجد سلطان رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں کہ
یہی ایک خلیفہ اس جناب سے ہوئے کرم فرمایا۔ اور اس سریر آرائے ولایت طریقت
نے وہی گوہر مفخر عرفان روحی حضرت شاہ شیخ ابو سعید جیو صاحب گنگوہی دست رسول
رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عزیزا اپنے سے عنایت فرمایا۔ اور اس گوہر نثار
خزائن معرفت نے وہی دُرِ بے بہائے عرفان روحی حضرت شاہ شیخ محمد صادق جیو
صاحب گنگوہی صادق مثال رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں کہ ان حضرت سے بھی اور
کوئی خلیفہ نہ تھے مرحمت فرمایا۔ اور اس صاحب جاہ و جلال مسند حقیقت نے وہ گوہر گیتی
افروز عرفان روحی حضرت شاہ شیخ داؤد صاحب گنگوہی رحیم دل رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان
میں خلفائے سعیدا اپنے سے عنایت فرمایا۔ اور اس شہنشاہ ولایت شریعت نے وہی
دُرِ شاہوار عرفان روحی حضرت شاہ ابو المعالی صاحب صمدی انبیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس
خاندان میں خلفائے کبیرا اپنے سے لطف فرمایا۔ اور اس خسرو ملک طریقت نے وہی گوہر
یکتائے عرفان روحی حضرت سید محمد سعید صاحب عرف میران سید شاہ بھیکہ صاحب
فی الواجد الوجود رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عظام اپنے سے عطا فرمایا اور اُس
شاہِ کونین نے وہی لولوئے بے نظیر عرفان روحی حضرت شاہ عنایت جیو صاحب بہلولپوری
ذو القوۃ المتین رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے رشیدا اپنے سے کرم فرمایا اور اُس
شہریار مسند کرامت نے وہی لعل جہاں افروز عرفان روحی حضرت شاہ عبد الکریم شاہ صاحب
قطب الدارین عرف ملا فقیر اخون صاحب مصطفےٰ آبادی جد امجد فقیر مؤلف کتاب ہذا کو
اس خاندان میں خلفائے عظام اپنے سے مرحمت فرمایا۔ اور چونکہ یہ جناب بھی مثل حضرت

مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین رحمۃ اللہ علیہ
کے اپنے زمانہ میں حضرات صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت
جمال صفات بعضے خاندان عجیبہ اور اپنے خاندان نسبی حضرت شاہ عبدالحمید صاحب عرف
زین العابدین ولایت روح جذبیہ فرزند کلاں حضرت قطب عالم صاحب موصوف میں مرتبہ
صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت جمال صفات پر امام مجتہد عصر
مستفیض ہیں۔ اور اس داد نعمت ماہی کو انہیں نے وہی لعل درخشاں عرفان روحی مع جملہ کیفیات
شہنشاہی ولایت بالوف الوان تلوین مراتب باطن و تعلیمات کیفیات ولایت روح جذبیہ
بفنون تصرفات قوت باطن اور جمیع تبرکات مفاوضات مصونہ حضرات پیران عظام جمیع
سلاسل کے حضرت لی مع اللہ گاہ میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی مصطفےٰ آبادی رحمۃ
اللہ علیہ فرزند کلاں اپنے کو کہ عموی شفیق اس کفش بردار مؤلف کتاب کے تھے خلفائے گرامی
اپنے سے جملہ خاندان میں عنایت فرمایا۔ اور اس فیاض خود اختصاص نے وہی لعل
عالمتاب عرفان روحی مع جملہ کیفیات باطنی اور مناصب شہنشاہی ولایت اور مفاوضات
معنونہ موصوفہ بالا کے جناب پیر و مرشد ہادی برحق خضر قافلہ سالکان سلسلہ مخدومی نوح
کشتی نشینان واسطہ محبوبی پشت پناہ مرتبہ قطب الاقطابی شرافت دستگاہ درجہ غوثیت
وافرادی ادیب دلبستان ملکوت شمع شبستان جبروت لامع تجلیات لاہوت مستغرق بادہ
سرور ہاہوت مظہر جامع مظاہر جمع الجمع مرجع کاملان توکل و قنع علیسی مردگان عشق الٰہی
موسیٰ سائلان دیدار حقیقت آگاہی بادہ محویت حضرات مجازیت قوت جاذبہ اقطاب
رقیب و نجیب خلیل کعبہ اصحاب حقیقت وکیل حوصلہ ارباب معرفت امام حضوری خوانان
مصلہ ولایت ملک العلام مفتیان وسادہ طریقت باشریعت ساقی تشنگان بادہ توحید باقی
بہ بقائے ذات واجب التفرید مغنی اغنیائے الفنا غنی النفس معطی عطائے التدلیس باقی
ہوس طمور و صفات الوہیت مصدر شان واحدیت نردبان بام حضرت وحدت نسیم
گلستان حضرت احدیت پیر دستگیر روشن ضمیر حضرت شاہ محمد امیر صاحب صاحب حق قطب
الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کو خلفائے رشید اپنے سے جملہ خاندان میں عطا فرمایا۔ اور اس امیر

دوجہاں جامی جلودان سنے دہی لعل رخشاں عرفان روحی مع جمیع کیفیات الوان تلوین باطن اور مناصب شہنشاہی ولایت حمان صفات اور مدارج مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ بعطائے جمیع مفاد مضات معنوتہ یعنی اسناد خلافت نامجات معتبرہ اور شجرات محققہ اور تبرکات متبرکہ اور مکتوبات مندرجۂ احوال ظاہری اور رکوالف باطنی بدقائق ونکات مراتبا امامت اور حوالت اور اجازت بشروط مستمرہ وقیود مرعیہ بموجب حکم حضرت سرور کائنات مفخر موجودات احمد مجتبے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے خلفائے کبیر اپنے سے جملہ خاندان ہیں اس غلام کفش بردار فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی مشرب قدوسی نسب حنفی مذہب مولف کتاب ہذا کو مرحمت فرمایا۔ اور اس بہرہ مند نعمت ہائے دارین نے دہی لعل جہاں افروز عرفان روحی اپنے خلفا رکو بحکم حضرت الحق ہادی مطلق مع جمیع حفظ مراتب ولوازمات موصوفہ ومراسمات ممدوحہ کے عطا فرمایا اور آئندہ کو بھی بامر باطن طالب صادق وواصل مرشد کو عنایت کرتا رہے گا۔

نظم مؤلف

صوفیانِ صاف دل صافی نہاد
عارفانِ پاک طینت پاک زاد

جانتے ہیں شیخ کو دریائے ہُو
بُوجھتے ہیں شیخ کو صہبائے ہُو

شیخ ہے صورت نمائے احمدی
شیخ ہے معنی فروغِ سرمدی

جس کو ہو دیدارِ احمد کا خیال
آئینہ اس کا ہے مرشد کا جمال

مظہرِ مرشد ہے مرآتِ رسول
مظہرِ مرشد ہے آیاتِ رسول

اے فقیرو مرشدِ کامل ہے کیا
مرشدِ کامل ہے نورِ مصطفےٰ

روز و شب ارشاد کا پابند ہو
ہر زمان تبلیغ سے خورسند ہو

دولت ارشاد ہو اسکے نصیب
ہو علَم اس کا بمیدان حبیب

آپ احمد صورت مرشد بنا
طالبوں کے واسطے ہے رُونما

جس نے بُوجھا مرشد آگاہ کو
اُس نے بوجھا احمد و اللہ کو

شیخ ہے سرّ ہویّت نورِ ہُو
نور ہو سرتاقدم منظورِ ہُو

مظہرِ مرشد کہ رشد آثار ہے
احمدِ بے میم کا اسرار ہے

مظہرِ شیخ اجل ہے طورِ حق
جسمِ خاکی شیخ کا ہے نورِ حق

شیخ کامل کو نہ سمجھو غیر ذات
شیخ کامل ہے رسالت کی صفات

شیخ ہے ہر ہفت منزل کا بشیر
شیخ ہے رازِ الٰہی کا خبیر

جو حقیقت شیخ دیں کی پا گیا
وہ حقیقت ذو المتیں کی پا گیا

مرکزِ خاکی سے تا عظمتِ سرا
دیکھ لو نورِ محمد جابجا

شیخ کامل سے لگاؤ دھیان تم
پست سے بالا اڑو ہر آن تم

شیخ کو اس نو سرا میں پاؤ تم
منزلِ اسفل سے بالا جاؤ تم

گر بقا منظور ہے تجھ کو فنا
شیخ کی صورت میں تو ہو جا فنا

شیخ میں جو مرد فانی ہو گیا
یہ سمجھ لو تم وہ باقی ہو گیا

اس طلسم شیخ سے آگاہ ہو ‏ ‏ اس سمجھ سے عارف باللہ ہو
شغل برزخ سے خدا پاؤگے تم ‏ ‏ شغل برزخ سے صفا پاؤگے تم
اے فقیرو شغل برزخ کی شراب ‏ ‏ مست کر دیوے گی تم کو بے حساب
شغل برزخ جب کروگے چند روز ‏ ‏ آپ ہو جاؤگے تم برزخ فروز
جبکہ اس شغل عجب میں آؤگے ‏ ‏ آپ کو خود آپ مرشد پاؤگے
جب اثر بخشے گا یہ شغل عجیب ‏ ‏ یک بیک ملجائے گا تم سے حبیب
جس نے مرشد آپ کو پایا حسن ‏ ‏ وہ ہوا انوار احمد کا چمن
یہ سمجھ ہے کیمیائے منتہی ‏ ‏ یہ سمجھ ہے دولت ہر مبتدی
یہ سمجھ ہے نشۂ ہر اصفیا ‏ ‏ یہ سمجھ ہے مستیٔ ہر اتقیا
ہم تمہیں اے طالبو یہ کہہ چکے ‏ ‏ حق نہ پاؤگے بجز اس شغل کے
شیخ کی شکل گدائی میں حسن ‏ ‏ رنگ دکھلاتا ہے وہ گل پیرہن
گرچہ وہ ہر رنگ و بو سے پاک ہے ‏ ‏ پر تجلی گاہ اس کی خاک ہے
جب محمد کو حسن سے ربط دو ‏ ‏ نام پوچھوگے میرا تم دوستو
جب محمد اور حسن مل جائیں گے ‏ ‏ نام میرا اہل دانش پائیں گے
ہے یہ اک سر الٰہی کا ظہور ‏ ‏ پوچھنا اس کا ہے طالب کو ضرور
اس معمہ کو بتوفیق خدا ‏ ‏ پا گیا عبد الرؤف باصفا
دوسرے فاروق نے پایا اسے ‏ ‏ جذب اس کو ہو گیا سر پاؤں سے
تیسرے احمد حسن نے پالیا ‏ ‏ شیخ کی صورت میں جذبہ جا لیا
جو تھے صورت شیخ بن بیٹھا رفیق ‏ ‏ جذب میں جاکر ہوا ایسا غریق
پاک طینت پاک دل بیدار تھے ‏ ‏ صاف باطن تھے بہت ہشیار تھے
ایک مدت تک رہے پابند جذب ‏ ‏ بے خبر بے خویش سارے چند جذب
بھول بیٹھے چوں و چندیں کا خیال ‏ ‏ دیکھتے رہتے تھے شان ذوالجلال
غیر مرشد سب بھلا بیٹھے تھے وہ ‏ ‏ اپنی ہستی کو مٹا بیٹھے تھے وہ

غیرِ حق ان کو نہیں دکھلائے تھا — جو مظاہر ان کے آگے آئے تھا
شیخ کی صورت میں وہ آئینہ دار — دیکھتے تھے جلوۂ پروردگار
خورد و نوش و پوشش سے بیزار تھے — فکر و ذکرِ یار میں خود یار تھے
جب ہوا فیضِ نبوت دستگیر — خوش کیا سب سے سلوک دلپذیر
ایک شب مجھ کو ہوا حکمِ الٰہ — تو خلیفہ کر حسن اُن کو پگاہ
باندھ دے ٹپکے خلافت کے بسر — دیر مت کر دے خلافت زود تر
ہیں یہ شایانِ خلافت اے حسن — ان سے پھولے گا رشادت کا چمن
گلشنِ ارشاد کے گلچیں ہیں یہ — صاحبِ ارشاد آں و ایں ہیں یہ
الغرض میں نے بحکمِ ذوالجلال — زود تر لکھ کر خلافت کی مثال
بارگاہِ حضرت صابر میں جا — بیٹھ پائینِ مزارِ حق نما
خرقے بخشے باندھے عمامے بسر — کر دیئے اپنے خلیفے زود تر

یا الٰہی یہ خلیفے با صفا
ہوئیں مقبول جنابِ کبریا

وجہ تالیف کتاب

ایک روز حضرت پیرِ مرشد ہادیٔ برحق نے ارشاد فرمایا کہ ایک ہزار سال ظہور صفات ظاہر کا ہوتا ہے۔ اُس مدّت میں حضرات اولیائے عظام اُس زمانہ کو کیفیات ظاہری یعنی خرقِ عادات علی التواتر بوضاحت عام صادر ہوتے ہیں۔ اور کیفیت باطنی عرصۂ دراز میں کمال و تمام حاصل ہوتی ہے۔ اور ایک ہزار برس صفات باطن کا ظہور رہتا ہے اس عرصہ میں اولیائے کرام اس زمانہ کو کیفیت باطن جلد کمال و تمام وصول ہوتی ہے اور خوارق بوضاحت خدام خاص سرزد ہوتے ہیں۔ اس واسطے عروج زمانہ صفات باطن میں احوال حضرات زمانہ صفات ظاہر کا گوش زد خاص و عام کیا جاتا ہے۔
چنانچہ یہ فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب ہٰذا حالات وجوب اور امکان اور اعیان

ثانی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صاحب صابر کلیری قطب عالم غیاث ہند ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی قدس سرہ العزیز کا تین سو مکاتیب خطاب یعنی کتب معنونہ سے بصحت تمام دھنت لاکلام کہ تاریخ ۹ رجمادی الاول ۱۲۷۷ھ ہجری بعد نماز جمعہ سے آخر ماہ ذالحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ ہجری تک فقیر نے اخذ کر کے بعبارت سلیس و نظم مرغوب چوبیس برس میں مرتب و موزوں کیا بنام نہاد حقیقت گلزار صابری کے زیب بخش اور زینت افزائے صفحہ تحریر کرتا ہے۔ شائقان احوال اور سامعان محبت خصال کو سرگرم اتحاد بناتا ہے۔

احوال وجوب اور پیش خبری ہر دو حضرات یعنی حضرت مخدوم دو جہاں اور حضرت محبوب سبحانی قطب زماں رحمۃ اللہ علیہما

حضرت امام جعفر صادق صاحب کشف العالمین رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نصاب کشف الغیوب تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ شب جمعہ تاریخ گیارہویں ماہ رجب ۱۴۰ سنہ ہجری کو میں تلاوت درود شریف وغیرہ میں مشغول تھا اور قریب نصف شب کے گذر چکی تھی کہ خلاف عادت غلبہ نوم کا نہایت طاری ہوا۔ ہر چند چاہتا تھا کہ بقدر معمول تلاوت کر لی جاوے لیکن کسی طرح غلبہ نوم سے نجات نہیں ملی۔ لاچار ہو کر طرف کیفیت باطن کے متوجہ ہوا۔ اس وقت باطن سے الہام ہوا کہ ترک کر دو اس تلاوت کو اور رجوع ہو جاؤ طرف عالم رویا کے کہ معائنہ اسرار عجیبہ کا ہونے والا ہے۔ اور اسی کیفیت میں عالم ملکوت منکشف ہوا اور بہت جلد عالم ملکوت سے عالم جبروت میں گذر ہوا۔ ایک باغ دیکھا کہ لمعات انوار شاخ و برگ ہر ایک درخت کی تجلیات طور سے مشابہ ہے اور بہار فرحت خیز وہاں کی روح کو ایسی تر و تازگی بخش رہی ہے کہ اس کے سرور سے کیفیات عرفان فرما رہے ہیں۔ اور صف ملائکہ اپنے محل پر تسبیح اور تحمید میں مشغول ہیں اور ارواح حضرات انبیاء علیہ السّلام والصلوٰۃ علیٰ نبینا منتظر کسی ایسے امر کے ہیں کہ جس کے انکشاف پر مقدرت حاصل نہیں اور ارواح حضرات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم (جو عالم ناسوت سے رحلت فرما چکے تھے) بزبان حال فرما رہے ہیں کہ کاش ہم بھی یہ کیفیت عالم حیات میں حاصل کرتے اور ارواح حضرات اولیاء (جو عالم ناسوت میں تشریف رکھتے تھے) ان پر یہ حال طاری ہے کہ ایک لحظہ کسی کو ایک حال پر قرار نہیں، طرفۃ العین میں

کسی کو مرتبۂ حضرت وحدت سے ساتھ ایسی کیفیت لطیف کے وصل ہوتا ہے کہ اسی وقت ہر ایک بصورت حضرت حبیب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو کر فنا فی الرسول ہو جاتے ہیں اور ایک سانس لینے کے بعد اس حال سے فراغ ہونے نہیں پاتا کہ مرتبۂ حضرت احدیت صرفہ میں ایسی کیفیت عجیب سے قرب ہوتا ہے کہ عالم ناسوت میں حضرت شیخ کی تعلیم سے مطلع ہو کر ایک مدت مشتاق اور مستمند اس تجلی ذاتی کے ہو رہے تھے اور ارواح حضرات اولیائے زمانہ استقبال کو کہ جو بعد اس زمانے کے عالم امکان میں تشریف لانے والے تھے کیفیت مرتبہ میثاق کی تجدید ہو رہی ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے ایک جگہ تامل کیا۔ کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پاس آکر مجھ سے فرمایا کہ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تمہارے منتظر ہیں اور وہاں پہ یہاں سے زیادہ عجائبات کا مشاہدہ ہوگا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مجھ کو اپنے ہمراہ لے گئے دیکھا کہ ایک موتی کا خیمہ ایستادہ ہے اور اس میں تخت تجمل بچھایا ہے۔ اس تخت تجمل پہ حضرت سرور کائنات مفخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف فرما ہیں اور گیارہ حضرات اہل بیت عظام اور صحابۂ کرام میں سے حاضر ہیں۔ مجھ کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند تین روز کے بعد تو بھی ہمارے پاس آجائے گا مگر معائنہ اور مشاہدہ اس عالم کا عالم ناسوت میں قلم بند کر کے آنا چاہیئے یہ ارشاد سن کر میں آداب بجالایا اور قصد بیٹھنے کا کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مجھ کو اپنے سامنے تخت مبارک کے بٹھلایا۔ تھوڑے عرصہ میں دیکھا کہ محفل چاروں طرف بیٹھی ہوئی ہے اور دو ارواح مقدسہ آگے پیچھے آتے آتے قریب تخت مبارک کے آپہنچے جو روح اطہر کہ آگے تھی اس میں لون سفید مثل الماس کے منور تھا۔ اور دوسری روح اقدس جو پیچھے تھی اس میں لون سرخ مثل یاقوت کے لمعان تھا۔ پہلی روح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہ الفاظ زبان مبارک سے فرما کر اپنے سینہ سے ذانو پہ بٹھا لیا۔ وَ الْشُغْطَاعُ الْمُتَعطق

اور دوسری روح کو یہ الفاظ فرما کر اپنے الٹے زانو پر بٹھالیا عَمُّ خُذْهُ وَیُلْعَدُ بُ اَمِقْصَمُ۔ اور حضرات امام حسن اور امام حسین رحمۃ اللہ علیہم کی جانب خطاب کر کے فرمایا کہ قُرَّۃُ الْعَیْنَیْنِ جس وقت ہم سب نے تمہارے محضر نامہ شہادت پر خوشنودی مہریں لگادی تھیں عین عالم خیال پریشانی امت میں جبرئیل امین نے خوشخبری سنائی تھی کہ ان دونوں شہیدین کی اولاد میں دو ارواح ساتھ شان جمال اور جلال کے پیدا کی جائیں گی جن کے باعث تاقیامِ عالم مستحکمی اسلام کی رہے گی۔ وہ دونوں ارواح مقدسہ یہی ہیں۔ جو روح کے سیدھے زانو پر بیٹھی ہے صاحب مقام فَنَا فِی الرَّسُوْل کی ہے کہ مرتبہ نبوت کھلایا جاتا ہے۔ نبوت شان رحم کی ہے۔ نام اس کا عالم ناسوت میں غوثِ پاک قطب عالم ہوگا اس روح کو میرے جسم سے مناسبت ہے اس سے ارشاد عظیم ظہور میں آئے گا اور یہ روح جو الٹے زانوں پر بیٹھی ہے ظہور اس کا بعد غوث پاک قطب عالم کے ہوگا۔ نام اس کا مخدوم علی احمد صابر ہوگا۔ اس کو مرتبہ ولایت کا اتم حاصل ہوگا کہ ولایت شان قہر کی ہے اس سے تخریب منکران اور حاسدان دین کی ہوگی۔ یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تخت سے نیچے تشریف لائے اور مجھ کو حالت نوم سے افاقہ ہوا۔

ابیات مؤلف

حضرت جعفر امام صدق قال
یوں روایت کرتے ہیں حال مثال

ایک شب میں مست فکر کردگار
صورتِ تصویر تھا حیرت بکار

بے تحاشا اس شب اسرار میں
اس شب صورت نمائے یار میں

نسبتِ شیخ اجل سے مست ہو
میں گیا ناسوت سے جبروت کو

میں گیا دربار خاص شاہ میں
جلوہ گاہ حضرت اللہ میں

اس تجلی نے دکھائی اک چمن
رنگ و بوئے ذات کا پھولا چمن

اس چمن کے ہر خیابان میں بہار
لوٹتی پھرتی ہے مثل بادہ خوار

شاخ گل کی گل پرستی دیکھ دیکھ
نرگس شہلا کی مستی دیکھ دیکھ

دیکھ دیکھ اس باغ کی شاخیں ہری
دیدۂ بینا میں بینائی پڑی

یہ سمجھ آئی کہ یہ گلشن نہیں
یہ گل و غنچہ نہیں سوسن نہیں

یہ گلستان طلسمات اللہ
احمد بے میم کی ہے بارگاہ

اس چمن کا سنبل و گل ہے وہی
اس چمن کا ساقی و مل ہے وہی

اس چمن کی ہے وہی باد صفا
اس چمن کا ہے وہی غنچہ کھلا

اس چمن کا لالہ و ریحان وہی
اس چمن کا نرگس حیران وہی

اس چمن کا یاسمین و یاسمن
اس کا چمن کا نسترین و نسترن

سب اسی کی بو سے ہیں بودار تن
سب اسی کی نسیم سے سیمیں بدن

سرو بالا اس کی چھب دکھلائے ہے
قمری اس کا وصف ہر دم گائے ہے

سوسن اس کے نطق سے گویا ہوئی
اس کی نیلی گون لباس آرا ہوئی

کون سوسن آپ ہی سوسن ہے وہ
اپنے خم سے نیلگوں دامن ہے وہ

اس چمن میں جو بنفشہ زار ہے
اس کی بوئے زلف سے بودار ہے

ہے اسی کے رنگ سے رنگین بہار
ہے اسی کی بو سے یہ عالم نثار

آپ ہی وہ گل زمین باغ ہے
آپ ہی وہ غنچہ چین باغ ہے

آپ ہی وہ سبزۂ گلزار ہے
آپ ہی وہ لالۂ کہسار ہے

آپ کو اس نے کیا صاحب سریر
دوسرے کو کر دیا نامی وزیر

آپ کو معراج بخشا عرش کا
آپ کو جلوہ دکھایا فرش کا

آپ کو بخشا نبوت کا نظام
آپ کو بخشا ولایت کا سلام

کوئی ابدال اور کوئی اوتاد ہے
وہ بھی اس کی یہ بھی اس کی داد ہے

داد سے وہاں اک جہاں دلشاد ہے
یاد سے اس کی ہر ایک آباد ہے

شان احیائی کوئی دکھلائے ہے
قُم باذن اللہ کوئی فرمائے ہے

لیس فی دلقی کسی کا قال ہے
شور سبحانی کسی کا حال ہے

کوئی وہاں منصور حق گفتار ہے ۔۔۔ آپ ہی خود شکل چوب دار ہے
صورت و معنی کسی کا نور ہے ۔۔۔ معنی و صورت کسی کا طور ہے
شیخ کے کعبہ میں تھا یہ سب حضور ۔۔۔ برہمن کے دیر میں یہ سب ظہور
کوئی تھا دلشاد اُس کے ذکر میں ۔۔۔ کوئی تھا سرمست اس کی فکر میں
ذکر اس دم سر بسر دریا خروش ۔۔۔ فکر اس دم خم بخم معنی بجوش
حسن اُس کا جلوۂ رخسار ہے ۔۔۔ عشق اس کا آتشِ گلزار ہے
عاشق و معشوق اس کا نام ہے ۔۔۔ بے نیازی نازہ اس کا جام ہے
آپ حاکم آپ وہ محکوم ہے ۔۔۔ آپ ناظم آپ وہ منظوم ہے
آپ قاصد آپ ہی مقصود ہے ۔۔۔ آپ شاہد آپ ہی مشہود ہے
آپ کو اس نے کیا قطبِ زمان ۔۔۔ آپ کو اس نے کیا غوث جہاں
آپ کو رتبہ امامت کا دیا ۔۔۔ آپ رتبہ اجابت کا دیا
ایک کو بخشا خطاب صابری ۔۔۔ ایک کو فرمایا غوث اعظمی
آپ کو اس نے کیا صاحب جلال ۔۔۔ آپ اپنے کو کہا صاحب جمال
صورت و معنی بہم آرا ہوئے ۔۔۔ رنگ و بوئے گل بہم پیرا ہوئے
صورت و معنی اسی کا نور ہے ۔۔۔ آپ ہی وہ نور آپ ہی طور ہے
آپ مرشد آپ مسترشد ہے وہ ۔۔۔ شاہ بے حد آپ شاہِ حد ہے وہ
یاد سے اس کی نہ ہو غافل حسن ۔۔۔ گر تجھے منظور ہے شاہ زمن
یاد اس کی ہر نمط بہبود ہے ۔۔۔ یاد اس کی ہر نمط مقصود ہے
ایک نے صحرا میں جا کھا کریل ۔۔۔ پالیا بے ساختہ ربُّ الجلیل
روز و شب کیا صبح ہے کیا شام ہے ۔۔۔ فضل عالیشان اس کا عام ہے

حضرت امام جعفر صادق صاحب کشف العالمین رحمۃ اللہ علیہ نے نسبت ان کلمات مرقومہ بالا کے تحریر فرمایا ہے کہ یہ زبان ملکوت ہے۔ عارف کو جب مقام جبروت حاصل ہو جاتا ہے تو خود بخود عالم مثال میں یہ گفتگو شروع ہو جاتی ہے اور یہ زبان ملکوت عالم

ناسوت میں کسی طالب کو تعلیم نہیں ہوتی ہے، خود عالم جبروت میں ملکہ جواب و سوال کا ہو جاتا ہے اور مطلب ان باتوں کا بیداری میں بطور اثر کے خاطر پر رہتا ہے۔ اور بعض اوقات کچھ الفاظ بھی یاد رہ جاتے ہیں۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری خدمت میں سامعان احوال اور قاریان کتاب صدق و مقال کے گزارش کرتا ہے کہ عالم مثال اصطلاح حضرات پیران عظام میں اُس مرتبہ کا نام ہے کہ جو مرتبہ عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم و مرتبہ شہنشاہِ ولایت حان صفات پر بعد مرتبہ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیا کے صادر ہوتا ہے اور اب بھی عالم جبروت میں جب ان دونوں حضرات ممدوح و موصوف کی ارواح مقدسہ تشریف فرما ہوتی ہیں۔ اس وقت تمام ارواح قدسیہ اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم کی یہی الفاظ زبان سے کہتی ہوئی تعظیم کو مستعد کھڑی ہوتی ہیں جس خدا دوست کو طلب ہو یا اس میں کسی طرح کا شک تصور کریں بموجب طریقہ تعلیم کے مشغول ہو کر مشرف اور مستفیض ہو جائیں اور جس شب حضرت امام جعفر صادق صاحب کشف العالمین رحمۃ اللہ علیہ کو یہ معائنہ اور مشاہدہ رویت نبوی قدسی کا ہوا تھا۔ جتنے حضرات اولیا رحمۃ اللہ علیہم کہ اس زمانہ میں بقید حیات تشریف فرما تھے سب حضرات کو اسی طرح رویت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاصل ہوئی تھی کہ ایک سر مو کم و بیش نہیں ہے۔

تیسرے روز حضرت امام جعفر صادق صاحب کشف العالمین رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ حضرت وحدت یعنی حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں واصل ہوا یعنی اس عالم سے رحلت فرمائی جتنے حضرات بابرکات اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم شریک محفل تھے اور جو حضرات نواح قریب و بعید سے آستانہ بوسی کو حاضر ہوئے ہر ایک صاحب شرف یافتہ رویت ایک دوسرے سے یہی احوال متفق اللفظ والمعنی بیان فرماتے تھے۔ چنانچہ تمامی حضرات والا صفات نے اس معاملہ کا نام مثال عجیبہ وحدت قرار دیا ہے اور حضرت امام موسیٰ کاظم صاحب گرفتن اسرافیل رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب

نطاب شہود الاسرار علیٰ تصنیف اپنی میں اور حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی صاحب محیط العناصر رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب سفر بت الحسرت تصنیف اپنی میں اور حضرت خواجہ حبیب عجمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب صفات وحدت تصنیف اپنی میں اور حضرت داؤد طائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب فقر المامور تصنیف اپنی میں اور حضرت خواجہ بایزید بسطامی صاحب سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب مدینۃ الآخرت تصنیف اپنی میں اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ صاحب نعمان کوفی سراج الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب بدیع شمائل تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب مثال الکبیر تصنیف اپنی میں اور حضرت خواجہ فضیل بن عیاض صاحب موسیٰ صفات رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب حقیقت المعانی تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت عبداللہ علم بردار صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب ولی العجیب تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت خواجہ امین الدین عبدالازل صاحب شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب قرآن المعرض تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت خواجہ علین الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب رحیم الوجوب تصنیف اپنی میں۔ حضرت سید موسیٰ جون صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب کلیم المرغوب تصنیف اپنی میں یہی مضمون معائنہ اور مشاہدہ رویت مثال عجیبہ وحدت کا متفق اللفظ والمعنیٰ تحریر فرمایا ہے چونکہ یہ جملہ مکتوب ہائے معتبرہ

کیفیاتِ باطنی مفادِ ضمانت معنونہ حضرات اساتذہ سے جو حضرت پیر و مرشد برحق نے اس کفش بردار اپنے کو مرحمت فرماتے ہیں یہ احوال نقل کیا گیا ہے اور مخفی نہ رہے کہ مکتوب نطاب اصطلاح صوفیہ میں کتاب باطنی حضرات کاملین کو کہتے ہیں جس میں شب و روز کے احوال اور کیفیات اور تعلیم و ہدایت اور طریقۂ ارشاد ظاہر و باطن وغیرہ خوارق و اسرار باطن منکشفہ و اضداد احکام سروری تحریر کیے جاتے ہیں اور اس قاعدۂ مقررہ اور ضابطۂ منضبطہ کے آج تک عارفان صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت پابند ہیں اور ہر شیخ خاندان حماصفات اور نیز عارف مرفوع کے مشکاتِ قلم بند ہیں پس کوئی صاحب دھوکہ نہ کھائیں مکتوب نطاب کو خط یا مجموعۂ خطوط تصور فرمائیں مکتوب نطاب شرح کتاب مندرجہ کیفیات ظاہر و باطن سے مراد ہے۔

احوال پیش خبری ہر دو حضرات اعنی حضرت مخدوم دو جہاں اور حضرت غوث پاک قطب عالم رحمتہ اللہ علیہما کا بموجب ارشاد حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر ہفت حضرات خلفائے راشدین سلسلۂ تعلیم باطنی حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں سے کہ ان ہی حضرات والاصفات سے تعلیم طریقت میں سلسلے جاری ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوب کتاب شہاب المعرفت تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کتاب مکتوب کتاب مجاہدۃ الوحدت تصنیف اپنی میں اور حضرت عثمان بن عفان جامع القرآن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکتوب کتاب کلیات الحیات تصنیف اپنی میں اور حضرت علی مرتضیٰ مشکلکشا کرم اللہ وجہہ نے مکتوب کتاب قوی القدرت تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مکتوب طول المعظم تصنیف اپنی میں اور حضرت عبدالعزیز صاحب مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوب کتاب قوی القدرت اور کتاب ظاہری اجمال الکرامت تصنیف اپنی میں ایک روایت پیش خبری حضرت غوث پاک قطب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور جناب مخدوم علی احمد صابر صاحب قدس سرہ العزیز کی متفق اللفظ والمعنی تحریر فرمائی ہے اور حضرت ملہال ابدال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ صاحب مکتوب نہیں ہیں۔ اس باعث سے بحوالہ حضرات صاحب مکاتیب تحریر کیا جاتا ہے کہ شب جمعہ تاریخ تیرہویں ماہ ربیع الاولیٰ سنہ ہجری کو حضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نماز عشاء سے فارغ ہو کر ہم کو اپنے ہمراہ لے کر جانب مسفلہ روانہ ہوئے۔ قریب پانچ ہزار قدم کے جا کر ایک درخت کیکر کا تھا اس کے نیچے قیام کیا اور وہاں تین درخت خرمہ کے باہم گر اس قدر فصل سے تھے کہ

شرق سے غرب کو ستر قدم اور غرب سے شمال کو سینتیس قدم اور شمال سے شرق کو پندرہ
قدم تھوڑے عرصہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بہ تفریح خاطر فیض مآثرہ
کے اسی محدود میں پھرتے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا
یارسول اللہ! تعلیم طریقت کی بعد آپ کے کس طرح پر مسلوک رہے گی۔ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالےٰ نے مجھ سے وعدہ کرلیا ہے
کہ تیری اُمت بہ برکت وجود اولیاء تیرے سلسلۂ تعلیم طریقت کے ہرگز پریشان نہیں ہوگی
اور تھوڑی دیر تامل فرماکر ارشاد کیا کہ جو تعلیم تم کو فرمائی گئی ہے اس سے جداگانہ دو
طرح پر تعلیم طریقت کی تا القیام عالم جاری رہے گی اور ہر ایک مجدد اپنے اپنے زمانہ
کا بموجب حکم الہام باطن کے تجدید ایک دوسری تعلیم کی کیا کرے گا۔ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ
فِي شَأْنٍ کا مرتبہ اس کو حاصل ہوگا۔ گاہے طالب کو اسفل طبیعت سے مرتبہ حضرت
ذات احدیت صرفہ تک سیر عروجی۔ اور گاہے طالب کو مرتبہ حضرت ذات احدیت صرفہ
سے اسفل طبیعت تک سیر نزولی کی تعلیم ہوگی۔ جس طالب کو مرتبہ حضرت ذات احدیت
صرفہ سے اسفل طبیعت تک تعلیم کی جاوے گی۔ بار اوّل مرتبہ ذات، بار دوم مرتبہ حیات
بار سوم مرتبہ علم، بار چہارم مرتبہ ارادہ، بار پنجم مرتبہ قدرت، بار ششم مرتبہ فعل، بار ہفتم مرتبہ
اثر فعل سمجھایا جائے گا۔ اور جس طالب کو مرتبہ اسفل طبیعت سے حضرت ذات احدیت
صرفہ تک ہدایت کی جائے گی۔ بار اوّل مرتبہ اثر فعل، بار دوم مرتبہ فعل، بار سوم مرتبہ
قدرت، بار چہارم مرتبہ ارادہ بار پنجم مرتبہ علم بار ششم مرتبہ حیات بار ہفتم مرتبہ ذات کا دکھلایا
جائے گا۔ اور حصول قرب بعضوں کو بوہب اور بعضوں کو بکسب ہوا کرے گا کسی کو ابتدا
میں عدم مجازی کی رویت ہوجایا کرے گی اور وہ بعد قادر ہوجانے کے کعبہ حقیقی کا طواف
کرے گا۔ روح اس کی کبھی عرش سے فرش پر اور کبھی فرش سے عرش پر سیاح
ہوگی اور نزول کیفیت میں القا ہوا کرے گا۔ اور عروج کیفیت میں مرتبہ الہام کا حاصل
ہوگا اور کسی کو ابتدا میں عدم حقیقی کی رویت ہوا کرے گی اور وہ بعد قادر ہوجانے کے
نماز پنجگانہ بجسم کعبہ مجازی میں ادا کرے گا۔ فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری

گزارش کرتا ہے کہ زیادہ تشریح ایسے صاحب کیفیتوں کے حال کی سوائے تعلیم حضرات عارف مرفوع الاجازت کے اور کو ممنوع ہے اس باعث سے مخفی رکھی گئی۔

نظم مؤلفہ

گرچہ احمد آشکارا ہے حسن — لیک احمد کا سمجھنا ہے کٹھن
ہاں وہ سمجھے گا کہ جس نے ہفت گاہ — طے کیے ہوئیں بعون لاَ الٰہ
گاہ اوّل آخریں دائرہ ظہور — گاہِ دویم ہے ملائک کا حضور
گاہ سویم نامزد فعلی سرائے — گاہ چہارم فاعلیّت رونمائے
گاہ پنجم مجمع الانوار نام — گاہ ششم نور بیرنگی تمام
گاہ ہفتم دور تر از کیف و کم — در بیان آید نہ آید در رقم
ہے وہ منزل گاہ حیرت کی سرا — فکر پڑھتی ہے وہاں آیات لا
عقل عاقل کب وہاں پر جائے ہے — دھیان سے بھی اس کے حیرت آئے ہے
عالمِ ہوتکی وہ منزل گاہ ہے — وہاں حسن اطلاق بھی گمراہ ہے
قید اطلاقی اضافت خواہ ہے — دور تر اس قید سے وہ ماہ ہے
کوئی وصف اس سے نہیں رکھتا ہے کام — ہے وہ سب اوصاف سے یکسو خرام
ہاں اضافت گاہ خلقی میں حسن — اس کے اوصافوں کو پہنچوا ہے چمن
یہ نگارین خانہ تصویر خلق — یہ طلسم آراستہ تعمیر خلق
حضرت آدم ہے اصل شش جہات — حضرت آدم ہے شاہ کائنات
اصلِ آدم بارگاہ نور ہے — جلوۂ ثانی بیماہ طور ہے
سیر گاہ احمد بے میم ہے — جلوہ گاہ یا وتا وجیم ہے
پیر کامل کو سمجھ جب جاؤگے — پیر کامل آپ تم ہو جاؤگے

ھ - ہر سہ حروف معمہ عارفین ہیں -

جب تجلی آئینہ دکھلائے گی | تب سمجھ تم کو خدا کی آئے گی
اس تجلی میں جلا دو آپ کو | اس تجلی میں مٹا دو آپ کو
اس مٹانے سے خدا کو پاؤ گے | بے تشبیہ مصطفےٰ کو پاؤ گے
یعنی اپنی اصل کو آئینہ ساں | رو نمائے خلق پاؤ گے میاں

پیر کامل کی تجلّی سے حسن
مثل نور ہوگا تمہارا تن بدن

اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو خوب تحقیق ہے کہ جب خالق ارواح نے علم ازل میں روحوں کو چار صف قائم کر کے اوّل صف میں انبیاء علیہم السّلام اور دوم صف اولیاء اور سوم صف میں تابعین اور تبع تابعین اور چہارم صف میں عوام الناس کی روحوں کو کھڑا کیا تھا اور حکم فَاسْجُدُوْا کا دیا تو روح غوث پاک قطب عالم نے صف اولیاء سے بڑھ کر میرے کف پا پر سجدہ کیا تھا۔ کہ جبرائیل امین نے اس کو پروں سے اٹھا کر اس کی جگہ صف اولیا میں پہنچا دیا۔ وہاں پر اس نے یعنی روح غوث پاک قطب عالم نے میرے کف پا کے تصوّر پر سجدہ کیا اور اسی طرح تینوں مرتبہ یہی معاملہ ہوا۔ مگر یہ راز سوائے عارف کے اور کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔ اور روح مخدوم علی احمد صابرؒ نے صف اولیا میں سے بڑھ کر حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے پاس سجدہ کرنا چاہا تھا۔ کہ جبرئیل امین نے اس کو بھی پروں میں اٹھا کر اس کی جگہ صف اولیاء میں پہونچا دیا۔ اور دوسری مرتبہ پھر صف اولیاء میں سے بڑھ کر پاس حضرت یوسف پیغمبر کے سجدہ کرنا چاہا تھا کہ جبرئیل امین نے پروں میں اٹھا کر اس کی جگہ پہونچا دیا۔ اسی طرح تین مرتبہ یہی امر ہوا۔ غوث پاک قطب عالم کو کہ مہر مصطفوی قریب پیشانی کے کہ محل لطیفہ مصطفوی مقام نبوت یعنی مرتبہ فَنَا فِی الرَّسُوْل کا ہے۔ عطا ہوئی کہ وہ لطیفہ اوّل غوث پاک قطب عالم کو روشن ہوگا اور مخدوم علی احمد صابر کو مہر ولایت کی پس پشت نیچے سید شانہ کے جگہ کے اوپر کہ محل لطیفہ روح مقام ولایت مرتبہ فَنَا فِی اللّٰہ کا ہے

مرحمت ہوئی کہ وہ لطیفہ اول مخدوم علی احمد صابر کو منور ہوگا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ان دونوں ارواح مقدسہ کا ظہور کس زمانہ میں ہوگا۔ اور ان کی کیا کیفیت ہوگی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں اولاد علی مرتضیٰ میں حسنی اور حسینی ہوں گے اور ان جیسا کوئی مجدد نہ ہوگا اور علی مرتضیٰ سے ورود حرز یمانی سیف اللہ کا اجازت باجازت بترکیب معنوی وروحی ساتھ صفات جلالی اور جمالی کے پہونچے گا۔ اور تا بقیام عالم ان کے اہل خاندان کے ورد میں رہے گا اور ظہور غوث پاک قطب عالم کا زمانہ ۴۷۱ھ ہجری میں ہوگا اور شان رحم اور قہر کی برابر ہوگی۔ اور ظہور مخدوم علی احمد صابر کا اولاد میں غوث پاک قطب عالم کے زمانہ ۵۹۲ھ میں ہوگا اور شان قہر زیادہ رحم سے ہوگی اور یہ دونوں جس کو چاہیں گے اوّل ہی مرتبہ میں حضرت واحدیت سے آشنا کر کے بار دوم حضرت وحدت سے مستفیض کرا کے بار سوم حضرت احدیت صرفہ میں محویت نامہ حاصل کرادیں گے۔ اور انہیں تینوں مقامات میں طالب کو سیر اِلَی اللہ اور فی اللہ اور مِنَ اللہ اور مَعَ اللہ کا سیاح کر کے بر چہار قلب یعنی سیرت اور صنوبر اور ابرت اور مدور کو منور کرا دیں گے۔ اور ہر ایک شیخ وقت اپنے اپنے زمانہ میں پابند اس امر کا ہوگا کہ جب تک طالب کی گردن پر قدم غوث پاک قطب عالم کا اور مہر مخدوم علی احمد صابر کی خلافت نامہ ولایت پر عالم جبروت میں معائنہ اور مشاہدہ نہیں کر لے گا کسی طالب صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت کو خلافت نامہ امامت کا عطا نہیں کیا کریگا اور طالب خلافت نامہ امامت کا پاتے ہوئے کو جب مقام فَنَا فِی الرَّسُول کا تمام وکمال کو پہنچے گا خود بھی قدم غوث پاک قطب عالم کا گردن پر اور مہر مخدوم علی احمد صابر کی خلافت نامہ امامت عالم جبروت میں معائنہ اور مشاہدہ کر لے گا اور شیخ وقت ہر زمانہ کا بدون معائنہ اور مشاہدہ ان دونوں امر کے دیگر چند قسم کی خلافتوں میں سے طالب کو اپنے سلسلہ میں صاحب مجاز کرنے کا مختار ہوگا۔

ابیات من تصنیف مؤلف کتاب ہذا

احمد مختار کا جاہ و جلال ۔۔۔ ہے یہ ملکِ کون کا سب قیل و قال
حق تعالےٰ یہ بشکل احمدی ؐ ۔۔۔ کون میں لایا ظہور سرمدی
اس تجلی شہودی کا نظام ۔۔۔ احمد بے میم پر رکھا تمام
یعنی اپنے حسن کے جلوے ہزار ۔۔۔ دیکھ کر وہ ہوگیا خود بے قرار
نام اس کا احمد اعلیٰ کیا ۔۔۔ آپ کو اس حسن پہ والہ کیا
اس نظارت گاہ عالیجاہ میں ۔۔۔ فرق کب ہے احمد و اللہ میں
وہ وجوبی مرتبہ ہے اے عزیز ۔۔۔ وہ تمیز غیر سے ہے بے تمیز
منزلِ امکاں کہ ہے امکاں سرا ۔۔۔ واجب و ممکن ہے اس جا رونما
وہ تعین اولِ علمیہ ۔۔۔ یہ تقید آخری حلمیہ
جلوۂ اول کہ ہے نورِ الٰہ ۔۔۔ بو جھتے اس کو ہیں احمد بارگاہ
بارگہ اس سیدِ مختار کی ۔۔۔ بارگہ ہے حضرتِ جبار کی
تو حسن سر رکھ نبی کے دین پہ ۔۔۔ تو حسن قائم ہو اس آئین پہ
تو ہے مرفوع الاجازت کا فقیر ۔۔۔ فقر تیرا ہے صراط دلپذیر
احمدِ مرسل کی برزخ سے علی ۔۔۔ ہو گئے بس سارے ولیوں کے ولی
الغرض خمسہ ولایت کا حصول ۔۔۔ شیخ کی برزخ سے ہوتا ہے قبول
جو فنا فی الشیخ سے آگاہ ہو ۔۔۔ وہ حسن باللہ فنا فی اللہ ہو
جب الی اللہ سے فراغت ہو فنا ۔۔۔ سیر فی اللہ کیوں نہ ہو پھر رونما
سیر یہ دونوں عروجی دستگاہ ۔۔۔ خم بخم مستی فرو شِ لَآ اِلٰہ
منزلِ ناسوت سے لیجاتے ہیں ۔۔۔ عالم لاہوت کو پہونچاتے ہیں
کیف ان کا جذبۂ دل خواہ ہے ۔۔۔ ذوق ان کا نفی عالیجاہ ہے

کوئی اس مستی میں آثاری سرائے
خوش سمجھ لیتا ہے ذالم اپنی جائے

کوئی بڑھ کر منزلِ روحی چمن
دلنشیں دل خواہ سمجھا ہے حسن

واحدیت کوئی اور وحدت کوئی
وادیٔ یاہُو۔ احدیت کوئی

یہ عروجِ بیگانہ دلِ پسند
بالیقین یہ ہیں ولایت کی کمند

یہ سبھی سرمایہ اجمال ہے
جذبۂ توحید کا یہ حال ہے

اس سے حاصل دولتِ خاصِ فنا
طالبوں کے ہاتھ آتی ہے فنا

جب مع اللہ اور من اللہ ہو وصول
تب بقا کے پھول ہوتے ہیں حصول

یہ تعلق دارہ ہیں تفصیل کے
یہ نظارت بخش ہیں تکمیل کے

ہیں یہ گلزارِ نبوت کی بہار
رنگ و بو اُن کا ہے محبوبی بکار

جب تک ان دو سیر سے آگاہ نہیں
سالک بے راہ ہے بر راہ نہیں

راہ رو وہ ہے کہ ہو اس راہ پر
اس راہ احمد پہ ہو اس کی نظر

یہ طریقِ احمدی ہے اے حسن
رنگ احمد گا ہے یہ پھولا چمن

اس چمن کے پھول پھولی امتیاز
ہاں تمیز آراستہ ہیں جب راز

یہ رہ احمد ہے اس رہ کو نہ چھوڑ
دیکھ ہرگز دیکھ یہ رشتہ نہ توڑ

ہے یہ امکانی و ایجابی مثال
یہ سمجھتا ہے اسے سرمست حال

رنگ امکانی نہ ہوتا گر حسن
کب سجلا ایجاب کا کھلتا چمن

یہ چمن راز شہادت سر بسر
غیب ایجابی کی دیتا ہے خبر

شام ہے ساقی کی زلفِ مشکبار
صبح ہے رخسار رنگیں کی بہار

ہم جمال اللہ کا پیتے ہیں جام
ہر گھڑی ہر روز و شب ہر صبح و شام

ہم فقیروں کو اسی کا شوق ہے
ہم فقیروں کو اسی کا ذوق ہے

ہم فقیروں کا ہے یہ خم سبو
ہم فقیروں کا ہے یہ ساقی ہو

احوال صاحب مجاز ہونے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا

اور بعد اتمام اس سبب تعلیم ہدایت اور ارشاد باطنی کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت اور ارشاد سے اپنے ہاتھ پر مشرف فرمایا۔ اور کلاہ مبارک اپنی اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا۔ اور خرقہ پہنایا۔ اور مثال بمضمون مراتب باطنی حضرت مشکلکشا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے مرحمت فرمایا اور خطاب باطنی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا سب کو سنا دیا۔ اور تنہا لے جاکر بعد اتمام کیفیت باطنی کے اجازت تلاوت دعائے حرز یمانی شریف کے کہ ملقب بسیف اللہ و سلطان الاوراد ہے۔ بہ تعلیم ترکیب غوثی معنوی و قیومی روحی شان جلال اور جمال کے عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ ایک ہزار فائدے اس حرز کے مجھ کو جبرئیل امین سے معلوم ہوئے ہیں اور باقی قاری کو معلوم ہو جائیں گے۔ اور قبل اس اجازت کے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اس حرز موصوف کو بترکیب نظری تلاوت فرمایا کرتے تھے اسی روز سے اس دعائے ماثورہ کا نام نامی حرز مرتضوی شریف قرار دیا گیا ہے من بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو واسطے تعلیم باطن کے اسی طرح سامنے اپنے بٹھا کر بیعت امامت اور ارشاد سے مشرف فرما کر کلاہ مبارک اپنی اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا اور خرقہ پہنایا اور مثال بمضمون مراتب باطنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عطا فرمایا اور خطاب باطنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب کو سنا دیا۔ اور تنہا لے جاکر بعد اتمام تعلیم کیفیت باطن کے اجازت اسم ذات کی عنایت فرمائی اور چند اوراد بھی مرحمت کیے۔ زاں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واسطے تعلیم باطن کے اسی طرح اپنے سامنے بٹھا کر بیعت امامت اور ارشاد سے اپنے ہاتھ پر مشرف فرما کر

کلاہ مبارک اپنی اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا اور خرقہ پہنایا اور مثال بمضمون مراتب باطنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عنایت فرمایا اور خطاب باطنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب کو سنا دیا اور تنہا لے جا کر بعد اتمام تعلیم کیفیت باطن کے اجازت تلاوت و درود شریف وہبی کی مرحمت فرمائی اور ارشاد کیا کہ تم اور تمہارے اہل طریقت سے ہم ببرکت اس درود وہبی کے عالم رویا اور مثال میں ہم کلام ہوا کریں گے۔

بعد حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ——— حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو واسطے تعلیم باطن کے اسی طرح اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت اور ارشاد سے اپنے ہاتھ پر مشرف فرما کر کلاہ مبارک اپنی اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا۔ اور خرقہ پہنایا۔ اور مثال بہ مضمون مراتب باطنی حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عطا فرمایا اور خطاب باطنی حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب کو سنا دیا۔ اور تنہا لے جا کر بعد اتمام تعلیم کیفیت باطن کے اجازت کلام اللہ شریف کی عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ تمہارے سلسلہ تعلیم طریقت میں صاحب باطن کو ترقی کیفیت باطن کی قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا کرے گی اور جو حافظ بحصول تمہارے شجرۂ اجازت کے تلاوت کیا کرے گا وہ خدا سے ہم کلام ہوگا اور جو ناظرہ خواں بحصول اس شجرہ اجازت کے تلاوت کیا کریگا وہ خدا سے ہمکلام ہوگا۔ جو ناظرہ خواں اور صاحب عمل زکات اور نصاب کا بھی آیات قرآن شریف سے بغیر اجازت اس شجرہ تمہارے نام کے حصول کمال و تمام اثر دعوت عمل اور حفاظت رجعت سے محروم ہوگا۔

من بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واسطے تعلیم باطن کے اسی طرح اپنے سامنے بٹھا کر بیعت ارشاد سے اپنے ہاتھ پر مشرف فرما کر سب حاضرین جلسہ میں صاحب مجاز فرمایا اور مثال بہ مضمون مراتب باطنی ان کے مرحمت فرمایا اور خطاب باطنی اُن کا سب کو سنا دیا اور تنہا لے جا کر بعد اتمام تعلیم کیفیت باطن کے گیارہ نام آپ نے تعلیم فرمائے اور اجازت

ان کی مرحمت کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو گیارہ بار تلاوت کرنے سے
ذکر سلطان جاری ہوگیا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
تمہارے سلسلۂ تعلیم طریقت میں صاحب باطن کو گیارہ روز کے اعتکاف میں القا اور الہام
اور ذکر سلطان بموجب اپنی اپنی استعداد کے جاری ہوا کرے گا اور عامل اس اسماء کو مکاشفات
ارضی اور سماوی حاصل ہو جاویں گے۔

بعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عبدالعزیز مکی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو بنابر تعلیم باطن کے اسی طرح اپنے سامنے بٹھا کر بیعت ارشاد سے مستفیض فرما کر
سب حاضرین کے جلسہ میں صاحب مجاز فرمایا۔ اور مثال یہ مضمون مراتب باطنی ان
کے عنایت فرمایا۔ اور خطاب باطنی ان کا سب کو سنا دیا۔ اور تنہا لے جا کر بعد اتمام تعلیم
کیفیت باطن کے اجازت دعائے سریانی کی عطا فرمائی۔ اور ارشاد کیا کہ تمہارے
اہل طریقت کو کفائے مہمات ظاہری اور باطنی اس دعائے ماثورہ کی تلاوت کی برکت
سے حاصل ہوا کرے گی۔ اور ترکیب صفات جلال وجمال کی اس دعا میں تعلیم فرمائی۔

الغرض جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہ سب معاملات تعلیم ہدایت
اور ارشاد باطن کے طے فرما چکے تو جن خرموں پر کہ فاتحہ فرمائی تھی تقسیم فرماتے ہوئے
واپس تشریف لائے اور حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی
دولت سرا میں تشریف لے گئے اور ان سب حضرات نے اپنے اپنے مسکن پر قیام
فرمایا۔ فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری کو حضرت پیر و مرشد نے منجملہ تبرکات مفاد وعنایات
معنونہ حضرات پیران عظام جملہ سلاسل اجازت یافتہ سے یہ چھیوں خلافت نامجات اور ملبوسات
اور اجازت اوراد موصوفہ بالا اور قواعد بیعت امامت اور ارشاد مرحمت فرمائے ہیں۔
اور وہ فقیر کی ضبط اوقات میں ہے۔ اور مختصر احوال گیارہ اسماء کا گزارش کرتا ہے کہ وہ
ہر ایک اسم مبارک گیارہ گیارہ حروف سے مرکب ہیں۔ اس طرح کہ تین حرف بادی
اور تین حرف آبی اور دو حرف خاکی اور تین حرف آتشی اور یہ گیارہ اسمائے مبارک
معظم بحر حضرات صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ حامل صفات

اس خاندان النیہ کے اور کے گو فرزند نہیں ہوئے ہیں۔ صرف ایک اسم کو حضرت امام جعفر صادق صاحب کشف العالمین رحمتہ اللہ علیہ نے قواعد علم جفر میں ضم فرما دیا ہے کہ وہ اسم اعظم بھی شاذونادر کسی حاکم علم جفر کو میسر ہوتا ہے۔ اور حکام اہل جفر اس اسم مبارک کو اسم اعظم تحریر کرتے ہیں بغیر اس کے علم جفر ماثر نہیں ہوتا۔ اور یہ فقیر مؤلف کتاب سپہر خدمت میں ارباب صدق مقال کے گزارش کرتا ہے کہ اس احوال تعلیم کیفیت باطنی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اختلاف خلافت ظاہری حضرات صحابہ عظام میں کسی محل اور موقع پر بطور سند اور دلیل کے اخذ نہ فرمائیں کیوں کہ ظاہر تمام سراسر اختلاف کا اور باطن تمام سربسر اتفاق ہے اور حضرت سید الطائفہ شیخ ابو القاسم جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی مکتوب کتاب سر الامانی تصنیف اپنی میں ذکر اس جلسہ عالیہ کا بحوالہ مکتوبات کتاب موصوفہ بالا کے اسی طرح پر ارقام فرمایا ہے جو کہ تحریر کیا گیا ان حضرت مکرم و معظم کو بھی جملہ سلاسل منسوبہ حضرات اولو العزم و المرتبوں میں حضرات صاحب مجاز مرفوع الاجازت اپنے زمانہ سے مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولو العزم و المرتبہ شہنشاہ ولایت حمان صفات کا حاصل تھا۔

ابیات مؤلف کتاب ہذا

احمد و حیدر کی سنت کا خیال	فرض ہے ہر مشربی پر حسب حال
سنت احمد طریق راستاں	سنت حیدر صراط پا ستاں
تو حسن ہے مست توحید شہود	تو نبی آل نبی پہ پڑھ درود
تیرا توحید شہودی جام ہے	تیرا تعلیم رشادت کام ہے
جانب تفصیل رو رکھتا ہے تو	جانب تکمیل رو رکھتا ہے تو
روح پاک احمد مختار سے	جسم صاف سید ابرار سے
رات دن رہتا ہے تجھ کو کاروبار	شغل ہے تیرا یہی لیل و نہار
کفش بردار کی خدمت ہے تجھے	بس اسی خدمت سے عظمت ہے تجھے

ہے وہی فیض کرامت آج بھی
ہے وہی طرز امامت آج بھی

نسبت حضرت سے ہم سرمست ہیں
نیست تھے ہاں نیست پر اب ہست ہیں

یہ مقام دل نواز احمدی
سربسر رکھتا ہے بوئے سرمدی

اُس چمن کی بُو سے مستی آئے ہے
بُو سے اس کی خود پرستی جائے ہے

صاحب اسریٰ کی یہ تعلیم ہے
احمد بے میم کی تفہیم ہے

نسبت احمد جسے منظور ہے
اس امام دین کا یہ دستور ہے

یہ علم ارشاد شاہ دین ہے
یہ ظہور دین ماہ دین ہے

مشرب احمد ہمیں بھایا ہے بس
بس ہمیں یہ طور خوش آیا ہے بس

ہم اسی جام ہدایت کے ہیں مست
لوگ کہتے ہیں ہمیں مست الست

ہم ہمیشہ رشد کا کرتے ہیں کام
خلق کو ارشاد کا دیتے ہیں جام

رتبۂ اوّل میں ہم دل شاد ہیں
قید این و آں سے ہم آزاد ہیں

نسبت ہُو بس ہمارا جام ہے
بے خودی یکسر ہمارا کام ہے

پیتے رہتے ہیں شراب بیخودی
کھاتے رہتے ہیں کباب بیخودی

یہ عنایت شاہ کی ہے اے حسن
یہ کسی آگاہ کی ہے اے حسن

ہے وہی آگاہ جو سرمست ہے
احمد مقبول کا پابست ہے

مستحب و فرض و سنت کا چمن
دیکھتا رہتا ہے تو ہر دم حسن

رشد کے بازار کو رکھ گرم تر
اس دوکاں کو ہیچ گہہ مت سرد کر

شیخ کی نسبت کا یہ آثار ہے
شغل برزخ کا یہی گلزار ہے

شیخ کیا ہے شیخ ہے شان خدا
شیخ کیا ہے شیخ ہے آن خدا

برزخ شیخ اجل اسرار ہے
مظہر شیخ اجل انوار ہے

شیخ وہ جو ساتھ دیں تفصیل کا
یعنی اس منزل گہہ تکمیل کا

رنگ برزخ کا جسے حاصل نہیں
وہ فقیر حق طلب کامل نہیں

تیرے پیران طریقت کا حسن
تھا یہی اور ہے یہی رستہ حسن

مختصر احوال فرحت اشتمال ولادت باسعادت تابلوغت حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد آپ کے مکتوب خطاب زبدۃ الحقیقت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ غوث پاک قطب عالم مدت سترہ مہینے حمل میں رہے روز انعقاد حمل سے آٹھ مہینے کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کو کہ وہ بھی ایک عارفہ کاملہ تھیں ایک روز قریب پیشانی کے کہ محل لطیفہ مصطفوی کا ہے نور سفید مثل الماس کے چمکتا معلوم ہوا۔ اور گاہ گاہ اس نور میں سے شعلے نکلتے باہر پیشانی کے نظر آتے اور بعضے وقت ناگہاں بجلی سی آنکھوں کے سامنے چمک جاتی تھی۔ نو ماہ کامل یہ حال رہا، اور چالیس روز قبل آپ کی ولادت سے جناب والدہ مکرمہ کے کان میں آواز نُوْرُ اللّٰہ ہوں آتا تھا جب غور کیا جاتا تو معلوم ہوتا کہ جو بچہ حمل میں ہے یہ اس کے ذکر الٰہی کا آواز آتا ہے۔

شب یکشنبہ سلخ رمضان ۴۷۰ھ ہجری میں وقت نماز تہجد کے آپ کی والدہ صاحبہ کے درد زہ شروع ہوا۔ میں اُسی وقت واسطے لانے دایہ کے جیلان سے گیلان کو روانہ ہوا۔ اور دروازہ کوٹھا مکان کا باہر سے بخوف اعدا بند کرا دیا جب میں دایہ مسمات سمومہ بنت جیحان قوم صدیقی مریدہ اپنی کو ہمراہ لایا۔ تو دروازہ کوٹھا مکان کا کھلا ہوا پایا۔ اور گھر میں عجب طرح کی روشنی اور خوشبو دیکھی۔ کہ ابر آسمان پر چھایا ہوتا ہے۔ اس ابر میں سے ایک ایک ٹکڑا ابر کا ساجدہ ہو کر آتا تھا اور دروازہ کوٹھا مکان میں منور ہو کر جاتا تھا۔ اور تھوڑے عرصہ میں پھر واپس آسمان کو چلا جاتا تھا۔ میں نے والدہ غوث پاک قطب عالم سے پوچھا کہ کون تمہارے پاس دروازہ کھول کر آیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ عقب تمہارے پہر رات رہے

لڑکا پیدا ہؤا۔ خود بخود دروازہ مکان کا کھل گیا۔ اور ابر کا ساٹکڑا دروازہ میں سے آتا ہے اور منور ہو کر جسم لڑکے کو ہم آغوش کر کے واپس چلا جاتا ہے۔ خوشبو اور خنکی اور روشنی از حد اس کے باعث ہو جاتی ہے جیسا کہ تم نے ملاحظہ کیا ہے۔

ابیات مؤلف کتاب

اب حسن درویش سے اے دوستو
حال کچھ کچھ غوث اعظم کا سنو

یہ خبر دیتا ہے ہندی پترہ
تھے حمل داری مہینے سترہ

اس تعین ماہ میں مادر ہزار
دیکھتی تھیں نور پاک کردگار

جھم جھماتا نور پیشانی پہ گاہ
گہہ شکم پر جسم نورانی پہ گاہ

گہہ چمک جاتا تھا بجلی کی طرح
گاہ دیکھ جاتا تجلی کی طرح

گہہ مثل خور درخشانی بکار
سامنے آنکھوں کے ہوتا آشکار

سنتی تھیں مادر بوقت جہر یوں
ذکر غوث پاک نور اللہ ہوں

جب تعین ماہ کامل کا ہؤا
تب حمل جنبش میں حامل کا ہؤا

وہ مہینہ تھا مسمّٰی ماہ صوم
تھی شب آخر ترقی بخش قوم

غوث اعظم شاہ عالی جاہ کی
ماہ رمضاں عاشق اللہ کی

تھی ولادت سال اسعد سال نیک
بعد ہجرت چار صد ہفتاد و ایک

وقت آخر شب تہجد گاہ تھا
اہل دل کا دل خدا آگاہ تھا

اس شب آخر میں وہ قطب ظہور
پیٹ سے مادر کے نکلے مثل نور

بطن مادر سے ہوئے جب رونما
مثل مہر و مثل مہتاب سما

جس گھڑی جس دم کہ مولود تھا
آسماں سے نور برساتا پگاہ

نور سے اُن کے ہوا روشن جہاں
خاک سے تا ہفت سقف آسماں

تھی ولادت یا ظہور نور تھا
خطۂ بغداد مثل طور تھا

نور وہ نورِ نبی تھا جلوہ گر
آسمان کے شاہباز آنے لگے
کوئی پیغام الٰہی لاتے تھا
شب نہ تھی تھی شب شب نورِ الٰہ
دیکھنے کو اس کے آتے تھے بغور
اس شب معراج میں پیدا ہوئے
آسماں کے مہر زمیں کے شاہ تھے
قطب عالم غوث اعظم کا خطاب
عقل نے جب کی ولادت کی شمار
عاشقِ اللہ تھے وہ قطبِ دین
شاہ کی ہوئے ولادت پہ نثار
تھے وہ فرزندِ حسنؓ بے قیل و قال
سید ابرار کی اولاد تھے

نور وہ نورِ علی تھا جلوہ گر
اس طرف سے اس طرف جانے لگے
کوئی باتیں شاہ کی پہنچاتے تھا
نور تھا اس کا ظہور عز و جاہ
آسماں سے سب ملائک دوڑ دوڑ
دیکھ ان کی شکل سب شیدا ہوئے
جلوۂ حق نورِ ذات اللہ تھے
حضرتِ اللہ سے پایا شتاب
لفظِ عاشق کی پڑی ہر سو پکار
اس لیے عاشق ہے "تاریخ" یعنی
والدؒ جیلی ہے اور دشت تتار
مادر ان کی تھیں حسینیؓ با جلال
صاحب ہر رشد و ہر ارشاد تھے

شاہ اولادِ حسنؑ میں اے حسنؔ
شہہ ولایت کے چمن میں اے حسنؔ

اور دایہ نے حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کو ناف بریدہ اور غسل کیا ہوا پایا۔ اور بادِ صنو ناف بریدہ کو ڈورے سے باندھا۔ اور کفنی حضرت عبداللہ محض رحمۃ اللہ علیہ کے خرقہ میں سے پہنائی جو کہ تبرکات مغاو منہ معونتہ میں تھا اس وقت صبح ہو چکی تھی پھر آمد رشد ایہ کے ٹکڑوں کی موقوف ہوگئی۔ صبح کو نام سید عبد القادر قرار دیا اور اسی روز سے تا بمدت شیر خواری ہر روز آواز یا حبیب یا اوقات مختلف گرد و پیش سے مسموع ہوتا تھا۔ ہر چند خیال کیا لیکن کوئی آواز دینے والا تحقیق نہیں ہوا۔ اسی طرح کے صدہا خوارق عجیبہ ہر روز صادر ہوتے تھے چنانچہ آپ تین سال کی عمر میں شہرۂ آفاق ہو گئے۔

اشعار مؤلف

حال اس طفلی میں ان کا تھا عجیب　　غیب سے سنتے تھے اکثر یا حبیب
کوئی کہتا ہے ملک کہتا تھا یہ　　کوئی کہتا ہے فلک کہتا تھا یہ
کوئی کہتا ہے کہ جبرئیل رسا　　فرش پہ آکر بحکم کبریا
اس لقب سے نام لیتا تھا مدام　　روز و شب ہر لحظہ ہر دم صبح و شام
الغرض طفلی میں ہر لیل و نہار　　جلوہ فرما تھیں کرامت صد ہزار

خرق عادت کے گل گلزار تھے
ہر کرامت کے نمائش دار تھے

آپ کے والد کا آپ کو بخوف اعدا جیلان سے بغداد لے جانے اور مرید کرنے کا حال

حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد حضرت غوث پاک قطب عالم کے مکتوب نعاب زبدۃ الحقیقت تصنیف اپنی میں ترقیم فرماتے ہیں کہ جب حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی حسنی و حسینی کی عمر تین سال کی ہوئی آپ کی کرامات اور نسب کا شہرہ سن کر ایک شخص ہرمز نام اولاد ابو سفیان میں سے در پئے ہلاکت ہم تینوں کے گیلان میں ہوا۔ اور یوسف بن قلوان گیلانی نے مجھ کو آکر خبر دی باستماع اس خبر کے جو میں اپنے مکان پر آیا تو والدہ سید عبد القادر جیلانی نے مجھ سے بیان کیا کہ لڑکا بار بار کہتا ہے کہ بغداد کو چلو۔ میں نے بھی خبر یوسف بن قلوان گیلانی کی بیان کی، غرض اسی شب سب اسباب مکان میں چھوڑ کر ہم تینوں وقت شب کے بغداد کو روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک قافلہ کوفیوں کا کہ حج سے مشرف ہو کر بغداد کو جاتے تھے ملاقی ہوا۔ ایک بزرگ حضرت علاؤ الدین بن حضرت یعقوب کہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت علاؤ الدین صاحب ممدوح سے بیعت تو بہ خاندان اویسیہ میں حاصل تھی۔ اس قافلہ میں تھے۔ حضرت علاؤ الدین صاحب موصوف کو حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر کے چہرہ پر تجلیات الانوار کی مثل چاند چودھویں شب کے نظر پڑی کہ وہ روشنی لطیفہ مصطفوی کی تھی جو بعد ایک سانس لینے کے دوسری سانس میں چمکتی تھی۔ حضرت علاؤ الدین صاحب کو حضرت یعقوب پیر و مرشد والد ماجد اپنے کا قول یاد آیا کہ احوال حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی سے مطلع ہو چکے تھے۔ اس روشنی کو پہچان کر کجاوہ شتر اعرابی پر سے مع عیال و اطفال اپنے کے اتر پڑے اور مجھ سے ملاقی ہو کر فرمانے لگے کہ آپ

کجاوے پر سوار ہو جاویں۔ میں نے بخیال اخفائے احوال اپنے کے نہایت عجز و انکساری سے عذر کیا۔ ان حضرت نے اپنا راز باطن مجھ سے بیان کیا۔ اور باعث بے سر و سامان روانگی کا دریافت کیا۔ اور مجھ سے احوال سن کر فرمایا کہ دس آدمی اس قافلہ میں بھی اسی قوم کے ہیں لیکن آپ بموجب کہنے میرے کے قبول کریں چنانچہ حضرت علاؤ الدین صاحب موصوف نے بآرام تمام مجھ کو بغداد تک پہنچادیا۔ اور تمام راستے غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی کی خدمت زیادہ تر از حد کرتے تھے۔ اور ترقی کیفیت باطن کی مذاق حاصل فرماتے تھے۔ اور بغداد پہنچ کر میں نے غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی کو بر بنا بر تحصیل علوم ظاہر کے پاس حضرت مولوی شمس الدین صاحب بن عماد الدین بن زبیر بن داؤد ہنکاری بن صفی اللہ بن کلیم احمد ابن خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کے مکتب کو بھیجا مولوی شمس الدین صاحب موصوف حضرت خواجہ ابو الحسن علی ہنکاری صاحب سے مرید اور تعلیم باطن حاصل کیے ہوئے تھے، دس برس کی تحصیل علوم ظاہر میں حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر قابل درس پڑھانے کے ہو گئے۔ ایک روز مجھ سے کہا کہ اب وہ فتنہ جیلان سے فرو ہو گیا ہے۔ وطن کو تشریف لے چلیے۔ میں بموجب کہنے غوث پاک قطب عالم کے جانب وطن عازم ہوا۔ اور جیلان پہنچ کر مکان کا اسباب خصومت اعداء سے لٹ گیا ہوا دیکھا۔ پانچ برس تک وہاں بھی تحصیل اور تدریس علم ظاہر میں مشغول رکھا۔ اور اس حالت تحصیل علم میں بھی اکثر خوارق جلی، ہر ایک خاص و عام نے معائنہ کیے جب غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی بموجب حکم الہام باطن روز دوشنبہ تاریخ سترہویں ماہ رجب ۴۸۸ھ ہجری کو وقت نماز عصر کے بیعت توبہ سے اپنے ہاتھ پر خاندان حسنیہ جدیہ اپنے میں مشرف کیا۔ اور مثال خلافت صاحب مجاز مع جملہ خلافت نامجات اور تبرکات اور ملبوسات اور مکتوبات خطاب حضرات پیران عظام سلسلہ کے حسب معمول تفویض کر دیئے اور کیفیت باطن میں لطائف ستہ تعلیم کئے۔ اور ترکیب اسم ذات کی مفصل سمجھادی اور طرف ترقی کیفیت باطن کے متوجہ کرادیا۔ اور تلاوت درود شریف کی اجازت عطا کی۔

اور موجب ہدایت حضرت عبداللہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ پیرو مرشد اور والد ماجد اپنے کے غوث پاک قطب عالم سید عبدالقادر جیلانی نے کہہ دیا کہ حضرت ابوسعید مبارک ابن علی مخذومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تم کو بعیت خلافت اور امامت اور ارشاد حاصل ہوگی۔ اور درجہ محبوبیت کا بھی بطفیل حضرت ممدوح کے تم کو نصیب ہوگا اور مکتوبات نطاب حضرات پیران عظام میں سے حضرت عبداللہ محفن کے مکتوب نطاب میں جو پیش خبری تحریر تھی معائنہ کرادی۔

مختصر احوال مجاہدات و خلافت حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی مکتوب خطاب کریمۃ الوحدت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد حصول شرف بیعت توبہ کے میرے والد ماجد حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنبلی دوست رحمۃ اللہ علیہ ایک سال عالم حیات میں تشریف فرما ہے روز پنجشنبہ تاریخ گیارہویں ماہ ذیقعدہ ۴۸۹ھ ہجری میں بعد نماز ظہر کے رحلت فرمائی۔ چھ مہینے میں نے بعد وفات حضرت والد ماجد کے جیلان میں قیام کیا۔ چالیس دینار لے کر اپنی والدہ معظمہ کی خدمت سے جدا ہو کر روانہ ہوا۔ اوّل کعبہ شریف کو پہونچا۔ اور وہاں سے بیابان عراق میں سیاح رہا۔ اور وہاں سے ساتویں تبت پر کہ یہی پہاڑ چلہ گاہ حضرات سے خالی تھا پہنچ کر تین چلہ سوا سوا کروڑ اسم ذات کے چھ چھ برس کے عرصہ میں بموجب ارشاد حضرت والد ماجد اپنے کے ادا کئے۔ اور اٹھارہ برس روزہ خرمہ سے افطار کیا اور بعد فراغ خدا سے عہد کیا کہ جب تک تو اپنے ہاتھ سے مجھ کو نہیں کھلائے گا۔ کوئی چیز اکل و شرب میں نہیں لاؤں گا۔ چنانچہ ایک سال کامل مطلق زبان پر کچھ نہیں رکھا۔

ایک روز شیطان علیہ اللعن نے مثل برف سفید کے نور تا حد نگاہ محیط کر دیا۔ اور آواز دیا کہ عبد القادر ہم نے تیری عبادت کو قبول کر لیا۔ میں نے متعجب ہو کر خیال کیا کہ میں واسطے خدا کے ہاتھ سے کھانے کے متعہد ہوں قبولیت عبادت کا خواستگار نہیں شاید یہ دھوکہ شیطانی ہے یکایک باطن سے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؕ زبان پر آگیا اور وہ سفیدی یک لخت زائل ہو گئی۔ بعد چالیس روز کے اس واقعہ سے ایک روز قریب نماز فجر کے میں مراقب بیٹھا ہوا تھا کہ آواز کان میں آیا۔ کہ اے عبد القادر طعام نوش کر کہ خدا اپنے ہاتھ سے کھلاتا ہے۔ میں نے دھوکہ شیطانی سمجھ کر مطلق التفات نہیں کیا۔ جب چار مرتبہ یہی آواز سنا۔ اور ہونٹوں کو لقمۂ طعام کا محسوس ہوا۔ آنکھ کھول کر

دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی۔ مگر ہونٹوں کو کھیر لگی ہوئی تھی۔ اس کو رومال سے صاف کر کے پھر مراقب ہوگیا۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔ پھر اسی طرح آواز کان میں آیا۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک تجلی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوتی معلوم ہوئی۔ پھر آنکھیں بند کر کے مراقب ہوگیا۔ پھر اسی طرح کا آواز سُنا۔ اور آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک ہاتھ میں لقمہ کھیر کا نظر آیا۔ اور پھر وہ ہاتھ بھی غائب ہوگیا۔ میں نے دھوکہ شیطان سمجھ کر لاحُولَ پڑھی اور آنکھیں بند کر کے مراقب ہوگیا۔ پھر اسی طرح کا آواز سُنا کہ اے عبدالقادر یہ دھوکہ شیطان کا نہیں ہے۔ جو لاحول سے دفع ہو جاوے۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک جسم اور ہاتھ میں لقمہ کھیر کا دیکھا۔ ایک نظر دیکھنے نہیں پایا تھا کہ وہ غائب ہوگیا۔ میں نے دھوکہ نفس کا سمجھ کر آنکھیں بند کر لیں اور مراقب ہوگیا۔ پھر اُسی طرح آواز سُنا کہ اے عبدالقادر یہ دھوکہ نفس کا بھی نہیں ہے جب تک اس لقمہ طعام کو نوش نہیں کر لے گا۔ تجھ کو کچھ معائنہ نہ ہوگا۔ یہ آواز سُن کر میں نے بسم اللہ شریف پڑھی اور لب واسطے لقمہ طعام کے وا کیے۔ جب لقمہ کھیر کا دہن میں آگیا۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضرت ابوسعید مبارک بن علی مخذومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صورت تجلی آثاری صفاتی کے عجیب کیفیت سے نظر آئی۔ اور کلمات زبان ملکوت با ہم یگر ہوئے کہ میرے والد ماجد نے واسطے اُسی وقت خاص کے تعلیم فرمائے تھے۔ فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کیفیت دھوکہ شیطان اور عہد نہ کھانے کا اور حضرت ابوسعید مبارک ابن علی مخذومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کھانا کھلانے کے سوائے عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت کے کہ جس پر یہ امر گزر نہ گیا ہو اور کے سمجھنے کے لائق نہیں ہے یہ تینوں کیفیات طفیل حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے اب بھی ہر ایک عارف مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت پر گزر جاتا ہے۔ یہ امر کچھ اس قدر مقامات عالیہ میں سے نہیں ہے۔ کہ عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت کو گمان مایوسی کا خاطر پہ آوے۔

اور حضرت ابو سعید مبارک بن علی مخذومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب بحر النبوت تصنیف اپنی میں تسطیر فرماتے ہیں کہ مجھ کو بعد نماز مغرب شب دوشنبہ گیارہویں محرم ۵۱۱ھ کو الہام ہوا کہ ایک دوست ہمارا ہمارے ہاتھ سے کھانے کا مشتاق ہے۔ اور ایک سال کامل سے کچھ نہیں کھایا پیا ہے صرف شغل نوری ملکوتی میں مصروف ہے۔ یہ حکم باطن سن کر میں اُسی وقت مکان سے روانہ ہوا۔ میری زوجہ نے دیکھ کر دریافت کیا بموجب حکم باطن کے شاید کسی طرف کو جاتے ہیں۔ اس روز کھیر میرے گھر پکی تھی۔ میری زوجہ نے دستر خوان میں باندھ کر مجھ کو لاکر دی کہ میں دروازہ سے قریب ستر قدم کے باہر چلا گیا تھا اور اسم اعظم جنیدیہ قلب روح سے تلاوت کرنا شروع کیا۔ قریب نماز صبح کے پہاڑ تبت ساتویں پر پاس غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی کے پہنچ کر تعمیل حکم الہام کی بجالایا۔ اور بعد طعام کھلا دینے کے سید عبد القادر کو بموجب تعلیم حضرت ابو الحسن علی ہنکاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد اپنے اور موافق پیش خبری محررہ مکتوب نطاب سر الامانی تصنیف حضرت سید الطائفہ شیخ الشیوخ ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب جواہر اعظم تصنیف حضرت علاؤ الدین ابو الفرح طرطوسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر جمیع حضرات پیران عظام اپنے سلسلہ کے میں نے بیعت امامت سے مشرف کیا اور کیفیت باطن کی بطور طریقے اپنے سلسلہ کے تعلیم فرمائی۔ اور کیفیت باطن تعلیم فرمائی ہوئی اُن کے والد بزرگوار کو موقوف کرا کر ترکیب جاری ہونے سلطان الاذکار کے سے مشرف کیا۔ اور جس پتھر پر کہ غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی نے تین چلہ اسم ذات کے ادا کئے تھے۔ وہاں سے اٹھا کر دوسرے پتھر پر کہ فاصلہ پچپن قدم کے ہے بٹھا دیا۔ اور احکام بعد فراغ ہو جانے کے سے بھی مطلع کر کے بغداد کو واپس چلا آیا۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کہ اس عاجز نے بھی ان دونوں پتھروں پر یہ احوال کندیدہ دیکھا ہے اور بموجب تحریر مکاتیب کے سب معاملات حضرات کے بتہ معائنہ کئے ہیں۔ اور ساتویں تبت کا سیاح رہا ہے۔

حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی مکتوب خطاب کرتیالوحدت تصنیف اپنی میں ترقیم فرماتے ہیں کہ میں ایک سال کامل اسی جگہ تعمیل تعلیم میں مشغول رہا ایک درخت سیب کا قریب میرے قدرت الٰہی سے پیدا ہو گیا تھا۔ وقت عصر سے ڈالی اس کی جھکتے جھکتے قریب میرے دہن کے آجاتی تھی۔ اور وقت مغرب کے خودبخود سیب ٹوٹ پڑتا تھا۔ ایک سال کامل اُسی سیب سے روزہ افطار کیا جب بموجب حکم حضرت پیر و مرشد کے ذکر سلطان کو جاری پایا۔ شب سہ شنبہ بعد افطار روزہ اس جگہ سے اُٹھ کر جانب بغداد کے روانہ ہوا تاریخ تیرہویں ماہ صفر ۵۱۱ھ ہجری کو روز سہ شنبہ قریب نماز اشراق کے بغداد میں پہنچ کر مسجد جامع کے برج عجمی میں مقیم ہوا۔ اور نماز اشراق وہیں ادا کی حضرت خضر علیہ السّلام مجھ سے آکر ملاقی ہوئے اور فرمایا کہ بموجب حاضر حکم الٰہی ہوا ہوں۔ جو کچھ کہیے بجالاؤں۔ میں نے جواب دیا کہ صرف پیر و مرشد کو میرے حاضر آنے کی اطلاع ہو جائے اور التماس کیا جاوے کہ بطفیل دستگیری حضور کی تعمیل حکم کی بجا لایا۔ اور ماحصل بموجب ارشاد کے مجھ کو نصیب ہوا حضرت خضر علیہ السّلام نے مجھ سے سوال کیا کہ یا شیخ تم نے خدا سے عہد کیا تھا کہ میں تیرے ہاتھ سے کھاؤں گا۔ پھر انجام اس کا کیا ہوا۔ میں نے سب حال گزرا ہوا اس روز کا بیان کیا۔ حضرت خضر علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ تینوں صفتیں خدا نے واسطے میرے خاص کی ہیں۔ ایک مکاشفہ احوال زمانہ ماضی اور استقبال ہر ایک اشیاء کا دوسرے نگاہ کا میری یہ حال ہے کہ جس سمت کو نظر کرتا ہوں تاکنارہ زمین صاف نظر آتا ہے۔ اسی طرح تحت فوق میں بھی جہاں تک چاہتا ہوں دیکھ لیتا ہوں تیسرے جس عضو کو منظور ہوتا ہے دکھلاتا ہوں اور پوشیدہ کر لیتا ہوں۔ آج ہم تمہارے حضرت شیخ سے روبرو تمہارے دریافت کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہ کس طرح ہمارے سامنے اپنے جس عضو کو چاہتے ہیں ظاہر کرتے ہیں اور جب چاہتے ہیں غائب کرتے ہیں یہ کہہ کر حضرت خضر علیہ السّلام حضرت ابو سعید مبارک بن علی مخزومی صاحب پیر و مرشد کے مکان کو روانہ ہوئے۔ اور تھوڑے عرصہ میں واپس آکر فرمانے لگے کہ وہ مکان پر تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ کہیں کو گئے ہیں۔ میں نے جواب میں کہا کہ وہ کون جگہ ہے؟

کہ جہاں کا جانا آپ کو معلوم نہیں یا آپ وہاں پہنچ نہیں سکتے ہیں۔ یہ جواب سن کر حضرت خضر علیہ السّلام خاموش ہو کر چلے گئے اور تین روز تک میرے پاس تشریف نہ لائے۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری کو ایک شعر کسی عاشق کا یاد آیا ہے جو اس محل پر حسب حال ارشاد جناب غوث پاک قطب عالم سیّد عبد القادر جیلانی حسنی حسینی کے تحریر کرتا ہے۔ ؎

اس کے کوچہ میں گذر ہیئے تو بھٹکتے پھریئے
حضرت خضر ابھی آپ نے دیکھا کیا ہے

حضرت ابوسعید مبارک بن علی مخزومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب بحر النبوت تصنیف اپنی میں ارقام فرماتے ہیں کہ روز جمعہ بعد نماز چاشت تاریخ سترہویں ماہ صفر ۵۱۱ھ ہجری کو حضرت خضر علیہ السّلام میرے مکان پر مجھ سے ملاقی ہوئے اور نہایت متعجب اور متحیر ہو کر مجھ سے دریافت کرنے لگے کہ آپ کہاں تشریف لے گئے تھے؟ میں نے جواب دیا کہ میں تو اپنے حجرہ سے کہیں نہیں گیا تھا۔ جناب ایزد باری تعالےٰ سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ جس وقت سیّد عبد القادر غوث پاک قطب عالم بفضل قدرت تیری تعمیل و تعلیم سے کامیاب ہو کر آوے گا۔ میں تین روز کا طے کا روزہ شکریہ میں ادا کروں گا۔ شب سہ شنبہ مجھ کو اس کے آنے کا علم ہوا۔ صبح سے ادائے روزہ طے میں متوجہ ہو گیا تھا۔ آپ کو اس قدر تعجب اور تحیر کا کیا باعث ہے۔ کیا مجھ سے کچھ امر ضروری آپ کو ارشاد فرمانا ہے؟

حضرت خضر علیہ السّلام نے فرمایا کہ جس وقت سیّد عبد القادر غوث پاک قطب عالم جامع مسجد کے برج عجمی میں آ کر مقیم ہوئے میں بحکم الٰہی اُن کے پاس گیا اور ملاقات کر کے پوچھا کہ جو کچھ کہئے بجا لاؤں انہوں نے جواب میں صرف آپ کو اطلاع ہو جانے کے واسطے بعجز و شکر گذاری مجھ سے کہا میں آپ کے مکان پر آ کر مستفسر ہوا معلوم ہوا کہ صبح سے آپ کہیں کو تشریف فرما ہوئے ہیں۔ وقت شام پھر میں نے آ کر دریافت کیا تب بھی یہی جواب دیا کہ اب تک تشریف نہیں لائے چنانچہ صبح جہاں

شنبہ سے اس وقت تک میں نے کوئی جگہ ناسوت میں اور کوئی مقام ملکوت میں باقی نہیں چھوڑا اور سبھی ہرچہ تمام تر ہر عالم میں ڈھونڈھا۔ لیکن کہیں قیاس اور گمان اور وہم نے بھی آپ تک رسائی نہ کی۔ جو آپ تک پہنچتا۔ شام پنجشنبہ کو پھر آپ کے مکان پر آکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ابھی کھانا کھا کر دو مریدوں کے ہمراہ کہیں کو تشریف لے گئے ہیں۔ اس وقت سے اب تک آپ کی تلاش میں سعی بے فائدہ کرکے عاجز آکر آپ سے ملاقی ہوا ہوں حضرت ابوسعید مبارک ابن علی مخذومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب بحر النبوت میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اور سید عبدالقادر سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کا علم مجھ کو ہو گیا تھا۔ یہ گفتگو حضرت خضر علیہ السلام کی سن کر اور مسکرا کر میں خاموش ہو گیا۔ اور ان حضرت نے بھی مجھ سے زیادہ کچھ دریافت نہ فرمایا۔ اور میں نے کاغذ مثال کا جس کو اہل ظاہر خلافت نامہ تعبیر کرتے ہیں۔ روبرو حضرت خضر علیہ السلام کے تحریر کیا اور بجائے گواہی دستخط ان کے بھی تحریر کرلئے اور وقت نماز جمعہ کلاہ اور عمامہ اور خرقہ بدست حضرت خضر علیہ السلام کے اپنے ہمراہ جامع مسجد میں لایا۔ مجھ کو دیکھ کر سید عبدالقادر رقد مبوس ہوا۔ اور میں اس سے ہم آغوش۔ اور بعد فراغ نماز جمعہ برج عجمی میں مجلس حضرت اولیاء ہمعصر اعنی حضرت نجم الدین احمد کبیر فردوسی صاحب مکتوب نطاب ضمیمہ نصرت اور حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی صاحب مکتوب نطاب صور المضرج اور حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی صاحب مکتوب نوید وحدت اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی صاحب مکتوب نطاب عقدۃ الوحدت اور حضرت ابونجیب سہروردی صاحب مکتوب فی نطاب کریم القطب اور حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی صاحب مکتوب نطاب فصیح الوجوب اور حضرت خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی حنبلی صاحب مکتوب نطاب کشف القلب اور حضرت عماد الدین صاحب اور حضرت امام احمد غزالی طوسی ملقب بہ زین الدین صاحب مکتوب نطاب قرۃ العینین اور حضرت شیخ محی الدین غزنوی مرید حضرت شہاب الدین صاحب اور حضرت شہاب الدین صاحب بن نور الدین اور حضرت خواجہ احمد یسوی صاحب اور حضرت شیخ ابوزکریا بن مسعود اور حضرت شیخ

ابوسعید قیلوی اور شیخ قضیب البان موصلی اور شیخ حماد دباس صاحب مکتوب نطاب ہوید السعید اور شیخ احمد بن مبارک اور حضرت شیخ مجدد الدین صاحب بغدادی اور حضرت شیخ سبحان صاحب اور شیخ اسحاق بن احمد اور قطب الدین بن حسام الدین اور حضرت عبدالرحمن بن کریم الدین اور جلال الدین بن فخر الدین اور حضرت ابو العباس صاحب خراسانی اور شیخ عبداللہ بن یوسف اور شیخ معزب بن احمد شوقی اور شیخ عبد السلام بن عبدالرحمن اور شیخ ضیاء الدین اسحاق بغدادی اور شیخ محمود بن جعفر بغدادی اور شیخ اسود قدم بن حلیم الدین بغدادی سے ترتیب دے کر غوث پاک قطب عالم سید عبدالقادر جیلانی کو اپنے ہاتھ پر بیعت حوالت اور ارشاد سے مشرف کر کے کلاہ اپنی اوڑھائی اور عمامہ اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا۔ اور مثال خلافت بخطاب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی کی اہل مجلس کو سنا کر عطا فرمایا۔ اور بعد فراغ معانقہ اور مبارک باد اہل محفل کے شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی کو اپنے مکان پر ہمراہ لایا اور فاتحہ ہفت دہم کا سامان جو مکان پر مہیا تھا اسی روز سے وہ فاتحہ ان کو مرحمت کر دی اور کہہ دیا کہ اسی تاریخ تمہارا اس عالم سے سفر ہوگا۔ اور گیارہ روز بعد اس معاملہ کے میں نے بغداد میں قیام کیا اس عرصہ میں تمام اسناد خلافت ناجات اور مکتوبات نطاب اور ضبط اوقات شبانہ روز اور دیگر تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم ہر ایک حضرات پیران عظام سلسلہ کے جو مجھ کو مفاوضات معنویہ میں حاصل تھے۔ تفویض کر کے فہو اللہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولو العزم و المرتبہ شہنشاہ ولایت جان صفات مثل اپنے کیا اور بجائے خود ولایت مملکت بغداد پر کہ تخت گاہ نوشیرواں کی تھی قائم کر دیا اور بتاریخ اٹھائیسویں ماہ صفر ۵۱۱ھ ہجری روز سہ شنبہ کو میں تنہا بغداد سے کوفہ روانہ ہوا۔ اور گیارہ روز میں شہر کوفہ سے مع علیم اللہ ابدال کے بغداد میں واپس آیا اور علیم اللہ ابدال کو کہ بعمر بارہ سال کے تھا۔ شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی کے سپرد کر دیا اور علیم اللہ ابدال سے کہہ دیا کہ تم نامزد انہیں محمد کے تھے اور میں دوسرے روز بتاریخ آٹھویں ماہ ربیع الاول ۵۱۱ھ ہجری روز شنبہ کو اہل و عیال اپنے ہمراہ لے کر بغداد سے

ہنگار وطن اپنے کو روانہ ہوا حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نطاب کربتہ الوحدت میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد تشریف لے جانے حضرت پیر و مرشد جناب ابوسعید مبارک ابن علی مخذومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بتاریخ نویں ماہ ربیع الاول ۵۱۱ھ ہجری شب دوشنبہ کو بموجب حکم حضرت ممدوح کے عقد نکاح میرا ساتھ بی بی حلیمہ صغریٰ سید یوسف بن سید یونس بن سید شرف الدین اولاد حضرت امام زین العابدین صاحب صبر القیام رحمۃ اللہ علیہ کے منسلک ہوا۔ اور گیارہ محرم راز میرے صوفیان صافی نہاد سوائے عوام الناس کے یعنی شیخ ضیاء الدین بن اسحاق بغدادی اور شیخ محمود بن جعفر بغدادی اور شیخ اسود قدم بن علیم الدین۔ اور عمر بن فارض اور اور شیخ عبد قریشی بن شیخ رحمت اور شیخ محمد بن ابی نصر۔ اور شیخ احمد بن عبدالعزیز اور شیخ علی محمد بن محمود۔ اور شیخ قیام الدین بن سیف الدین اور شیخ سیلان بن عزیز الدین اور شیخ عبدالرحیم بن ابوالعلی شریک تھے اور اسی روز سے تبلیغ احکام تعلیم طریقت یعنی امامت اور ارشاد پر بجان و دل مستعد رہا کہ کوئی کام عزیز تر بجز اس ہدایت اور رشاد سے اپنے اوپر پسند نہ کیا تھا۔

نظم

جب شبابی عمر کو پہونچے وہ شاہ
ہادی عالم ہوئے تا مہر و ماہ

رشد ان کا جلوہ بخش عام تھا
ہند سے تا ملک روم و شام تھا

جب سے حضرت کی ہوئی بغداد جا
ہر بشر عارف ہوا بغداد کا

جوق جوق آتے تھے جبنی روز شب
بیٹھتے تھے سامنے باصد ادب

فیض کا ان کے کھلا گلزار تھا
رشد کا ان کے لگا دربار تھا

راز ان کا تھا تمامی راز حق
زانکہ تھے وہ شاہ دین و ساز حق

یک نگاہِ لطف سے ان کے مرید
غوث ہوتا تھا کوئی قطب سعید

کوئی ابدالی کا رتبہ پائے تھا
کوئی اوتادی کا لقمہ کھائے تھا

کوئی اس تعلیم سے ہوتا رقیب
اہلِ خدمت اک نجیب و ایک نقیب

سب رجال اللہ تھے ان کے مطیع
سب خدا آگاہ تھے ان کے مطیع

جلوہ گر ہوتا کسی پر نورِ حق
کوئی ہوتا آن میں تھا طورِ حق

سیر کرتا تھا کوئی آثار کی
سونگھتا بو تھا وہ اُس گلزار کی

کوئی لاہوتی سرا کی سیر کر
آپ سے ہو جاتے تھا وہ بے خبر

کوئی سالک کوئی مجذوب الٰہ
کوئی دونوں حال پر رکھتا نگاہ

کوئی جمع الجمع کا پاتا مقام
کوئی الفرقی کا ہوتا بادۂ شام

ذکرِ سلطانی تو اس جام عام تھا
یہ صدا تو ہر کسی کا جام تھا

از برائے ہر مرید ہوشدار
مصطفائی تھا لطیفہ نوردار

فیض قلب اپنا جسے پہنچائے تھے
ہفتمیں منزل پہ اس کو پائے تھے

روحِ پاک حضرت ذکون سے
آشنا ہوتا تھا ان کے عون سے

عون ان کی عونِ پاکِ مصطفےٰ
عونِ پاکِ مصطفےٰ و مرتضےٰ

رُشد ان کا رُشد حیدر ہو بہو
رُشد ان کا رُشد احمد ہو بہو

تھے انہوں کے پشت پر بارہ امام
رُشد کا اپنی پلاتے تھے وہ جام

مصطفےٰ و مرتضےٰ کے تھے حبیب
فیض ان کا تھا رہے گا تا عیب

رُشد ان کے نام سے نامی ہوا
ماہ ان کے جام سے جامی ہوا

مہر ان کے جام سے سرمست ہے
چرخ ان کے آستاں سے پست ہے

جس پہ ان کا پرتو اُڑ جاتے ہے
سب لطائف سے نمائش پائے ہے

ہر لطیفہ کی فنا با وضع خاص
رونما ہوتی بطرزِ اختصاص

ذکرِ ہو ہو ہو جائے تھا پیدا شتاب
صاف اٹھ جاتا تھا غفلت کا نقاب

جلوہ فرما جب فنا ہو جائے تھی
روئے خوب اپنا بقا دکھلائے تھی

یہ فنا اور یہ بقا ہر روز و شب
دیکھتا تھا ہر مرید با ادب

وادیِ ایمن کی نارِ دل نواز
وادیِ بغداد سے رکھتی تھی راز

ہر طرف وہاں لِیْ مَعَ اللّٰہ کی صدا
مسکنِ حضرت ہوا جب سے وہاں
خلد کو دیکھا نہ ہو بغداد دیکھ
خامۂ چوبی کہاں رکھتا ہے تاب
صاحبِ لولاک نے فرما دیا
اب خیالِ رشد رہتا ہے حسنؔ
نسبتِ سلطانِ اسریٰ کی ہر آن
کام رہتا ہے ہمیں تعلیم سے

جلوہ فرماتی تھی ہر صبح و مسا
سرزمینِ خلد ٹھہرا وہ مکان
یادِ جنت کی وہاں کی یاد دیکھ
جو کرے شہ کی فضیلت کا حساب
رشد کا کر اے حسنؔ روشن دیا
کھل رہا ہے اب ہمارا ہی چمن
ہر زماں ہر لحظہ دکھلاتی ہے شان
خلق کی تعلیم سے تفہیم سے

مرشدی مسترشدی ہے تیرا کام
آن ہے تیری امامت کا مقام

احوال پیش خبری حضرت مخدوم علی احمد صاحب برضا و لادت شاہ عبدالوہاب صاحب جد امجد جناب موصوف رحمۃ اللہ علیہما

حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نصاب کریمۃ الوحدت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد چند ماہ کے عقد نکاح سے ایک شب عالم جبروت میں حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے غوث پاک قطب عالم خدائے عزوجل نے مجھ کو عوض میں حسنؓ اور حسینؓ کے ایک تجھ کو اور دوسرے مخدوم علی احمد صابر کو عطا فرمایا عنقا قریب ہے کہ وہ عبدالوہاب اور عبدالرحیم فرزندان فرزند تیرے سے ظہور کرے۔ صبح کو میں نے مکتوب نصاب حضرت امام جعفر صادق صاحب کشف العالمین۔ اور حضرت امام موسیٰ کاظم صاحب گرفتن اسرافیل رحمۃ اللہ علیہم اور جمیع حضرات پیران عظام سے احوال پیش خبری کا معائنہ کیا اور جس روز سے شاہ سیف الدین عبدالوہاب نے شکم مادر میں قرار پایا تھا میں اس کی جناب پشت نہیں کرتا تھا۔ اور اسی روز سے اکثر اوقات الہام اور القا سے پیش خبریاں مخدوم علی احمد صابر کی صادر ہوا کرتی تھیں اور میں ان کو قلم بند کرتا جاتا تھا۔ چنانچہ بتاریخ سترہویں ماہ شعبان ۵۱۲ھ ہجری کو شب پنجشنبہ درمیان مغرب اور عشاء کے شاہ سیف الدین عبدالوہاب تولد ہوئے اور گیارہ سال میں مجھ سے علوم ظاہری کو بھی تحصیل کر چکے کہ پھر خود درس پڑھایا کرتے تھے اور جب شاہ سیف الدین عبدالوہاب کی عمر چودہ سال کی ہوئی بتاریخ نہم ماہ رمضان المبارک ۵۲۶ھ ہجری کو بروز یک شنبہ وقت سہ پہر عقد نکاح ان کا بموجب حکم باطن ساتھ مسماۃ شام بی بی بنت سید عثمان بغدادی بن سید عبداللہ بن سید اسمٰعیل بن سید شمس الدین اولاد حضرت امام محمد باقر صاحب حیات المعصوم رحمۃ اللہ علیہ کے منعقد کر دیا۔ اور اب ایک سال کے جب عمر ان کی پندرہ برس کی ہوئی۔ بتاریخ انیسویں ماہ جمادی الثانی ۵۲۷ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت عصر کے بیعت توبہ سے اپنے ہاتھ پر

مشرف کر کے تعلیم کیفیت باطن سے فیضیاب کیا اور ترقی کیفیت باطن میں متوجہ کر دیا عرصہ
چار سال میں قرب حضرت واحدیت سے مستفیض ہو گئے اور مرتب متلزمہ قرب حضرت
واحدیت کے حاصل کر چکے۔ بتاریخ ۲۲ ماہ رجب ۵۳۱ھ ہجری کو در روز دو شنبہ وقت عصر
کے مجلس عام میں اپنے ہاتھ پر بیعت امامت اور ارشاد سے اور نیز ہر دو خاندان حنفیہ
علوی ولایت روح جذبیہ اور خاندان طوسیہ میں مشرف کر کے کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ سبز
اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا اور مثال خلافت کی اہل مجلس کو سنا کر صاحب مجاز
کر دیا۔ اور مقامات مندرجہ مکتوب خطاب کر بتہ الوحدت کے معائنہ کرا دیئے اور یہ
مکتوب بھی اُن کے تفویض کر دیا۔

احوال محبوبیت حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی شافعی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ سیف الدین عبد الوہاب صاحب مکتوب نصاب محصور الودود تصنیف اپنی میں تسطیر فرماتے ہیں کہ بتاریخ سترھویں ماہ ربیع الاول ۶۳۰ھ ہجری کو شب جمعہ پہر رات گذر رہی تھی کہ آواز رجال الغیب کے متواتر کان میں آنے لگے لیکن تفصیل اس گفتگو کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ اور سب ابدال درجہ اعلیٰ اور اوسط اور ادنیٰ کے ہر ایک طرف جلد جلد آتے جاتے تھے۔ میں نے جس کسی سے اُن دونوں گروہوں میں سے ملاقات کر کے پوچھا کہ تم آج کس سعی انجام کار میں مصروف ہو؟ کسی نے مفصل بیان نہ کیا۔ اور یہ کہا کہ آپ کو اب تک باطن سے اطلاع نہیں ہوئی۔ آپ جلد متوجہ عالم ملکوت کو ہوئیں۔ یہ گفتگو سُن کر اول میں کشف الصدور میں مشغول ہوا۔ دیکھا میں نے کہ جمیع نقبا، نجبا، رقبا، ابدال، اوتاد، اغیاث، اقطاب ہمہ تن متوجہ طرف کیفیت باطن کے ہو رہے ہیں اور منتظر ہیں کہ دیکھئے کیا بذریعہ القاء اور الہام کے حکم صادر ہوتا ہے اور حضرات اولیائے سالکین کو اس قدر غلبہ سُن کر اور صحو اور فنا اور بقا کا ہو رہا ہے کہ گا ہے سیر فی اللہ میں مست حال اور گا ہے سیر مع اللہ میں اگر فی مقال ہو رہے ہیں۔ اور حضرات مجاذیب بادہ وحدت کا یہ حال ہے کہ ہر ایک اپنے حال کا سرمد ہو رہا ہے۔ مجھ کو بھی اس طرح کیفیت کشف الصدور میں استغراق ہو گیا ہے۔ عالم ملکوت میں دیکھا تو ملائکہ جوق جوق فراہم ہو کر عالم جبروت میں پاس پاس گروہ گروہ ارواح کے جا کر باہمدیگر نوید اور تہنیت کے نغمہ سُناتے ہیں۔ اور فرط فرحت اور انبساط سے مراسم شادمانی کے بجا لاتے ہیں تھوڑے عرصہ میں ایک شور و غل برپا ہوا کہ ہر ایک بشکل تصویر بحال خود سکتہ میں ہو گیا اس عرصہ میں ایک جانب سے روشنی نمودار ہوئی اور اس روشنی میں تخت بحسر سطح الماس کا آتا ہوا۔ اور اس تخت الماس کی شعاع انوار کا پرتو بہت دور تک منور کرتا جاتا

اور دور سے اس تخت پر معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اور بھی پاس حضرت سرور انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیٹھے ہوئے ہیں اور جب امتیاز کرنے کے فاصلہ پر وہ روشنی اور تخت آیا۔ تو شناخت کیا جاتا تھا کہ حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی سید ھی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بکمال تجمل حسن وجمال تشریف فرما ہیں۔ اور جب قریب وہ روشنی اور تخت آپہنچا تو صرف حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ تخت جلال پر بتجلی حسن وجمال رونق افروز نظر آنے لگے جب وہ روشنی اور تخت اس طرف سے اس طرف کو اسی طرح سے گزر گیا تو ہر ایک کو کیفیت مرقومہ بالا معائنہ اور مشاہدہ ہوا۔ اور شور وغل تہنیت کا برپا ہو گیا۔ اور اسی ہنگامۂ شور وغل میں مجھ کو حواس عالم امکان کے پیدا ہوئے۔ بیدار ہو کر دیکھا تو تمام جسم اپنا اسی طرح منور پایا کہ جس طرح وقت برابر آنے تخت کے انوار شعاع سے منور ہو گیا تھا۔ اور نقیب ہر شہر و دیار کا بآواز منادی کر رہا ہے۔ الٰہی بحرمت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ اور ابدال جابجا حکم رسانی میں مشغول ہیں۔ اور رقیب، نقیب، نجیب، اوتاد، غوث، اقطاب، رجال الغیب ان احکامات کی تعمیل میں مستعد اور سرگرم ہو رہے ہیں جب مجھ کو خیال وقت کا ہوا تو پہچانا میں نے کہ وقت تہجد کا جو معمول میرا تھا قضا ہو گیا ہے۔ مضطرب ہو کر جلد نماز تہجد سے فارغ ہوا اور بعد نماز تہجد مجھ کو خیال ہوا کہ حضرت موصوف کے حجرۂ مبارک کے قریب جا کر دیکھنا چاہیئے کہ وہاں کیا کیفیت ہے؟ جب قریب حجرۂ مبارک کے پہنچا دیکھا کہ دیواروں حجرہ میں سے شعاع انوار کی جس طرح کہ عالم جبروت میں تخت پر لمعان دیکھی تھیں نکل رہی ہیں۔ لیکن تھوڑی تھوڑی کم ہوتی جاتی ہیں۔ چند عرصہ میں باہر دیواروں کے کچھ اثر روشنی کا باقی نہ رہا۔ جب میں نے قریب کواڑوں حجرۂ مبارک کے جا کر دیکھا تو اندرون حجرۂ مبارک کے نہایت ہیبت اور جلال سے روشنی انوار کی لمعان اور تاباں ہے۔ تھوڑے عرصہ میں کم ہوتے ہوتے حضرت کے بستر مبارک

پر نور افشاں رہی۔ چند عرصہ کے بعد حضرت کے جسم انور پر تجلی باقی رہی، اور پھر کم ہوتے ہوتے قریب پیشانی کے کہ محل لطیفہ مصطفوی کا ہے منور رہا۔ اس وقت اس قدر ہیبت اور جلال حضرت کے جسم مبارک سے معلوم ہونے لگا کہ کھڑے رہنے کی تاب نہ آئی بے اختیار وہاں سے چلا آیا۔ اور خدام حضرت کو جنہیں تعلیم باطن کی ہو چکی تھی۔ جاکر دیکھا تو بعض بے خود بیٹھے اور بعضے بے حواس بیٹھے ہوئے پائے بعضوں کو چاروں قلب منور اور بعضوں کے لطائف ستہ متجلی تھے، بعضوں کے شعاع انوار محل لطائف سے باہر نور افشاں ہیں اور بعضوں کے محل لطائف چمک رہے ہیں یہ احوال دیکھ کر میں اپنے بستر پر آگیا۔ اور اپنے ضوابط میں مشغول ہو گیا۔ اور بعد نماز صبح ہر ایک خدام اور ہم نشینان حضرت سے کہ زیادہ صدق سے تھے۔ متحیر اور متعجب باہم گر۔ اس معائنہ اور مشاہدۂ رویت کی گفتگو کرتے تھے۔ اور اکثر نے مجھ سے آکر دریافت کیا میں نے سبھی احوال مذکورہ بیان کیا۔ اور وقت طلوع آفتاب سے جمیع حضرات نقبا و رقبا و نجبا و ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب اور سردار جنات اور حضرات اولیا سالکین اور مجاذیب کا آستانہ کرامت نشانہ پر حاضر ہونا شروع ہوا جب حضرت ممدوح عام دربار میں تشریف فرما ہوئے، ہر ایک صاحب حاضرین میں سے بموجب اپنے مراتب کے آداب بجا لا کر فیضیاب ہوئے جب گفتگو حضرات تشریف لانے والوں سے خوب تحقیق ہو گیا۔ کہ آج شب کو خطاب حضرت محبوب سبحانی ملقب ہو کر زیب افزائے و سادہ شہنشاہی کونین کے ہوئے۔ ہم سب خدام حاضرین بارگاہ نے سبھی قدم بوس ہو کر نذریں گزاریں۔ تین روز تک یہی حال رہا۔ اس عرصہ میں کوئی صاحب باطن کسی کسی جگہ کا باقی نہیں رہا۔ جو حاضر محفل نہیں ہوا۔ کس واسطے کہ عروج کیفیت باطن کا حصول قدم بوسی پر حصر تھا۔ چنانچہ تمامی حضرات سالکین ہمعصر کے مکتوبات نطاب مرقومہ ذیل سے یہ امر ثابت ہے۔

اشعارِ مؤلف

کچھ حسن اب یہاں بیان حال کر . . . صورت و معنی میں قیل و قال کر
نورِ احمد تھا وہاں مشعل فروز . . . بے ضیا تھی جس کے آگے شمع روز
اور مقدس نور نورِ اللہ سے . . . دل ہوا روشن لبا تر ماہ سے
نور وہ نورِ الٰہی تھا عیاں . . . جس سے روشن تھا زمین و آسماں
نورِ امکاں پردۂ ایجاب ہے . . . یہ مثالِ موج و سطحۂ آب ہے
سطحۂ آبی آپ سے کب غیر ہے . . . آب ذ تاب آب بہر سیر ہے
موج ہے آرائش بحرِ قدیم . . . تو جھتا ہے اُس کو ہر مردِ سلیم
گرچہ موج و آب ہے حادث بذات . . . لیک ہے یہ آب دریا کی صفات
یہ مثال خوب دل میں سوچ لو . . . مت خدا سے غیر احمد کو کہو
حسن و عشق ہر دم بصد ناز و نیاز . . . عاشق و معشوق کا رکھتی ہے راز
ایک نورِ افروز معنائے وجوب . . . ایک صورت زیب نورِ شکل خوب
دونوں ہیں نورِ شہودِ احمدی . . . دونوں ہیں طورِ وجودِ احمدی
رَبِّ اَرِنِیۡ لَنۡ تَرَانِیۡ گو وہی . . . طور و برق طور یہ دونوں وہی
ذات ہے اک اور صفاتیں بیشمار . . . ایک گلبن کھل رہے ہیں گل ہزار
آپ سنبل آپ ہی کاکل ہے وہ . . . آپ ہی عارض ہے آپ ہی گل ہے وہ
آپ غنچہ آپ ہی ہے گل شبیہ . . . آپ گلبن آپ ہی بلبل شبیہ
آپ گل کے واسطے بلبل ہوا . . . آپ بلبل کے لیے وہ گل ہوا
سنبل و ریحان بنایا آپ کو . . . آپ ہی ہر گل میں پایا آپ کو
اس چمن کا باغباں خود باغ ہے . . . خود سمن خود لالہ پر داغ ہے
یہ چمن رنگ دوئی سے پاک ہے . . . یہ ضیا رنگ دوئی سے پاک ہے
ایک احمد کا نور ہے . . . ایک تجلی صمد کا طور ہے

صورت و معنی کا ایک اورنگ ہے ۔۔۔ غور سے دیکھو تو ایک ہی رنگ ہے

تاج و تخت اپنے لیے پیدا کیا ۔۔۔ آپ اس پہ آپ کو شیدا کیا

وہ تجلی ریز سلطان وجود ۔۔۔ غیب سے آیا بدرگاہ شہود

اپنا حسن لایزالی دیکھنے ۔۔۔ اپنی ابرو لے ہلالی دیکھنے

آپ اپنے عشق کا مست شراب ۔۔۔ آپ اپنے حسن کا شعلہ تتاب

اس شہ وحدت نے جب چاہا ظہور ۔۔۔ واحدیت میں کیا اپنا حضور

جنبش اول کہے ہے نور ظہور ۔۔۔ خود بخود ہے ذات ساذج کا ظہور

خود احد وحدت میں آ احمد ہوا ۔۔۔ بے حدی کو چھوڑ کر با حد ہوا

جب وہ وحدت سے بڑھ کر ایک قدم ۔۔۔ واحدیت میں اٹھا لایا علم

وادیِ ایجاب سے بڑھ کر دو گام ۔۔۔ منزل امکاں کیا اپنا مقام

واحدیت سے بکثرت گاہ میں ۔۔۔ لام پایا میم الا اللہ میں

آئینہ احمد نے لے کر ہاتھ میں ۔۔۔ غور فرمائی جو اپنی ذات میں

دیکھ کر اپنا یہاں جاہ و جلال ۔۔۔ آپ سے آپ ہی لگا کرنے سوال

کون ہوں میں کون ہے تو اے ظہور ۔۔۔ نور تو کس کا ہے میں کس کا ہوں نور

یہ حکومت گاہ کس کی آن ہے ۔۔۔ یہ تجلی گاہ کس کی شان ہے

کون ہے اس منزل تصویر میں ۔۔۔ کون ہے اس گلشن تنظیر میں

الغرض اپنی نہاد غیب سے ۔۔۔ ہو گیا آگاہ اس لاریب سے

آپ وحدت جلوہ کثرت میں آ ۔۔۔ اپنا جلوہ دیکھتی ہے جا بجا

گر نہ ہوتی کثرت وحدت فروش ۔۔۔ کاہے کو آتا نظر وحدت کا جوش

وحدت و کثرت ہے باہم آشنا ۔۔۔ دوسرے کو آپ اپنا رونما

ہے جہاں کثرت وہاں وحدت بھی ہے ۔۔۔ ہے جہاں وحدت وہاں کثرت بھی ہے

غیب گھر سے تا بہ ناسوتی سرا ۔۔۔ آپ ہی وہ جلوہ گر ہے جا بجا

آپ کو با صد شیون دلربا ۔۔۔ احمد مرسل میں پایا رونما

یہ بھی اس کا ملک صورت راز ہے — اس کے معنی سے صور آباد ہے
جب پسند آئی اسے صورت سرائے — جب خوش آئی یہ طلسم آباد جائے
اس چمن اس وادیٔ زیبا میں آ — آپ اپنا آپ کو مرشد کیا
بے تعین سے تعین میں آپ آ — آپ ہی اپنی ہوا صورت نما
جلوۂ امکاں اسی کی شان ہے — نور ایجابی اسی کی آن ہے
عالم امکاں اسی کا نور ہے — یہ تجلی بھی اسی کا طور ہے
آپ اپنے رنگ سے جلوے ہزار — دیکھتا رہتا ہے ہر لیل و نہار
یہ تجلی کب سمجھ میں آتی ہے — عقل اس جا گہ پہ دھوکہ کھاتی ہے
یہ عجب اک جلوۂ اسرار ہے — یہ عجائب عالم انوار ہے
ہاں وہ بے صورت ہے بیشک اے حسن — پھر یہ صورت بھی اس کی ہے پھبن

راز یہ راز الٰہی ہے حسن
یہ لطیفہ سر شاہی ہے حسن

فقیر مولف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کہ حضرت نجم الدین احمد کبیر فردوسی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب ضمیمۂ نصرت اور حضرت عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب بخشی غیب اور حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تواریخ ظہرت نامہ اور حضرت شیخ احمد اجمیری رحمۃ اللہ علیہ صاحب صاحب مکتوب نطاب محمود غضروف اور حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب فصیح الوجوب اور حضرت خواجہ احمد بن حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب طوار البصیرت اور حضرت مجد الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب لسان الوحدت اور حضرت قطب الدین بن حسام الدین الطاکی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب الحان الواحدیت اور حضرت جلال الدین بن فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب حنیف الوجوب اور حضرت ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب کریم القطب اور حضرت

ابوذکریا بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب حقیقۃ النوم اور حضرت شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب خفی اللطیف اور حضرت شیخ شہاب الدین مقتولی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب تذکرۃ الالوان اور حضرت شیخ شہاب الدین بن نورالدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب بحرالصور اور حضرت خواجہ حسن اندانی مرید حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب تفسیر الالوان۔ اور حضرت شیخ ابوالعباس خراسانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب ابرۃ المعروف اور حضرت شیخ عبدالسلام بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب نیرۃ المعلوم اور حضرت شیخ وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب عروس الوحدت اور حضرت شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب صور الوجود حضرت شیخ عبداللہ بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب کفرۃ الرفعۃ اور حضرت شیخ غریب بن احمد شوقی رجال الغیب رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب عقیق اللون اور حضرت شیخ ضیاءالدین بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب جلائے نظرت اور حضرت شیخ محمود صاحب بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب خشونت الوحدت اور حضرت شیخ محمد بن ابی نصر رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب شرف الوجود۔ اور حضرت شیخ احمد بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب کلیم الواحدیت اور حضرت قیام الدین بن سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب امین الوحدت اور حضرت شیخ سیلان بن عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب شفیع الحرمت۔ اور حضرت شیخ عبدالرحیم بن عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب کوکب التمام اور حضرت شیخ بدیع الدین عرف شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب الوہیت اسمٰی۔ اور حضرت سید اجمل المجد ابدال بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب نطاب ماثورہ سبحان سنے اپنے اپنے مکتوبات نطاب میں احوال معائنہ اور مشاہدہ اپنے اپنے کا معاملات مفصلہ محررہ بالا میں متفق اللفظ والمعنی التحریر فرمایا ہے اور یہ جملہ مکتوبات نطاب معتبرہ کیفیات باطنی حضرت پیر و مرشد ہادی برحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کفش بردار اپنے کو مرحمت فرمائے تھے۔

احوال ولادت وخلافت حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہم وتعلیم کیفیت باطن سلسلۂ ازفرح جذبیہ کشف کونیہ صفاتی

حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب لغالب عفو الودود تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ گیارہویں ماہ ذیقعدہ ۵۴۱ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت سہ پہر کے فرزند ارجمند عبدالرحیم عبدالسلام تولد ہوئے۔ روز اوّل سے آثار مجذوبیت کے پائے گئے جب عمر لائق مکتب بھیجنے کے ہوئی اس قدر حواس درست نہ پائے کہ تعلیم علم ظاہر کی عمل میں آتی اکثر غیب کا احوال حالت جذب میں زبان پر آجاتا تھا کہ بموجب اس کے ظہور میں آتا تھا۔ اور میں نے بھی بموجب معمول حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی قبلہ وکعبہ اپنے کے ابتدائے حمل سے عبدالرحیم عبدالسلام فرزند اپنے کو بھی پشت نہیں کی اور اکثر اوقات حضرت والد ماجد قبلہ رحمۃ اللہ علیہ میرے فرزند عبدالرحیم عبدالسلام کو اپنے کنار شفقت میں لے کر پشت کو بوسے دیتے اس وقت ان حضرت ممدوح کو وجد ہو جاتا تھا اور بے اختیار فرماتے تھے۔ الحمد للہ۔ اور جب حضرت موصوف عبدالرحیم عبدالسلام کو فرماتے میرے مست مجنون جلالی یہ سن کر عبدالرحیم عبدالسلام حضرت محتشم کی گود میں سے اٹھ کر بھاگ جاتے تھے اور بعض اوقات عبدالرحیم عبدالسلام پر شدت غلبۂ کیفیت جذب کی اس قدر ہوتی تھی کہ شطحات متواتر زبان سے صادر ہوتے تھے جب عمر عبدالرحیم عبدالسلام کی اٹھارہ سال کی ہوئی۔ بتاریخ سترہویں ماہ ذیحجہ ۵۵۹ھ ہجری کو بروز شنبہ وقت مغرب کے حضرت قبلہ وکعبہ میرے جناب معزی الیہ نے اپنے حضور

میں بٹھلا کر عبدالرحیم عبدالسّلام کو میرے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے ایک وقت میں مشرف فرما کر کیفیات باطن ہر دو خاندان حنفیہ علوی یعنی حضرت محمد حنیف صاحب فرزند حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کی تعلیم سے مستفیض کرا دیا۔ میں نے کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے سر پر باندھا اور خرقہ پہنا دیا اور ایک پٹکہ سُرخ کمر سے باندھ کر مثال خلافت صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولو العزم والمرتبہ اہل مجلس کو سُنا کر عطا فرمائی عبدالرحیم عبدالسّلام اسی وقت سے طرف ترقی کیفیت باطن کے متوجہ ہوئے اور غلبہ جذب ازلی خلقی نے اور زیادہ تعلی پکڑی حواس و شکیب وخرد نے مفارقت کی۔ تیرہ روز کے بعد بتاریخ یکم محرم ۵۹ھ ہجری کو شب پنجشنبہ وقت تہجد کے یاھو یامن ھو یامن لیس لہٗ الا ھو زبان سے کہتے ہوئے اور گریبان چاک کرتے ہوئے ایک طرف کو دوڑتے چلے گئے۔ تھوڑی دور تک نظر آئے پھر نگاہ سے غائب ہو گئے۔ میں نے بموجب حکم حضرت قبلہ وکعبہ اپنے کے علیم اللہ ابدال کو واسطے نگرانی احوال کے ان کے ہمراہ کر دیا۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری مختصر تفصیل ان دونوں خاندان حنفیہ علوی کی گزارش کرتا ہے کہ ایک سلسلہ رشیدیہ حضرت عبد الرشید صاحب شمالی فرزند حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب موصوف سے مشتق ہو کر حضرت مولانا شمس تبریز صاحب کو پہنچا اور بعد چند واسطوں کے حضرت سیّد اجل احمد صاحب سے حضرت ابو الحسن علی ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہُوا۔ اس تسلسل سے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سیّد عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کیفیت سے فیضیاب ہیں۔ حضرات اس سلسلہ کے صاحب کیفیت روح جذبیہ خدمات نقبا، رقبا، نجبا۔ ابدال، افراد اغیاث، اقطاب پر مامور ہوتے ہیں اور حضرات رجال الغیب بھی کہ شمار میں تین سو گیارہ نفر ہیں اسی سلسلہ سے متعلق ہیں۔

دوسرا سلسلۂ جلیلیہ حضرت عبدالجلیل صاحب شرقی فرزند حضرت محمد حنیف صاحب ممدوح سے منسلک ہوکر حضرت عبداللہ علمبردار کو حاصل ہوا اور بعد چند واسطوں کے حضرت جوز سراج صاحب سے حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری صاحب موصوف کو پہنچا۔ اس توسل سے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابومحمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ زیب افزا تھے اس سلسلہ کے ہوتے اور حضرات اس سلسلہ کے مجذوب صاحب کیفیت ولایت صفاتی اور کشف کونی کے ہوتے ہیں۔

نظم دلکش مؤلف

صاحبِ ارشاد جب ہو جاؤ گے — تب رہِ غوثی و قطبی پاؤ گے
فوجداری غوث کا دربار ہے — روز و شب یہ کام اس کا کار ہے
قطب دیوانی کچہری کا نظام — اپنے حسب حال کرتا ہے مدام
وہ کچہری یہ کچہری تا مدار — دائم ان دو سے رہے گی برقرار
کوئی قصبہ کوئی شہر اے ہوشیار — غوث سے نے قطب سے خالی شمار
انتظامِ خلق ان دو کار سے — ہے ہمیشہ ان تعلق دار سے
گرچہ ہیں رتبے بہت نامی بنام — لیک رکھتے ہیں وہ ان دونوں سے کام
یعنی ان دونوں کے زیردست ہیں — ہیں یہ بالا اور ان سے پست ہیں
روز و شب ان دو کے پاس آتے ہیں وہ — جو یہ کہتے ہیں بجا لاتے ہیں وہ
سب ہیں نائب یہ دو انکے ہیں نقیب — یہ رہیگا نظم تا روزِ حسیب
جب یہ دستور یک قلم اٹھ جائے گی — بے گماں بے شک قیامت آئیگی
یہ طریقہ ہے نظام کردگار — ذمہ دار سید عالی تبار
یہ جو ہے کثرت سرائے دلپذیر — یہ جو ہے بزم شیونات کثیر
ایک آدم سے ہوئے آدم ہزار — ایک گیسو میں پڑے ہیں خم ہزار

ایک دریا لاکھ موجیں رو نما — سینکڑوں تارے کھلے ہیں ایک سما
ایک پیڑ اس میں جڑی پتی ہزار — ایک دفتر اس میں ہیں تختے ہزار
آئینہ خانہ میں جا کر دیکھ لو — بت کدہ میں آنکھ اٹھا کر دیکھ لو
ایک صورت کی ہزاروں صورتیں — ایک مورت کی ہزاروں مورتیں
ایک دریائے قدم کی موج ہے — آپ سلطانِ قدم کی فوج ہے
یہ شیونات حدوثی بے شمار — ہیں اسی شاہِ قدم کے جلوہ دار
آپ ساقی آپ رند بادہ نوش — آپ صوفی دلق و سجادہ بدوش
زید اس کے عکس کا مرآت ہے — عمرو اس کے وصف کی آیات ہے
جس طرف دیکھو اسی کا نور ہے — زید و عمرو و بکر اس کا طور ہے
بادشاہ دو جہاں اللہ ہے — حکم میں جس کے یہ مہر و ماہ ہے
مظہر مرشد ظہور ذات ہے — حضرتِ اللہ کی آیات ہے
کوئی اُس کے فضل سے گردوں خرام — کوئی اُس کے حکم سے ہاموں نظام
کوئی اس کے ذکر میں ناسوت سیر — کوئی اس کی فکر میں لاہوت سیر
کوئی ایجابی وطن کی سیر میں — کوئی امکانی چمن کی سیر میں
ذکر میں اس کے کوئی سرجوش ہے — فکر میں اس کی کوئی مدہوش ہے

یاد سے اُس کی نہ ہو غافل حسن
ذکر سے اس کے نہ ہو عاطل حسن

احوال ملاقات فرحت آیات حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہندالولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت قطب ربّانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابومحمد سیّد عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے اور حضرت خواجہ غریب نواز کا بیعت توبہ وارشاد سے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اویس الارواح رحمۃ اللہ علیہ کو ممتاز کرنا

مکاتیب نطاب مفصلہ ذیل میں متفق اللفظ والمعنی تحریر ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی صاحب مکتوب نطاب احدیت المعارف بتاریخ گیارہویں ماہ شوال ۵۶۰ سنہ ہجری کو روز جمعہ وقت نماز ظہر جامع مسجد قصبہ چشت میں بحضوری حضرات اولیائے ہمعصر حضرت خواجہ عثمان ہارونی صاحب تکفیر الخلاصی وتکبیر الامانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب عقدت الوحدت سے ساتھ شروط مرعیہ اور قیود مستمرہ کے بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان چشتیہ میں مستفیض ہو کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت حامل صفات ہوئے اور لعطائے خطاب شہنشاہ ہند الولی

شفاعت امر اقلیم سند کو ارسال فرمائے گئے اور بتاریخ بائیسویں ماہ ذی الحجہ ۵۶۹ھ
کو بروز سہ شنبہ وقت نماز ظہر کے حضرت خواجہ غریب نواز ممدوح مع حضرت قطب
الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اقرلین الارواح صاحب مکتوب لطائب قربت
الوحدت کے بغداد شریف میں پاس قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین الو
محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی صاحب مکتوب لطائب کرنبۃ الاحد
کے تشریف لائے پانچ روز اور سات ساعت قیام پذیر رہے اس عرصہ میں ترکیب تلاوت
دعائے حرز یمانی شریف یعنی حرز مرتضوی ملقب بسیف اللہ و سلطان الارواح کی کہ جو حضرت
علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے بہ برکت تلاوت اس دعائے ماثورہ کے روز عطائے مثال
خلافت بتاریخ تیرہویں ماہ ربیع الاوّل سنہ ۱ہجری شب جمعہ کو بعد نماز عشاء غوثی
معنوی اور قیومی روحی حضرت جناب سرور انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ واصحابہٖ وسلم سے حاصل فرما کر ہر دو ترکیب تلاوت حرز موصوف کی ساتھ کمال تمام
کیفیت باطن کے حضرت امام خواجگان خواجہ حسن بصری صاحب کو بروز عطائے مثال
خلافت بتاریخ انیسویں ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۳۲ ہجری روز جمعہ وقت ظہر مرحمت
فرمائی تھیں اور حضرت خواجہ حسن بصری صاحب نے بہ ترکیب غوثی معنوی حضرت
خواجہ حبیب عجمی صاحب کو بروز عطائے مثال خلافت بتاریخ یکم ماہ ربیع الاولیٰ سنہ ۴۷ ہجری
روز دو شنبہ وقت عصر کے عطا فرمائی اور بہ ترکیب قیومی روحی حضرت خواجہ عبد الواحد
بن زید صاحب کو بروز عطائے مثال خلافت تاریخ نویں ماہ صفر سنہ ۵۳ ہجری کو بروز
پنجشنبہ وقت عصر کے مرحمت فرمائی۔ چنانچہ حضرت خواجہ حبیب عجمی صاحب سے یہ حرز
شریف بہ ترکیب تلاوت غوثی معنوی اجازت باجازت حضرات صاحبان اجرائے
ہر شش خانوادے کے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید
عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا تھا اور حضرت
خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ دعائے ماثورہ سیف اللہ سلطان الاوراد
بترکیب تلاوت قیومی روحی اجازت باجازت حضرات عارفان اجرائے ہر پنج خانوادان

کے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمتہ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی تھی۔ دونوں حضرات اولوالعزم والمرتبہ مجتہدین تعلیم اور مجددین کیفیت باطن نے بموجب حکم الہام باطن اور ارشاد حضرات پیرو مرشد اپنے اپنے سے تکمیل ترکیب تلاوت غوثی معنوی اور قیومی روحی دعائے ماثورہ کی باہمدیگر فرمائی۔ یعنی حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمتہ اللہ علیہ نے اجازت ترکیب تلاوت غوثی معنوی حرز موصوف کی حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمتہ اللہ علیہ کو مرحمت فرمائی۔ اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمتہ اللہ علیہ نے ترکیب تلاوت قیومی و روحی دعائے موصوف کی حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمتہ اللہ علیہ کو عنایت کی اور ارشاد فرمایا کہ اوّل طالب صاحب کیفیت باطن کو اس پانچ طرح ترکیب سے تلاوت سیف اللہ کی تعلیم کرنا مناسب اور مصلحت ہے ان میں سے ایک نوع نظری ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ قبل حصول اجازت ترکیب تلاوت قیومی روحی اور غوثی معنوی دعائے موصوف کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور ہر ایک عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ قاری اس حرز مرتضوی کے قبل حصول اجازت ترکیب تلاوت قیومی روحی اور غوثی معنوی کی نظری ناسوت میں تلاوت فرماتے چلے آئے ہیں۔ دوسری نوع ملکوتی تیسری نوع جبروتی چوتھی نوع لاہوتی پانچویں نوع ہاہوتی بعد کو ترکیب تلاوت قیومی روحی اور غوثی معنوی سے کامیاب کیا جاوے

بعدہٗ اور ارشاد فرمایا کہ عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ جس کو تعلیم کیفیت باطن مرتبہ شہنشاہی ولایت سجان صفات سے بہرہ حاصل ہوگا۔ وہ ان ساتوں انواع میں سے جس نوع کو جب چاہے گا بہ ترکیب جلالی اور گاہے بہ ترکیب جمالی اور گاہے بہ ترکیب مشترک تلاوت کیا کرے گا۔ اور اپنی کیفیت باطن میں قوت قویہ اور طاقت علویہ حاصل کرے گا۔

زاں بعد حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات نطاب موصوفہ بالا مندرجہ احوال پیش خبری حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت خواجہ صاحب موصوف کو معائنہ کرائے اور باہم مشورت فرما کر چند امور منقح فرمائے کہ تفصیل اُن کی احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں اپنے اپنے محل پر تحریر ہوگی۔ اور ان جلسوں میں حضرت شاہ سیف الدین عبد الوہاب صاحبزادہ کلاں حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب مصور الودود، اور حضرت شاہ تاج الدین ابوبکر عبد الرزاق صاحبزادۂ دوم حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب نعیم المجازہ، اور حضرت شاہ کبیر الدین شاہ دولہ صاحب خلیفہ حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب تحفۃ الافلاح اور حضرت شاہ منور علی صاحب الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب فقر الضعیف اور حضرت نجیب الدین مغربی بن احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب امین الخیر حضرت ابو اسحٰق بن واحد قریشی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب مظہر طریقت اور حضرت شیخ ضیاء الدین بن فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب سر جلالی اور حضرت سید محمد ضحاک بن سید امام الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب صعود نعمت۔ اور حضرت عبد الجلیل بن عبد الصمد صاحب مکتوب نطاب بعید شہاب۔ اور حضرت قطب الدین بن حسام الدین انطاکی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب الحان الواحدیت اور حضرت شیخ محمد بن عبد القدوس اوشی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب وصلت قدم اور حضرت ابو سعید بن نعمت اللہ یثربی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب شوکت روح اور حضرت شیخ شہاب الدین مقتولی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب تذکرۃ الانوار اور حضرت سید علاؤ الدین بن محمد ترمذی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب مطول۔ اور حضرت عبد الرحیم ہنکاری بن فضل رحمۃ اللہ علیہ۔ اور حضرت شیخ احمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت ہم جلیس محفل اقدس کے تھے۔

اور بتاریخ چھبیسویں ۲۶ ماہ ذی الحجہ ۵۶۹ ہجری کو بروز سہ شنبہ بعد نماز عصر کے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہندالولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوّلین الارواح رحمۃ اللہ علیہ کو باجلاس محفل حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر جمیع حضرات اولیائے ہمعصر مسبوق الذکر مفصل الصدد وغیرہم کے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور ارشاد سے خاندان چشتیہ عالیہ میں بہ تبدیل ولایت اعیانی مشرف فرما کر بقیود مرعیہ و مشروطہ مستمرہ متعلقہ کیفیت ہذا کے ممتاز فرمایا۔ اور اُسی روز دونوں حضرات والا صفات بغداد شریف سے مُہصنت فرمائے دہلی ہوئے۔ اور ہر ایک صاحب حاضرین محفل نے ہر دو احوال مندرجہ بالا کو اپنے اپنے مکتوبات نطاب میں خوب مفصل و مشرح متفق اللفظ و المعنیٰ تحریر فرمایا ہے اور از آں جملہ مکتوبات نطاب مفصلہ بالا میں ایک تذکرہ سوال کرنے مولوی محمد درمانی اور مولوی احمد یمانی علمائے فاضل منکران طریقت کا بطور اعتراض سلسلہ تعلیم طریقت کے معاملات اور معمولات میں ہر دو حضرات شہنشاہان وقت سے تحریر ہے کہ دونوں حضرات ممدوح نے بجوابات مستحکم اُن دونوں علمائے فاضل کو معقول اور خاموش کر کے داخل سلسلۂ بیعت طریقت کے کیا۔ اور یہ دونوں علمار منجملہ اٹھارہ علمائے حاسدان حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ میں نہایت علامہ تھے۔ اور یہ اٹھارہ علما حاسدین اونٹوں پر سوار ہو کر نواح بغداد شریف میں ہر روز گشت کیا کرتے تھے اور رجوع لوگ بنا بر حصول قدم بوسی حضرت ممدوح کے بغداد کو آتے ہوئے اُن کو راستہ میں ملتے تھے ان کو بہکا کر واپس کر دیتے تھے۔

فقیر مولف کتاب شاہ محمد حسن صابری گذارش کرتا ہے کہ ان عالموں کا مفصل تذکرہ اور جو جوابات مستحکم اُن کو دیئے گئے ہیں ان کا مفصل حال مکاتیب نطاب میں قلم بند ہے چونکہ وہ بیان طویل ہے اور بوجہ طوالت لطف بیان میں خلل واقع ہوتا ہے

اس وجہ سے یہاں پر نہیں لکھا گیا۔ اس کتاب کے آخر میں اس تذکرہ کو خوب مفصل تحریر کیا ہے جو ناظرین کے ملاحظہ سے گذرے گا۔ اور ہر ایک اُس سے حظ وافر اٹھاویگا اور یہ بھی واضح رہے کہ حضرت پیر و مرشد جناب امیر دو جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس کفش بردار مؤلف کتاب کو وہ سب مکتوبات خطاب اور مراتبات تکمیل ترکیب تلاوت حزب مرتضوی ملقب بسیف اللہ و سلطان الاوراد کے مرحمت فرمائے تھے ۔

ابیات مؤلف

پھر حسن کچھ غوث الاعظم کا بیاں — بار دیگر کر کہ ہو شیریں زباں
ذکر سے آتی ہے سرمستی شتاب — فکر سے آتی ہے خود رستی شتاب
حضرت خواجہ معین الدین حسن — بھائی خالہ زاد کا سنجر وطن
دونوں صاحب ایک چمن کی ہیں بہار — ربط ہے آپس میں انکے بے شمار
ہیں بہار گل زمین احمدی — احمدی ہیں رنگ و بوئے احمدی
بھائی ہیں آپس میں دونوں شاہ دین — ہاں برادر ہیں یہ دونوں ماہ دیں
خواجہ اجمیری و محی الدین ہزار — ہمدگر رکھتے ہیں رانہ کہ دگار
خیمہ شاہی ہے اُن کا ہم طناب — فیض سے اُن کے زمانہ فیضیاب
احمد بے میم کے دل بند ہیں — بوترابی شاہ کے فرزند ہیں
قطب عالم غوث اُن کا نام ہے — ہفت اقلیم اُن کے زیر دام ہے
دام ارشادی انہوں کا عام ہے — روم و ہندوستان و شام ہے
جس کسی پہ ایک نظر پڑ جائے ہے — فرش سے تا عرش وہ اڑ جائے ہے
غوثی و قطبی کی بخشش عام ہے — ان کی جانب سے یہ صبح و شام ہے
حضرت عالی میں آکر صبح و شام — جنوں کے شاہ کرتے ہیں سلام
آگہی ان کی جسے ہووے نصیب — بادشاہ ہوویگا تا روز حسیب
پر یہ دولت اے حسن کم یاب ہے — ہر ستارہ کب بھلا مہتاب ہے

راز اللہ سے ہر ایک آگاہ کب — ہر ستارہ جلوہ بخش ماہ کب
سر خوشوں سے پوچھ لو کیف شراب — ماہیوں سے پوچھ لو سرِ حباب
گل کی خوبی بلبلوں سے پوچھ لو — بلبلوں کی آہ و زاری گلوں سے پوچھ لو
راز سے رکھتے خبر ہیں راز دار — یہ لطیفہ ہے سبھوں آشکار
بوجھ اللہ کی یہی مقصود ہے — دانش مولا یہی بہبود ہے
جس نے پہچانا خدائے پاک کو — زیر پا رکھتا ہے وہ افلاک کو
یہ دُعا ہے ورد جس کا صبح و شام — بھاگتا رہتا ہے اس سے غم تمام
یہ دُعا سیف الٰہی ہے حسنؔ — اس دُعا سے بھاگتا ہے اہرمن
لَافَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ کو — روز و شب صبح و مسا پڑھتے رہو
جو سحر گاہِ ازل سے ہے سعید — جو دمِ اوّل سے ہے مردِ حمید
رازِ مخفی سے وہی آگاہ ہے — اپنے وقت خاص کا وہ شاہ ہے
شاہ ہے وہ مثل مہر و ماہ ہے — ماہ ہے وہ عارفِ باللہ ہے
وہ بشر منصور سر بر دار ہے — وہ جنید و شبلی و عطار ہے

جس نے پہچانا خدا کو اے حسنؔ
ہے وہ اپنے دَور کا شاہِ زمن

احوال خلافت ہائے ہر سہ حضرات اعنی حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب کا حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی سے اور حضرت شاہ منور علی صاحب کا حضرت شاہ دولہ صاحب موصوف سے اور حضرت شاہ عبد الکریم صاحب کا حضرت شاہ منور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہم سے

خلافت پانا

حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب خطاب کرینۃ الوحدت تصنیف اپنی تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ انیسویں ماہ رجب ۵۲۱ھ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد مغرب کے میں نے سید کبیر الدین شاہ دولہ بن حضرت سید سعید موسیٰ حنبلی دوست عموی حقیقی اپنے کو بیعت توبہ سے اپنے ہاتھ پر مشرف کر کے تعلیمات کیفیات باطنی سے بہرہ مند فرمایا اور ترقی کیفیت باطن میں متوجہ کر دیا۔ اور بتاریخ نویں ماہ ذلقعدہ ۵۲۸ھ ہجری کو بروز دوشنبہ بعد عصر کے محفل عام میں اپنے سامنے بٹھا کر بیعت امامت اور ارشاد سے مشرف کر کے کلاہ اپنی جو مجھ کو میرے پیر و مرشد حضرت ابو سعید مبارک ابن علی مخزومی رحمۃ اللہ علیہ نے وقت عطائے مثال صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولو العزم والمرتبہ کے میرے سر پر اپنے ہاتھ سے اوڑھائی تھی۔ یہ کلاہ متبرک اسی طرح حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ سے حضرت پیر و مرشد تک پہنچی تھی اپنے ہاتھ سے شاہ دولہ

کے سر پر اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا۔ اور مثال خلافت بخطاب قطب الاسرار حبیب کے اہل مجلس کو سنا کر مرحمت فرمائی اور تمامی اسناد خلافت نامجات معتبرہ اور شجرات محققہ اور مکتوبات نطاب مفاوضہ اور ملبوسات معنونہ اور اوراد منضبطہ یعنی لوازمات مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت اور اولوالعزم والمرتبہ کے عطا فرمائے اور عبدالغفور ابدال کو خدمت میں مامور کر دیا۔ اور منور علی کو لائق مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ کا سمجھ کر سپرد کر دیا۔

حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب قطب الاسرار حبیب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب فعاب تحفۃ الارواح اسرار غوث اکبر الکبیر تصنیف اپنی میں ترقیم فرماتے ہیں کہ میں بائیس[۲۲] برس کی عمر میں بتاریخ انیسویں ماہ رجب ۵۲۱ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ بعد مغرب کے بیعت توبہ سے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مشرف ہوا۔ اور تعلیمات کیفیات باطن سے بہرہ مند ہو کر طرف ترقی باطن کے مصروف ہو گیا۔ ستائیس سال کے بعد انچاس[۴۹] برس کی عمر میں بتاریخ نویں ماہ ذیقعدہ ۵۴۸ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے جلسہ عام میں بیعت امامت اور ارشاد سے حضرت ممدوح کے دست حق پرست پر مشرف ہوا۔ اور جناب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ قائم رہنا سلسلہ کا موقوف ہے استحکام نسبت مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ پر اور صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ مراد ہے اُس طالب کامیاب مرتبہ ماذونی اور مجاز سے کہ جس نے اپنے حضرت شیخ کو از روئے صورت اور معنی کے جانا اور پہچانا اور بوجھا اور دیکھا اور پایا ہو اور حقیقت ذاتیہ اور ماہیت صفاتیہ حضرت شیخ کو پہونچ کر خیالات غیر شیونات اضافی اور ثبوتی اور منافی ہستی حضرت شیخ سے درگزرا ہو اور تجلیات آثاری اور وجوبی اور امکانی کو مظہر جامع صورت اور معنی حضرت شیخ سے دیکھ چکا ہو۔ اور برزخ جامع حضرت شیخ میں از روئے صورت اور معنے کے فنائے ثلاثہ حاصل کر کے اپنا آوازہ آپ سن چکا ہو یعنی مراتب سمیع بصیر

علیہم کے طے ہوگئے ہوں۔ اور اس طالب کے حضرت شیخ نے اور اس طالب نے بھی قدم میرا عالم جبروت میں اپنی گردن پر دیکھا ہو اور مثال خلافت مرتبۂ امامت اور ارشاد پر مہر مخدوم علی احمد صابر کی معائنہ کی ہو۔ اور حضرت شیخ نے عالم ناسوت میں اپنے فیضان تعلیم لسانی سے ہر ہر مرتبہ کے آداب، احکام، آثار، اصطلاح، حسنات، سیئات، اذکار، اشغال، افکار، اسرار سے واقف کر کے نکات اکیس طرح کے بیعت اور دقائق چہار گونہ امامت سے کامیاب فرما کر خلفاء حضرت جناب سرور کائنات اشرف المخلوقات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں سے جس کسی حضرت کے نام مبارک سے سلسلہ تعلیم طریقت کا متعلق ہو۔ اُن کے نام سے اپنے نام تک جملہ اسناد خلافت ناجات اور شجرہ مع شجرات مشتقہ اس شجرہ سے اور تبرکات ملبوسات وغیرہ اور مکتوبات کیفیات ظاہر و باطن ہر ایک حضرات پیران عظام سلسلہ اجازت فرمودہ کے عطا فرمائے ہوں۔ اس صورت میں ضرور ہوگا کہ وہ عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ غلبۂ فنا اور بقا اور صحو[1] اور سکر کی مستی میں اپنی ہستی موہومہ سے گذر کر تجلی صعودی اور ہبوطی سے بہرہ مند ہو کر اپنے زمانہ کا ابو الوقت ہوگا۔ چنانچہ مجھ سے تو اور تجھ سے منور علی یہ فرما کر حضرت معزی الیہ کو کیفیت حال کی طاری ہوگئی۔ اور یہ اشعار زبان عربی لسان الہام بیان سے صادر ہونے لگے۔ ؎

اتانی حضرۃ التقریب وحدی	یعرفنی وحسبی ذو الجلال
وکل ولی لہ قدم	وانی علی قدم نبی بدر الکمال
مریدی لا تخف واش فانی	عزوم قاتل عند القتال

چنانچہ بموجب اسی فرمان فیض بنیان کے بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الاولیٰ ۵۸۷ھ کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے آستانہ کرامت نشانہ پر مجلس عام میں منور علی کو اپنے رُوبرو بٹھا کر بیعت امامت اور ارشاد سے مشرف کر کے وہی کلاہ متبرکہ جو حضرت

---

[1] صحو اصطلاح صوفیہ میں سلوک بالجذب کو کہتے ہیں ۱۲

پیرو مرشد ممدوح نے مجھ کو مرحمت فرمائی تھی اپنے ہاتھ سے سر پر اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا۔ اور خرقہ پہنا دیا۔ اور مثال خلافت بخطاب نفس بغدمی کلمہ زبان ملکوتی کے حاضرین مجلس کو سنا کر مع جملہ اسناد خلافت نامجات حضرات پیران عظام اور تبرکات ملبوسات وغیرہ اور شجرات استحقاق سلاسل اور اوراد ضبط اوقات شبانہ روز اور مکتوبات مندرجہ کیفیات ظاہر و باطن یعنی مستلزمات مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازتی کے عطا فرمائے۔ اور ولایت الہ آباد ملک پورب کی نامزد کرکے ارسال کر دیا اور عبد الغفور ابدال کو خدمت میں مامور کیا۔ اور ایک طومار جس میں خوارق عجیبہ ابتدائے حمل سے تا بہ ایک سو ایک برس کی عمر تک جو کچھ حضرت پیرو مرشد جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے صادر ہوئے تھے۔ میں نے دیدہ اور شنیدہ پانچ ہزار ایک سو ستانوے شمار کر کے تحریر کیے تھے مع نقل مکتوب خطاب کہ بتہ الوحدت کے منور علی کو تفویض کر دیئے۔ اور بعضے احکامات زمانہ استقبال سے مطلع کر دیا۔

حضرت شاہ منور علی صاحب بن سید عبد اللہ بن سید عبد الرحمٰن بن سید عثمان بن حضرت سید ۃ الطائفہ شیخ الشیوخ ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حقیقی ہمشیرہ زادہ حضرت ضیاء الدین ابو نجیب عبد القاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب خطاب فقر العفیف اپنے میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اٹھائیس ۲۸ برس کی عمر میں بتاریخ اکتیسویں ماہ ذی الحجہ ۵۱۹ھ ہجری کو بروز یک شنبہ بعد نماز مغرب کے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت توبہ سے مشرف ہو کر بائیس ۲۲ برس وضو کرانے کی خدمت پر مامور رہا۔ بتاریخ ستائیسویں ماہ شوال ۵۴۱ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت ظہر کے حضرت ممدوح کو وضو کرا رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! آب حیات کی کیا کیفیت ہے؟ جس کے نوش کرنے سے حضرت خضر علیہ السلام کو حیات ابدی حاصل ہوئی۔ حضرت ممدوح نے ایک جرعۂ آب اپنے سیدھے ہاتھ میں سے کر

ارشاد فرمایا کہ اس وقت فقیر کے ہاتھ میں ساڑھے چھ سو برس کی عمر کا آب حیات ہے۔ تو نوش کر لے۔ میں نے اسی وقت نوش کر لیا۔ اس وقت میری عمر پچاس برس کی تھی۔ اور اس روز سے گاہ گاہ مجھ کو کسی خدمت کے انجام دینے کو اور جگہ بھی ارسال فرمادیا جاتا تھا۔ اور بتاریخ نویں ماہ ذیقعدہ ۵۴۸ھ ہجری روز دوشنبہ وقت عصر سے حسب الحکم جناب ممدوح کے حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب گجراتی کی خدمت میں سرگرم رہا۔ اور بتاریخ سترھویں ماہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ ہجری کو قبل از وقت نماز جمعہ حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے قرب حضرت ذات تقدس و تعالیٰ میں وصال فرمایا۔ یعنی اس عالم سے رحلت کی۔ سولہ برس کے بعد حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب گجراتی قطب الاسرار حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے بتاریخ سترھویں ماہ ربیع الاول ۵۷۷ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت عصر کے مجھ کو مرتبہ تکمیل کیفیت باطن پر کامیاب فرما کر بیعت امامت اور ارشاد سے بلوازم و مراسم مرعیہ مستمرہ مذکورہ بالا مستفیض کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ مثل اپنے فرمادیا۔ اور ارشاد کیا کہ حبیب مخدوم علی احمد صابر کا زمانہ عروج ولایت کا ہوا اور تم کو باطن سے خبر ملے اسی وقت سوائے جلد دعائے حرز یمانی شریف سیف اللہ اپنے کے اور کلاہ مبارک معنونہ کے اور کچھ اپنے پاس مت رکھنا۔ جملہ تبرکات مفاوضہ بدست عبدالغفور ابدال کے ارسال کر دینا۔ اور حرز مرتضوی شریف سلطان الاوراد اور کلاہ متبرکہ نسبت علیہ ایک شخص ولایتی اولاد حنفی کا بتلا کر اس کو مرحمت کر دینے کے احکام سے مطلع فرما دیا۔ اور مجھ کو الہ آباد کو ارسال کر دیا۔ اور خود بھی حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب قطب الاسرار حبیب رحمۃ اللہ علیہ بموجب حکم حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے بغداد شریف میں حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ کلاں کو صاحب سجادہ کر کے بلدہ گجرات واقع سرحد ولایت افاغنہ

میں تشریف لے آئے۔

حضرت شاہ عبدالکریم صاحب عرف ملا فقیر آخون صاحب مصطفےٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نصاب حب الوجود تصنیف اپنی میں تسطیر فرماتے ہیں کہ میں بموجب حکم الہام باطن کے بتاریخ پندرہویں ماہ ربیع الآخر ۱۱۹۹ سنہ ہجری کو بروز چہارشنبہ وقت نماز اشراق کے الہ آباد پہونچکر حضرت شاہ منور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے قدم بوس ہوا۔ ان حضرت نے اپنی کمال بشاشی کو لوٹ کر مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ اے ولایتی بہت انتظار کرایا دور روز کی دیر ہو گئی۔ میں نے وہ تبرکات جو حضرت شاہ منور علی صاحب ممدوح نے بمدحت عبدالغفور ابدال کے کلیر شریف کو ارسال کر دیئے تھے اور مجھ کو حضرت شاہ عنایت جیو صاحب ذوالقوۃ المتین بہلول پوری نے بتاریخ پنجم ماہ رمضان المبارک ۱۱۶۷ سنہ کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے وقت صاحب مجاز مرفوع الاجازت کرنے کے مع دیگر جملہ مفاوضات منوتہ اپنے خاندان صابریہ کے مرحمت فرمائے تھے پیش کئے اور ایک پہر کامل تخلیہ میں گفتگو تعلیم باطن کی باہم رہی۔ چنانچہ وقت زوال کے حضرت شاہ منور علی صاحب نے وہی کلاہ منوتہ حضرات پیران عظام سلسلہ اور جلد حرز یمانی شریف اپنی تلاوت کی کہ یہی جلد حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی تلاوت میں تھی۔ اور مکتوب نصاب فقیر الضعیف مندرجہ کیفیت باطن اپنے کا مرحمت فرما کر ارشاد کیا کہ ہم سے علیحدہ جاکر چندے توقف کر کے تھوڑے عرصہ میں حاضر ہونا۔ میں حضرت کے پاس سے باہر چلا آیا۔ اور نماز مغرب سے فارغ ہو کر پھر حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تم ہمارے دفینہ کے بعد یہاں سے رخصت ہونا اور میری پیشانی پر بوسہ دے کر اپنی پیشانی سے پیشانی ملا کہ کیفیت باطن کی مرحمت فرمائی۔ اور جان بحق تسلیم کی۔ بعد نماز عشاء ان حضرت کی خدمت غسل اور دفینہ سے فراغ حاصل کر کے مصطفےٰ آباد کو واپس آیا۔ اور غلام شاہ معصوم قطب زمانی فرزند اپنے کو ان تبرکات اور تعلیمات باطنی سے مشرف کیا۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کہ حضرت لی مع اللہ گاہ میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر دستگیر مولائی ومرشدی شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کو وہی کلاہ مبارک اور وہی جلد حرز مرتضوی شریف سیف اللہ کی مع جملہ تبرکات مفادمنہ کے مرحمت فرما کر احوال گوش بگوش اور کیفیت سینہ بسینہ سے آگاہ کیا۔ اور حضرت امیر دو جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس غلام کفش بردار مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری چشتی قدوسی حنفی کو وہی کلاہ مبارک معنونہ اور وہی جلد حرز یمانی شریف حرز مرتضوی سیف اللہ سلطان الاوراد کی مع جمیع تبرکات مفادضات معنونہ کے احوال تعلیم اور کیفیت باطن سے مستفیض فرمایا۔

احوال حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالت سلوک میں ہرات پہونچنے کا۔

حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب لطاب مصور الودود تصنیف اپنی میں ارقام فرماتے ہیں کہ گیارہ مہینہ کے بعد بروز عید الضحیٰ ۵۵۹ھ ہجری کو شب سہ شنبہ قبل نماز عشاء کے علیم اللہ ابدال نے واپس آکر بیان کیا کہ حضرت عبدالرحیم عبد السلام صاحب شہر ہرات میں چند روز سے پہونچے ہیں۔ اور شیخ محمد بن اسحاق صاحب نے بموجب مضمون خط مرسلہ مولوی محمود صاحب عرف سلیمان کے اپنے مکان پر بہ تعظیم و تکریم ٹھہرایا ہے۔ اور اب طبیعت پر جذب کا غلبہ نہیں ہے بتحصیل علوم ظاہری کا بھی خیال کرتے ہیں۔ اور حضرت عبدالرحیم عبد السلام صاحب مکتوب لطاب الوارد الشہود تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں بتاریخ پنجم ماہ ذی الحجہ ۵۵۹ھ ہجری کو روز چہار شنبہ وقت نماز ظہر کے شہر ہرات میں داخل ہو کر ایک مکان پر جا کھڑا ہوا۔ محمد بن اسحاق صاحب مکان نے مجھ سے نام میرا پوچھا۔ اور پھر نام آباؤ اجداد میرے کا دریافت کیا۔ اور مجھ کو اپنے مکان پر بکمال تعظیم و تکریم ٹھہرایا اور خط بنام مولوی محمود عرف سلیمان صاحب اولاد حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساکن بلدہ کہروڑ وال ضلع ملتان کے اس مضمون کا ارسال کیا کہ میری خوبی قسمت سے حضرت عبدالرحیم عبد السلام بلا سعی اور تلاش کے مجھ کو میسر ہو گئے اور میں نے بموجب تحریر آپ کے اپنے مکان پر ان کو فخر دارین سمجھ کر ٹھہرایا ہے چند روز کے بعد حضرت محمد ابن اسحاق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ آج حضرت

مولوی مسعود صاحب یعنی شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے خط سے دریافت ہوا کہ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولوی محمود عرف سلیمان صاحب تمہارے میسر آجانے کی خوشخبری سن کر ادائے شکریہ خدائے عزوجل میں جان بحق تسلیم ہو گئے اور انہیں حضرت مرحوم و مغفور نے خط سابق میں تحریر فرمایا تھا کہ میں نے ایک شب خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت سید الانبیا شہنشاہ دوسرا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مجھ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ عبدالرحیم اولاد غوث پاک قطب عالم سے شہر سرات میں آتا ہے۔ نکاح اس کا ساتھ اپنی دختر باہرہ نام ملقب بہ بی بی خاتون جمیلہ کے منعقد کرنا بموجب اس حکم معائنہ رودیت سروری کے مولوی صاحب مرحوم مغفور نے مجھ کو واسطے تلاش تمہاری کے تحریر کیا تھا اور ابھی وہ لڑکی تین برس کی عمر میں ہے۔

حضرت شیخ محمد بن اسحاق صاحب مکان مکتوب نطاب ارکان الشہود تصنیف اپنی میں اور حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہرت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب قدس سرہ کو قبل ہو جانے شادی عقد نکاح اُن کے دس برس اپنے پاس رکھا۔ اور اس عرصہ میں حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب تحصیل علوم ظاہر میں فضیلت حاصل کر چکے۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری مختصر احوال حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس محل پر حسب ضرورت بیان کرتا ہے کہ حضرت شیخ ابو العثمان مغربی رحمۃ اللہ مکتوب نطاب درود نامہ تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے دو خلیفہ ہمنام تعلیم کیفیت باطن سے فیضیاب ہوئے ایک محمد ابو القاسم گرگامی سلسلہ طیفوریہ اور انسیہ مفرد میں اور دوسرے ابو القاسم کرمانی یعنی کشمیری سلسلہ جنیدیہ میں اور محمد ابو القاسم گرگامی کو کہ تین سو چونسٹھ برس کی عمر میں آکر مجھ سے طالب ہوئے میں نے ایک ہی روز میں بتاریخ ششم ماہ ربیع الآخر ۳۶۴ سنہ ہجری کو بروز چہارشنبہ بعد نماز اشراق کے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور اجازت اور حوالت اور امانت

اور ارشاد سے خاندان النسبیہ مضر دین مشرف کر کے کلاہ اپنی سر پر اوڑھا کر اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا اور مثال خلافت مع جملہ اسناد خلافت نامجات اور تبرکات اور اوراد اور مکتوبات خطاب اپنے اور حضرات پیران عظام سلسلہ موصوفہ کے عطا کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا اور محمد ابو القاسم گرگامی میری خدمت گذاری میں مصروف رہا۔ میں نے مدت مدید سے ایک لوبام سنگ زرد ایک درعہ مربع کا تراشا ہوا واسطے اپنے پانی پینے کے مقرر کر لیا تھا۔ اور عہد مستحکم کیا تھا کہ اس مقدار سے زیادہ پانی اپنی عمر میں باقی ماندہ میں نوش نہیں کروں گا اور معمول یہ رکھا تھا کہ بعد فراغ اوراد منضبط اپنے کو اس لوبام کے پانی پہ ہر روز دم کر دیتا تھا اور بقدر مناسب اس میں سے نوش کر لیتا تھا اور اس لوبام کو لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ دیوار میں رکھا تھا۔ بعد عرصہ سات برس کے عہد کرنے سے روز جمعہ کو میں نے حالت بیداری میں دیکھا۔ کہ حضرت سرور کائنات اشرف المخلوقات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ساتھ انوار وحدت کے تشریف لائے۔ اور اس لوبام میں سے قدرے پانی نوش فرما کر تھوڑے پانی کی کلی اسی لوبام میں ڈال دی اور مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اے عثمان! یہ پانی واسطے تیرے آب حیات ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جو کچھ قیدیں میں نے اپنے نفس پر مقرر کر رکھی ہیں زیادہ عمر تک ان کا تحمل مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو تو چاہے گا اس کے واسطے یہی آب حیات باطن کا ہو جائے گا۔ اتفاقاً ایک دفعہ بتاریخ شب برات ۱۲۰۲ھ ہجری کو روز یک شنبہ بعد نماز عصر کے محمد ابو القاسم گامی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر وہ لوبام آب محفوظ کا آ گیا اور نادانستہ اس نے ایک جرعہ آب اس لوبام میں سے نوش کر لیا اور مجھ کو الہام باطن سے معلوم ہوا۔ اسی وقت میں نے محمد ابو القاسم گرگامی کو تکمیل تعلیم کیفیت باطن سے جس طرح یہ کہ میرے ارادہ میں ایک راز بجنسہ اس لوبام آب کے مخفی رکھنے میں تھا مستفاد کر کے کہہ دیا کہ جو کچھ جناب باری کو منظور تھا وہ آج ظہور میں آیا

یعنی تم کو عمر زیادہ معنوی در دحی قیومی آج بارگاہ خالق حقیقی سے مرحمت ہوئی اور اسی وقت میں نے محمد ابو القاسم گرگامی کے حق میں حضرت ذات احدیت سے استدعا کی۔ کہ یَا ذَاھِبُ العَطَایَا۔ آج سے بتفضل و عنایت اپنی سے محمد ابو القاسم گرگامی کو ساتھ ترقیات مراتب باطنی کے از یاد محبت اپنی میں سلامت رکھیو اور اس کے سلسلہ کو تا بقیام عالم جاری رکھیو۔ حضرت محمد ابو القاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تواریخ ظہرت نامہ میں نرقیم فرماتے ہیں۔ کہ میرے ایک سو ستر ہ نکاح ہوئے جب زوجہ حاملہ ہوتی اور لڑکا پیدا ہوتا اور وہ لڑکا اور زوجہ دونوں فوت ہو جاتے تھے۔ اسی طرح ایک سو ستر ہ اولادیں بھی ساتھ مادر اپنی کے فوت ہوئیں۔ بعد کو جب الہام باطن کے نکاح کرنا موقوف کیا اور جب عبد الرحیم عبد السّلام کو اپنے ہمراہ بلدہ کھوڑ وال علاقہ دیپالپور ضلع ملتان کو موجب طلب مولوی مسعود ملقب بہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب قطب عالم اغیاث ہند مسعود العالمین کے ان کی شادی کرنے کو لے گیا تھا۔ اس وقت میری عمر کئی سو برس کی تھی۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کہ میرے جدّ امجد حضرت شاہ عبد الکریم صاحب قطب اللہ ابن عرف ملا فقیر اخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت محمد ابو القاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ نے بتاریخ انیسویں ماہ ذی قعدہ ۱۱۵۶ھ ہجری کو بروز دوشنبہ قریب دوپہر کے پانچویں تبت پر بقیود مستمرہ اور شروط مرعیہ مرقوم الصدر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولو العزم والمرتبہ اسی خاندان النسبیہ معززہ میں مع دیگر سہ خاندان علویہ عباسیہ النسبیہ قہریہ میں مثل اپنے ممتاز فرمایا۔ اور مثال خلافت مع جملہ اسناد خلافت نامجات اور جملہ اوراد مع گیارہ اسماء متبرکہ جو حضرت سرور کائنات اشرف الموجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمائے تھے عنایت کیے۔ اور اشغال اور تبرکات اور مکتوب کیفیات ظاہر و باطن کے مرحمت فرما کر کیفیت باطنی تمام و کمال لطف فرمائی اور چند روز حضرت موصوف جدّ امجد میرے جناب محمد ابو القاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں رہے۔ اکثر احوال عجیب اس جناب معزی الیہ کے اپنے مکتوب نطلب حب الوجود میں تحریر فرمائے ہیں۔ بیان اُن کا اس جگہ مناسب نہیں۔ اللہ خود بھی اس خاکسار راہ طریقت مؤلف کتاب نے تبت چہارم پر قریب چلہ گاہ حضرت جنید بغدادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سمت جنوب کو مزار مقدس حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب موصوف کا معائنہ کیا ہے تعویذ مزار مبارک پہ اُن کا نام شیخ محمد ابو القاسم گرگامی مرید حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس علمبردار رضی اللہ عنہ اور حضرت مولا علی کرم وجہہ اور حضرت ابو العثمان مغربی کندہ ہے۔

احوال نکاح حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ و کیفیات عجائب ایام حمل

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب مکتوب نطاب الوارالشہود تصنیف اپنی میں اور حضرت محمد بن اسحاق اپنے مکتوب نطاب ارکان المشہود تصنیف اپنی میں۔ اور یہی مضمون حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی تواریخ ظہرت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ گیارہویں ماہ محرم ۵۱۱ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ مع علیم اللہ ابدال کے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ واسطے نکاح کے بلدہ کھوٹوال علاقہ دیپالپور ضلع ملتان کو حسب الطلب حضرت مولوی مسعود ملقب بہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے روانہ ہوگئے۔ بہ زور ولایت تیسرے روز بلدہ کھوٹوال میں پہنچے اور بتاریخ سترھویں ماہ جمادی الآخر ۵۱۱ھ ہجری کو شب پنج شنبہ وقت عشاء کے تقریب عقد نکاح کا انصرام اور انجام ہوا۔ اٹھارہ مہینے تک وہاں پر مہمان رہے۔ بعدہٗ تینوں صاحب مع اہل خانہ حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب کے منزل بہ منزل شہر ہرات میں تشریف لے آئے اور حضرت محمد بن اسحاق صاحب کے مکان پر بدستور سابق مسکن گزیں ہوئے۔ شبانہ روز ارشاد تعلیم طریقت میں حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب مصروف رہتے تھے اسی عرصہ میں تاریخ انیسویں ماہ ربیع الاول ۵۹۱ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے عبدالوہاب گگانی حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے داخل سلسلہ تعلیم طریقت کے ہوکر اپنی حقیقت کے طالب ہوگئے۔ چالیس روز کے بعد مثال خلافت صاحب حضرت شاہ عبدالرحیم سے حضرت

عبدالوہاب گگانی کا خلافت پانا۔ مجاز مرفوع الاجازت مع جملہ اسناد خلافت ناجات اور تبرکات اور مکتوبات نطاب اور اوراد شبانہ روز کے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب نے اُن کو مرحمت فرمائے۔

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب انوار الشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ علیم اللہ ابدال کو جو میرے ہمراہ حضرت قبلہ و کعبہ دارین شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معمور فرما دیا تھا بمعرفت علیم اللہ ابدال کے احوال خیریت اپنی کا حضرت موصوف کے پاس ارسال کیا کرتا تھا۔ اور وہاں کے احوال اور اشیاء معنونہ حضرت محمد فرح اور تعلیم کیفیات باطن سے اکثر سرفراز ہوتا رہتا تھا اسی طرح جو کچھ اسناد خلافت ناجات اور تبرکات اور اوراد اور مکتوبات نطاب کہ مجھ کو بروقت صاحب مجاز مرفوع الاجازت فرمانے کے حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب نے مرحمت کئے تھے اور میں بحالت غلبہ جذب میں وہاں چھوڑ آیا تھا سب میرے پاس آ گئے۔ اس عرصہ میں مکتوبات نطاب حضرات اساتذہ یعنی پیران عظام سے پیش خبری احوال ولادت مخدوم علی احمد صابر کی ساتھ تفصیل ہر گونہ کیفیات ظاہر و باطن کی معائنہ کر کے پیش خاطر رکھے اور جس روز سے میں ساتھ عقد نکاح کے منسلک ہوا تھا۔ نور سرخ مثل یاقوت درخشاں کے میری پشت میں تا اُمّ الدماغ زیر و بالا آتا جاتا معلوم ہوتا تھا اس وقت مجھ پر ایک کیفیت عجیب طاری ہو جاتی تھی چنانچہ بتاریخ گیارہویں ماہ ربیع الآخر ۵۹۱ ہجری کو شب جمعہ وہ نور سرخ میرے صلب سے منتقل ہو کر بطن مادر مخدوم علی احمد صابر میں قرار پذیر ہوا۔ اور اس شب وہ نور سرخ نہایت جلد جلد پے در پے زیر و بالا کو آتا جاتا تھا کہ ایک لمحہ قرار نہ تھا بعد نماز تہجد کے حضرات ابدال اور رجال الغیب میرے پاس آ کر مبارکبادیاں دینے لگے۔ اور صبح کو حضرات رقباء، نجباء، نقباء، اغیاث، اقطاب ہر ایک شہر و دیار افواج کے بعض بجد اور اکثر بقوت روحانی کیونکہ ان حضرات کو ہر جگہ ایک صورت سے پہنچنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ واسطے مبارکباد دینے کے میرے پاس تشریف لائے اور اسی طرح حضرات اولیائے ہمعصر بھی جو مرتبہ سلوک میں تھے تشریف لا کر مراسم تہنیت

اور مبارک باد کے ادا فرماتے تھے۔

ابیات

حضرت مخدوم دارائے جہاں — حضرت مخدوم مولائے جہاں
حضرت مخدوم صحرائے ہداست — حضرت مخدوم خضر رہنما است
حضرت مخدوم ہیں ایک نور پاک — نور سے اُن کے دو عالم تابناک
ماہ ان کے نور سے روشن چراغ — مہر اُن کے تاب سے زریں ایاغ
وہ وجوبی نور کے ہیں جلوہ دار — مہر و ماہ ہیں نور امکانی بکار
حضرت مخدوم فرزند رسول — حضرت مخدوم دلبند بتول
یہ نبی آخر زماں کے ماہ ہیں — یہ علی کے دلبر دل خواہ ہیں
یہ حسینی رنگ سے رنگین چمن — یہ حسن کے باغ کی شاخ سمن
عاشق اللہ و معشوق خدا — زیب بزم مرتضٰے و مصطفٰے
فاطمہ بی بی کے وہ دلبند ہیں — بوترابی شاہ کے فرزند ہیں
باپ ان کے سید عالی نسب — تھے بہر صورت حسینی خوش لقب
جذبۂ ساذج میں گرچہ طاق تھے — اس صفت میں شہرۂ آفاق تھے
تھے سلوکِ فقر کے بھی بادشاہ — اس طرف بھی چشم وا تھی پنج گاہ
غیب سے وقتِ نماز باصواب — منزل پنجم سے آتے تھے شتاب
باپ دادا سے نسب دار حسین — تھے حسب میں بھی امیر نشین
مادر اس زیبائے ماہ وطین کی — تھی بہن بابا فریدالدین کی
تھے وہ کس کے بھانجے روشن ضمیر — حضرت صابر علاؤالدین صابر
بھانجے حضرت فریدالدین کے — پیر و مرشد ہند و سندھ و چین کے
منزل اول جناب شاہ کی — وادیٔ تقدیس ہے اللہ کی
وادیٔ تقدیس ہے صحرائے ھُو — منزل تقدیس ہے بیدائے ھُو

عالم معروف سے اِدھر آنے لگے | اپنا جلوہ سب کو دکھلانے لگے
نور تھا وہ نور جس کو دیکھ کر | بے خبر ہو جاتے تھے جن و بشر
دی تھی اللہ نے جسے دل کی نگاہ | دیکھتا تھا اُن میں وہ نورِ اِلٰہ
بعد ساعت ایک تجلی دل کشا | غیب سے والد کو ہوتی رونما
جس طرح ابر سیہ سے بے نقاب | چار دہ کا مہ نکل آوے شتاب
اس تجلی کے اثر سے سر بسر | باپ ہو جاتے تھے ان کے بیخبر
بیخودی کے بعد ہو حیرت بکار | بر زباں لاتے کہ یا پروردگار
یہ لطیفہ ہے کہ یہ فرزند ہے | یہ دقیقہ ہے کہ یہ دل بند ہے
غیب سے آئی صدائے دلنواز | یہ علی احمد کا ہے سربستہ راز
جب گئے ماہ ربیع اوّل کے روز | یازدہ حسب شمار اے دل فروز
پنج شنبہ شب بہ آخر صلوۃ | وقت نور مشعل افزود صفات
صلب والد سے بہ بطن والدہ | جلوہ فرمایا چو ماہ چار دہ
حاکم ارضی و اہل آسماں | سب مبارک باد کو آئے یہاں

صبح اوّل سے حسن صابر کا نام
وِرد ہے تیرا بدل ہر صبح و شام

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ملقب انوار الشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس روز سے مخدوم علی احمد صابر نے حمل میں قرار پایا تھا۔ اُسی روز سے ہر ایک حضرات سالکان راہِ حقیقت اور مجاذیب بادۂ وحدت کو اس قدر مقامِ عروج کیفیت باطن کا حاصل تھا کہ کبھی کسی متقدمین کے احوال سے بھی یہ عروج سنا نہیں گیا۔ اور بارہ مہینے نوروز مدت حمل میں ابتدا سے انتہا تک یہی احوال رہا کہ اکثر اوقات شب کو اور بعض روزوں کو بھی جوق جوق حضرات نقبا و نجبا و ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب اور حضرات سالکین میرے مکان پر تشریف لاتے اور مخدوم علی احمد صابر کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے اور بیان کرتے کہ جس روز سے اس شہنشاہ

مسند ولایت کا ظہور شروع ہوا ہے ایسی کیفیت عجیبہ کے اثنا۔ باطن میں صادر ہوتے ہیں کہ ان کا بیان ہو نہیں سکتا ہے۔ دل ہی اس مذاقِ باطن کا سرور اٹھاتا ہے۔ اور جس طرح پر کہ مجھ کو قبل قرار پانے حمل سے نور اپنی پشت میں زیر و بالا آتا جاتا معلوم ہوتا تھا اور اُسی طرح والدہ مخدوم علی احمد صابر کو نور سرخ مثل یاقوت درخشاں کے اکثر زیر ناف اور گاہے پس پشت اور پر سینے نشانہ کے جگر کے نیچے اٹھا جاتا نظر آتا تھا اور اکثر خواب میں لوگوں کو مخدوم علی احمد صابر سے باتیں کرتے دیکھتی تھیں اور جو کچھ مخدوم علی احمد صابر ان کو جواب دیتا تھا۔ گاہے تمام گفتگو یاد رہتی تھی۔ اور کبھی کچھ فراموش ہو جاتی تھی اور بیشتر اس گفتگو میں حضرات باتیں کرنے والوں کو اپنی حاجات ظاہر و باطن کے روا ہو جانے کا سوال ہوتا تھا۔ اور کبھی مخدوم علی احمد صابر نے کسی سائل کا سوال رد نہیں کیا اور ہیں نے بھی اکثر حضرات اہل باطن کی زبان سے یہ گفتگو بگوش خود سُنی کہ ہم ایک مشکل اہم ضیقی باطن میں مبتلا تھے۔ شب کو عالم مثال میں چند روزہ بچہ نے ہم سے باعث تردد اور فکر کا دریافت فرما کر اس ضیقی باطن سے نجات بخشی۔ اور جب بارہ مہینے مدت حمل کو گزر گئے اور نو روز باقی رہے والدہ مخدوم علی احمد صابر نے شب کو جہر کہتے میں جانب جگر سے آواز ظہور الله ہوں سماعت کر کے مجھ سے بیان کیا میں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ کر مبارکباد دی اور بیان کیا کہ یہ آواز ذکر روح مخدوم علی احمد صابر کا ہے اور مکتوبات خطاب حضرات پیران عظام میں یہ پیش خبری تحریر ہے۔ چنانچہ نو روز تک وہ آواز اسی طرح روز بروز زیادہ ہوتا رہا۔

ابیات مؤلف

حضرت مخدوم ہیں مخدوم خلق | خلق ناظم آپ ہیں منظوم خلق
نور ہے اُن کے دل و جاں کی غذا | نور ہے اُن کے شبستاں کی ضیا
روح دل ان کا سراپا نور تھا | نور تھا مشعل فروز طور تھا
مادر خوش وقت حیرت زا ہوئیں | نور مثل ماہ سرتا پا ہوئیں

نور شرخ آنکھوں سے اُٹھتا دیکھتیں | عضو عضو اپنے پہ پھر دیکھتیں
گاہ مثل مہر اپنے ناف پر | دوش پر گہ گاہ پہ زانو صاف پر
گاہ ہو جاتا تھا وہ طفل حسین | گاہ فرماتا تھا وہ تعلیم دین
گہ تھی نور کی مشعل فروز | گہ اضافی نور سے روشن بروز
جہر کرتے میں سُنا مادر نے یوں | ذکر اُس شہ کا ظہور اللہ سعد ں
واسطے اس دید کے شام و سحر | اس طرف رہتا تھا قطبوں کا گزر
اکثر ابدال آتے تھے وہاں | رتبہ دار رجال جاتے تھے وہاں
جو بعجز اُس بارگہ میں آئے تھا | عارف باللہ وہ ہو جائے تھا
شاہ دین کا اسم اعظم نام ہے | روز و شب مشکلکشائی کام ہے
جو کسی مشکل میں وہاں پھنس جائے تھا | نام حضرت کا زباں پر لائے تھا

میں حسن کس سے کہوں اس راز کو
کوئی بھی سُنتا نہیں اس ساز کو

حضرت شاہ عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب بخطاب الشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ تین روز پیدا ہونے مخدوم علی احمد صابر میں باقی رہے تھے کہ ایک شخص مولوی برہان حاجی حامد بن منعم بن اقوام بن شیخ حفص بن شیخ عظیم الدین بن شیخ حماد بن احمد شوقی رجال الغیب کہ جاہ سوا اسی برس کی عمر میں فوت ہوگئے اور محفل حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ مولوی برہان حاجی حامد مذکور اسباب تجارت کا شہر ہرات میں لایا تھا۔ مجھ کو دیکھ کر اور پہچان کر مذمت میرے جد امجد ممدوح کی کرنے لگا۔ اور پہلے بھی اسی مولوی برہان حاجی نے بغض و حسد سے دو کتابیں الویس تلویس نام میرے جد امجد موصوف کی توہین میں تصنیف کی تھیں۔ اور وہ کتابیں اہل رافض نے بطور دلیل کے اپنے پاس رکھی تھیں اور مولوی

برہان حاجی مذکور درپے ہلاکت اور ایذا رسانی میری کے ہوا اور میں یاس تردد میں غمگین و ملول اپنے مکان میں آیا۔ والدہ مخدوم علی احمد صابر نے مجھ سے باعث ملال کا دریافت کیا۔ میں نے احوال مفصل بیان کیا کہ یہاں سے ایران قریب ہے اور اہلِ ایران میرے جد امجد کے دشمن ہیں میرے یہاں رہنے کا حال سُن کر درپے ہلاکت ہو جائیں گے۔ یہ احوال سن کر والدہ مخدوم علی احمد صابر نے معائنہ رویت شب کا بیان کیا کہ آپ کو غمگین پاکر کہا جاتا ہے ورنہ خود بخود کہنے کی ممانعت ہوگئی تھی۔ آج شب کو ایک بزرگ نے مجھ سے عالم امثال میں فرمایا کہ میرا نام غوث پاک قطب عالم ہے تجھ کو بشارت دیتا ہوں کہ شب پنج شنبہ کو تجھ سے فرزند صاحب شان قہاری کے پیدا ہوگا۔ نام اس کا مخدوم علی احمد صابر ہے اور عبد السلام سے کہدے کہ دشمن خدا کا مخدوم علی احمد صابر کے پیدا ہوتے ہی ہلاک ہو جائے گا اور تمام حاسدین ملک ایران کے قلب پر اس ہلاکت کی ہیبت سے عبرت ہو جائے گی۔ یہ نوید روح افزا سُن کر میں خوش ہوا اور ادائے شکریہ جناب باری میں چار رکعت صلوٰۃ الصلوٰۃ ادا کیں۔

اشعارِ مؤلف

والد صاحب کو دیکھ اندوہ گیں
والدہ صابر کی فرمانے لگیں

عرض کرتی ہوں نوید جانفزا
آج شب میں مجھ کو یہ رویا ہوا

بیخودی جس دم ہوئی میرے نصیب
گوش میں آیا یہ آوازِ عجیب

اب کوئی دم میں وہ مہرِ عرش گاہ
جلوہ فرما ہوئے گا بر فرش گاہ

اسم اُس طفل صداقت مند کا
نام اُس سلطان چون و چند کا

صابر و مخدوم اس کا نام ہے
انتظامِ ہند اس کا کام ہے

تجھ کو یہ فرزند قطب روزگار
ہو مبارک اے فقیر نامدار

نام سے اُس کے کیا آگہ تجھے
اس مسمّٰی کی بتائی رہ تجھے

قطب ہے یہ قطب اُس کے سو ہزار
فیض پاویں گے بفضل کردگار

جبکہ پیدا ہوئے گا وہ بادشاہ — غیب سے ہوگی صدائے لاآلہ

اس خدا آگاہ کی شان جلال — فرق منکر کو کرے گی پائے مال

سُنتی ہے یہ بانگ بُشریٰ ودود — والد و مادر بجالائے سجود

دونوں یہ کہنے لگے اے کردگار — یہ عنایت ہے بحد بے شمار

شکر اس داد الٰہی کا ادا — کب بھلا ہم سے ادا ہوگا خدا

اے خداوند کریم خستگاں — دستگیر ما ہمہ پابستگاں

ہر کہ را خواہی کنی قطب زماں — ہر کہ را خواہی کنی غوث جہاں

غوث و قطب از تو کمال آموختہ — ہر دو از نور تو نور افروختہ

نورِ تو فرزند ما را نور داد — بر رخ او دولت عرفاں کشاد

کردہ اور الطاف ماہ نور بخت — ساختی او را تو شاہ تاج و تخت

تو ولایت آں او بنودہ — تو ولایت شان او فرمودہ

تو رسانی قوت او ہر صبح و شام — میدہی از نور خود آب و طعام

حضرت مخدوم کی جس پر نگاہ
ہو حسن کیوں کہ نہ وہ خورشید و ماہ

احوال ولادت باکرامت اور شیر خواری حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب اور مولوی برہان حاجی حاسد کے قتل ہونے کا

حضرت عبدالرحیم عبدالسّلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب الوار الشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شب قبل ولادت سے وقت جہر کے آواز بہت ازضح ظہور التّد ہوں سماعت کیا جاتا تھا بتاریخ انیسویں ماہ ربیع الاوّل ۵۹۲ سنہ ہجری کو شب پنج شنبہ وقت تہجد کے پہر رات باقی رہے مخدوم علی احمد صابر تولد ہوئے اور اسی وقت بلا تامل ایک طرفۃ العین کے برق خشک آسمان سے باآواز لاالٰہ مولوی برہان حاجی حاسد کے سر پر گری کہ اسی وقت گردن قلم ہو گئی۔ ایک سانس لینے کی بھی فرصت نہ ملی۔ فی الفور فی النار والسقر بموجب نزول اس قہر الٰہی کی خبر ایک سے دوسرے کو ہو کر شہرت پذیر ہوئی۔ تمام شہر رات پر زلزلہ ہو گیا۔ اللہ ہر اقلیم شہر و دیار میں جو کوئی خبر ہیبت اثر کو سنتا تھا مبہوت و متحیر ہو جاتا تھا اور اس واقعہ صولت طراز ہیبت پرداز کو سن کر اکثر روافض جو ان کتابوں پر عمل رکھتے تھے میرے پاس حاضر ہو کر داخل سلسلہ تعلیم طریقت کے ہوئے۔

ابیات

حضرت مخدوم صابر محو ذات
محو ذات و واقف سر صفات

حضرت مخدوم ہیں سیف نبی
ذو الفقار لافتا الاعلی

تیغ احمد سیف برآن الٰہ
بادشاہ دو جہان عظمت پناہ

سنان ان کی ذوالفقار لازوال ‏ ‏ ‏ ‏ تیغ ان کی جلوہ بخش لایزال
ہیبتش چوں تیغ ہیبت مے کشد ‏ ‏ ‏ ‏ تاج ہوش از ہوشمنداں می برد
صاحب شمشیر بُرّانی ہیں وہ ‏ ‏ ‏ ‏ ہیبت افزا قوم ایرانی ہیں وہ
اُن کی شمشیر جلالی کا نشان ‏ ‏ ‏ ‏ کمتریں رکھتا ہے مہر آسمان
قہر اُن کا سایۂ قہر خدا ‏ ‏ ‏ ‏ لطف ان کا ظل لطف مصطفےٰ

باغبانِ گلشن ہو ہیں حسن
گل بدامانِ ہمہ او ہیں حسن

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نعاب انوار الشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت مسمات البصری بنت طیاف بن ہاشم بن ابراہیم بن شیخ جمیل بن شیخ ابو العباس بن احمد عربی دایہ نے مخدوم علی احمد صابر کو دیکھا تو سر مبارک کعبۃ اللہ کی جانب تھا۔ دایہ نے واسطے غسل دینے کے بغیر وضو جو قصد ہاتھ لگانے کا کیا۔ آگ قاہرہ جسم میں پیدا ہوئی کہ اس کی سوزش سے توبہ کر کے خائف علیحدہ کھڑی ہو گئی۔ والدہ مخدوم علی احمد صابر نے ہدایت کی کہ اے دایہ تجھ کو معلوم نہیں کہ یہ لڑکا اولاد حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کرم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور اس کی پیش خبری سے ایک دفتر مرتب ہے جلد وضو کر اور صلوٰۃ استغفار پڑھ کر واسطے غسل کے ہاتھ لگا۔ دایہ نے بموجب تعلیم کے تعمیل کی۔ اور مخدوم علی احمد صابر کو بعد غسل کے کفنی پارچہ متبرکہ حضرت جد امجد محمد ورح سے پہنائی اور گود میں لٹایا۔ مخدوم علی احمد صابر نے جو نظر جانب آسمان کے ڈالی اور جوں ہی نگاہ چھت مکان پر پڑی فی الفور ایک آواز شدید بلند ہوا۔ اور چھت پختہ اس مکان کی شق ہو گئی۔ حضرت محمد بن اسحاق صاحب مکان نے وہ آواز ہیبت ناک سُن کر والدہ مخدوم علی احمد صابر سے باآواز کہا کہ اے دختر نیک اختر جلد لڑکے کو مکان سے باہر لے آ کہ مکان زمین پر گرا چاہتا ہے۔ اس گفتگو میں تھے کہ چھت پختہ مکان کے اوپر کو اُٹھ کر پس پشت مکان

کے چار گھڑی آسمان صاف نظر آنے لگا اور ابر کے سے ٹکڑے رنگ سرخ مثل یاقوت لمعان تھے آسمان سے آتے اور جسم مقدس مخدوم علی احمد صابر کو ہم آغوش کرکے آسمان کو لیے جاتے تھے اور ان ٹکڑوں میں روشنی اور خوشبو نہایت لطیف سارے مکان میں محیط ہو گئی۔ اور تھوڑے عرصہ میں وہ خوشبو اور روشنی تمام شہر میں پھیل گئی اور لوگوں کے دماغ معطر ہو گئے چنانچہ حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس روشنی اور خوشبو کو سمجھ کر اپنے مکان سے میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ دیکھو تو آسمان پر کیا تجلی ہو رہی ہے۔ میں نے بھی نوید ولادت مخدوم علی احمد صابر اور آمد ابر کے سے ٹکڑوں کی بیان کی اور دکھلائے صبح تک یہی حال رہا اور وقت طلوع آفتاب سے حضرات رجال الغیب اور ابدال اور نقبا اور نجبا اور رقبا اور اغیاث اور اقطاب حضرت مخدوم علی احمد صابر کے دست و پا کو بوسہ دے کر شرفیاب ہوتے تھے اور حضرات سالکین پیشانی مبارک اور تلب منور کو چومتے تھے۔ اور اس کیفیت لازوالی میں مست ہو کر وجد کرتے تھے۔

نظم دلچسپ از مؤلف

مولد حضرت علی احمد کا حال
اب لکھا جاتا ہے بہ قدر مجال

جب ربیع الاول کے روز
یازدہ جب شمار لے دل فروز

پنج شنبہ شب آخر نماز
وقت نور مشعل ناز و نیاز

رات تو وہ سب شبوں کی تاج تھی
رات وہ مثل شب معراج تھی

آسماں سے پارۂ سرخ و سیاہ
رونما ہو کر کے آتے مثل ماہ

ابر ہے یا نور ہے نور عجیب
یہ عجائب راز ہے راز عجیب

بوئے خوش آنے لگی ہر سمت سے
عطر آگیں تھے دماغ ہر ایک کے

عرش سے جب فرش پر آئے وہ شاہ
نور کا جن کی تلاشی مہر و ماہ

منزل مخدوم تھی عرش بریں
گرچہ ظاہر میں ہوئی فرش زمیں

ایک دم میں عرش کے سیاح تھے
دوسرے دم فرش کے سیاح تھے

نور تھا وہ نور پاک کردگار
طور ہے جس کا دل آئینہ دار

سب کو اس خوش نام پر آمیں ہوا
نام مخدوم علی احمد رکھا

قطب مادرزاد ان کا نام ہے
انتظامِ خلق ان کا کام ہے

تن برنگ روح تھا آئینہ دار
جلوۂ حق تھا بدن سے آشکار

بو تھی ان کے جسم کی عطرِ نسیم
ہاتھ میں ان کے خزف دُرِّ یتیم

جیم پیشانی کو حضرت کی نظر
لام سے کرتے تھے عزم سربسر

عظمتِ حق تھی جبیں سے رونما
ہیبت اللہ تھی ان کی لقا

روح و دل ان کا مقام ذوالجلال
جسم ان کا مظہرِ شانِ جلال

جو ہیں وا کی شاہ نے اپنی نظر
سقفِ خانہ کو گرایا فرش پر

صدمۂ قہرِ نگاہ سے گھر کی چھت
آئی بر فرشِ زمیں جھٹ پٹ اولٹ

حضرت مخدوم کی درگاہ پر
تھا ہر ساعت ملایک کا گذر

جو ولایت ملک کے سلطان تھے
اکثری اس در ولی مہمان تھے

کاملان ارض و اہل سماں
ہر گھڑی رکھتے تھے آمد شد وہاں

اہلِ دل سے جو وہاں پر جائے تھا
محوِ ذاتِ بحت وہ ہو جائے تھا

مست ہو جاتا تھا وہ توحید سے
شاد ہو جاتا تھا وہ تفرید سے

کوئی سبحانی کا نغمہ بر زباں
کوئی دلعی کا ترانہ بر زباں

جلوۂ اللہ تھا دیکھو جدھر
دیکھے جاتے تھے سب اہلِ نظر

مقدم حضرت سے تھا آفاق مست
اس مقید گہ سے تا اطلاق مست

گر نہ ہوتا وہ ظہور ذوالجلال
کب نظر آتا ہمیں ہو کا جمال

دیکھنے کو ان کے بینا چاہیے
بوجھنے کو ان کے دانا چاہیے

ہم فقیروں کو ہے ہر شام و پگاہ
اس جنابِ ذاتِ اقدس پر نگاہ

ہر سخن اپنا ہے عرفان دستگاہ
ہر سخن اپنا ہے راز لا الٰہ

گر نہ ہو باور حسن سے پوچھ لو

نل کا راز دل دمن سے پوچھ لو

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب لطائف الانوار الشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ مخدوم علی احمد صابر نے چھ مہینے چالیس روز کامل شیر والدہ نوش نہیں کیا۔ آثار تہیہ[1] صبر و قناعت کے روز اوّل ہی سے شروع ہوئے بجہت شیر نوش نہ کرنے کے پستان والدہ مخدوم علی احمد صابر پیدا ورم ہوگیا تھا اور بہ انتظار اس امر کے کہ شاید کل کے روز شیر نوش کریں علاج بند ہو جانے شیر کا نہیں کیا جاتا تھا۔ اور بخیال اس کے کہ کوئی فعل اس اسعد السعداء کا حفاظت ذات دافع البلیات سے خالی نہیں تھا۔ تدبیر شیر نوش کرنے کی بھی عمل میں نہیں آئی۔ بتاریخ سلخ ماہ ذیقعدہ ۵۹۲ ہجری کو وقت نماز مغرب کے میں نے بموجب حکم عالم مثال کے چار رکعت نماز صلوٰۃ الصلوٰۃ شکریہ ادائے آثار صبر میں ادا کیں اور مخدوم علی احمد صابر کے چہرۂ منور پر بوسہ دے کر اکیس مرتبہ یَا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِر جِیْلَانِی شَیْئًا لِلّٰہِ مَدَدْ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ تلاوت کر کے مخدوم علی احمد کے قلب پر دم کر دیا۔ مخدوم علی احمد صابر نے برکت اس اسم اعظم کے معاً شیر نوش کیا۔ اور ایک سال کامل یوم ولادت سے مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ معمول رکھا کہ ایک روز بعد شیر نوش فرمایا کرتے تھے اور ایک روز صابر صائم رہا کرتے تھے جب مخدوم علی احمد صابر دوسرے سال میں شروع ہوئے دو روز کے بعد تیسرے روز شیر نوش کیا کرتے تھے اور دو روز صابر صائم رہا کرتے تھے۔

احوال شیر نوشی حضرت مخدوم صابر ... ۱۲

---

[1] آثار تہیہ اصطلاح صوفیہ ہے اور ظہور فعل ازلیہ اس سے مراد ہے۔ ۱۲

ابیاتِ مرغوب تصنیفِ مؤلف

یہ روایت ہے ز پیران قدیم — یہ لکھا دیکھا بتاریخ فخیم
چہل دن شش ماہ وہ نور ظہور — شیر مادر سے رہے از بسکہ دور
جب کہ مادر کو ہوا خوف وفات — رو بسوئے حق ہوئیں وہ نیک ذات
بولیں اے میرے خدائے کارساز — اے رحیم خلق اے بندہ نواز
شیر سے یہ طفل بس بیزار ہے — زندگی اس کی بہت دشوار ہے
غیب سے آئی صدا اے سوگوار — شیر کے پینے سے ہے یہ روزہ دار
یہ ملک سیرت ظہور کردگار — کھانے پینے سے نہیں رکھتا ہے کار
یہ تجلی الٰہی کا طعام — کام میں لاتا ہے اپنے صبح و شام
نور اس کا قوت ہے یہ نور ہے — یہ تجلی خدا کا طور ہے
تو فقط حیران ہے شش ماہ سے — کام رہتا ہے جو تیرا آہ سے
ایں پسر تا ماند اندر دار جسم — تا خرامد اندریں گلزار جسم
جز خیال ذکر و غیر از فکر ہوش — پاک دارد خویش را از خورد و نوش
مست ہوگا یہ مے عرفان سے — پھیر لے گا منہ یہ آب و نان سے
آب و نان اس کا خدا کی دید ہے — خورد و نوش اس کا خدا فہمید ہے
یہ ولایت زیب قطب سرشت — یہ ہویت دوست غوثیت سرشت
ہاں بصورت ہے بشر پر ہے ملک — وہ ملک جس کے ہیں تابع نہ فلک
قدسیوں سے بس لیسا تر آن ہے — کھانے پینے میں شباہت شان ہے

حضرت مخدوم پاک کا ایام طفلی میں سانپ کے دو ٹکڑے کرنا اور قیامت تک اپنے سلسلہ والوں کو سانپ کے زہر سے محفوظ کر دینے کا دلچسپ حال۔ ۱۲

کب فرشتے اُس کا رتبہ پا سکیں | بے اجازت اس کے در تک آ سکیں
آدمی کو کیا فرشتے سے قیاس | نور ہیں وہ یہ ربوبیت اساس
مرد کامل راز دار کردگار | کب فرشتوں سے بھلا ہو ہم شمار
شوق ہو جس کو حسن سے پوچھ لو | راز یہ اس کے سخن سے پوچھ لو
اے حسن بس یہ خدا کی داد ہے | یہ جو تیرا صابری ارشاد ہے

فیض تیرا فیض ہے مخدوم کا
اس لیے ہے فیض تیرا دھوم کا

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب انوارالشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر روز دو چار خوارق عجیبہ مخدوم علی احمد صابر سے صادر ہو جاتے تھے۔ چنانچہ ایک روز بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الآخر ۵۹۴ ہجری کو بروز سہ شنبہ میں بعد نماز صبح کے مراقب بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک سانپ میرے اوپر آپڑا۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو سانپ مہیب شکل سر سے دُم تک دو ٹکڑے چرا ہوا پڑا ہے ایک ٹکڑا اس میں سے تڑپ کر میرے اوپر آیا ہے اور دوسرا ٹکڑا زمین میں پڑا ہوا ہے۔ اور مخدوم علی احمد صابر پاس اس ٹکڑے سانپ کے جو چرا ہوا تھا بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے والدہ مخدوم علی احمد صابر کو خواب سے جگایا اور دونوں ٹکڑے سانپ کے معائنہ کرائے۔ والدہ مخدوم علی احمد صابر نے بیان کیا کہ ابھی میں خواب دیکھ رہی تھی کہ مخدوم علی احمد صابر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آج سے کوئی سانپ میرے اہل خاندان کو نہیں کاٹے گا۔ اور نہ زہر سانپ کا کسی پر مؤثر ہوگا میں نے بادشاہ سانپوں کو مار ڈالا ہے اور تمام سانپ روئے زمین کے مجھ سے خائف ہو کر عہد کر گئے ہیں۔ بعد خواب سن لینے کے میں وہ دونوں ٹکڑے سانپ کے باہر لایا۔ اور حضرت محمد بن اسحاق صاحب اور حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب اور شیخ ابوالبرکات صاحب اور شیخ ابوعبداللہ صاحب اور شیخ ابومسعود صاحب وغیرہ صاحبوں کو معائنہ کرائے۔ اور اکثر اشخاص پہچاننے والوں

سانپوں نے علامت بادشاہ سانپوں کو اس کے جسم پر بیان کی اور جب مخدوم علی احمد صابر تیسرے برس میں شروع ہوئے خود بخود شیر نوش کرنے سے باز رہے اور یہ معمول کہ تین روز کے بعد چوتھے روز نان روغنی نخود اور جو کی بقدر ضرورت نوش کر لیا کرتے تھے اور چوتھے سال شروع ہوتے ہی مخدوم علی احمد صابر کی زبان کھلی تاریخ اکیسویں ماہ ربیع الاول ۵۹۶ ہجری کو بروز دوشنبہ قبل نماز فجر کے مخدوم علی احمد صابر نے خواب سے بیدار ہو کر بآواز کہا لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ میں اس وقت حسب معمول قدیم نام اپنے جد امجد کا تلاوت کر رہا تھا۔ الٰہی بحرمت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی مدد باذن اللہ یا مصوریہ آواز مخدوم علی احمد صابر کا سُن کر تبسم کرتا ہوا سجدہ شکریہ میں مشغول ہوا اور چار رکعت صلوٰۃ الصلوٰۃ ادا کیں اور منہ جانب بغداد شریف کر کے دُعا کی کہ الٰہی شکر ہے تیرا کہ تو نے مخدوم علی احمد صابر کی زبان سے کلمہ اول کلمہ موجودگی کا کہلوایا اور تو نے اپنی رویت سے مشرف فرمایا چوتھے سال کامل اکثر یہی کلمہ زبان پر رہا اور وقت کہنے اس کلمہ کے مخدوم علی احمد صابر پر حال طاری ہو جاتا تھا۔ اور سات وقت مخدوم علی احمد صابر سجدہ جانب کعبۃ اللہ کے کیا کرتے تھے۔ اول صبح کو۔ دوم دوپہر کو۔ سوم سہ پہر کو۔ چہارم عصر کو۔ پنجم مغرب کو۔ ششم عشاء کو۔ ہفتم تہجد کو۔ اور مخدوم علی احمد صابر شب کو بہت کم سوتے تھے اور سوتے ہیں یکایک چونک پڑتے تھے۔ اور اس وقت رنگ چہرۂ منور کا الوان تلوین سے بدل جاتا تھا۔

اشعار آبدار

حالِ صابر کچھ بیان ہوتا نہیں	راز مخفی ہے عیاں ہوتا نہیں
خامہ جس دم ہاتھ میں لیتا ہوں میں	خامہ کہتا ہے یہاں بے پا ہوں میں
سر کے بل چلتے ہی شق ہوتا ہوں میں	کثرت حیرت سے فق ہوتا ہوں میں
راز یہ وہ ہے کہ اس کی حد نہیں	اس کے اندازہ کا شد و مد نہیں

فکر حیرت کار ہے اس راہ میں
مست تھے صابر مے توحید سے
گلشنِ تقدیس ان کی سیر گاہ
جام ان کا کلمۂ توحید تھا
فکر یا ہُو نے انہیں بے خود کیا
دیدۂ توحید جب سے وا ہوا
فکر ہو اُن کے گلستاں کی صبا
گاہ تھے بیتاب تاب عشق سے
منزلِ تفرید تھا اُن کا مقام
ایک مستی میں ہزار اطوار تھے
لِیْ مَعَ اللّٰہ بھی انہیں کا حال تھا
رنگ بیرنگی کے وہ پابند تھے
شاہ ممکن ہر زماں با صد لسان
رُبِّ اَرِنِیْ سے ہمیشہ کام تھا
نور ان کا دیکھتا ہے وہ بشر
نظم سے ان کے جہاں آباد ہے
سانپ دو ٹکڑے کیا مخدوم نے
سلسلے میں ان کے جو داخل ہوا
جو ولی اُن کا تعلق گیر ہے
جس کو پہنچا سلسلہ مخدوم کا
بادۂ گلرنگ اس گلزار کا
ساقی یا ہُو پلاتا ہے ہمیں
یہ شبو ہم کو دیا مخدوم نے

محو ہے اس منزلِ دالخواہ میں
مست تھے صابر سبو سے دید سے
تھا زباں پر اُن کی ہر دم لَا اِلٰہ
کام ان کا شانِ ہُو کا دید تھا
جام توحید انا الحق بھر دیا
دید حق ہر سو انہیں پیدا ہوا
ذکر ہو اُن کے لطائف کی صفا
گاہ بے خود تھے شرابِ عشق سے
وادیٔ تجرید تھا ان کا مقام
ایک ہستی میں ہزار آثار تھے
مَا عَبَدْنٰک بھی انہیں کا قال تھا
قید بے قیدی سے وہ خرسند تھے
حضرت واجب کا کرتے تھے بیاں
بادۂ صاف تَدَلّٰی جام تھا
حضرت صابر کی جس پر ہو نظر
رُشد سے اُن کے زمانہ شاد ہے
ہم کو ایمن کر دیا مخدوم نے
بالیقیں وہ عارف کامل ہوا
وہ ولی بس صاحب شمشیر ہے
شاہ ہے وہ ہند و سندھ و روم کا
جامِ آتش ریز اس خمار کا
ہر گھڑی ہر دم چکھاتا ہے ہمیں
بے خبر ہم کو کیا مخدوم نے

بھول بیٹھا ہے تو اپنا تن بدن — آپ کو سمجھا ہے تو یا ہو حسن رضؓ

اے تجھے منظور صابر نے کیا — خاک تھا تو نور صابر نے کیا

حضرت صابر نے تجھ کو شہ کیا — حضرت صابر نے تجھ کو مہ کیا

شکر اس امداد صابر کا مدام
چاہیئے ہر لحظہ ہر دم صبح و شام

احوال وفات حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب والد ماجد حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب

حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہیر نامہ تصنیف اپنی ہیں اور حضرت محمد بن اسحاق صاحب مکان رحمتہ اللہ علیہ مکتوب لقاب السکان السنہود تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت شیخ مجد الدین صاحب بغدادی رحمتہ اللہ علیہ مکتوب لقاب لسان الوحدت تصنیف اپنی ہیں۔ اور حضرت شیخ سعد الدین صاحب مرید شیخ نجم الدین رحمتہ اللہ علیہ صاحب رازی مکتوب لقاب ارض الوجوب تصنیف اپنی ہیں۔ اور حضرت شیخ نجم الدین صاحب رازی رحمتہ اللہ علیہ مکتوب لقاب حرلص القربت تصنیف اپنی ہیں اور حضرت .. شیخ جمال الدین صاحب بن جلال الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ مکتوب لقاب ممات الورید تصنیف اپنی ہیں۔ اور حضرت شیخ فرید الدین صاحب عطار رحمتہ اللہ علیہ مکتوب لقاب گمان الغریب تصنیف اپنی ہیں۔ اور حضرت عبد الوہاب صاحب گمانی رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ حضرت عبد الرحیم عبد السلام صاحب مکتوب لقاب شرف النعمت تصنیف اپنی ہیں متفق اللفظ والمعنی تحریر فرماتے ہیں کہ ہر روز آٹھ پہر میں دو چار مرتبہ رنگ چہرہ منور مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا یکایک از حد سرخ ہو جاتا تھا۔ اور کف دہن مبارک پر آجایا کرتا تھا۔ اور ایک پہر کامل غافل رہا کرتے تھے اس حالت میں اگر کوئی حضرت مخدوم علی احمد صابر کو ہاتھ لگا دیتا تھا معاً تمام جسم میں آگ پیدا ہو جاتی تھی کہ اس کی سوزش سے وہ شخص بھی بیتاب ہو جاتا تھا۔ اور حضرت مخدوم علی احمد صابر کو حواس پیدا ہوتے اوّل یہ کلمہ زبان مبارک سے صادر ہوتا تھا۔ شکر الحمد للہ یا غوث اعظم دستگیر اور جب حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی عمر پانچ برس کی پوری ہونے میں دو دو روز باقی رہے تھے کہ بتاریخ سترہویں

ماہ ربیع اول ۵۹۰ ہجری کو روز دوشنبہ بعد نماز ظہر کے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب
کے درد ضعیف شروع ہوا۔ دمبدم ترقی ہو رہی تھی ہونے لگی۔ اس وقت حضرت عبدالرحیم
عبدالسلام صاحب کی زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری تھا۔

"یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ مدد باذن اللہ"

یہ احوال شدت درد کا دیکھ کر حضرت عبدالوہاب گیلانی صاحب ممدوح بالا اور
حضرت محمد ابو القاسم گرگانی صاحب اور حضرت سید عبداللہ صاحب بن احمد اور حضرت
سید یٰسین صاحب بن شرف الدین اور حضرت سید ابو الفضل صاحب بن شمس الدین
صحرائی حاضران وقت نے باہم مشورہ کر کے حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے پاس
حاضر ہو کر کہا کہ تمہارے والد ماجد کے ضعیف درد بہت شدت سے ہو رہا ہے۔
دعا کیجئے کہ آرام ہو جائے۔

حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ سواری حضرت رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تیار ہو رہی ہے۔ آسمانوں کے شور وغل کا
آواز میرے کان میں آرہا ہے۔ میرے والد کو دار دنیا سے خلعت پہنا کر لیجاویں گے
دعا سے کچھ حاصل نہ ہوگا جس وقت کہ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی زبان معجز
بیان سے یہ کلام صادر ہو چکا اسی وقت روح مطہر حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب
نے جسم مبارک سے مفارقت فرمائی اور اپنی حقیقت سے واصل ہوئے نہایت
خوشبو لطیف سے گھر معطر ہو گیا تھوڑے عرصہ میں بہت دور دور وہ خوشبو
محیط ہو گئی حضرات ابو احمد بن اسحاق صاحب برادر کلاں حقیقی حضرت محمد بن اسحاق
صاحب مکان موصوف بالا کا مکان اس جگہ سے دو ہزار قدم کے فاصلہ پر تھا چونکہ
ان حضرت کو حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب قدس سرہٗ سے نہایت اتحاد قلبی تھا
بمجرد دماغ میں پہونچنے اس خوشبو کے دل متوحش مضطرب ہوا۔ اور وہ خوشبو
ان کو طرف کوئے محبت کے کھینچ لائی۔ تمام راستہ میں ہر ایک شخص کو باہم دیکھا اس
خوشبو کے دریافت کا متفسر پایا جب حضرت ابو احمد صاحب ممدوح حضرت

عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر تشریف لائے۔ اس بلبل گلبن وحدت کو گل مقصود حضرت احدیت سے ہم آغوش ہو کر عطر افشاں دیکھا گلچیں دارچینی سنبلین ان کے سے گلہائے حسرت چن کر کف افسوس بھرنے اور دستۂ ریحان کو پنجہ مژگاں سے سنوار کر نرگس حیران اپنے خونابہ جگر سے لالہ وار داغدار کر کے حیرت سے اور صرصر آہ سرد پُردرد سے زبان کو برگ سوسن کی مانند باد رائے مضمون اس شعر کے متحرک کرنے لگے۔ ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یعنی انہیں حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیا ہے اور بمزید تقاضائے محبت ان حضرت نے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب کے گیسوئے ژولیدہ تابدار اور باہم پیچیدہ چوں شب ہجر دراز کو اپنے ہاتھ سے شانہ کیا ہے اور حضرت عبدالوہاب گگانی صاحب ممدوح خلیفہ حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شریک انجام خدمت کے ہوئے اور حضرت حسام الدین حنبلی صاحب مکتوب نطاب صباح۔ اور حضرت شیخ رضی الدین صاحب نے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قبر میں اتارا۔ اور جنازہ کے ساتھ سوائے چودہ حضرات موصوف الصدر شریک ہنگامۂ انتقال کے پندرہ حضرات سالکین مفصلہ ذیل قریب و بعید سے سوائے چند عوام الناس کے نماز جنازہ اور دفینہ میں تشریف لا کر شریک ہو گئے تھے جن کے اسمائے مبارک یہ ہیں ۔

حضرت شیخ بہاؤالدین صاحب، حضرت عثمان صاحب بن داؤد حضرت شیخ صدرالدین صاحب حضرت خواجہ یعقوب بن ایوب صاحب حضرت شیخ موسیٰ حضرت ابوالبرکات بن احمد حضرت شیخ عبدالمجید بن شیخ ابوالعباس حضرت شیخ عبداللہ حضرت شیخ ابوالعلی بن محمود حضرت شیخ ابومسعود بن احمد حضرت شیخ شمس الدین بن شہاب الدین حضرت شیخ قاسم بن عثمان حضرت شیخ نصیرالدین ابن عبدالقادر حضرت شیخ ابوبکر بن احمد

بیان نماز جنازہ و دفن حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالکریم بن عمر بن ابراہیم۔ اور قبر شریف حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیرون شہر ہرات کی جانب شمال کوارخ شہ کے پہلو میں شہر سے چونتیس قدم کے فاصلہ پر واقع ہے۔

احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کا بعد وفات والد ماجد کے اور بعد ظہور خوارق عجیبہ کے پاک پتن شریف کو جانے کا

حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تواریخ ظہیت نامہ میں اور چند حضرات موصوفہ بالا اپنے مکتوبات نخاب مرقوم الصدر میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد دفینہ حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سال کامل خاموش رہے کسی سے کلام نہ فرمایا۔ اور جب کوئی صاحب حضرات مذکورہ بالا میں سے یا دیگر حضرات اہل باطن حاضر ہو کر اس سال بھر کے عرصہ میں کسی وقت شبانہ روز میں حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کو بوسہ دیتے تھے معاً وجد فرما کر غافل ہو جاتے تھے۔ کسی کو ایک ساعت میں اور کسی کو دو ساعت میں اور بعضوں کو ایک پہر کامل میں ہوش ہوتا تھا اور بعض حضرات نے معمول رکھا تھا کہ ہر روز تشریف لا کر حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیتے تھے اور دولت استغراق حاصل فرماتے تھے۔

جب چھٹے سال عمر حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب میں شروع ہوئی کیفیت حالت غلبہ جذب کی طاری ہو گئی۔ ایک سال کے بعد حواس عالم امکان کے طبیعت اقدس پر صادر ہوئے کسی کسی بات کا جواب سائلوں کو دے دیتے تھے۔ اور بعض وقت جو کچھ ضرورت ہوتی والدہ ماجدہ سے طلب فرما لیتے تھے۔

جب ساتویں سال میں شروع ہوئے۔ نہایت عسرت سے گذر اوقات ہونے لگی لیکن حضرت والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ جناب مخدوم علی احمد صابر صاحب کی کسی سے

اپنے احوال کی اطلاع نہ فرماتی تھیں چوتھے یا پانچویں روز وقت نانِ خشک میسر آجاتی تھی اور
حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب آٹھ پہر میں ایک مرتبہ بعد مغرب کے تھوڑا پانی نوش
فرمایا کرتے یا بشرط میسر آجانے کے اسی وقت قدرے نان خشک تناول فرما لیا
کرتے تھے۔ اور شب کو زمین پر بغیر کوئی چیز کا بچھونا بچھائے آرام فرمایا کرتے تھے حضرت
محمد ابو القاسم گرگامی صاحب شب کو پاس حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے
مکان میں رہا کرتے تھے۔ اکثر بعد نماز تہجد کے آواز مہیب ظہور اللہ ہو ں سماعت
فرماتے تھے جب بہ تفحص آواز اِدھر اُدھر معائنہ فرماتے کوئی آواز دینے والا
نظر نہ آتا۔ اور حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کو بجائے مقررہ زمین پر آرام فرماتے
ہوئے پاتے اور بعضے یہ قیاس ہوتا کہ یہ آواز اندرون مکان سے سنا گیا ہے۔ بہ تفحص
آواز اندرون مکان کے تشریف لے جاکر بیٹھ جاتے تھے تو اسی طرح کا آواز بیرون مکان
سے مسموع ہوتا اور حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب بحال خود اسی جگہ استراحت
فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب نے وہ آواز مرسان
خانہ حضرت محمد بن اسحاق صاحب مکان اور حضرت والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ حضرت مخدوم
علی احمد صابر صاحب وغیرہ چند مرد و عورت ہمسایہ کو شنوایا مگر کسی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ
آواز کس کا ہے۔ اور کہاں سے آتا ہے جب حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی
عمر شریف سات برس کی پوری ہو گئی تو وہ آواز موقوف ہو گیا۔ اگر کسی وقت تذکرہ
مردمانِ خانہ میں گفتگو اُس آواز کی باہم ہوتی حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب شرماکر
خاموش ہو جاتے اور تبسم فرماتے۔

ایک روز شب جمعہ کو بعد نماز عشا حضرت مکرمہ معظمہ والدہ صاحبہ جناب مخدوم
علی احمد صابر صاحب نے حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب کو طلب فرما کر چاول
نہایت لذیذ اور خوشبودار پکے ہوئے دکھلائے اور بیان کیا کہ مجھ پر بباعث عسرت
کے ایک دو وقت کا فاقہ بھی ہو جاتا ہے آج صبح کے وقت مخدوم علی احمد صابر
صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ آج مجھ کو شدت گرسنگی کی ہے کچھ کھانا کھلا دیجئے

دو پہر تک میں نے حیلہ حوالہ سے ٹالہ اور ہر چند ترکیب میسر آنے طعام کی عمل میں آئی
مگر اتفاق سے ایک دانہ میسر نہ ہوا۔ اور سوال کرنے کو طبیعت نہ چاہی جب مخدوم
علی احمد صابر صاحب نماز ظہر کی ادا کر کے میرے پاس آئے شدت گرسنگی سے نہایت
بے تاب تھے۔ میں نے ان کے اطمینان کے واسطے دیگچی گلی میں صرف پانی آگ پر رکھ دیا
جب مخدوم علی احمد صابر مجھ سے کھانا طلب کرتے ہیں کہہ دیتی تھی کہ ابھی کھانا تیار نہیں
ہوا ہے۔ آخر کار مخدوم علی احمد صابر نے بعد نماز مغرب کے مجھ سے نہایت بے تاب
ہو کر کہا کہ آپ مجھ کو کچا ہی کھلا دیجئے یہ کہہ کر مخدوم علی احمد صابر خود اس پانی کو دیکھ کر کہنے
لگے کہ چاول پک گئے ہیں آپ مجھ کو جلدی سے کھلا دیجئے۔ میں پک جانا چاولوں کا
سن کر متحیر ہوئی۔ جا کر دیکھا تو چاول پکے ہوئے پائے۔ چنانچہ ابھی مخدوم علی احمد صابر
کو کھلا کر فارغ ہوئی ہوں۔ اس واسطے آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ مخدوم علی احمد صابر
اب قابل فیضیابی تعلیم باطن کے ہے۔ اگر آپ کی رائے میں مناسب ہو تو مخدوم علی
احمد صابر کو پاس حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث
ہند ماموں اس کے کے پہنچا دیجئے حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب نے
چاولوں حضرات ہم نشینان صحبت کو دکھلائے۔ اور یہ سب حضرات نے وہ چاول تبرکاً نوش فرمائے اور بہت ... [illegible]
... حضرت علی احمد صابر صاحب کے پہنچا دینے پر متفق ہوئی۔ سفر میں سامان سفر فراہم کر کے حضرت
محمد ابو القاسم گرگامی صاحب جناب والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ حضرت مخدوم علی احمد
صابر صاحب کو مع حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے اپنے ہمراہ لے کر بلدہ
اجودھن عرف پاک پٹن ضلع دیپالپور علاقہ ملتان کو روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں
علیم اللہ ابدال حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب سے ملاقی ہو کر کہنے لگے کہ اگر حکم
ہو تو میں جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث
ہند کو آپ کے تشریف لانے کی اطلاع دوں۔ حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب
نے علیم اللہ ابدال سے دریافت کیا کہ روز وفات حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب
رحمۃ اللہ علیہ سے تم کس خدمت پر مامور ہو گئے تھے جو آج خبر گیر حضرت مخدوم علی احمد صابر

صاحب کیسے ہوئے؟

علیم اللہ ابدال نے جواب دیا کہ مجھ کو پوشیدہ خدمت میں رہنے کا حکم تھا اب بموجب حکم باطن کے ظاہر ہوا ہوں۔ اور اب تا بہ زیست حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی خدمت سے جدا ہونے کو گوارا نہیں کرتا۔ حضرت محمد ابو القاسم گرگانی صاحب کو ہمراہ رکھا۔ غرض بتاریخ پچیسویں ماہ شعبان ۶۲۵ھ ہجری کو روز چہار شنبہ وقت عصر کے گیارہ روز میں برکت تلاوت اسم اعظم جنسیدیہ کے پاکپٹن شریف پہنچے۔

اس ہنگام میں حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کو بیعت امامت اور ارشاد مرتبہ کیفیت باطن شہنشاہی ولایت سے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی صاحب اولین اللہ دار ح کے ہاتھ پر صاحب مجاز مرفوع الاجازت ہوئے۔ دو برس کامل گزر گئے تھے حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کو جس وقت ان کی والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ نے حضرت شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی گود میں بٹھلایا۔ ایک حالت جذب اور عجیب کیفیت سے حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب پر طاری ہو رہا تھا۔ اوّل ہی کلمہ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کا حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند سے یہ ہوا کہ آج سے تین برس کے بعد میرے جد امجد کا وصال ہو جائے گا۔ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند نے فرمایا۔ اے فرزند دلبند! تم نے کیسے پہچانا کہ حضرت شاہ سیف الدین عبد الوہاب صاحب جد امجد تمہارے کا آج سے تین برس کے بعد وصال ہوگا۔ وہ بغداد شریف میں تشریف فرما ہیں تم یہاں میرے پاس ہو۔

حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب نے جواب دیا کہ اس وقت میں نے اپنے قلب کو دیکھا تھا۔ صورت میرے والد بزرگوار کی میرے سامنے آگئی اور اس صورت نے تین انگلیاں اپنے دست راست کی میرے سامنے اٹھائیں اس اشارے سے دلالت موت کی معلوم ہوتی ہے۔

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند نے جناب مخدوم علی احمد صابر صاحب کو اپنے سینہ فیض گنجینہ سے لگایا۔ اس وقت حضرت ممدوح کو بھی حال وجد طاری ہو گیا۔ اس حالت وجد میں یہ کلمات نسبت حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے صادر ہوتے تھے۔

مرحبا فرزند علی احمد صابر

بطن الولی بطن الولی بطن الولی

اور بحال حالت استغراق کیفیت حال وجد میں حضرت شاہ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند نے تین انگلیاں اپنی اپنے سیدھے ہاتھ کی حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے قلب پر رکھ کر تین مرتبہ وجد کرتے ہوئے فرمایا کہ تین تجھ سے جان ذات ہوں گے۔ جب حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کو حال وجد سے افاقہ ہوا حضرت والدہ ماجدہ صاحبہ جناب مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھائی سے عرض کیا کہ میں اس لڑکے کو آپ کی غلامی کے واسطے حاضر لائی ہوں آپ اس کو اپنی غلامی میں قبول فرماویں۔

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہمشیرہ کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں تمہارا نہایت احسان مند ہوا کہ تم نے مجھ کو ایسا فرزند سعادت مند لا کر دیا ہے کہ اگر ہر موئے بدن میری زبان ہو کر شکر خداوند کریم کا تمام عمر ادا کریں تب بھی ایک شمہ شکر عنایت الٰہی کا ادا نہ ہو سکے گا۔ اس بادشاہ دو جہاں کی پیش خبری سے مطلع ہو چکا ہوں لیکن تین برس کے بعد تعلیم طریقت سے اُن کو فیض یاب کر دوں گا۔ اس عرصہ میں تحصیل علم ظاہر کی بھی ضرور ہے۔ چنانچہ حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب اور جناب والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی تین برس تک حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر باباصاحب

مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کے مکان پر مہمان رہے
اور ہر روز خوارق عجیب حضرت مخدوم علی احمد
صابر صاحب سے صادر ہوتے معائنہ کرتے تھے۔

احوال حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ کا بیعت توبہ اور اجازت سے حضرت باباصاحبؒ کے ہاتھ پر مشرف ہونے کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند مکتوب نقاب سر العبودیت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ مخدوم علی احمد صابرؒ نے تین برس کامل روزہ طےؔ کا ادا کر کے چوتھے روز بقدر ضرورت کے طعام نوش کیا۔ اور سوا اُن کے اور بھی جو کچھ معمولات اور حالات طفولیت کے میں نے ہمشیرہ کی زبان سے اور حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب کے ارشاد سے سُنے تھے وہ ہی معمولات اور حالات بچشم خود بھی معائنہ کئے اور تین برس میں مجھ سے علوم ظاہر میں اس قدر تحصیل کیا کہ دوسرا لڑکا چھ برس میں بھی اس قدر تحصیل نہیں کر سکتا۔ شب یک شنبہ بتاریخ اکیسویں ماہ شوال ۶۰۳ سنہ ہجری کو مجھ سے عالم مثال میں حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب جد امجد مخدوم علی احمد صابرؒ نے ارشاد فرمایا کہ ہم مخدوم علی احمد صابرؒ کو تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ میں نے بیدار ہو کر علیم اللہ ابدال کو واسطے مزاج پرسی حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب کے بغداد شریف کو روانہ کیا۔ اور خود اپنے حجرہ میں معتکف ہو گیا۔ بتاریخ پچیسویں ماہ شوال ۶۰۳ سنہ ہجری مرقوم الصدر شب پنج شنبہ کو بعد نماز تہجد کے حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب نے میرے پاس حجرہ معتکفہ میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ آج میں بعد نماز تہجد کے سو گیا تھا۔ عالم مثال میں حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب کے نماز جنازہ میں شریک ہوا ہوں اور آج

تمام شب مخدوم علی احمد صابر پر غلبۂ کیفیت حالتِ جذب کا نہایت شدت سے طاری رہا ہے۔ اور روز پنجشنبہ بعد نماز ظہر کے علیم اللہ ابدال نے بھی حاضر آکر احوال رحلت فرمانے حضرت شاہ سیف الدین عبد الوہاب صاحبؒ کا بیان کیا کہ میں بعد دفن ہو جانے اُن حضرت کے نماز اشراق وہاں پڑھ کر میاں کو روانہ ہوا ہوں۔

چنانچہ اسی روز قبل نماز مغرب کے میں نے مخدوم علی احمد صابر کو اپنے ہاتھ پر بیعتِ توبہ اور اجازت سے ہر دو خاندانِ حنفیہ علوی کی تعلیم سے مشرف کیا اور عزیز الدین پسر خورد اور شاہ فخر الدین بن غیاث الدین اور ابو الحفص بن عمر اور حضرت مظفر جمال بغدادی اور شیخ عبد القادر بن حسن بغدادی اور شیخ محمد بن عیسٰی ملتانی اور شیخ ابو القاسم بن عمر بن مسعود اؤیدالدین بن شمس الدین اور شیخ عبد اللہ ابن مکارم اور شیخ داؤد بن عثمان اور شیخ عبد الرحیم بن غیاث اور شیخ شہاب الدین شیرازی ابو العلی اور شیخ ابو الحسن کرزوبہ اور حضرت شیخ احمد منیر بلخی اور شیخ ابو بکر بن احمد اور شیخ محمد شاہ اور شیخ محمود بن شیخ مسمل اور شیخ ابو القاسم بن مسعود بن داؤد بھنڈاری لنگر اور حضرت محمد ابو القاسم گرمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تواریخ ظہر نامہ اور حضرت شیخ ابو الغیث جمیل یمنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب عین البقار اور حضرت ابو الحسن جوسقی صاحب مکتوب نطاب فصیح الوہاب اور حضرت علی بن ادریس یعقوبی صاحب مکتوب نطاب حضرت الحق اور حضرت یونس بن یوسف احمد صاحب مکتوب نطاب بطن الوجود اور عبد القادر بن حسن بغدادی صاحب مکتوب نطاب اعیان السعید سے محفل ترتیب دے کر اشیائے مفصلہ ذیل پر کہ وجیہہ الدین سوداگر

بن شیخ رکن الدین بن علاؤ الدین سیستانی کشمش ستالوے مثقال اور نخود بریاں مقشر دوصد رطل خرمائے مدنی پانصد عدد میری نذر کو لاتے تھے، فاتحہ کر کے تقسیم کر دیلے۔ اس روز مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنا حصہ نوش کیا تھا اور جب بعد نماز مغرب کے میں اندرون مکان کے گیا، مجھ سے میری ہمشیرہ یعنی والدہ مخدوم علی احمد صابر نے رخصت چاہی اور کہنے لگیں کہ بھائی میرا صابر بھوکا نہ رہے۔ بعد بارہ برس کے اگر زندہ رہی تو ہرات سے پھر یہاں آکر اس کی شادی کروں گی۔ میں نے دونوں امور پر تبسم کیا اور مخدوم علی احمد صابر کو ان کی والدہ کے روبرو بلا کر حکم دیا کہ صبح سے تم لنگر مساکین اور فقراء کو تقسیم کیا کرو۔ یہ حکم سن کر والدہ مخدوم علی احمد صابر صاحب نہایت خوش ہوئیں اور مخدوم علی احمد صابر صاحب ایک دوپہر تک روتے رہے۔ صبح کو والدہ مخدوم علی احمد صابر صاحب کی ہمراہ حضرت ابوالقاسم گرگانی صاحب کے ہرات کو روانہ ہوئیں

احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے لنگر تقسیم کرنے کا

حضرت شیخ فضل الرحمٰن صاحب برادر عموزاد حضرت شیخ شاہ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کے مکتوبات لطائف نظیر الخطیب تصنیف اپنے میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ چھبیسویں ۲۶ ماہ شوال سنہ ۶۰۳ ہجری کو بعد نماز اشراق کے مخدوم علی احمد صابر نے لنگر تقسیم کیا۔ اور یہ معمول رکھا کہ نماز اشراق پڑھ کر لنگر تقسیم کرنے کو حجرہ سے باہر آیا کرتے تھے اور بعد لنگر تقسیم کر دینے کے ایک حجرہ میں دروازہ بند کر کے تنہا رہا کرتے تھے۔ اور شغل نوری کیا کرتے تھے۔ اور نماز مغرب کے بعد لنگر تقسیم کرنے کو باہر تشریف لاتے تھے اور بعد تقسیم کر دینے لنگر کے اسی حجرہ میں دروازہ بند کر کے تنہا رہتے اور بعد لنگر تقسیم کر دینے کے لنگر خانہ میں یہ دعائے نوری ایک مرتبہ باآواز تلاوت کر کے اپنے حجرہ میں چلے جاتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَ نُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ وَ نُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ وَ نُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ وَ نُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ وَ نُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ وَ نُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ وَ نُوْرًا فِیْ دَمِیْ وَ نُوْرًا فِیْ مُخِّیْ وَ عِظَامِیْ وَ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیَّ وَ نُوْرًا مِّنْ خَلْفِیْ وَ نُوْرًا عَنْ یَمِیْنِیْ وَ نُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَ نُوْرًا مِّنْ فَوْقِیْ وَ نُوْرًا مِّنْ تَحْتِیْ وَ سَلِّمْ حَقًّا ھُوَ۔

اور روز تقسیم کرنے لنگر سے کسی نے مخدوم علی احمد صابر صاحب کو کوئی چیز کھاتے اور پیتے نہیں دیکھا۔

بتاریخ گیارہویں ماہ ذیقعد ۶۰۳ ہجری مرقومہ صدر روز جمعہ کو مجھے مکاشفہ میں معلوم ہُوا کہ مخدوم علی احمد صاحب اپنے حجرہ میں تنہا رو رہے ہیں۔ اس روز ان کی والدہ کو تشریف لے گئے ہوئے پندرہ روز کا عرصہ ہُوا تھا جب مخدوم علی احمد صابر صاحب لنگر تقسیم کر کے اپنے حجرہ میں تشریف لے جانے لگے میں بھی ہمراہ ہو گیا اور میں نے دریافت کیا کہ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے؟

مخدوم علی احمد صابر صاحب نے جواب دیا کہ مجھ کو سلوک کے حذف ہو جانے کا رنج ہے کہ خداوند کریم نے دنیا سے علیحدہ کر دیا۔ کوئی بندگانِ خدا میں سے سوائے اولیاء اور رجال الغیب کے ہمارے پاس نہ آویگا۔ اور ارشاد تمام عالم میں کشادہ نہ ہوگا اور مرتبہ سلوک کا غلبہ جذب سے کم حاصل ہوگا۔ بلکہ غلبہ کیفیت جذب کا ابھی سے شروع ہو گیا ہے۔ خدا خیر کرے یہ جذبہ کیا رنگ لاتا ہے مگر الحمد للہ نتیجہ رضائے مولا از ہمہ اولیٰ یہ جواب سُن کر بہ نظر ہرج اوقات میں حجرہ سے باہر چلا آیا۔ اور مخدوم علی احمد صابر صاحب نے دروازہ حجرہ کا بند کر لیا اور صرف لنگر کا مسمی عمر بن اسحاق بن داؤد بن اصغر بن محمود بن صفی الدین بن سلیمان بن داؤد انطاکی رحمتہ اللہ علیہ کہ سردار بلدہ سرخس ضلع خراسان کا تھا سال تمام کے خرچ کا حساب کر کے جمع ایک سال کی پیشگی ارسال کر دیتا تھا۔ تاریخ پانچویں ماہ محرم ۶۰۴ھ ہجری روز پنجشنبہ سے لنگر شروع ہُوا تھا اور ہر روز نخود یک صد رطل، جو دو صد رطل، عدس یکصد رطل۔ برنج ستر رطل، گندم پانصد رطل، گوشت بز دو صد رطل، نمک لاہوری یکصد مثقال۔ روغن زرد پانصد مثقال کی تعداد سے دونوں وقت میں لنگر پخت ہوتا تھا۔ اور یہ وزن متعددہ تین صد نفر مساکین اور مہمان اور خدام بارگاہ کو دونوں وقت کافی ہو جاتا تھا

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کہ ہر ایک عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم و المرتبہ اس سلسلہ عالیہ کو یہ شغل نوری اور دعائے ماثورہ کی اجازت سینہ بسینہ چلی آتی ہے۔ کسی عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم و المرتبہ اس سلسلہ باطن شایان مرتبہ شہنشاہی ولایت

دیگر حضرات خلفائے رشید یا صاحب مجاز مرفوع الاجازت دیگر سلسلے کو تعلیم
نہیں فرمایا ہے۔ حضرت پیر و مرشدا میر دوجہاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس غلام آتش بردار
کو بھی اس دولت عظیم اور نعمت عظیم سے سرفراز فرمایا ہے۔ مجملاً تشریح احوال اس
شغل نوری اور دعائے ماثورہ کی تحریر کی جاتی ہے کہ یہ شغل شریف مثل آب حیات
ابدی کے ہے شاغل اس شغل لطیف کا انوار حق سبحانہ وتعالیٰ سے شکم سیر رہتا ہے
اور صورت حضرت شیخ کی با انوار حضرت وحدت کے ہر وقت تحت سے فوق تک روبرو
شاغل کے محیط رہتی ہے اور ایک پہر کے بعد معائنہ تجلی حضرت احدیت صرفہ کا ہوتا
رہتا ہے۔ اسی شغل نوری کے باعث حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب نے خورد و
نوش ترک فرما دیا تھا۔ اور جسم مبارک کو مرتبہ قوت بشری کا حاصل تھا اور احوال اور
آثار مرقومہ بالا حضرت ممدوح پر علی التواتر صادر ہوتے تھے۔ اور با فضال اور عنایت
اُن حضرت موصوف کے تا قیام عالم ہر ایک عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت
علو العزم و المرتبہ اس سلسلہ عالیہ کا بمجرد متوجہ ہونے طرف ورزش اس شغل کے اطوار
اور آثار موصوفہ بالا سے بقدر ترقی ورزش شغل کے بہرہ مند ہوتا رہے گا کہ یہ
شغل بھی لوازمات کیفیت باطن مرتبہ شہنشاہ ولایت میں سے ہے صاحب مجاز
مرفوع الاجازت علو العزم و المرتبہ کو چند عرصہ کی ورزش کاملہ میں اس قدر مقدرت
حاصل ہو جاتی ہے کہ بوقت مشغول ہونے اس شغل کے جسم شاغل کا بجز شعلہ لمعات
انوار تقدس کے دیکھنے والے کو نظر نہیں آتا۔

احوال وفات تین صاحبزادوں حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاثِ ہند کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند مکتوب نطاب سر العبودیت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں باکثر موجب حکم الہام باطن کے واسطے تبلیغ احکام طریقت کے سفر گزیں ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ جو سفر سے مکان پر آیا تو معلوم ہوا کہ بتاریخ ستائیسویں[۲۷] ماہ محرم الحرام سنہ ۶۱۰ ہجری کو روز شنبہ بوقت زوال کے نعیم الدین پسر میرا کہ بعمر تین سال کے تھا۔ مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ کے قریب آکر کیواڑوں کے روزن میں سے جھانکنے لگا۔ اسی وقت خون استفراغ میں ڈال کر فوت ہوگیا۔ اور بتاریخ یکم صفر سنہ مذکور کو قریب نماز جمعہ کے فرید بخش فرزند میرے نے کہ بعمر ایک سال کے تھا اتفاقاً سامنے حجرۂ مخدوم علی احمد صابر کے چند قدم کے فاصلہ سے اس طرف کو منہ کر کے پیشاب کر دیا۔ ایک بچھو قوم جرارہ نے اس کے ڈنک مارا کہ ہر بن مُو سے خون جاری ہوگیا۔ اور ایک پہر کے عرصہ میں جان بحق تسلیم ہوا۔ میں نے یہ دونوں واقعہ سن کر خداموں کو سخت ہدایت کی کہ تم نہیں جانتے ہو کہ مخدوم علی احمد صابر شمشیر برہنہ ہے جو کوئی اس کے نزدیک ہوگا۔ وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور جس پر اس کی نظر پڑ جائے گی وہ ہدف ناوک قضا ہوگا جس وقت وہ حجرہ سے باہر تشریف لایا کریں کوئی اس کے سامنے نہ جایا کرے۔ یہ حکم سن کر سب خادم خائف ہوکر متنبہ ہوگئے۔ گیارہ روز کے بعد بتاریخ بارہویں صفر سنہ صدر روز دو شنبہ کو فرزند عزیز الدین نے کہ بعمر بائیس[۲۲] سال کے تھا۔ بغیر اجازت مخدوم علی احمد صابر صاحب

کے لنگر خانہ میں جاکر ابوالقاسم بھنڈاری سے کہا کہ آج ہم لنگر تقسیم کریں گے۔ ہر چند ابوالقاسم بھنڈاری نے فہمائش کی کہ یہ خدمت حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور وہ حضرت بھی اب جلد تشریف لانے والے ہیں۔ تم بغیر ان حضرت سے اجازت حاصل کئے اس خدمت میں دخل نہ کرو۔ مگر عزیز الدین نے فہمائش ابوالقاسم بھنڈاری وغیرہ حاضرین وقت کو نہ مانا۔ اور جواب دیا کہ ہمارے باپ کا لنگر ہے۔ تم مخالفت کیوں کرتے ہو۔ کہہ کر لنگر تقسیم کرنے لگے۔ ابوالقاسم بھنڈاری نے ایک حصہ چھپا کر واسطے تقسیم کرنے حضرت مخدوم علی احمد صابر کے رکھ دیا۔ عزیز الدین نے بعد لنگر تقسیم کر دینے کے وہ حصہ بھی ابوالقاسم بھنڈاری سے بجبر لے کر تقسیم کر دیا۔ اور جاکر اپنی والدہ مجیب النساء ہمشیرہ شیخ زکریا سندھی سے کہنے لگا کہ روزمرہ مخدوم علی احمد صابر صاحب لنگر تقسیم کیا کرتے تھے آج ہم لنگر تقسیم کر آئے۔ والدہ صاحبہ عزیز الدین نے جواب میں کہا کہ خدا خیر کرے۔ ابھی دو لڑکے تو قضا کر چکے ہیں تو نے یہ کیا غضب کیا۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ مخدوم علی احمد صابر حسب معمول قدیم حجرہ سے باہر آئے اور ابوالقاسم بھنڈاری سے حصے تقسیم کرنے کو طلب کیے۔ ابوالقاسم بھنڈاری نے عرض کیا کہ حضرت آج میاں عزیز الدین بھائی آپ کے تقسیم لنگر کر گئے ہیں۔ مخدوم علی احمد صابر نے دریافت کیا کہ کوئی حصہ بھی باقی رہا ہے؟ ابوالقاسم بھنڈاری نے عرض کیا کہ حضرت کوئی حصہ باقی نہیں رہا۔ مخدوم علی احمد صابر نے کہا کہ وہ موذی باقی رہ گیا۔ معاً یہ کلمہ زبان مخدوم علی احمد صابر سے صادر ہوتے ہی روح عزیز الدین کے جسم سے پرواز کر گئی۔ اس وقت عزیز الدین اپنی والدہ سے ہمکلام تھے ختم کلام نہ ہونے پایا تھا کہ روح پرواز کر گئی۔ گھر میں کہرام برپا ہوا۔ سب نے یہی یہ سن کر کہا کہ موذی کیوں خدمت مقررہ مخدوم علی احمد صابر میں بلا اجازت دخیل ہوا تھا کئے کا ثمرہ حاصل کیا۔

احوال جناب والدہ صاحبہ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے ہرات سے آنے کا حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے عقد نکاح کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند مکتوب لطاب سر العبودیت تصنیف اپنے میں تحریر فرماتے ہیں کہ علیم اللہ ابدال نے والدہ ماجدہ مخدوم علی احمد صابر صاحب کے پاس شہر ہرات میں جاکر تینوں امور واقعات کی خبر کی۔ اور والدہ مخدوم علی احمد صابر کی یہ احوال سُن کر واسطے عذر ادا کرنے کے وہاں سے ساتھ علیم اللہ ابدال کے یہاں کو روانہ ہوئیں۔ بعد طے مسافت منزل بہ منزل کے بتاریخ انیسویں ۱۹ ماہ جمادی الاول سنہ ۶۱۰ ہجری مرقوم المصدر کو روز جمعہ وقت عصر کے والدۂ مخدوم علی احمد صابر مع علیم اللہ ابدال کے میرے مکان پر پہونچیں۔ مخدوم علی احمد صابر کو دیکھ کر مجھ سے رو کر کہنے لگیں کہ بھائی میں نے تم سے بہت عاجزی عرض کیا تھا کہ میرے صابر کو بھوکا نہ رکھیو۔ تم نے اس کے عوض میں ایک روز بھی کھانے کو نہیں دیا۔ اور میرے بیٹے کو سات برس بھوکا مارا۔ میں نے جواب میں کہا کہ تمہارے سامنے مخدوم علی احمد صابر کو حکم تقسیم کرنے لنگر کا دے دیا تھا۔ والدۂ مخدوم علی احمد صابر نے مخدوم علی احمد صابر کو میرے سامنے طلب کر کے دریافت کیا کہ تم کو تو سارے لنگر کے تقسیم کرنے کا اختیار دے دیا تھا۔ تم نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔

مخدوم علی احمد صابر نے جواب دیا کہ لنگر تقسیم کرنے کی خدمت پر مامور فرمایا تھا
کھانے کی اجازت عطا نہیں فرمائی تھی جو میں لنگر میں سے کھانا کھاتا یہ جواب سن کر
میں نے والدہ مخدوم علی احمد صابر سے کہا کہ اے ہمشیرہ عزیزہ خدائے عزوجل نے
مخدوم علی احمد صابر کو واسطے کھانے کے پیدا نہیں کیا ہے تم کو خود معلوم ہے کہ
جو کچھ مخدوم علی احمد صابر نے ایام شیرخواری صبر اختیار کیا ہے اور تم کو عالم رویا سے بھی احکام
پیش خبری مخدوم علی احمد صابر کی عظمت اور فضیلت کے معلوم ہو چکے ہیں اور اب میں
پھر تم کو بعض احوال سے جو عالم ظہور میں آنے والے ہیں جاہ و جلال مخدوم علی احمد صابر
سے مطلع کرتا ہوں ۔

نظم نتیجہ افکار گہربار مؤلف والانبار

شہ علاؤ الدین اس کا نام ہے
نسبت تسلیم قطب الدین سے
فقر میں گنج شکر کا فخر ہے
جب بسال پنجہ و ہشت آئے گا
اس کی پاکی خاک سے کلیر شہر
یعنی اس شہر صفا آباد کی
جو یقین سے اس طرف کو جائیگا
قطب شمس الدین اسکا شمس تاب
نور اس شمس الہدیٰ کا شمس زیب
اس خدا آگاہ کی شان جلال
بعد مدت وہ جلال باکمال
مرقد اس کا شہر کلیر ہوئے گا
چتر اس کا سایۂ دست نبی

انتظام ہند اس کا کام ہے
مایۂ تفہیم قطب الدین سے
شاہ اجمیری کے گھر کا فخر ہے
ملک کلیر کی خلافت پائے گا
نور ارشادی سے ہوگا جلوہ گر
خاک سے آویگی بو ارشاد کی
عارف باللہ وہ ہو جائے گا
جلوہ فرماویگا تا روز حساب
رشد کا تاباں رہے گا تا حسیب
تیغ کھینچے کی وہاں پر چند سال
جلوہ فرماوے گا باشان جمال
جسم پاک اس کا وہاں پر سوئے گا
تاج اس کا مایۂ فقر علی

یہ حسن کلے باغ کا سرو بلند
یہ حسینی قصر بالا کا کمند

بادۂ ارشاد کا ساقی ہے یہ
مرشد ہر فرد آفاقی ہے یہ

پیر و مرشد ہے جوان و پیر کا
ہادی اطلاق ہے تاثیر کا

ہند اس کے نور سے روشن چراغ
سندھ اس کے جام سے مستا ایاغ

نفی کل کے شغل میں شام و پگاہ
غرق ہے دریائے فکر لا آلہ

منہ پھیرا بیٹھا ہے نان و آب سے
ہاتھ دھو بیٹھا ہے فکر خواب سے

آپ کو بھولا ہے ذکر دوست میں
دوست ہو بیٹھا ہے فکر دوست میں

جب سے ہے محو جمال اُن کا حسن
ہوگیا باللہ یہ شاہِ زمن

کون سی اقلیم ہے جس جا نہیں
فقر حضرت کا وہاں چرچا نہیں

جب حضور جلوہ اور تشہید سے
یعنی انوار جمال کی دید سے

حضرت صابر لقب پاتے فراغ
بادۂ توحید کا پی کر ایاغ

وادیٔ ہفتم کو اوڑجاتے تھے وہ
آپ کو پا ہو صفت پاتے تھے وہ

اس طرف سے اس طرف جاتے کبھی
اُس طرف سے اس طرف آتے کبھی

آپ کو بھولے تھے یاد دوست میں
دوست تھے خود اتحاد دوست میں

اے فقیر و فاش کہتا ہے حسن
ہر طرف پھولا ہے برزخ کا چمن

فرش سے تا عرش برزخ کا ظہور
دیکھ لو گر ہے تمہیں کچھ بھی شعور

شیخ کی برزخ کا ہر فرد جہاں
حال و قال اپنے سے کرتا ہے بیاں

نسبت مرشد کرو پیدا شتاب
تاکہ دیکھو اس چمن کی آب و تاب

اس چمن کی دید امداد اللہ
اس چمن کی دید ہے داد اللہ

عالم تشہید ہے اس کا گواہ
نشۂ توحید ہے اس کا گواہ

جب فنا تم پیر میں ہو جاؤ گے
غیب سے حاضر خدا کو پاؤ گے

شغل برزخ کا نہیں پاتے پتا
کیا ہوا تم کو فقیر و کیا ہوا

باطن مرشد سے تم آگاہ ہو
آن واحد میں گدا سے شاہ ہو

کہہ چکا تم سے حسن راز نہاں | تھا نہاں پر کر چکا تم پہ عیاں
نسبت حضرت سے جو منسوب ہے | وہ خدائے پاک کا محبوب ہے
اسم اعظم اسم حضرت جان لو | یہ حسن کہتا ہے اس کو مان لو
مان لو تم اے فقیرو مان لو | حق اسے سمجھو اسے حق جان لو
کیا کہوں میں کچھ کہا جاتا نہیں | راز دل کا بر زباں آتا نہیں
فاش کہنا سعید کا بہتر نہیں | یہ طریق احمد و حیدر نہیں
تو امامت کا ہے پابند اے حسن | تو زِ شادت سے ہے خرسند اے حسن
ذوق رکھتا ہے بجان و دل تمام | آپ پیتا ہے پلاتا ہے یہ جام
نام حضرت کا یاد آجاتے ہے | روح ہفتم چرخ پہ اڑ جاتی ہے
جن کو اُن سے نسبت پیری ہوئی | دور اُن سے جملہ دلگیری ہوئی
وہ چمن زیب ہدایت ہیں حسن | وہ گلستان عنایت ہیں حسن

ہم فقیروں کا ہے یہ نغمہ شراب
ہم فقیروں کا ہے یہ صہبائے ناب

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم غیاث ہند مکتوب خطاب سر العبودیت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ چند روز کے بعد والدہ مخدوم علی احمد صابر نے مجھ سے سوال عقد نکاح مخدوم علی احمد صابر کا میری دختر خدیجہ بیگم عرف شریفہ بنت بی بی خاتون دختر سلطان غیاث الدین سے کیا۔ میں نے ہر چند فہمائش کی کہ مخدوم علی احمد صابر قابل شادی کے نہیں ہے۔ اس کو غلبہ کیفیت جذب سے اس قدر فرصت نہیں ملتی ہے کہ جو اس عالم امکان کے اس پر طاری ہو ہٹیں اور مخدوم علی احمد صابر مراسم زوجیت کے بجا لاوے۔ والدہ مخدوم علی احمد صابر نے جواب میں کہا کہ میں بیوہ ہوں اور مخدوم علی احمد صابر یتیم ہے۔ اس باعث سے تم کو اپنی دختر کا عقد مخدوم علی احمد صابر کے ساتھ خوش نہیں آتا۔ یہ گفتگو سن کر میں نے اجازت رسوم نسبت کی دی۔ اور کہہ دیا کہ تم کو اختیار ہے۔

چنانچہ بتاریخ اکیسویں ماہ سوال ۶۱۳ سنہ ہجری کو روز چہارشنبہ قبل نماز مغرب کے نکاح
مخدوم علی احمد صابر کا منعقد ہوا۔ شب کو والدۂ مخدوم علی احمد صابر نے خلاف معمول
مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ میں چراغ روشن کیا۔ اور دلہن کو حجرہ میں پہنچا دیا۔ اور
خود دروازہ حجرہ پر بیٹھی رہیں۔ اور عروس اندرون حجرہ کے بحضور مخدوم علی احمد صابر
دست بستہ کھڑی رہی۔ جب وقت تہجد کے مخدوم علی احمد صابر کو مراقبہ فنا سے
فرصت ملی۔ مخدوم علی احمد صابر نے دیکھ کر عروس سے کہا کون۔؟
عروس نے جواب دیا کہ میں آپ کی زوج ہوں۔ مخدوم علی احمد صابر نے کہا کہ

خدا تو فرد ہے زوج سے کیا کام؟
اسی وقت زمین سے آگ پیدا ہوئی۔ کہ تمام جسم عروس کا جل کر خاک کی ڈھیر ہوگیا
والدہ مخدوم علی احمد صابر نے یہ گفتگو سن کر چاہا کہ جا کر مخدوم علی احمد صابر کو فہمائش
کروں۔ زنجیر حجرہ کی کھول کر جانے میں یہ امر طے ہوگیا۔ اندرون حجرہ کے پہنچ کر مخدوم
علی احمد صابر کی پشت پر دونوں ہاتھ مارے۔ اور کہا کہ میں تیرے ماموں کو کیا جواب
دوں گی۔ مخدوم علی احمد صابر صاحب نے کہا کہ میں نے کیا کیا؟
والدہ مخدوم علی احمد صابر نے جواب دیا کہ میں نے تیرا نکاح آج تیرے ماموں کی
دختر سے منعقد کیا تھا۔ اور عروس کو تیرے حجرہ میں لائی تھی۔ تو نے اُس کو جلا دیا
یہ خاک کی ڈھیری موجود ہے۔ مخدوم علی احمد صابر نے جواب میں کہا کہ مجھ کو بالکل
علم اس امر کا نہیں ہے۔ اسی روز سے والدہ مخدوم علی احمد صابر کی عارضہ بخار میں
بیمار ہوئیں۔ کہ آخیر کو دق ہوگئی تھی۔
بتاریخ دوم محرم ۶۱۴ سنہ ہجری کو روز جمعہ بعد مغرب کے والدہ مخدوم علی احمد صابر رحمۃ
اللہ علیہ کی استفراغ کرنے میں جاں بحق تسلیم ہوئیں۔ صبح شنبہ کو جب مخدوم علی احمد صابر
تقسیم واسطے لنگر کرنے کے اپنے حجرہ سے باہر آئے۔ تو ابو القاسم بھنڈاری نے عرض
کیا کہ شب کو حضور کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا ہے اور جنازہ کھوڑوال کو واسطے
دفن ہونے کے جاتا ہے حضور بھی نماز جنازہ میں شریک ہوں۔

مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ مجھ کو لنگر خدا سے زیادہ
والدہ عزیز نہیں ہیں۔ وہاں جناب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہونا کافی ہے اور لنگر تقسیم
کر کے جو مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ میں چلے گئے تو پھر ان کو
استغراق سے فرصت نہیں ملی۔ جو لنگر تقسیم کرنے کو حجرہ سے باہر آتے۔ روز شب برات
سنہ ۶۱۴ ہجری مرقوم الصدر یوم جمعہ تک ابوالقاسم سعد داری نے لنگر تقسیم کیا۔
تیرہ سال سات مہینے گیارہ یوم لنگر تقسیم ہوا۔ بعد اس قدر عرصہ کے عمر بن اسحاق
موصوف الصدر عہدہ سرداری ملبہ سرخس ضلع خراسان سے موقوف ہو کر میری خدمت
میں حاضر آیا اور طالب تعلیم کیفیت باطن کا مجھ سے ہوا۔ قبل سرفرازی عہدہ سرداری
کے مجھ سے ساتھ شرف بیعت توبہ کے فیضیاب تھا۔

احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی بیعت حوالت خاندان چشتیہ میں حاصل کرنے کا اور سید نظام الدین صاحب بدایونی کی بیعت توبہ کا اور حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے مہر ولایت کے افشائے عام ہونے کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند مکتوب لطائف سر العبودیت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ یوم وفات والدہ سے مخدوم علی احمد صابر صاحب نو سال کامل اُسی حجرہ سے باہر نہ آئے اور قیام ہی پر بیٹھے رہے۔ بتاریخ سترھویں ماہ محرم ۶۲۳ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد نماز اشراق کے میں مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ میں بموجب حکم الہام باطن کے گیا دیکھا کہ استغراق ساتھ محویت فنا تامہ کے حاصل ہے میں نے اُنکے کان میں سات مرتبہ کلمہ اثبات کا باآوازہ کہا تب طبیعت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی مرتبہ فنا سے طرف بقا کے متوجہ ہوئی اور آنکھیں کھول کر دیکھا چند عرصہ میں آداب بجالائے ہیں ان کو ہمراہ اپنے حجرہ سے باہر لایا۔ اور واسطے استقلال طبیعت کے جلسہ میں بٹھلایا۔ وقت عصر کے کچھ کچھ حواس عالم امکان کے طبیعت پر جلوہ بخش ہوئے۔ بعد نماز عصر کے محفل حاضرین سے ترتیب دے کر مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور حوالت سے خاندان چشتیہ عالیہ میں مشرف کر کے کیفیت باطن مرتبہ سلوک کی تعلیم

سے مستفیض کیا۔ صرف کلاہ اپنی اڑھادی اور خرقہ پہنادیا۔ اس روز سے مخدوم علی احمد صابر پر غیب کو استغراق کمال وتمام کے ساتھ رہتا تھا اور ان کو میرے پاس صحبت گزیں ہو کر حضرت احدیت صرف سے مرتبہ اسفل طبیعت تک ہر ایک مرتبہ کے آداب احکام آثار اصطلاح حسنات اذکار، اشغال، افکار، اسرار، کو میری تعلیم لسانی سے حاصل کیا کرتے تھے۔ اس عرصہ میں بتاریخ بائیسویں رجب ۶۲۶ھ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد نماز چاشت کے سید نظام الدین بدایونی نے بمقام دہلی تخمیناً چودہ برس کی عمر میں میرے پاس آئے پانچ روز کے بعد بتاریخ ستائیسویں ماہ مذکور سنہ صدر روز سہ شنبہ نماز مغرب کے میں نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ سے خاندان چشتیہ عالیہ میں مشرف کر کے تعلیم طریقت سے مستفید کیا۔

سید نظام الدین دس روز بعد حصول بیعت کے میرے پاس قیام کر کے پھر دہلی کو واپس روانہ ہوئے۔ ایک سال کے بعد پھر میرے پاس حاضر ہو کر تعمیل تعلیم کیفیت باطن میں بدل و جان متوجہ ہوئے۔ اور مخدوم علی احمد صابر بدستور مرقومہ بالا استماع درس تعلیم لسانی میری سے مراتبات شہنشاہی ولایت کیفیت باطن کی تحصیل کرتے رہتے تاریخ چوبیسویں ماہ رمضان ۶۵۰ھ ہجری کو شب پنجشنبہ بعد نماز تہجد کے میں نے عالم مثال[1] میں معائنہ کیا کہ میرے حضرت شیخ یعنی جناب خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی اوشی الارواح رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ مخدوم علی احمد صابر کو جلد لے چلو میں نے عالم مثال ہی میں مخدوم علی احمد صابر کو حجرہ میں سے اپنے ہمراہ لیا اور دست بستہ اپنے حضرت قبلہ و کعبہ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ تھوڑے عرصہ میں عالم ملکوت سے طرف عالم جبروت[2] کے عروج ہوا تا حد نگاہ چہار طرف انوار سرخ مثل یاقوت کے درخشاں تھے۔ اور تمامی حضرات سلسلہ چشتیہ عالیہ کے اور دیگر جمیع سلاسل تعلیم جذب وسلوک

---

[1] عالم مثال اس محل پر عالم علو عجیبہ سے مراد ہے۔
[2] یہاں عالم جبروت مراد عالم ارواح سے ہے۔

کی متقدمین اور متاخرین سے ساتھ جسم روحانی کے گردو پیش حضرت جناب سرور کائنات اشرف المخلوقات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محفل میں تشریف فرما ہیں۔ میرے حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبہ دارین نے مجھ کو اور مخدوم علی احمد صابر کو روبرو تخت مبارک کے کھڑا کر دیا۔ اور میں بموجب ارشاد اپنے حضرت کے مخدوم علی احمد صابر کو روبرو تخت مبارک کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لے گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مخدوم علی احمد صابر صاحب کی پشت پر طرف سیدھے شانہ کے بوسہ دیا۔ اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ ھٰذا ولیُّ اللّٰہ۔ پھر میں نے اسی جگہ بوسہ دیا۔ اور کہا ھٰذا ولیُّ اللّٰہ۔ پھر میرے حضرت پیر و مرشد جناب قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اویسی الارواح نے تمام حضرات اولیاء عظام اور صحابہ کرام نے اسی طرح بوسہ دیا۔ اور فرمایا۔ ھٰذا ولیُّ اللّٰہ اور بعد تمامی حضرات حاضرین مجلس اقدس کے گروہ ملائکہ نے اسی طرح بوسہ دے کر ہر ایک نے جدا جدا باآواز کہا۔ ھٰذا ولیُّ اللّٰہ۔ جب میرے کان میں نہایت شدت سے آواز مبارک باد کا آیا۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو اطوار لیلۃ القدر کے معائنہ ہوئے باہر آکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر کے آثار کیفیت کا عروج ہو رہا ہے۔ وہاں سے میں نے مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ کے پاس آکر دیکھا کہ دروازہ حجرہ کا خلاف معمول کھلا ہوا ہے اور مخدوم علی احمد صابر مراقبہ فنا میں بدرجہ اتم مستغرق ہیں۔ اور انوار سرخ یاقوت رنگ سے تمام باہر منور اور شرر افشاں ہو رہا ہے۔ اور حضرات رقبا و نقبا و نجبا۔ و ابدال۔ و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب اور بادشاہ جنات مخدوم علی احمد صابر کی پشت منور کو بوسہ دے رہے ہیں اور باآواز فصیح ھٰذا ولیُّ اللّٰہ کہہ رہے ہیں اور صبح سے بفاصلہ منفصلہ ہر ایک حضرات سالکین ہمعصر تشریف فرما ہوتے لگے اول مجھ کو مبارک باد دیتے اور پھر مخدوم علی احمد صابر کا طواف کرکے اس کی پشت متبرک کو بوسہ دیتے اور ھٰذا ولیُّ اللّٰہ فرماتے اور بموجب معائنہ میرے کے اپنا مشاہدہ عالم مثال اور معال کا بیان فرماتے تھے۔

چنانچہ بعض حضرات نے بموجب میری استدعا کے قیام قبول فرمایا۔ یعنی میرے مکان پہ مہمان رہے۔ اور بعض حضرات بباعث کار ضروری کے قیام پذیر نہ ہوئے روز مجلس خلافت اور اعلان عام مہر ولایت مخدوم علی احمد صاحب کے پھر تشریف لائے اور تقرر یوم مجلس میں انتظار صدور حکم الہام باطن کا کیا۔ چنانچہ بموجب حکم الہام باطن کے بتاریخ چودھویں ماہ ذی حجہ سنہ ۶۵۰ ہجری کو روز یک شنبہ بعد نماز عصر کے حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی صاحب مکتوب خطاب کریم الجسم اور حضرت شیخ حمید الدین صوفی سعدی ناگوری صاحب مکتوب خطاب نعیم اسود، اور حضرت شاہ منور علی صاحب الہ آبادی صاحب مکتوب خطاب فقر العفیف۔ اور حضرت شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار صاحب مکتوب خطاب الوہیت اسمی اور حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی صاحب مکتوب خطاب معین الحلم اور حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب تواریخ ظہر نامہ، اور حضرت شیخ علی الخیار صاحب مکتوب خطاب غیب المامور، اور حضرت ابو محمد مرجانی صاحب مکتوب خطاب امین المغروب، اور حضرت شیخ عبد اللہ بلبانی صاحب مکتوب خطاب صوت القدرت اور حضرت لیس مغربی اسود خطاب صاحب مکتوب خطاب اسودی ظہور۔ اور حضرت سید شرف الدین خلیفہ حضرت شاہ تاج الدین ابوبکر عبد الرزاق صاحب مکتوب خطاب طور المنور۔ اور حضرت شیخ عفیف الدین ملتانی صاحب مکتوب خطاب حسن کثرت اور حضرت شیخ ابو محمد صاحب بن شیخ صباح صاحب مکتوب خطاب شہرۃ المرغوب۔ اور حضرت شیخ صدر الدین مرید حضرت اوحد الدین کرمانی صاحب مکتوب خطاب سجود الودود، اور حضرت شیخ سعد الدین مرید حضرت شیخ نجم الدین رازی صاحب مکتوب خطاب ارض الوجوب۔ اور حضرت شیخ نجم الدین رازی صاحب مکتوب خطاب حریص القربت اور حضرت شیخ نجیب الدین بن علی بزغش صاحب مکتوب خطاب قطب الافکار، اور حضرت ابوالحسن بن علی محمد صاحب مکتوب خطاب مقرون السجان۔ اور حضرت شیخ شرف الدین عرف عمر بن فارض الحمودی مصنف قصیدہ بردہ صاحب مکتوب خطاب سیف الودود، اور حضرت ابو اسحاق مغربی صاحب مکتوب خطاب یعقوق الحق اور حضرت شیخ ابوالغیث جمیل یمنی صاحب مکتوب خطاب عین البقا۔

اور حضرت شیخ سیف الدین باخرزی صاحب مکتوب نطاب اقتدار العزیمت ۔ اور حضرت شیخ جمال الدین احمد جوزقانی صاحب مکتوب نطاب جوہر الواحد ۔ اور حضرت شیخ شمس الدین معروف محمد بن علی مالک مرید شیخ ابوبکر مجاز مرفوع الاجازت سلسلہ بافیہ تبریزی صاحب مکتوب نطاب عقیق الوجوب ۔ اور حضرت شیخ نور الدین بن عبدالرحمٰن اشفری صاحب مکتوب نطاب عیون الوحدت ، اور حضرت سید علی ہمدانی صاحب مکتوب نطاب مرآۃ الوجود مصنف اوراد فتحیہ اور حضرت شیخ حسن بلغاری صاحب مکتوب نطاب فاروق الصمد اور حضرت مولانا جلال الدین رومی صاحب مکتوب نطاب بیاض الوحدت ، اور حضرت شیخ حسام الدین حنبلی صاحب مکتوب نطاب صباح اور حضرت سلطان الدین صاحب مکتوب نطاب محبت الحق ۔ اور حضرت سید اجمل احمد بہرائچی صاحب مکتوب نطاب ماثورہ سبحان اور طالبان خدا ۔ داخلان سلسلہ اپنے اور صدہا عوام الناس سے مجلس عام ترتیب دے کر سب حضرات موصوفہ بالا کی جانب خطاب کیا کہ اس فقیر کو معلوم نہیں کہ میری روح نے عالم ارواح میں دو ۲ سجدے کئے ہیں یا ایک ۔ یہ قول میرا سن کر سب حضرات مجلس خاموش رہے ہے اور مخدوم علی احمد صابر بموجب دستور اور معمول کے میری نعلین لیے ہوئے باہر مجلس سے بادب کھڑے ہوئے تھے اور سید نظام الدین بدایونی پیچھے ان کے بادب کھڑے ہوئے تھے ۔

مخدوم علی احمد صابر نے سید نظام الدین بدایونی سے دریافت کیا کہ جناب بابا صاحب کیا ارشاد فرما رہے ہیں ۔ سید نظام الدین بدایونی نے بیان کیا ۔ اور مخدوم علی احمد صابر نے مجھ سے اجازت چاہی ۔ اور بعد حصول اجازت دست بستہ عرض کی کہ اس خادم کو خوب یاد ہے جس وقت ارواح صف بصف کھڑی ہوئی تھیں ۔ یہ خادم سیدھی طرف جناب کے کھڑا ہوا تھا جب حکم فَاسْجُدُوْا کا یہ خادم بروئے روایت صف انبیاء علیہ السلام والصلوٰۃ علی نبینا میں پاس حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پہنچ کر سجدہ کرنا چاہتا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو اپنے پروں پر اٹھا کر پاس جناب کے سجدہ میں ڈال دیا جب بار دوم حکم فَاسْجُدُوْا کا پہنچا یہ خادم پھر بروئے روایت صف انبیاء علیہم السلام والصلوٰۃ علی نبینا میں پاس حضرت یوسف علیہ السلام کے پہنچ کر سجدہ کرنا چاہتا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو اپنے پروں پر اٹھا کر پاس جناب کے لا ڈالا ۔ اسی طرح تین مرتبہ یہی معاملہ ہوا

یہ معاملہ بیان کر کے مخدوم علی احمد صابر خاموش ہوئے۔ پھر میں نے مخدوم علی احمد صابر سے دریافت کیا کہ کوئی وجہ ثبوت اس معاملہ کی ہے۔ مخدوم علی احمد صابر نے عرض کیا کہ نشان پر ہائے جبرئیل علیہ السلام کے درمیان شانوں اس خادم کے موجود ہیں۔ میں نے مخدوم علی احمد صابر کی پشت پر سے خرقہ اٹھا کر معائنہ کیا۔ نیچے سیدھے شانہ کی پشت جگر کے اوپر کہ محل لطیفہ روح مقام ولایت مرتبہ فنا فی اللہ کا ہے بطور مہر کے خط مدور میں هٰذَا وَلِیُّ اللّٰہِ تحریر ہے اوّل میں نے اس مہر ولایت کو بوسہ دیا۔ اور زبان سے هٰذَا وَلِیُّ اللّٰہِ کہہ کر حضار مجلس سے کہا کہ یہ نسبت مہر شانہ مخدوم علی احمد صابر کے ہونے کے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری شہنشاہ ہند الولی رحمۃ اللہ علیہ سے منتقل ہو کر آئی ہے پھر تمام حضرات اولیائے عظام حاضرین مجلس نے بموجب معائنہ رویت خاتم جلالی قدسی کی مہر ولایت کو بوسہ دے کر هٰذَا وَلِیُّ اللّٰہِ کہا اور بعضے حضرات پر حال طاری ہو گیا۔ بعد حضرات اولیاء کے تمام عوام الناس حاضرین مجلس نے اسی طرح مہر ولایت کو بوسہ دیا اور هٰذَا وَلِیُّ اللّٰہِ سب نے باآواز کہا جب تمام حاضرین مجلس فیضیاب ہو چکے۔ مخدوم علی احمد صابر کو میں نے اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان چشتیہ عالیہ میں اپنے ہاتھ پر مشرف فرمایا۔ اور کلاہ اپنی اٹھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر مثال خلافت بہ مضمون ولایت شہر کلیر مع کل اقلیم ہند کے سب حاضرین مجلس کو سنا کر خطاب خطاب باطنی قطب عالم اغیاث ہند الاجلال شاہ مخدوم علی احمد صابر سے جب سب حضرات اولیائے ہمعصر کو مطلع کیا اور اسم ظاہری مثال خلافت میں بالقاب بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے تحریر کیا اور بے اختیار میری زبان سے نکلا کہ علم ظاہری اور باطنی میرا علی احمد صابر سے چلا۔ اور علم دل بھی بالکل میں نے اس کو دے دیا۔ اور ساتھ اس کے شہد خالص کا شربت فاتحہ ہو کر تقسیم ہوا اور بعد فاتحہ کے قوالوں نے راگ شروع کیا تھا کہ طبیعت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان اولیاء پر غلبہ کیفیت حال کا جلوہ بخش ہونے لگا مصلحتاً اس وقت راگ موقوف رکھا گیا شب کو مجلس تخلیہ میں راگ سنایا گیا۔

اشعار آبدار مؤلف

حضرت بابا فرید پاک ذات
مرجع حاجات اہل شش جہات

یوں روایت کرتے ہیں صابر کا حال
شب قدر کو میں نے یہ دیکھا مثال

مجھ سے فرماتے ہیں شیخ رہنما
لے چلو صابر کو پیش مصطفےٰ

نور سرخ از حد فزوں تھا جلوہ گر
تھی مرتب محفل خیر البشر

تخت پر تھے جلوہ گر خیر الوریٰ
لطف سے پاس اپنے صابر کو بلا

پشت پر مخدوم کے بوسہ دیا
اور پھر ھٰذا ولی اللہ کہا

پھر بجا لایا وہیں میں وہ طریق
بعد میرے اور سب اہل فریق

قدسیوں نے بھی بصد عجز و نیاز
اور ملائک نے بھی باصد امتیاز

تہنیت کا شور اک برپا کیا
فقر قطب الدین کا چرچا کیا

جاگ کر مخدوم کو دیکھا جو وہاں
جلوہ انی انا اللہ تھا عیاں

باطن مخدوم نے جلوہ کیا
رتبہ شب قدر کو دونا کیا

حضرت ابدال اور غوث و رقیب
اور رجال الغیب اور قطب و نقیب

چومتے تھے پشت صابر کو تمام
کرتے تھے ھٰذا ولی اللہ کا کلام

صبح سے سب سالکان خوش صفات
بوسہ دے کر دیکھتے تھے صاف ذات

جب ہوا الہام باطن کا حکم
عام محفل دی کہ ترتیب ایک ہم

مہر صابر کی دکھائی سب کو تاب
ہو گئی سب خلق اس سے فیضیاب

مہر صابر تھی ولایت کی بشیر
مہر احمد تھی نبوت کی خبیر

حضرت مخدوم آیات عجیب
حضرت مخدوم مرآت حبیب

دو جہاں کے حضرت صابر ہیں شاہ
یعنی ان دولت و ملک کے ہیں ماہ

عالم وحدت کے وہ سلطان ہیں
ملک کثرت بھی انہوں کی شان ہیں

فرد امکانی کے وہ سردار ہیں
خاصہ کونی سے وہ بیزار ہیں

مظہر شان صفا ہیں بوجہ تو — مطلع شمس الہدیٰ ہیں بوجہ تو
وہ نبی اللہ کے دل بند ہیں — وہ بتول پاک کے فرزند ہیں
نور اُن کا مشعل دست یمین — فیض اُن کا مخبر فیض حسن
رشد اُن کا شمع دربار حسین — رشد سے اُن کے منور نشین
آسمان رشد کے وہ ماہ ہیں — وہ خدا کے راز سے آگاہ ہیں
وہ یہ مظہر ہیں کہ کچھ اُن کا بیان — کر نہیں سکتی ہے کلک ذو زبان
ہیں وہ ہر خمسہ ولایت کے نصیر — ہر فنا و ہر بقا کے ہیں بشیر
مسند قطبی کے نور افروز ہیں — رتبۂ غوثی کے گنج اندوز ہیں
سب رجال الغیب ہیں ان کے غلام — سیکڑوں ابدال انکے مست جام
صورت اُن کی آیت قرآن ہے — معنیٰ ان کا معنی یزداں ہے
وحدت و کثرت سے وہ آگاہ ہیں — راز دار حضرت اللہ ہیں
خواب خورد و نوش سے رہتے ہیں دور — لَمْ یَلِدْ لَمْ یُوْلَدْ ی کے تھے نیاز
وہ صفات اللہ تھی بیشک زیب — دور تھے ان سے حدث کیش عیب
تھے جو وہ قطب فرید پاک ذات — تھی صفات اللہ کی ان کی صفات
بادۂ تشبیہ پیتے تھے کبھی — ساغر توحید پیتے تھے کبھی
گاہ تھا شہر بقا اُن کا مقام — سرزمین لافنا ان کا مقام
حضرت خلاق خلاقی پرست — خلق کا رکھتا ہے آئینہ بدست
یہ مرقع صورت تشبیہ کا — ہے اسی کا معنی تفرید کا
یہ ستون حادثہ بارگاہ — ہے ہر ایک اُن سے قدامت کا گواہ
کون ہے اس کے سوا کونین میں — غیر اس کے کون ہے دارین میں
آپ واجب آپ ہی ممکن ہے وہ — رات بھی آپ ہی ہے آپ ہی دن ہے وہ
آپ عابد آپ وہ معبود ہے — آپ ساجد آپ وہ مسجود ہے
آپ دریا آپ موج آب ہے — آپ کشتی آپ ہی گرداب ہے

جب ہوا اس بھید سے آگاہ وہ
آپ کو کہنے لگا اللہ وہ

نام اپنا احمد مرسل کیا
منہ پر اپنے میم کا اوجھل کیا

رفتہ رفتہ دار ناسوتی کی سیر
دیکھنے آیا بصد اشکال غیر

سیر اس کی دیکھنے دو چار روز
رہ گیا وہ دلربائے دل فروز

لن ترانی کا تماشا دیکھنے
طور پر آیا وہ آنکھیں سینکنے

رب ارنی کی شراب صاف تر
طور پر پی کر ہوا خود بے خبر

آپ آیا اپنی صورت گاہ میں
آپ آیا منزل دل خواہ میں

اس فضا کی سلطنت بھائی اُسے
اس چمن کی سیر خوش آئی اُسے

آپ اپنی شان کا طالب ہوا
آپ مغلوب آپ ہی غالب ہوا

موج تو ماہیت دریا ہے ایک
ہیں شجر بسیار پر صحرا ہے ایک

ایک آتش ہے اگر سو سنگ ہیں
ایک صدا ہے گرچہ سو نرسنگ ہیں

صورتیں بسیار پر آدم ہے ایک
سو ہزار آواز ہیں پر دم ہے ایک

فعل واحد حرکت فعلی ہزار
ایک صورت کی کذائی بے شمار

برگ گل تو چند ہیں پر گل ہے ایک
گرچہ پر بسیار پر بلبل ہے ایک

آپ ہی شیریں ہے اور فرہاد آپ
آپ تیشہ دایۂ بیداد آپ

آپ کو قیس برہنہ پا کیا
آپ کو اپنے لئے لیلےٰ کیا

کون تل تھا نام تھا کس کا دہن
دیکھتا تھا آپ وہ اپنی پھبن

نالۂ شب گیر اس کا راگ ہے
آہ آتش بار اس کی آگ ہے

آپ ہی وہ گریۂ شبنم بکار
آپ ہی وہ خندۂ جام نگار

اس شیونات کذائی کو حسن
احمد بے میم کا سمجھو چلن

یعنی اس دار شہادت میں عیاں
ہر طرف صابر کا جلوہ گلستاں

نام شہ کا اسم اعظم تام ہے
آپ کا حاجت روائی کام ہے

نام حضرت کا زبان پر لاؤ تم
قید نفسانی سے چھٹی پاؤ تم

جب کسی کا کچھ گیا ہو مال گم
نام حضرت کا اسے بتلاؤ تم

احوال حضرت مخدوم صاحب کے کلیر کو تشریف لیجانے کا اور مسجد کے لوٹ دینے کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند مکتوب بلطاب سر العبودیت ، اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی مکتوب لطاب مقناطیس الوحدت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ پندرہویں ماہ ذی حجہ سنہ ۶۵۰ ہجری مذکور الصدر روز دوشنبہ کو بعد نماز فجر کے جناب بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان اولیاء کلیر کو تشریف لے گئے ، صرف علیم اللہ ابدال خدمت میں ہمراہ تھے ۔ اور ایک روز کے عرصہ میں اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوتے بتاریخ سولہویں روز سہ شنبہ کو بعد نماز ظہر کے شہر کلیر میں داخل ہو کر مساۃ گل زادی بنت عبد الصمد بن عبد الواحد بن قطب الدین انصاری کے مکان پر قیام پذیر ہوتے اور مساۃ گل زادی مذکور کا ایک فرزند بعمر چھتیس سال کے مسمی بہاؤ الدین بن ہارون احمد بن اسحاق بن کمیل شاذلی بن شیخ ابو سعید قیلوی کا تھا اور ہمسایہ میں اس کے ایک روغن گر جمال نامی مع ہفت فرزند کے جانب مشرق مکان گل زادی کے رہتا تھا ۔ اور جانب جنوب کو مکان نعمۃ بنت محمد یار کا تھا اور جانب مغرب کے دروازہ مکان کا تھا ۔ اور شمال کی جانب مکان عموزادہ قاضی ترک کا نہایت عظیم الشان تھا ۔ جو بہت منکر تھا مگر مساۃ نعمۃ بنت محمد یار اور سب اہل مکان اور ہمسایہ حضرت ممدوح کو دیکھتے ہی بدل و جان معتقد ہو گئے ، بعد نماز عصر کے حضرت موصوف جامع مسجد شہر کلیر میں تشریف لے جا کر حاضرین مجلس کو ہدایت فرمانے لگے ۔ اس وقت مسجد میں زن و مرد قریب دو ہزار نفر کے موجود تھے ،

شیخ بہاؤالدین اور جمال روشن گمر مع ہفت فرزندان ہمراہیان حضرت ممدوح نے
یاد الحاضرین مسجد سے کہا کہ اے لوگو یہ حضرت اقطاب ہند میں تم سب کو لازم ہے
کہ ان حضرت عالی مرتبت سے بیعت کرکے مقاصد دینی و دنیوی حاصل کرو لیکن حاضرین
مسجد سے کسی نے بیعت قبول نہ کی۔ روز دوم بتاریخ سترھویں روز چہار شنبہ کو وقت
نماز فجر کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیا نے جامع مسجد شہر کلیر میں تشریف لے جاکر حاضرین مسجد کو ہدایت
تعلیم طریقت کی فرمائی۔ اس وقت زن و مرد قریب پانچ ہزار نفر کے مسجد میں حاضر
تھے سب حاضرین نے بیعت سے انکار محض کیا۔ اور جواب میں کہا کہ ہمارا پیر کلام مجید
ہے اور امام ہمارا قدیم سے قاضی تبرک کوفی بن ہوتک بن معوطی بن قامرین ہافض
بن ہالعان بن سریا بن عماد بن جمال کہ یہ نسب نامہ اولاد یزید سے مشتق ہے۔ مقرر اور
مامور ہے خلاف رائے اس کے ہم کس دلیل سے تم کو امام اور اپنا پیر گردانیں اور دستور
قدیم میں رخنہ ڈالیں حضرت بادشاہ دو جہاں نے جواب میں ان کے ارشاد فرمایا کہ فقیر اپنے
حضرت پیر و مرشد سے خلافت نامہ تم لوگوں پر امام ہونے کا بخطاب سلطان الاولیا کے
حاصل رکھتا ہے اس دلیل سے ہدایت تعلیم طریقت کی کرتا ہے۔
یہ جواب سن کر سب حاضرین مسجد خاموش ہو گئے اور مسجد سے باہر آکر اس امر
کو مشتہر کیا یہاں تک کہ قاضی مذکور کو خبر ہوئی اور قاضی نے قیام الدین عرف ذموان
بن داؤد بن حالف بن قحران بن نوناتک بن عیسر العصر بن احجان بن مروان بن سفیان
بن حارث رئیس کلیر سے جاکر بیان کیا کہ ایک شخص دعویٰ امامت کا رکھتا ہے اور جامع
مسجد میں جاکر نمازمیں خلل ڈالتا ہے۔ اور دستور یہ تھا کہ ذموان رئیس کلیر مع امرا و ارکان
سلطنت روز جمعہ جامع مسجد میں آکر پیچھے قاضی تبرک مذکور کے نماز جمعہ ادا کیا کرتا تھا
اور فیصلہ معاملات اور مقدمات خاص اور عام کا قاضی مذکور کی رائے سے ہوتا تھا
تاریخ انیسویں روز جمعہ کو ذموان رئیس کلیر حسب معمول جامع مسجد میں آیا۔ اور حضرت
بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا

رحمۃ اللہ علیہ بھی قبل ازیں ذموان رئیس شہر کلیر کے جامع مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ذموان رئیس شہر کلیر نے حضرت موصوف سے سوال کیا کہ اگر تم اقطاب ہند اور ہمارے امام ہو تو ہماری بکری رنگ سبز نہایت قد دار خوب صورت عرصہ تین مہینے سے غائب ہوگئی ہے تم اس کو بتلا دو کہ وہ کس کے پاس ہے اس وقت ہم کو یقین ہوگا کہ بے شک تم اقطاب ہند ہو پھر ہم سب تمہارے پیچھے نماز پڑھیں گے اور تم کو اپنا امام گردانیں گے اور تم سے بیعت بلاشبہ قبول کریں گے۔

حضرت بادشاہ دو جہاں نے اسی وقت عالم ارواح کی طرف متوجہ ہو کر ہاتھ اٹھایا اور فرمایا کہ بکری کے کھانے والو! حاضر آؤ۔ ایک لحظہ گزرنے نہیں پایا تھا کہ ستائیس[۲] آدمی شہر کلیر میں سے نہایت سراسیمہ و پریشان سامنے حضرت ممدوح کے حاضر ہو گئے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم نے بکری ذموان رئیس شہر کلیر کی کس جگہ ذبح کر کے کھائی ہے اس کا احوال بیان کر دو۔ ان لوگوں نے انکار محض کیا حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ ابھی پردہ فاش ہوئے جاتا ہے بہتر ہے کہ خود ہی بیان کر دو۔ ان لوگوں نے بہ قسم بکری کے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ آپ ہمارا پردہ فاش کر دیں۔

حضرت بادشاہ دو جہاں نے ذموان رئیس کلیر سے ارشاد فرمایا کہ تو اپنی بکری کا نام لے کر آواز دے۔ ذموان رئیس کلیر نے حرمینہ نام لے کر آواز دیا۔ ان لوگوں کے شکم میں سے جدا جدا آواز آیا کہ میں اس قدر ان لوگوں کے شکم میں ہوں۔ اُن لوگوں نے مجھ کو وقت نصف شب کے کنارہ چاہ صدرق پہ ذبح کیا تھا اور استخوان و پوست میرا چاہ صدرق میں پتھر باندھ کر ڈال دیا ہے۔ اور میرا گوشت بھون کر کھایا ہے۔ یہ آواز ذموان رئیس کلیر نے سن کر عرض کیا کہ جناب بے شک آپ اقطاب ہند ہیں۔ قاضی تبرک نے رئیس کلیر کے کان میں کہا کہ یہ جادو گر ہے۔ جادو کے زور سے یہ امر وقوع میں آیا ہے۔ تم بھی بہک گئے۔ ذموان رئیس کلیر نے باغوائے قاضی تبرک کے حضرت سے کہا کہ تم اقطاب ہند نہیں ہو۔ جادو گر ہو۔

حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیا نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ الحمد للہ آج سنت نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی اس عاصی سے بھی ادا ہوئی یہ فرما کر جامع مسجد سے مکان گل زادی
پر تشریف لے آئے اور یہ حیلہ صدق کا یہ تحریر ہے کہ صندرق ناجی کوچہ میں ذمولان
رئیس کلیر نے ایک چاہ نہایت عمیق کھدوایا تھا کہ بالقدر دریہ پر پانی نکلا تھا جس پر
رئیس کلیر کا عتاب ہوتا تھا وہ اس چاہ میں ڈال دیا جاتا
تھا۔ بتاریخ بیسویں روز شنبہ کو حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر
صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا نے عریضہ اطلاع احوال کا بدست علیم اللہ
ابدال کے پاک پٹن شریف کو جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین
قطب عالم غیاث ہند کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ ہمروزہ وہ عرضی حضرت بابا صاحب
ممدوح کے ملاحظہ میں گزاری ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر
نے حد سے زیادہ ضبط کیا۔ الحمد للہ خدا کا خوف ملحوظ خاطر رہا۔ اور حضرت سلطان المشائخ
نظام الدین محبوب الٰہی سے ارشاد فرمایا کہ تم احوال گزرا ہوا وہاں کا زبانی علیم اللہ ابدال کے
اپنے مکتوب نطاب میں مفصل تحریر کرتے رہو۔ روز دوم بتاریخ اکیسویں روز یکشنبہ کو
بعد نماز اشراق بموجب حکم حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ
اصحابہ وسلم کے استفتا بحوالہ حدیث اور آیت کے تحریر فرما کر اور حاضرین محفل کی مہر
سے مزین کر کے تیسرے روز بدست علیم اللہ ابدال کے قاضی تبرک کے پاس کلیر کو
ارسال فرمایا علیم اللہ ابدال نے ہمروزہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی
احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ استفتا
ملاحظہ میں گزارا۔ اور بتاریخ تیئسویں روز سہ شنبہ کو وہ استفتا قاضی تبرک کے ہاتھ
میں دے دیا۔ بتاریخ چوبیسویں روز چہارشنبہ کو قاضی تبرک نے اس استفتا کو چاک
کر کے اس کی پشت پر یہ جواب تحریر کیا کہ ہمارا پیر کلام مجید ہے۔ اور امامت ہماری
قدیم سے چلی آتی ہے تمہارے خلیفہ کو تمہارے کہنے سے کیوں کر اپنا امام گردانیں

تم کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حکم ہوتا ہے اگر ہم کو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حکم ہو تو ہم تمہارے خلیفہ کو امام اپنا گردانیں۔ قول تمہارا ہمارے یقین کرنے کو کافی نہیں۔ اور بدست حضرت بن قحوان کے پاس حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے قریب دو پہر کے پہنچا دیا۔ حضرت ممدوح نے سرو قد تعظیم استفتا کی کر کے سر مبارک پر رکھا اور لانے والے سے فرمایا کہ بھائی تم قاضی صاحب سے جا کر کہنا کہ استفتا چاک کرنے سے تم کو کیا حاصل ہوا۔ اگر بغیر چاک کئے ہوئے فقیر کے پاس ارسال کر دیتے تو کیا ہوتا۔ نیز تم نے میرے مولا کے کتبہ کو چاک کیا ہے میں نے تمہارے سب کے نام لوح محفوظ سے چاک کر ڈالے۔ بموجب کہنے فقیر کے آج کا روز تحریر کر لو کہ نام تم سب اہل کلیر کے مع زمین کلیر سوختہ ہو گئے۔ روز قیامت تک تم سوختہ ہوتے رہو گے۔

اشعار آبدار

حضرت بابا فرید الدین نے
اور نظام الدین خوش آئین نے

اپنی تصنیفات میں بر یک قرین
یہ لکھا ہے حال سلطان زمین

جب خلافت نامۂ ملک کلیر
آئے لے کر شہر کلیر میں دلبر

شہر والوں سے کہا سن لو شتاب
قطب عالم زیب ہے میرا خطاب

اس زمین ہند کا میں شاہ ہوں
مظہر شان جلال اللہ ہوں

شیخ میرے نے مجھے بھیجا یہاں
حکم تم میرا بجا لاؤ بجاں

حکم میرا حکم ہے حکم خدا
حکم میرا حکم حکم مصطفےٰ

میں خلیفہ ہوں خدا میرا گواہ
راہ میری پہ چلو ہے راست را

دین و دنیا سے رہوگے شادکام
خوش رہوگے دو عالم میں مدام

میں تمہارا پیر تم میرے مرید
یہ مریدی ہے تمہیں از بس مفید

بات یہ خوش بات ہے سن لو بگوش
یہ نہ ہو تم پہ ہلاکت لائے جوش

تم پہ جب قہر خدا آجائے گا
پھر نہ کوئی ایک چھٹی پائیگا

قہر میرا قہر ہے قہر جلیل
میں خلیل حق ہوں حق میرا خلیل

شان سے میری چمکتا ہے جمال
تیغ سے میری جھلکتا ہے جلال

میں خدا کے راز سے آگاہ ہوں
میں بحق سیف جلال اللہ ہوں

کلمۂ محفوظ میری بات ہے
عزرائیل ہر وقت میرے ساتھ ہے

یہ خبر پہنچی رئیس شہر کو
دعوائے قطبی سے ہے ایک نام جو

اور کہتا ہے کرو بیعت قبول
تم عدول حکمی سے ہوگے بھر ملول

چند بارے مسجد جامع میں جا
بانکار یہ سخن اس نے کہا

روز جمعہ اس رئیس شہر نے
[illegible] حضرت سے چاہے دیکھنے

جب دے حضرت نے خرقے بھی دکھا
قاضی [illegible] نے جادو گر کہا

اور نہ مانا ایک نے بھی جب سخن
آخر الامر ایک دن لاچار ہو
تھا جو وہ مرد علیم اللہ نام
حضرت بابا کو ایک لکھ کر جواب
شیخ سے جا کہہ کہ ہیں یہ سب بخیل
حکم کیا ہے اس خلافت کیش کو
آپ کا کہتا ہے بس مجھ کو خیال
یہ پیام بادشاہ دو جہاں
یہ عریضہ دیکھ اس آگاہ نے
یہ کہا اے مرد ابدال خطاب
یہ عریضہ اس شہ تسکین کا
احمد بے میم کو پڑھ کر سناؤں
جب تجھے کہہ دوں کہ یہ حکم جناب
الغرض شیخ طریق آئین نے
با اجازت ہادی ختم الانبیا
یک حضرت آیت قرآن سے
لکھ دیا مرد علیم اللہ کو
وہ اُدھر سے برق وش پا تیز گام
باہزاراں کورنش تسلیم سے
ہے یہ محضر اس طریق آئین کا
قاضی ترک کو دکھلاتا ہوں میں
شاید اس کو دیکھ کر ڈر جائیں وہ
حضرت بابا نے مضمون یہ لکھا

بادشاہ دو جہاں کا اے حسن
ان شرارت کیش سے بیزار ہو
سامنے ابدالوں کے فرقہ کا امام
یہ کہا ابدال سے لیجا شتاب
ان پہ پیدا جب ہوا قہر جلیل
حکم کیا ہے اس مزاج اندیش کو
یہ نہ ہو خاطر پہ کچھ آوے ملال
لے گیا جس دم علیم اللہ وہاں
شیخ عالیجاہ شہنشاہ نے
ٹھہر کوئی دن کہ تا پاوے جواب
یہ عریضہ شہ علاؤ الدین کا
جو جواب اُس بادشاہ دین ہے پاؤں
اس عریضہ کا ہے تو لیجا شتاب
حضرت بابا فرید الدین نے
ہم بایمائے جناب کبریا
ہم حدیث ہم دو صد برہان سے
دے دیا اس قاصد آگاہ کو
شہ علاء الدین کو لایا پیام
یہ کہا آکر شہ تسلیم سے
حضرت بابا فرید الدین کا
منکروں کے پاس پہنچاتا ہوں میں
راہ دین آئین پہ آ جائیں وہ
از حدیث و نص برہان خدا

تم امامت سے نہ اس کی آؤ باز | تم سے خوش ہوگا خدائے بے نیاز
دین و دنیا پاؤ گے اس کام سے | ذوق عشقی پاؤ گے اس جام سے
دیکھ لو اس محضری تسطیر کو | سن لو اس میری جلی تقریر کو
یہ تمہارے حق میں سب تریاق ہے | یہ تمہیں سب دولت آفاق ہے
قاضی شیطان نے اس کو چاک کر | لکھ دیا انکار بے جا زور تر
پاس حضرت کے اسے پہنچا دیا | آتش قہری کو اور دونا کیا
شاہ نے باحرمت و صدق و صفا | محضر بابا کو آنکھوں سے لگا
چاک محضر دیکھ کر اس شاہ کو | طیش آیا اس جلال اللہ کو
ان کی شامت سے انہیں آگاہ کیا | زور قدرت ان سے اپنا کہہ دیا

ضبط فرمایا جو شہ نے اے حسن
حضرت بابا کو خوش آیا سخن

حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اسی روز بتاریخ چوبیسویں روز چہار شنبہ کو بعد نماز ظہر کے اپنی عرضی کے ساتھ وہ استفتا چاک کیا ہوا حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت میں بدست علیم اللہ ابدال کے ارسال فرمایا چنانچہ نہ روزہ علیم اللہ ابدال نے حضرت بابا صاحب ممدوح کی خدمت میں پہنچ کر عرض مع استفتا ملاحظہ میں گزاری اور سب احوال مکاتیب نطاب میں تحریر کرا دیا حضرت بابا صاحب موصوف نے علیم اللہ ابدال سے ارشاد فرمایا کہ ٹھہرو جواب دیا جائے گا۔ اور آپ اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ نہ روز کے بعد بتاریخ ساتویں ماہ محرم سنہ ۶۵۱ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت فجر کے باہر تشریف لائے اور ایک نامہ بنام ذیشان رئیس کلیر کے اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ تجھ کو خدائے عزوجل نے رئیس و والی شہر گردانا ہے تجھ کو لازم ہے کہ تو اوّل بادشاہ دو جہان مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت قبول کر بعد

حصول شرف بیعت تجھ کو روبت جناب سرور کائنات اشرف الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہوا کرے گی۔ اور احکام بھی اس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تجھ کو آیا کریں گے۔ مگر بغیر بیعت حاصل کئے یہ مرتبہ ہرگز نصیب نہ ہوگا۔ اور قاضی صاحب کی خدمت میں بھی فقیر یہی عرض کرتا ہے کہ مخدوم صابر میرے کی اطاعت کرو۔ کہ اطاعت مخدوم کی عین اطاعت خدا اور رسول کی ہے اور اور اگر انحراف میرے مخدوم صابر سے کرو گے تو نزدیک خدا اور رسول کے منکر شمار کئے جاؤ گے تم کو نہیں معلوم ہے کہ مخدوم صابر میرے نے تمہارے سب کے نام لوح محفوظ سے سوخت کر دیئے ہیں۔ اگر تم میرے مخدوم صابر کی فرمانبرداری نہ کرو گے تو تم پر صفات قہاری کا ظہور ہو جاوے گا۔ اور ابھی میرے مخدوم صابر کے اختیار میں ہے کہ اگر چاہے گا تم کو صفات قہر سے امن بخشے گا۔ اور یہ وہ بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء ہے کہ جس کا باپ حضرت شاہ عبدالرحیم عبدالسلام اور دادا حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب اور پردادا جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ تم مخدوم صابر میرے کو آل نبی اولاد علی سمجھ کر اطاعت کرو یہ بھی تو حکم رسول خدا کا ہے۔ اَکْرِمُوْا اَوْلَادِیْ صَالِحُوْنَ لِلّٰہِ وَالطَّالِحُوْنَ لِیْ۔ تم صرف کلام مجید کو پیرا اپنا گردانتے ہو۔ اور آل نبی کی امامت سے انکار کرتے ہو۔ اپنے آپ کو مقابلہ آل نبی امام بیان کرتے ہو۔ اب اگر اطاعت مخدوم علی احمد صابر میرے سے انحراف کرو گے تو قیامت تک پشیمان ہوا کرو گے۔ خدا نے کلام مجید میں صریح حکم فرمایا ہے کہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ بعد ختم کرنے نامہ کے مہر اپنی لگا کر علیم اللہ ابدال کے ہاتھ پاس ذموان رئیس کلیر کے ارسال فرمایا۔ ہمروزہ وہ نامہ علیم اللہ ابدال نے بعد نماز عصر کے ذموان رئیس کلیر کو پہنچا دیا۔ اس وقت قاضی تبرک بھی مجلس رئیس میں حاضر تھے۔ جب رئیس نے نامہ کھول کر پڑھا

علیم اللہ ابدال سے دریافت کیا کہ تم کب پاکپٹن سے یہاں کو روانہ ہوئے تھے؟ علیم اللہ ابدال نے جواب دیا کہ نماز ظہر کی حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر یا صاحب مسعود العالمین قطب عالم غیاث ہند کے ساتھ پڑھی تھی۔ اور عصر کی نماز جناب بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ادا کر کے تمہارے پاس نامہ لایا ہوں۔ یہ گفتگو سن کر ذموان رئیس کلیر نے علیم اللہ ابدال سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو کمال سرعت رفتار عطا کی ہے اور اس تیز رفتاری کا کیا باعث ہے۔ علیم اللہ ابدال نے جواب دیا کہ مجھ کو بہ طفیل حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے کہ میں مطیع اُن حضرت عالی مرتبت کا ہوں۔ اگر تم بھی اطاعت اُس جناب حقیقت انتساب کی بجالاؤ تم کو بھی ہزارہا مراتب مقامات عالیہ باطن کے کشادہ ہو جاویں۔ یہ ایک ادنیٰ مرتبہ مجھ کو حاصل ہے۔

قاضی تبرک نے رئیس شہر سے کہا کہ آپ کا کدھر خیال ہے یہ بالکل سحر باطل ہے ان باتوں پر مطلق توجہ نہ فرمانا چاہیئے۔ ورنہ اطلاق کفر کا تم پر پایا جائے گا۔ ذموان رئیس کلیر باغوائے قاضی تبرک کے عقیدہ سرعت رفتار علیم اللہ ابدال سے منحرف ہو کر کہنے لگا کہ اگر خدا کو کافر کرنا منظور ہے۔ تو ہم کافر ہو جاویں گے اور اگر مسلمان رکھنا مصلحت ہے تو مسلمان رہیں گے۔ ہم کو ڈراتے ہو کہ لوح محفوظ سے تمہارے نام سوخت کر دیئے گئے۔ اگر لوح محفوظ سے نام دور ہو جاتے تو کچھ بھی آثار اس کے مرتب ہوتے یہ سب باتیں غلط ہیں۔ قاضی تبرک نے ذموان رئیس شہر کو صلاح دی کہ اس نامہ کو چاک کر کے ان کے خلیفہ کے پاس بھیجدو۔ اور لکھدو کہ جیسا ہوگا دیکھا جاوے گا باغوائے قاضی تبرک ذموان رئیس شہر کلیر نے اپنے ہاتھ سے نامہ چاک کر کے جواب قاضی کا تبلایا ہوا تحریر کر دیا۔ اور علیم اللہ ابدال کے ہاتھ واپس کیا۔

نظمِ مؤلف

حضرت مخدوم شاہنشاہ نے
واقف اسرار ذات اللہ نے

پیر علیم اللہ کو بھیجا شتاب
درست کر جلد سے لیجا جواب

مرشد آگاہ کی کیا ہے رضا
شیخ عالیجاہ کی کیا ہے رضا

ان تمامی دشمنانِ دین کو
چھوڑ دوں یا بھیج دوں سجین کو

قاضی بے دین کے ہمراہ ہیں
یہ تمامی بد روش گمراہ ہیں

محضر بابا عزیز شاہ کا
شیخ کو ابدال نے جا کر دیا

حضرت بابا فرید روزگار
دیکھ کر از بس ہوئے حیرت بکار

بعد تیرہ روز کے نامہ لکھا
حکم باطن سر بسر انشا کیا

اس میں مضموں تھا بہ تذلیل کتاب
با حدیث و با کتاب مستطاب

سنت احمد ادا کرتا ہوں میں
تم کو دوزخ سے جدا کرتا ہوں میں

میں نے بھیجا ہے علاؤالدین کو
شیخ کامل احمدی آئین کو

تم امامت کو کرو اس کی قبول
تم امامت سے نہ ہو اس کی ملول

نطق اس کا نطق ہے نطق خدا
قول اس کا قول قول مصطفےٰ

مصطفےٰ کی مہر اس کے ہاتھ ہے
مرتضےٰ کی بات اس کی بات ہے

یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے بادلیل
ہے یہی حکم خداوند جلیل

یہ تمہارے واسطے اکسیر ہے
دین و دنیا کی بھی تدبیر ہے

خاک میں مت آپ کو پہنچاؤ تم
اس جہالت فاش سے باز آؤ تم

یہ جو ہے تحریر تم پڑھ لو اسے
دیدۂ بیدار پر دھر لو اسے

یہ تمہارا تاج سر ہے جان لو
یہ جو میں کہتا ہوں اس کو مان لو

ورنہ جو قسمت ہے تم پاؤ گے
تا قیامت خوب تر پچھتاؤ گے

مان لو اے مردمان خود فروش | قہر صابر کو نہ لاؤ تم بجوش
لوح محفوظی میں باحکم خدا | کرچکا ہے نام تم سب کے جُدا
قہر درویش است بس قہر خدا | تیغ درویش است تیغ مصطفٰے
بعد ختم نامہ مہر اپنی لگا | اس علیم اللہ کو نامہ دیا
جلد رخصت ہو علیم اللہ چلا | اس رئیس شہر کو نامہ دیا
سرعت رفتار اس ابدال سے | ہوگیا وہ معتقد اس حال سے
قاضی تبرک نے پھر اغوا کیا | اس کو راہ راست سے بہکا دیا
چاک کر نامہ کہا ہم کیا کریں | کیا غرض ہے کیوں امام اپنا کریں
بھیجدو اس کو علاؤ الدین کو | بھیج دلویں وہ فرید الدین کو
ہم امامت کے نہیں ہیں معتقد | ہم ان باتوں سے بس آتی ہے ضد
بس کلام اللہ ہمارا پیر ہے | خوش ہمیں آتی یہی تدبیر ہے
رشد سے غیروں کے ہم بیزار ہیں | آپ ہی ہم رشد کے سردار ہیں

تھے شقاوت کیش وہ اور بدظن
رحمت صابر سے محروم اے حسن

حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے اسی شب بتاریخ آٹھویں شب چہار شنبہ کو بعد نماز تہجد کے اپنی عرضی کے ساتھ وہ نامہ چاک کیا ہوا بدست علیم اللہ ابدال خدمت میں حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم غیاث ہند کے ارسال فرمایا اس عرضی میں یہ مضمون تھا کہ حضرت فقیر پر نہایت صدمہ ہے اور ہر وقت الہام ہوتا ہے حضور انور کو تمام حال روشن ہے جلد اس صدمہ عظیم سے رہائی فرمایئے ورنہ فقیر کی بیماری طول پکڑ جاوے گی۔ اور علاج کرنا سخت مشکل ہو جائے گا۔ آیندہ حضور انور کو اختیار ہے جو چاہیے سو کریئے۔ بندہ کو خدا سے کیا چارہ ہے وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ الخ اور علیم اللہ ابدال سے تاکید

فرمائی کہ آج شب میں کسی وقت جواب اس عریضہ کا لے آنا۔ زیادہ ایک پہر سے توقف مت کرنا۔

علیم اللہ ابدال بموجب ارشاد حضرت ممدوح کے عرصہ ایک ساعت میں جناب بابا صاحب موصوف کی بارگاہ میں پہنچے۔ عریضہ اور روہ نامہ چاک کیا ہُوا ملاحظہ میں گذارا۔ اور زبانی عرض کیا کہ حضرت مجھ کو حکم تھا کہ ایک پہر سے زیادہ توقف مت کرنا۔ اب جو حکم جناب کا ہو بجا لاؤں۔ حضرت بابا صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تم ابھی واپس روانہ ہو جاؤ۔ اور جلد نسب نامہ قاضی تبرک اور نذموان رئیس کلیر کا ہمارے پاس لاؤ۔ اس وقت حکم دیا جائے گا۔ اس پر عمل کرنا علیم اللہ ابدال اسی وقت یہ پیغام لے کر کلیر کو روانہ ہوئے۔ اور عرصہ دو ساعت میں حاضر آ کر حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں جواب گذارش کیا۔ حضرت ممدوح نے اسی وقت شیخ بہاؤالدین کو یاد فرما کر ارشاد فرمایا کہ نسب قاضی کا اور نسب رئیس کلیر کا کسی طور پر معلوم ہو سکتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ دفتر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ بموجب حکم حضرت موصوف کے وہ شخص روانہ ہوا۔ اور دفتر میں جا کر معلوم کرنے لگا۔ دفتری نے یہ خبر مخفی طور سے قاضی کو پہنچا دی کہ ایک شخص تمہارا اور رئیس شہر کا نسب نامہ معلوم کرتا ہے۔ خدا جانے کیا سحر برپا کرے گا۔ قاضی تبرک نے رئیس کلیر کو جا کر اطلاع کی۔ بموجب حکم رئیس شہر کے اس شخص کو قید کر لیا۔ حلیمہ عورت نے یہ امر بازار میں سن کر حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت ممدوح نے اسی وقت علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ ہمارے آدمی کو جلد قید سے چھوڑا لاؤ۔ اور دفتر سے تمام نسب نامے نکال لاؤ۔ علیم اللہ ابدال نے دفتر میں جا کر کل نسب نامے لوگوں کے نکال لیے۔ اور قید خانہ سے اس شخص کو اپنے ہمراہ لیوا لائے۔ حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے دونوں کے نسب نامے بدست

علیم اللہ ابدال کے جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت میں ارسال فرمائے۔ چار ساعت میں علیم اللہ ابدال نے پاک پٹن شریف پہنچ کر حضرت باباصاحب ممدوح کی خدمت میں گزار دیئے اور اپنی طرف سے عرض کیا کہ حضور مجھ کو آج کیا حکم ہے۔ حضور کے پاس حاضر ہوں یا حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں واپس جاؤں حضرت باباصاحب موصوف نے علیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ تم کو کیوں اس قدر ہراس ہے۔ اور اس وقت تمہارے قلب پر کیا القا ہو رہا ہے؟ علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ حضرت میرے قلب پر یہ القا ہوا ہے کہ زمین کلیر پر قہر خدا کا نازل ہونے والا ہے۔ مجھ کو یہ خوف ہے کہ کہیں میں بھی قہر خدا میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ حضور امیر حال پر کرم فرمادیں اور پہلے میری تسلی کر دیں۔ بعد حضور انور جواب تحریر فرمادیں۔ میری عمر ایک سو باون برس کی ہوئی۔ آج تک میرے باطن میں ایسا ہراس کبھی طاری نہیں ہوا۔ حضرت باباصاحب موصوف نے علیم اللہ ابدال کی پشت پر دست شفقت رکھا اور ارشاد فرمایا کہ سپرد میرے مخدوم کے ہے۔ تجھ کو خوف کرنا نہیں چاہیئے جب کہ تو جواب لے کر جاویگا میرا مخدوم اوّل تیری تسکین بخوبی تمام کر دے گا بعد تیرے مطمئن ہو جانے کے جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہوگا۔ اس گفتگو میں علیم اللہ ابدال کا یہ حال تھا کہ تمام جسم پر رعشہ سے کانپ رہا تھا اور جواب زبان سے بدشواری صادر ہوتا تھا اور بجز عجز و انکسار کے اور کچھ زبان پر نہیں آتا تھا۔

جناب باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند نے علیم اللہ ابدال کا یہ حال دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تو میرے مخدوم کا نام ورد زبان رکھ۔ تیری مشکل آسان ہو جاوے گی۔ علیم اللہ ابدال نے بموجب ارشاد جناب باباصاحب موصوف کے نام حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا زبان اور دل سے جاری کیا۔ معاً نام مبارک کی برکت سے تسلّی قلب اور تشفی روح علیم اللہ ابدال کی بخوبی ہو گئی۔ اس عرصہ میں وقت نماز مغرب کا قریب

ہوگیا۔ چنانچہ بتاریخ آٹھویں ماہ محرم ۶۵۱ھ ہجری روز چہار شنبہ کو نماز مغرب ادا کر کے علیم اللہ ابدال حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت سے نامہ لے کر کلیر کو روانہ ہوئے اور قریب نماز عشاء حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نامہ متبرکہ حضرت عالی منزلت کے ملاحظہ میں گزارا۔ حضرت ممدوح نے اوّل نامہ عالیہ کو بوسہ دے کر کشادہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کی شان کا زمانہ قریب آپہنچا علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو کیا حکم ہے حضور کے پاس یہ غلام کس طرح ٹھہر سکے گا؟

حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ میرا نام تجھ کو کفایت کرے گا۔ اور تو میری پشت کے پیچھے امن میں رہے گا سوا میری پس پشت کے اور جگہ امن نہیں ہوگی اور فرمایا کہ تو پشت میری کو اپنی آغوش میں لے کر تکیہ میری کر لے علیم اللہ ابدال نے بموجب حکم کے باآداب تعمیل کی۔ پھر حضرت ممدوح نے نامہ گرامی کو علیم اللہ ابدال سے پڑھوایا۔ تحریر تھا کہ مخدوم میرے یہ شہر تمہاری پچھری ہے چاہے تو ماس کھا اور چاہے دودھ پی۔ سوائے اس کلمہ کے اور کچھ تحریر نہ تھا۔ بتاریخ نویں محرم صبح پنجشنبہ کو حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ورد سیف اللہ حرز یمانی شریف۔ حرز مرتضوی سلطان الاوراد کو بہ ترکیب قیومی روحی تلاوت فرمایا اور آسمان کی طرف دم کر دیا۔ اور بتاریخ دسویں ماہ محرم ۶۵۱ھ ہجری صبح جمعہ کو حضرت موصوف نے ورد ممدوح بترکیب غوثی معنوی تلاوت فرما کر زمین کی طرف دم کر دیا۔ ایک ساعت کے بعد زمین نے بطور زلزلہ کے جنبش کی علیم اللہ ابدال نے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جناب میں عرض کیا کہ اس شہر کلیر میں ایک عورت تخت یونان کی رہنے والی خجلہ نصرت نام سات سو برس کی عمر کی ہے۔ اس کو امان دی جاوے۔ حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ

علیم اللہ! یہ عورت فتنۂ عظیم پیدا کرے گی۔ اس عورت کے بھید سے ابھی تو آگاہ نہیں ہے
یہ عورت پانی میں آگ لگا دینے والی ہے۔ بنصف شہر اس عورت کے سبب سے مردود ہو گیا
ہے۔ اور نصف شہر قاضی اور رئیس کے سبب سے۔ علیم اللہ ابدال نے خائف ہو کر
عرض کیا کہ حضرت غلام کی خطا معاف ہو۔ میں نے نادانستہ اس عورت فتنہ انگیز کے بارہ
میں گزارش کیا حضور انور کو اختیار ہے خداوند کریم چاہیں سو کریں حضرت ممدوح نے
ارشاد فرمایا کہ تیری خطا معاف کی۔ تو شاد رہے گا۔ میری پشت کے پیچھے رہو۔ دیکھ
تو خداوند کریم کیا قہر کا طوفان لاتا ہے۔

بعد تھوڑے عرصے کے پھر زمین کو زلزلہ ہوا تب مخلوق کلیر میں چرچا ہوا جب
ایک پہر دن چڑھا پھر زمین کو جنبش ہوئی۔ رئیس کلیر نے قاضی تبرک کو طلب کر کے کہا کہ
آج ایک پہر کے عرصہ میں تین مرتبہ زمین کو جنبش کیوں ہوئی ہے؟ قاضی مردود نے جواب
دیا کہ مجھ کو بھی تعجب ہوا۔ ذموان رئیس کلیر نے کہا کہ مجھ کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید اقطاب
ہند نے اپنا زور دکھلایا ہے۔ چلو ان کے پاس حاضر ہو کر تائب ہو جائیں ایسا نہ
ہو کہ شہر تباہ ہو جاوے اور وہ صاحب سچ کہتے تھے کہ میں اقطاب ہند ہوں قاضی
تبرک نے جواب دیا کہ آپ عورت جنلہ نصرت ساحرہ کو بلا کر دریافت کر لیں۔ ذموان
رئیس کلیر نے اس ساحرہ کو طلب کر کے کہا کہ آج زمین پر کیوں جلد جلد زلزلہ برپا ہوتا ہے۔ یہ
گفتگو ہو رہی تھی کہ پھر چوتھی مرتبہ زمین کو جنبش ہوئی۔ عورت ساحرہ نے بیان کیا کہ
صاحب یہ سحر کیا ہوا ان کا ہے کہ جو اپنے آپ کو اقطاب ہند کہتے ہیں۔ اگر حکم ہو
تو یہ عورت بھی سحر سے گیارہ بار زمین کو جنبش دے سکتی ہے چنانچہ اسی وقت
اس عورت ساحرہ نے طلسم کر کے گیارہ مرتبہ زمین کو جنبش دی کہ فی الواقع وہ زلزلہ
نہ تھا۔ مگر لوگوں کے علم میں جنبش معلوم ہوتی تھی۔ یہ سحر عورت کا دیکھ کر رئیس کلیر اور
قاضی کی تسلی ہو گئی۔ اس وقت رئیس کلیر کی محفل میں چار سو باون سردار چند دل نشین
حاضر تھے اور قاضی کے ہمراہ انیس فاضل اجل محفل رئیس میں آئے تھے سب کہنے
لگے کہ ساحرہ امامت کا دعویٰ کرے ہم ساحرہ کو کس وجہ سے اپنا امام گردانیں۔

القصہ تا باذان نماز جمعہ سات مرتبہ زمین کو زلزلہ ہوا۔ اذان نماز جمعہ سُن کر تمام علمائے مذکور ہمراہ قاضی تبرک اور تمام سردار چنڈول نشین ہمراہ ذموان رئیس کلیر کے جامع مسجد کو روانہ ہوئے اور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا بھی پہلے سے مع علیم اللہ ابدال اور شیخ بہاؤالدین کے جامع مسجد میں تشریف لا کر مصلہ امام پر رونق افروز ہو گئے تھے جب ذموان رئیس کلیر اور قاضی تبرک اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اور تیرہ ہزار عوام الناس نمازی جامع مسجد میں آ پہنچے اور قاضی تبرک مصلہ امام کے قریب آیا اس وقت حضرت بادشاہ دوجہاں نے پھر ہدایت فرمائی کہ اگر آج بھی تم مجھ کو اپنا امام گردانتے ہو تو خیر ہے ورنہ روز قیامت تک پشیمان ہوا کرو گے۔ اور صورت مغفرت کی بھی ہرگز حاصل نہ ہوگی۔ آئندہ تم کو اختیار ہے۔

قاضی تبرک مردود نے جواب دیا کہ تم بار بار کیوں فرماتے ہو۔ ہم کو تمہارے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز منظور نہیں تم مصلہ ہمارا چھوڑ دو اور جو کچھ تم کو کرنا ہے آج کر لو۔ ہم نے بھی ایک عورت ساحرہ تمہارے مقابلہ کو موجود کر لی ہے۔ اگر تم کسی طرح کا سحر ہم پر کرو گے وہ عورت تم پر ایسا سحر کرے گی کہ پھر تم کو اس سحر سے نجات نہ ہوگی۔ یہ جواب سُن کر حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء مصلہ امام پر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت دو شخص ضعیف العمر نے کہ ایک جانب شمال آخیر صف اوّل اور دوسرا جانب جنوب اخیر صف اوّل میں کھڑے تھے۔ باواز بلند عرض کرنے لگے کہ حضرت ہم اولیاء ہیں۔ اور حضرت کی امامت کے مقر ہیں۔ ہم کو بھی اس وقت زمین مسجد نے پکڑ لیا۔ حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اوّل روز اس طرح پر اقرار ہماری امامت کا کیوں نہیں کیا اب فقیر کا مارا اٹھا امر دُور ہوتا ہے گو کیسا ہی ولی ہو۔ اور حضرت بادشاہ دوجہاں علیم اللہ ابدال اور شیخ بہاؤالدین کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے دالان مسجد سے صحن مسجد میں تشریف لائے۔ کسی مردود نے اپنے مصلہ پر جگہ نہ دی یہاں تک کہ مسجد کی سیڑھیوں سے علیحدہ تشریف لے آئے شیخ بہاؤالدین اخیر

سیڑھی کی صف میں واسطے نماز کے کھڑے ہو گئے۔ اور علیم اللہ ابدال حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے پس پشت دست بستہ باادب کھڑے ہو گئے جب سب اہل جماعت مسجد رکوع میں گئے حضرت موصوف نے زمین مسجد کو ارشاد فرمایا کہ تو بھی رکوع کر کے ان سب کو یہاں سے تحت الثریٰ کو لے جا۔ کہ روز قیامت تک یونہی چلے جاویں گے بعد حشر کے ان سے جواب پوچھا جائے گا۔ کہ تم نے میرے مخدوم کی عنا فرمانی کی تھی تم سب ہمیشہ دوزخ میں رہو گے۔ ہرگز نجات نہ ملے گی۔ بموجب فرمان حضرت ممدوح کے زمین مع مسجد کے رکوع میں آئی جب سطح زیریں زمین مسجد اوپر آ گیا وہ سب لوگ نمازی مسجد میں تھے مسجد اسی طرح ٹوٹی ہوئی سب لوگوں کو تحت الثریٰ کو لے گئی اور زمین سارے شہر کی ہل گئی۔ اور تمام شہر میں تہلکہ بر پا ہو گیا۔ اور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی زبان سے یَاھُوَ یَامَنْ ھُوَ یَامَنْ لَیْسَ لَھُوَ اِلَّا ھُوَ حَقٌّ حَقٌّ صادر ہونا سنتا تمام روئے زمین کے حضرات نقبا صاحب ولایت روح جذبیہ متعینہ ہر شہر و دیار افواج نے آواز روح منادی کر کے ہر جگہ اس واقعہ ہیبت طراز کو مشتہر کر دیا۔ اور جو لوگ باہر مسجد کے کھڑے تھے جس نے یہ حادثہ دیکھا متوحش ہو کر بے اختیار بھاگا اور مسماۃ گل زادی بھی یہ حادثہ سن کر بھاگتی ہوئی گھر سے وہاں آ پہنچی۔ اور حضرت ممدوح سے رو کر عرض کرنے لگی۔ کہ آپ کا غلام شیخ بہاؤ الدین میرا بیٹا بھی اس مسجد میں نماز کو آیا تھا حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ سیڑھی آخیر کے نیچے آ گیا ہے جا کر نکال لے۔ مسماۃ گلزادی نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے سیڑھی کیوں کر اٹھائی جائے گی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے علیم اللہ ابدال سے ارشاد فرمایا کہ ہمارا امام لے کر شیخ بہاؤ الدین کو سیڑھی کے نیچے سے نکال دو۔ بموجب حکم کے علیم اللہ ابدال نے سیڑھی آخیر کے پاس آ کر کہا کہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا حکم ہے کہ اے زمین تو شیخ بہاؤ الدین

کو نجات دے۔ یہ کہہ کر تیر پڑھی آخر کا اٹھایا اور شیخ بہاؤالدین کو کہ نصف جسم [illegible]
میں دھنس چکا تھا نکال لیا حضرت ممدوح نے شیخ بہاؤالدین کو اس کی مادر مسماۃ گلزادی
کے سپرد کر کے ارشاد فرمایا کہ تم کو بارہ پہر عبدیت خاص ہے جو تیرے قریب و یگانے
ہوں سب کو اپنے ہمراہ بارہ کوس سے زیادہ بھگا کر لے جاؤ نہیں تو بارہ کوس کے
گرد میں تم کو بھی کہیں امن نہیں ملے گی۔ آتش قہر میں جل کر خاک ہو جاؤ گی۔ بموجب حکم
کے مسماۃ گلزادی نے چھ نفر مرد و زن یعنی مسماۃ امینہ اور علیمہ اور نعمت اور بہاؤالدین
وغیرہ کو اپنے ہمراہ لے کر فرار کیا اور حد بارہ کوس سے نکل گئے۔ اس عرصہ میں حضرت
موصوف بھی مکان گلزادی قیام گاہ اپنی پر مع علیم اللہ ابدال کے تشریف لائے۔ اور مخلوق
شہر نے حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء کے پاس حاضر ہو کر حاضری کرنا شروع کیا۔ علیم اللہ ابدال اُن لوگوں
کو حضرت ممدوح کے پاس جانے نہیں دیتے تھے اور یہ کہہ دیتے تھے کہ اب تمہارا
عجز قبول نہیں وہ زمانہ گذر گیا جب مخلوق شہر نے یورش کیا۔ حضرت موصوف مع علیم اللہ
ابدال کے مکان گلزادی قیام گاہ اپنی سے تشریف لے گئے۔ اور کہیں ایک جگہ قیام فرما
نہ لیے ہیں۔ ایک پہر کے بعد واقعہ مسجد سے حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤالدین علی
احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے عریضہ اطلاعی احوال مذکورہ کا
جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت
میں بدست علیم اللہ ابدال ارسال فرمایا اور ارشاد کیا کہ جب تو واپس آوے میرا نام تلاوت
کرتے ہوئے آنا۔ اور میرے سامنے ہرگز مت آنا نہیں تو جل جاوے گا۔ میرے پس
پشت تجھ کو امان ملے گی۔ اور جو کچھ میں کہا کروں ویسا ہی کیا کرنا۔ یہ ہدایت سن کر
علیم اللہ ابدال آداب بجا لائے اور پاک پٹن شریف کو روانہ ہوئے۔

اشعار آبدار مؤلف

حضرتِ مخدوم شاہ کن فکاں　　　بادشاہِ بادشاہان جہاں

دیکھ کر نامہ فرید الدین کا | اپنے بابا احمدی آئین کا
یوں علیم اللہ سے فرمانے لگے | اس کو پہنچا پاس میرے شیخ کے
حکم جو ہو اس سے کر آگاہ مجھے | دیر مت کرنا زیادہ پہر سے
اس طرح سے آمد و شد چند بار | ہو چکی ابدال کی جب ہر نہار
ملیش میں آکر فرید الدین نے | مصطفےٰ اور مرتضےٰ آئین نے
لکھ دیا شقہ بمضمون تمام | بھیج دی مخدوم کو اپنی حسام
کہہ دیا ہے تیرے چھیری یہ دیار | ماس کھایا دودھ پی بے اختیار
حجتیں تو دین کی سمجھا چکا | محضر دین نبی پڑھوا چکا
یہ جہالت کیش سب بدبخت ہیں | بد سگالی میں نہایت سخت ہیں
مرکز ہفتم زمیں ہے ان کی جا | بے حیا ہیں بس نہایت بے حیا
یہ نہ سمجھے تم کو اے صابر علی | تو ہے شمشیر علی تیغ نبی
میری جانب سے تجھے پہنچا جواب | رائے تیری رائے ہے رائے صواب
یہ علیم اللہ فرمان جدید | جس گھڑی لایا یہ تحریر فرید
باادب ابدال سے لے کر کہا | کیا لکھا ہے اسے علیم اللہ بتا
بعد با صد عجز و تسلیم و سلام | یہ کہا حضرت سے اے کبیر امام
آپ کو بابا نے بخشا اختیار | آپ کے قبضہ میں ہے یہ سب بار
اس صحیفہ میں یہی مسطور ہے | جو تمہیں منظور ہے منظور ہے
الغرض حضرت نے سن کر شادکام | پڑھ کے سیفی معنوی روحی تمام
روز جمعہ جا کے با صد احترام | یہ کیا ہر ایک کو ارشاد عام
اب مجھے ارشاد حضرت آ چکا | شیخ اعظم کا اشارہ پا چکا
مان لو میری امامت مان لو | نائب اللہ مجھ کو جان لو
یہ ہدایت کر کے شاہ باصفا | شاہ عالم احمد صابر غلام
دل میں کر قصد امامت شاد شاد | جا کے آئے بے دین امام بدنہاد

با صد آئین خدا اجلاس کر
پھر ہدایت کی وہیں بار دگر

بولے اے بد قسمتو! دن آج ہے
مسجد سنگین تمہارا تاج ہے

حشر تک تم کو دبا جائے گی
یہ تمہیں سجین کو پہنچائے گی

اے شریرو منکر آئین دین
دھنستے جاؤ گے سبھی زیر زمین

اس رئیس شہر سے کہدو کہ آج
میری بیعت سے رہیگا تیرا لاج

قاضی تبرک کا نہ مانو تم کہا
یہ نہیں قاضی ہے یہ ہے بد بلا

تم کو دوزخ کو لیے جاتا ہے یہ
زیر ہفتم ارض پہنچاتا ہے یہ

کیا ہوا اس شہر کے سردار کو
دوست سمجھا ہے جو وہ اس مار کو

بچ رہو اس قاضی بے دین سے
دور بھاگو بدترین آئین سے

مانتا جو یہ نہیں حکم اللہ
یہ تمہارا شہر کرتا ہے تباہ

یہ مجھے ساحر بتاتا ہے شریر
سحر کی باتیں سناتا ہے شریر

سخت بے دین ہے نہایت بد مزاج
کھو چکا سردار اپنے کا ہے راج

ہانک دو اس کو تم اپنے شہر سے
شہر سے کیا بل تمامی دہر سے

قاضی بد کیش نے مارا انہیں
طبقہ سجین میں گاڑا انہیں

مت کرو یہ بد سگالی مت کرو
قاضی بے دین کے افسوں مت سنو

جب رئیس کلیری سب آ گئے
حضرت شیخ اجل کہنے لگے

شیخ نے مجھ کو دیا ہے اختیار
سابرے کلیر پہ حکم کردگار

لطف میرا چاہتا ہے بار بار
تا آخیر آباد رہوے یہ دیار

طبع قہر آمیز کہتی ہے ہر آن
میٹ ڈالوں ان شریروں کا نشان

شان میری شان ذو البطش الشدید
موم میرے ہاتھ میں سنگ حدید

قہر میرا جوش میں مت لاؤ تم
جہل سے اپنے ذرا باز آؤ تم

روتے دھوتے جاؤ گے بد غار کو
لقمہ آتش دہان مار کو

قہر درویش است قہر کردگار
راست داند این سخن را ہوشیار

قاضی تبرک ہے امام بدسگال — مت کرو اس کی امامت کا خیال
ہند کا سلطان مجھ کو جان لو — ہندیوں کی جان مجھ کو جان لو
تم امامت کو کرو میری قبول — مت کرو اس بات سے میری عدول
سخت پچھتاؤ گے تا روز جزا — قعر کو جاؤ گے تا روز جزا
بار بار آتا ہے جبرائیل امین — ہر گھڑی لاتا ہے حکم ذوالمتین
اے علاؤالدین جناب کردگار — دے چکا تم کو یہاں کا اختیار
یہ زمین ہند تیری ہے مطیع — ہند کیا بل سندھ ہے تیری مطیع
اس زمیں کو حکم کر اے شاہ دیں — بھیج دلوے تا انہیں زیر زمیں
ایک نے مانی نہیں گفتار شاہ — ہیچ نہ سمجھے نطق گوہر بار شاہ
کوئی سنتا تھا وہ سب بے دین تھے — سب وہاں پر لائق سجین تھے
جب نہ مانا ایک نے کہنا حسن — آگ میں اپنا جلایا تن بدن
آخر الامر اس سخن سے شاہ دین — طیش میں آکر ہوئے چیں بر جبیں
یہ کہا اے بدسگالو شوخ چشم — آچکا اللہ کا تم پر ہے خشم
اپنی اپنی جا پہ تھا بیٹھا بخیل — آخری صف کو گئے شاہ جلیل
جلد آئے جبرائیل[1] پاسبان — یہ کہا آکر کہ اے شاہ جہاں
بھیج دو ان کو تہ ہفتم زمین — ہے یہی اب تم کو حکم ذوالمتین
جب رکوع حال میں تھے بے حیا — شاہ نے فرمایا کہ مسجد تو بھی آ
جب گئے سجدے میں وہ مردان خام — بے حیا بے دین بے ایمان تمام
شاہ بولے جلد با حکم ودود — تو بھی کر لے مسجد جامع سجود
جب کہا حضرت نے اے مسجد الٹ — گر پڑی بس کہتے ہی حضرت کے چھوٹ
تختہ زیریں پہ بالا آگیا — گرد سے گردوں پہ جالا آگیا

---

[1] جبرائیل نام فرشتہ کا ہے اور یہ متعلق یا خبیر اخبرنی کے ہے۔

شور ہائے ہائے کا ہر سو اُٹھا
ہر بشر بولا الٰہی کیا ہوا

ایک بوڑھیا بھاگ کر بارہ رجیل
بچ گئی ہمراہ فرزند جمیل

کچھ نہ پوچھو اس گھڑی کا ولولہ
تھا زمین ہند میں ایک زلزلہ

زلزلہ ایسا کہ سب حیران تھے
خوف سے گویا تن بے جان تھے

کوئی کہتا تھا یارب کیا ہوا
آج یہ بھونچال کیوں برپا ہوا

کوئی کہتا تھا قیامت ہے حسنؔ
ساعت ختم امامت ہے حسنؔ

کوئی کہتا تھا کہ کیا ہے دہر میں
کوئی غوث و قطب آیا قہر میں

کوئی کہتا تھا خدا جانے یہ کیا
فکر میں آتا نہیں ہے ماجرا

کوئی کہتا تھا غضب کی شان ہے
سندلوں کے مرگ کا سامان ہے

کوئی کہتا تھا کہ ہے قہر خدا
فرشیوں پہ گر پڑا چرخ دوتا

اس زمانہ کے شناسا سان است
عارفان کاملان حق پرست

یہ لگے کہنے کہ اے مردان ہند
اے رئیسان زمین چین و سند

یہ جلال حضرت صابر علی
آج ہے کلیر پہ با حکم نبی

قاضی کلیر پہ مسجد گر پڑی
اُس کی شامت اس کے سر پر آپڑی

شاہ عالم نے بحکم ذوالمنن
کلیریوں کو کیا زیر زمیں

وہ نہ سمجھے قدر مخدوم فرید
وہ نہ بوجھے شان معصوم فرید

سب گرفتار تحیر تھے حسنؔ
اپنی حالت سے تغیر تھے حسنؔ

احوال سب اولیائے ہمعصر کے نزول کیفیت ہوجانے کا اور حضرت مخدوم صاحب کی مزاج پرسی کو حاضر ہونے کا اور آتش قہر سے زمین کلیر کے جلنے کا

مکاتیب حضرات مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ دہم ماہ محرم ۶۵۱ سنہ ہجری روز جمعہ بعد واقعہ الٹ جانے جامع مسجد کلیر کے قریب نماز عصر علیم اللہ ابدال حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے پاس سے جب عریضہ اطلاع احوال کا لے کر پاک پٹن شریف میں پہنچے وقت نماز عشا کا قریب تھا۔ دیکھا کہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت فیض درجت میں حضرات مفصلہ ذیل واسطے شریک ہونے نماز جنازہ حضرت قطب الدین ابوالغیث جمیل یمنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر ہیں کہ انتقال اُن حضرت کا وقت واقعہ جامع مسجد کلیر قبل نماز جمعہ کے حضرت بابا صاحب موصوف کے مکان پر ہوا تھا حاضر ہیں۔ اور سب حضرات حاضرین محفل حضرت بابا صاحب ممدوح سے عرض کر رہے ہیں کہ جب سے واقعہ الٹ جانے جامع مسجد کلیر کا القاء الہام ہیبت التیام ہم سب کے قلب پر ہوا ہے، مرتبہ نزول کیفیت باطن کا طاری ہے۔ اور جب تک ذکر حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا گوش اور زبان پہ رہتا ہے دل کو چین اور آرام ہوتا ہے ورنہ دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ یہ بیان سُن کر جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند نے ارشاد فرمایا

کہ یہ باعث عروج علو العزمی مرتبہ شہنشاہ ہے ولایت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا ہے آج تمام حضرات اولیاء ہمعصر صاحب خدمت ولایت ہفت اقلیم اور ہر طرح کی کیفیت باطن والوں کو وقت ہونے الہام واقعہ الٹ جانے جامع مسجد کلیر سے مرتبہ نزول کیفیت باطن کا ہوگیا ہے اور تابہ حاضر ہو کر مزاج پرسی کر آنے میرے مخدوم کے کسی کو پایہ عروج کیفیت باطن کا ہرگز حاصل نہ ہوگا۔ اور اسی وقت اٹھائیس خلفاء اپنوں کو معرفت ابدال کے طلب فرما لیا۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ علیم اللہ ابدال نے عریضہ لایا ہوا اپنا حضرت بابا صاحب ممدوح کے پیشکش کیا اور آداب بجا لا کر بیٹھ گئے۔

جناب بابا صاحب موصوف نے ہزاران فرحت و انبساط لفافہ کھول کر عریضہ ملاحظہ فرمایا۔ اور سب خلفاء مع حاضرین محفل سے ارشاد فرمایا کہ علیم اللہ ابدال سے تم سب حضرات احوال گزشتہ کلیر کا مع نقشہ جامع مسجد کے اپنے اپنے مکاتیب میں مفصل تحریر کر لو۔ اور جب مزاج پرسی کو جاؤ تو وہاں کا احوال بھی مشرح تحریر کرنا کہ بذریعہ ان سب تحریروں کے احوال میرے مخدوم کا مِنْ اَوَّلِہٖ اِلٰی اٰخِرِہٖ اس کے خلیفہ کے پاس جمع کیا جاوے گا۔ اور ساڑھے سات سو برس یہ حال مخفی رہے گا۔ اور بعد کو اس سلسلہ صابریہ کا ایک مجدد جو اولاد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سے ہوگا۔ اپنے زمانہ اجتہاد میں اس کو شائع اور مشتہر کرے گا چنانچہ بعد بیان کر دینے احوال گذشتہ کلیر کے علیم اللہ ابدال بعد نماز عشاء وہاں سے روانہ ہوئے اور سب حضرات نے نقشہ جامع مسجد کلیر کا اس طرح اپنے اپنے مکتوبات نطاب میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ بلندی مسجد کی زمین سے فرش نماز تک گیارہ گز اور اکنز سیڑھیاں اوپر چڑھنے کی تھیں۔ اور ایک دروازہ کلاں اور ایوان سیڑھیوں کے تھا اور اس دروازہ پر ایک نشان نہایت بلند زریں لباس کھڑا کیا ہوا تھا اور فرش مسجد میں سنگ یشب کے بنے اور مابین مصلوں کے سنگ مقصود کی تحریریں تھیں

اور عرض فرش بیرونی کا سو گز تیرہ گرہ تھا اور طول فرش بیرونی دو سو گز نو گرہ کا تھا۔ اور در محراب دار دالان مسجد کے تیرہ تھے اور عرض فرش درونی کا پچاسی گز تھا۔ اور طول فرش درونی چھیانوے گز تیرہ گرہ کا تھا۔ اور منبر سنگ یشب یاقوت نگار طلائی و مینار کا عرض میں سوا گز اور طول میں تین گز تھا۔ اور گنبد کلاں بالائے بام تین تھے۔ جن پر کلس نقرئی و طلائی مرصع میناکار چڑھے ہوئے تھے اور کنگورے خورد و کلاں بالائے بام ہر چہار جانب ایک سو پانچ تھے جن پہ نقرئی و طلائی میناکار کلس چڑھے ہوئے تھے اور در و دیوار اندرون مسجد پر سبھی نقش و نگار سنگہائے رنگین کے تھے اور ایک حوض درمیان فرش بیرونی میں طولاً سات گز اور عرضاً چار گز کا تھا اور ظروف غسل اور وضو زرسرخ و سفید اور ہر ایک قسم کے سو عدد اور غسلخانہ فرش بیرونی مسجد کے پہلو میں تین تھے اور پتہ و نشان جگہ الٹ جانے مسجد کا بھی مکتوبات نطاب میں تحریر ہے مگر فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب بباعث امتناع کے تحریر نہیں کرتا۔ مگر حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الا فراخ سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مسکن شریف سے مسجد بہت فصل سے تھی کیوں کہ حضرت ممدوح گوشہ شہر میں جلوہ بخش تھے۔ اور مسجد جامع وسط شہر میں واقع تھی اور بتاریخ گیارہویں ماہ محرم ۶۵۱ھ ہجری روز شنبہ کو بعد نماز صبح کے حضرت شیخ شاہ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بدر الدین صاحب سجادہ نشینہ ذاکر صاحب مکتوب نطاب نقوش فریدی کو بجائے خود اور باقی چھبیس خلفاء۔ اعنی حضرت مولوی بدر الدین اسحاق صاحب خویش جناب بابا صاحب صاحب مکتوب نطاب برہان الولایت اور حضرت شیخ بدر الدین حمید اصغر صاحب مکتوب نطاب لطافت معرفت حق اور حضرت شیخ زین الدین دمشقی صاحب مکتوب نطاب معروف حمید اور حضرت شیخ علی محمد شکر ریز صاحب مکتوب نطاب وحدت سعید اور حضرت شیخ علی غیاث شکر باران صاحب مکتوب نطاب کمال القدرت اور حضرت شیخ علی حسین سیالکوٹی صاحب مکتوب نطاب جمال واحدیت اور حضرت شیخ محمد سراج الدین صاحب مکتوب نطاب

انحصار قلب اور حضرت شیخ عارف وہنی دیا صاحب مکتوب لطاب حدود ربی اور حضرت شیخ جمال اللہ عاشق کابلی صاحب مکتوب نطاب عشرہ بیان وحدت اور حضرت شاہ نجم الدین متوکل برادر حقیقی جناب باباصاحب موصوف صاحب مکتوب نطاب قصص الوحدت اور حضرت شیخ احمد عارف سیستانی صاحب مکتوب نطاب قیام احدیت اور حضرت شیخ احمد زکریا سندھی صاحب مکتوب نطاب وامویں ساجد اور حضرت شیخ صدرالدین دیوانہ جن کو بوجہ کیفیت جذب کے پاک پٹن شریف میں زین یا لوالا کہتے ہیں۔ اور یہ بزرگ حضرت باباصاحب کے ٹھوک دینے سے فاضل ہو گئے تھے اور ان کے مکتوب کا نام وحدت العرش ہے اور حضرت سید محمد مقیم کہ مانی صاحب مکتوب نطاب غفران عبدی اور حضرت شیخ شہاب الدین غزنوی صاحب مکتوب نطاب متجلی واحدیت اور حضرت مولانا احمد فصیح الدین لکھنوی صاحب مکتوب نطاب دقائق حبیب اور حضرت شیخ حافظ عبداللہ شاہ صاحب مکتوب نطاب سرور وحدت اور حضرت شیخ نیاز الدین منتخب برادر شیخ برہان غریب صاحب مکتوب نطاب قول الحبیب اور حضرت شیخ محمد یوسف صاحب مکتوب نطاب شمشیر قربت اور حضرت برہان الدین صوفی ہانسوی صاحب مکتوب نطاب حقیقت الباعث۔ اور حضرت محمد جمال الدین بدری صاحب مکتوب نطاب اکبر الواحدیت اور حضرت محمد شاہ نظام غوری صاحب مکتوب نطاب مصروف الفواد اور حضرت مولانا محمد نعیم ملتانی صاحب مکتوب نطاب مناقب الوحدت اور حضرت مولانا علی قادر بہاری صاحب مکتوب نطاب دورنج حسرت اور حضرت سلیمان محمد نیشاپوری صاحب مکتوب نطاب انفصال الحبیب اور حضرت شیخ حمید الدین گیلانی عارف صاحب مکتوب نطاب وحدت باز خدا اور باقی دیگر حضرات حاضرین محفل اعنی حضرت شیخ ابو محمد بن شیخ صباح صاحب مکتوب نطاب شہرۃ المرغوب اور حضرت شیخ صدرالدین صاحب مرید حضرت اوحدالدین کرمانی صاحب مکتوب نطاب سجود الودود اور حضرت شیخ سعد الدین صاحب مرید حضرت شیخ نجم الدین

رازی صاحب مکتوب نطاب ارض الوجوب اور حضرت شیخ نجیب الدین صاحب بن علی برغش صاحب مکتوب نطاب قطب الافکار اور حضرت شیخ الحسین صاحب بن علی محمد صاحب مکتوب نطاب مفروں السبحان اور حضرت شاہ شرف الدین عرف عمر بن فارض الحموی مصنف قصیدہ بردہ صاحب مکتوب نطاب سیف الودود، اور حضرت شاہ ابو اسحاق مغربی عرف ابراہیم بن علی صاحب مکتوب نطاب رونق الحق اور حضرت شیخ سیف الدین باخرزی صاحب مکتوب نطاب اقتدار العزیمت اور حضرت شیخ شمس الدین عرف محمد بن علی مالک مرید شیخ ابو بکر مجاز مرفوع الاجازت سلسلہ بافیہ تبریزی صاحب مکتوب نطاب عقیق الوجوب اور حضرت شیخ نور الدین بن عبد الرحمٰن اسفرائنی صاحب مکتوب نطاب غیور الوحدت اور حضرت شیخ حسن بلغاری صاحب مکتوب نطاب فاروق الصمد اور حضرت سید علی ہمدانی مصنف اوراد فتحیہ صاحب مکتوب نطاب مراۃ الوجود اور حضرت شیخ محمود مزدگانی صاحب مکتوب نطاب ابیض الوحدت اور حضرت شیخ حسام الدین حنبلی صاحب مکتوب نطاب صباح۔ اور حضرت شاہ سلطان الدین صاحب مکتوب نطاب محیت الحق اور حضرت مولانا جلال الدین رومی صاحب مکتوب نطاب بیاض الوحدت اور حضرت شیخ فضل الرحمٰن برادر عموزاد جناب بابا صاحب موصوف صاحب مکتوب نطاب نظیر الخطیب اور حضرت خواجہ رکن الدین صاحب بن احمد سعید صاحب مکتوب مکتوب نطاب امیر الوجود۔ اور حضرت شاہ ابو نعیم صاحب بن صدر الدین صاحب مکتوب نطاب لزوم الوجوب کو واسطے مزاج پرسی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء مراد شرف اندوزی عروج کیفیت باطن کے روانہ طرف کلیر کے فرمایا۔ اور بموجب حکم حضرت بابا ممدوح کے اسم اعظم چشتیہ کو تلاوت کرنا شروع کیا۔ اور علیم اللہ ابدال جو حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت فیض درجت سے احوال گذشتہ کلیر کا تحریر کروا کر روانہ کلیر کو ہوئے تھے۔ وقت نماز تہجد کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ حضرت ممدوح ایک جگہ قیام نہیں فرماتے ہیں علیم اللہ نے

آداب بجالا کر احوال جناب شاہ شیخ فریدگنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی مجلس اقدس کا گزارش کیا حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ علیم اللہ اب ہم سے عالم امکان میں کلام مت کیجو۔ کیفیت پہچان کر عالم وجوب میں عرض کر لیا کرنا۔ اور بتاریخ بارہویں ماہ محرم ۶۵۱ھ ہجری مرقوم الصدر شب یکشنبہ کو جو عرصہ بارہ برس حالت عبدیت خاص کا تمام ہوا وقت نماز تہجد کا تھا اس عرصہ میں مخلوق کلیر کی حضرت ممدوح کو ڈھونڈتی رہی۔ مگر کسی شخص نے اس قدر عرصہ تک حضرت موصوف کو کہیں نہیں پایا جب حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی کیفیت باطن نے حالت عبدیت خاص سے تجاوز فرمایا۔ اس وقت حضرت ممدوح مکان مسماۃ گلزادی پر تشریف لائے۔ اور جس جگہ اب مزار مقدس حضرت موصوف کا ہے یہ جگہ روز اول سے پسند خاطر فیض مآثر تھی کھڑے ہوئے علیم اللہ ابدال دست بستہ پس پشت مبارک کے حاضر تھے۔ اس عرصہ میں درخت گولر اور ایک فاختہ آشیانہ دار درخت گولر نے کہ وہ درخت گولر اب بھی بارگاہ عرش پناہ میں موجود اور ایک قطعہ زمین نے کہ جائے اقامت حضرت موصوف سے ساٹھ قدم غرب کو اور سترہ قدم شرق کو اور انیس ۱۹ قدم شمال کو اور اکیس ۲۱ قدم جنوب کو تھی اور ایک قطعہ مزار جس میں سید امام الدین صاحب جو اولاد حضرت غوث پاک قطب عالم سے مرید حضرت خواجہ غریب نواز سے ہنگام فتح کلیر شہید ہو کر دفن ہوئے تھے واسطے محفوظ رہنے کے آتش قہر سے سائل ہوئے۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ چاروں آتش قہر سے محفوظ رہو گے۔ یہ وعدہ فرما کر حضرت موصوف نے رو بقبلہ اور پشت طرف شرق کے فرماتے ہوئے قریب درخت گولر کے آکر اقامت فرمائی اور علیم اللہ ابدال درخت گولر سے سینہ لگا کر اور حضرت ممدوح کی جانب منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب

ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے درخت گولر سے پشت مبارک لگاکر دست چپ سے ٹہلی درخت گولر کی پکڑلی۔ اور دست راست کی انگشت شہادت پھٹی بند کرکے علم کرلی۔ اور ہاتھ برابر قلب کے لاکر نگاہ جانب آسمان کے فرمائی۔ تھوڑے عرصہ تک اسی طرح کھڑے ہوئے استغراق میں رہے جب کیفیت تمام وکمال غالب ہوگئی یک بیک بے اختیار دونوں ہاتھ نیچے کو آگئے اور نگاہ مبارک جانب آسمان سے آنکھیں بند ہوکر علیحدہ ہوئے اور اسی حال میں حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء درخت گولر سے جانب غرب کے تشریف لے گئے اور جائے اقامت پر کہ جہاں اب مزار مقدس ہے جاکر کھڑے ہوئے تھوڑی دیر ٹھہر کر آنکھیں کھولیں جونہی نگاہ قہر آمیز زمین پر پڑی جائے اقامت سے سات قدم کے فاصلہ پر آتش قہر کی اندرون زمین کے نکلی اور قطعات زمین اور درخت گولر اور فاختہ مذکورہ کو چھوڑ کر چہار طرف ہر ایک شے کو جلاتی ہوئے بہت جلد حد بارہ کوس پر پہنچ گئی۔ پھر آسمان پر شعلہ آتش قہر کے جانے لگے۔ بمجرد مشتعل ہونے آتش قہر کے یک لخت تمام مخلوق کلیر اور کل مکانات اور حیوانات اور درخت وغیرہ جل کر خاکستر ہوئے۔ فرصت ایک دم لینے کی کسی کو نہ ملی۔

اور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء اسی طرح رو بقبلہ پس پشت ہٹتے ہوئے پاس درخت گولر کے تشریف لے آئے اور بدستور مرقومہ بالا کھڑے ہو کر نگاہ جانب آسمان کے فرمائی اور چار سانس لینے کے بعد پھر اسی طرح جائے اقامت پر تشریف لے گئے۔ اور نگاہ قہر آلود زمین پر ڈالی۔ اسی طرح آگ زمین سے نکل کر جائے محفوظ کو چھوڑ کر حد بارہ کوس میں چار طرف جلاتی ہوئی چلی گئی اور پھر شعلے آسمان کو جانے لگے اور حضرت ممدوح اسی طرح متصل درخت گولر کے آکھڑے ہوئے عَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس شبانہ روز میں چھ ہزار مرتبہ بفاصلہ چار چار سانس کے اسی طرح آگ قہر کی زمین سے نکلتی تھی اور بارہ کوس کے حد

میں چہار طرف زمین کو جلاتی تھی اور شعلے آسمان کو بلند ہوتے تھے اسی طرح چہار روز
کامل بلاکم وبیش یہی حال رہا۔ اور بتاریخ پندرہویں ماہ محرم ۶۵۱ سنہ ہجری مذکور الصدر
روز چہارشنبہ کو وقت نماز عصر کے حضرات خلفائے جناب بابا صاحب موصوف
وحاضرین محفل حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم
اغیاث ہند کے قریب حد بارہ کوس زمین سوختہ کے آپہونچے جب حضرات موصوف الصدر
نے زمین حد بارہ کوس کو مثل تنور کے گرم پایا۔ اور کسی کو پاؤں رکھنے کی تاب نہ آئی سب
حضرات ممدوح الصدر بموجب ہدایت حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود
العالمین قطب عالم اغیاث ہند کے نام حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی
احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا باآواز بلند پڑھنے لگے۔ تھوڑے
عرصہ میں ان سب حضرات کے قلب پر القا ہوا کہ تم سب لوگ جانب مشرق کے منہ کر کے
یہاں آؤ سب حضرات نے بموجب القاء الہام باطن کے منہ طرف مشرق کے کر کے
زمین سوختہ حد بارہ کوس میں پاؤں رکھا۔ بمجرد پاؤں رکھنے کے سب حضرات کے
پاؤں پر آبلے پڑ گئے اور سب حضرات الغیاث الغیاث پکارنے لگے اس عرصہ میں
علیم اللہ ابدال پاس حضرت موصوف الصدر آپہنچے اور کہنے لگے کہ تم نے پاؤں جانب
شمال کے رکھا تھا۔ اس باعث سے آتش قہر نے جلایا۔ اب تم سب حضرات میرے
ساتھ چلو۔ اور آنکھیں بند کر لو۔ اور نام حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی
احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا تلاوت کرتے رہو۔ چنانچہ چند
عرصہ میں سب حضرات قریب نماز مغرب کے زیر درخت گولر پس پشت حضرت موصوف
کے پہنچ گئے۔ دیکھا کہ چہرہ مبارک حضرت ممدوح کا جانب آسمان تک رہے ہے ایک ساعت
کامل نگاہ آسمان پر رہی بعد ایک ساعت کے بدستور مرقومہ بالا جائے اقامت پر پہنچ
کر نگاہ قہر آلود زمین پر ڈالی سو اسے جائے مخصوص کے اور سب زمین مثل شمع کے روشن
ہو کر جلتی ہوئی حد بارہ کوس پر جا پہنچی۔ اور شعلے آسمان پر جانے لگے اور آواز مثل گرجنے
رعد کے بلند ہوا۔

حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح

سلطان الاولیاء بدستور مسطورہ بالا متصل درخت گولر کے تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا
یَا ھُوَ یَا مَنْ ھُوَ یَا مَنْ لَیْسَ لَہٗ ھُوَ اِلَّا ھُوَ اور پھر فرمایا۔ لَا لَا لَا
اس وقت علیہم اللہ ابدال نے پس پشت مبارک سے عالم وجوب میں عرض کی کہ سب حضرات
خلفاء اور حاضرین مجلس اقدس جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین
قطب عالم اغیاث ہند کے حضور انور کی مزاج پرسی کو حاضر ہو گئے ہیں حضرت ممدوح نے
باآواز فرمایا۔ الحمد للہ یا حق اور پھر فرمایا لَا لَا لَا۔ اور نظر مبارک جانب آسمان
کے فرمائی یہ کلمات سن کر علیہم اللہ ابدال نے سب حضرات کی خدمت میں گزارش کیا کہ اب
یہاں سے تشریف لے چلئے میں آپ کو حد بارہ کوس پر پہنچا دوں۔ اور سب حضرات شرفیاتہ
عروج کیفیت باطن کو اپنے ہمراہ لے کر پس پشت مبارک سے بطور مرقومہ بالا روانہ
ہوئے۔ اور عرصہ ایک ساعت میں حد بارہ کوس سے باہر پہنچا کر واپس آ گئے اور یہ
سب حضرات زمین سوختہ سے تھوڑے فاصلہ پر ٹھہر گئے۔ نماز عشاء سے فارغ ہو
کر باہم دگر حصول شرف پایہ عروج کیفیت باطن کے فرحت وانبساط میں شکرانہ ادا کرتے
ہوئے روانہ ہوا چاہتے تھے کہ ابدال جانب ملک طوس آ رہا ہے اور اس کے
ہمراہ بہت سارے جن اقسام اقسام کا کھانا لیے ہوئے ہیں۔ ابدال نے ان سب
حضرات کی خدمت میں گزارش کیا کہ ابھی تشریف لے جانے میں توقف فرمائیے۔
جب ابدال موصوف سب حضرات سے ملاقی ہوئے۔ دریافت کیا کہ احوال حضرت
بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا
کا جو کچھ آپ ملاحظہ کر آئے ہیں بیان کیجئے۔ اور علیہم اللہ ابدال کی خیریت سے بھی
مسرور فرمائیے۔ حضرات موصوف الصدر نے سب احوال بیان کیا بعد دریافت احوال
ابدال ممدوح نے سب حضرات کو طرح طرح کا کھانا کھلایا اور گزارش کیا کہ جناب
شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت
فیض درجت میں میری جانب سے عرض کر دینا کہ جمال الدین ابدال نے تسلیمات
عرض کی ہے اور گزارش کیا ہے کہ میں آج مع یکصد نفر قوم اجنا کے جن کے نام یہ ہیں

اسماء اجنہ

(۱) فرقون (۲) قمرذون (۳) مریون (۴) وضغون (۵) طقتون (۶) مخاردون (۷) باغرون (۸) قطمون (۹) جعندون (۱۰) سلغون (۱۱) فقمون (۱۲) غادردون (۱۳) طقمون (۱۴) برشارغ (۱۵) مغدایہ (۱۶) طغماش (۱۷) طغماشی (۱۸) عوق (۱۹) شعذی (۲۰) ساغی (۲۱) غطوی (۲۲) شوغورا (۲۳) درقورا (۲۴) عنذور (۲۵) موتش (۲۶) فردجش (۲۷) صفرش (۲۸) لطغاش (۲۹) غمرصغ (۳۰) بدغورا (۳۱) نطردن (۳۲) فقبون (۳۳) مؤمق (۳۴) قنعواد (۳۵) باغورا (۳۶) ممزارمض (۳۷) جنغورا (۳۸) جنفوق (۳۹) رفعوط (۴۰) فشغومہ (۴۱) صمون (۴۲) مغمان (۴۳) ناضرجون (۴۴) لعفوخن (۴۵) طورشن (۴۶) قاطش (۴۷) میانخغ (۴۸) غرضغ (۴۹) سغفاج (۵۰) عومش (۵۱) گگجون (۵۲) لمغوش (۵۳) سوغط (۵۴) بذلغوش (۵۵) قمغوش (۵۶) مولبغایم (۵۷) غنغوش (۵۸) فمرجش (۵۹) جوسش (۶۰) قاقون (۶۱) قعفرورغ (۶۲) نعضرت (۶۳) سرارغ (۶۴) اعموش (۶۵) جبرقون (۶۶) ماغش (۶۷) قومولبط (۶۸) سلجون (۶۹) مضاجش (۷۰) طعلغوش (۷۱) طماغ (۷۲) وغغورش (۷۳) لغیاش (۷۴) قعرفش (۷۵) لغلوش (۷۶) قمراش (۷۷) زرقمش (۷۸) بجاعش (۷۹) برنجغ (۸۰) نغنوش (۸۱) فررعوش (۸۲) زوزغش (۸۳) تغبورش (۸۴) جبش (۸۵) جمورغ (۸۶) فغلق اورج (۸۷) فناجمش (۸۸) غواقطر (۸۹) قبورش (۹۰) شبورغشی (۹۱) جرفوش (۹۲) سغافش (۹۳) غاروت (۹۴) عقاجش (۹۵) جمعُ غوش (۹۶) فضغوم (۹۷) عنیباق (۹۸) فقعارض (۹۹) بالعذم (۱۰۰) غفرلبفش۔

حضرت شاہ عبدالرشید صاحب شمالی فرزند حضرت محمد حنیف صاحب علوی صاحب کیفیت ولایت روح جذبیہ کے حکم سے واسطے خدمت گزاری حضرات جہانیان کے مقرر ہوا ہوں۔ جو صاحب حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم

علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی تراویح پڑھنی کو تشریف لائیں گے میں ان کی خدمت بجا لاؤں گا۔ اور کھانا کھلایا کروں گا حضور ہمیں بھی میرے حال بد کار رہی کہ آتش قہر سے مع جنات کے محفوظ رہوں۔ سب حضرات ہم معنی الصدر نے ارشاد فرمایا کہ تم نام حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا تلاوت کرتے رہو جلال الدین ابدال نے عرض کیا کہ بغیر اجازت نام مبارک کس طرح تلاوت کر سکتا ہوں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ علیم اللہ ابدال بھی اس مجمع میں آپہنچے اور جلال الدین ابدال سے ملاقی ہو کر کہنے لگے کہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھ کے جن ہمارا نام تلاوت کریں کسی کو آتش قہر کی تکلیف نہیں دے گی اور اپنے ہمراہی جنات کو ممانعت کر دو۔ کہ تا دانستہ زمین سوختہ حد بارہ کوس میں قدم نہ رکھیں کہ سوختہ نہ ہو جائیں۔ یہ حکم سنا کر علیم اللہ ابدال واپس گئے۔ اور یہ سب حضرات جلال الدین ابدال سے رخصت ہو کر پاک پٹن شریف کو روانہ ہو گئے۔

اشعار آبدار مولف

ہے روایت یہ کہ وہ مسجد خراب
جس میں تھے وہ مردمان پر ثواب

اس قدر تھے وہ باندازِ شمار
جس میں بچھتے تھے مصلے دس ہزار

جس گھڑی وہ ہو گئی زیر زمین
یہ خبر پہنچی بہ ہند و سند و چین

شہر نار قہر سے جلنے لگا
زلزلہ سے تھل کا چلنے لگا

چند فرسنگ آگ بالا ہو گئی
خاک پیلر مثل تانبہ ہو گئی

اس گھڑی مخدوم سے مانگی پناہ
فاختہ گولر زمینوں نے پناہ

نار قہری سے بچے چاروں بحال
دیکھتے تھے شاہ عالم کا جلال

حضرت مخدوم کا پڑھتے تھے نام
اس وظیفہ نے بچے تھے لاکلام

سالکان پاک ہمعصر فرید ‏ — خدمت صابر میں آئے بہر دید
جب وہ آئے حد بارہ کوس پر ‏ — تھم گئے دشت سے سر پر ہاتھ دھر
ہو گئے حیران اُس آتش سے سب ‏ — نام پڑھتے تھے بوضع خوش ادب
یہ لگے کہنے کہ اے شاہِ زماں ‏ — اے امیر کون اے شاہ جہاں
کس طرح ہم آپ کی جانب کو آئیں ‏ — کون سی صورت سے ہم پاؤں بڑھائیں
آئے ہیں یا حکم بابا جیو شتاب ‏ — از برائے پرسش حال جناب
حکم جو فرمائیے لائیں بجا ‏ — جائیں واپس یا کھڑے رہویں بجا
بعد دیری غیب سے آئی صدا ‏ — یہ صدا یہ بانگ یہ خوشتر ندا
جس گھڑی حضرت کی جانب جاؤ گے ‏ — آتش قہری سے سب جل جاؤ گے
ہاں اگر دیدار حضرت کا ہے شوق ‏ — پائے بوس شاہ کا رکھتے ہو ذوق
شرق کی جانب کو پیر اپنا رکھو ‏ — اسم اعظم شاہ کا ہر دم پڑھو
سُن کے یہ آواز غیبی ایک ایک ‏ — بہ طریق عجز و بہ انداز نیک
جانب حضرت کیا سب نے خرام ‏ — تھرتھرائے کانپتے با عجز تام
تھا جو خدمت میں وہ ابدالی بکار ‏ — لے گیا ہمراہ با صد افتخار
جب ہوئے نزدیک حضرت شاہ کے ‏ — اس شہ راز خدا آگاہ کے
دیکھتے ہی صورت شان جلال ‏ — ہو گئے تصویر وش بے قیل و قال
آتش قہری بھڑکتی تھی وہاں ‏ — تیغ مخدومی چمکتی تھی وہاں
اکثری مخدوم کا تھا یہ کلام ‏ — ہو و یا من ہو و یا ہو ہو مدام
گاہ حق حق گاہ ہو ہو ورد تھا ‏ — گاہ یا من او و او ورد تھا
گاہ در سرمستی حال جلال ‏ — لا الٰہ لا الٰہ حسب حال
گاہ لا لا لا و لا لا کی صدا ‏ — تھی جناب شاہ کی کیف صفا
گاہ تھے سیاح دریائے شہود ‏ — گاہ تھے سیاح بیدائے وجود
گہ ہویت کی سرا میں اے حسن ‏ — منزل عین البقا میں اے حسن

پھر علیم اللہ نے فرصت کو پا
پاس سے حضرت فرید الدین کے
واسطے پرسش مزاج پاک کے
ان کو بھیجا ہے فرید پاک نے
شاہ نے الحمد للہ کہہ دیا
الغرض یہ سب پس از دیدار شاہ
جب کہ پہنچے حد بارہ کوس پر
ایک ابدال از ریاست گاہ طوس
کثرت جنات سے آیا وہاں
پھر جمال الدین نے یہ پوچھا سوال
خدمتی بندہ علیم اللہ جو تھا
سب لگے کہنے کہ ہاں پڑھتا ہے نام
ہم سبھوں کو اس نے باآداب تمام
گر نہ پڑھتے نام حضرت ہم فریق
حال حضرت دیکھ کر حیران ہوئے
جب اجازت دی علیم اللہ نے
وہ جمال الدین ابدالی پکار
نام حضرت کا وظیفہ خواں ہوا
فرد فرد جن سبھی پڑھتے تھے وہ نام
خدمت بابا میں جب پہنچے تمام
گنج شکر نے کیا سب سے سوال
آپ کے باعث سے لے بابا فرید
حضرت مخدوم کی شانِ جلال

خوف سے ڈر سے اشارہ سے کہا
آگئے ہیں خدمت میں شاہ دین کے
بادشاہ ہفت ارض و ہفت افلاک کے
حضرت بابا وحید پاک نے
اور پھر آلاء وحق حق کو پڑھا
آتش قہار سے پا کر پناہ
وہ گروہ عارفان باخبر
سرگروہ جنیاں طوس و روس
اور خدمت وہ بجا لایا بجاں
کہہ دو مجھ سے اس شہ عالی کا حال
آتش قہار سے وہ بھی بچا
پیٹھ کے پیچھے آ سے بجتا مقام
اسم حضرت سے بچایا لا کلام
نار سے بے شبہ ہو جاتے حریق
ہیبت حضرت سے ہم بے جاں ہوئے
اس خدامت کار حق آگاہ نے
وہ گروہ جنیہ کا فوج دار
صاحب کیفیت عرفاں ہوا
ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم صبح و شام
گنج شکر کو کیا سب نے سلام
کچھ کہو میرے علاؤ الدین کا حال
ہاں ہوا حاصل ہمیں اس شہ کا دید
تھی تجلی بخش برد صنع کمال

ہر طرف روشن ہوئی وہ نار قہر — وہ چمکی تیغ آتش بار قہر

اس سپر کی آتش مستار میں — ہم ہیں محفوظ اس دربار میں

ایک جلال الدین ابدالی نگار — خدمت مہمان نوازی میں تیار

گرم خدمت صابری دربار ہے — حضرت صابر کا خدمت گار ہے

نام پڑھتا ہے وہ ہر دم شاہ کا — اس خدا آگاہ شہنشاہ کا

نام حضرت کا پڑھے گا جو حسن
کب اسے چھیڑے گی آفات زمن

احوال خلفا اور حاضرین مجلس جناب باباصاحب کا حضرت مخدوم صاحب سے بمقام کلیر شرفیاب ملازمت ہوکر حضرت باباصاحب کی خدمت میں آنیکا اور پیش خبری مندرجہ مکتوبات نطاب کرب الوحدت اور احدیت المعارف سے مطلع ہونے کا

حضرت سید نظام الدین بدالیونی اپنے مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ اکیسویں ماہ محرم سنہ ۶۵۱ ہجری روز سہ شنبہ وقت نماز ظہر کے کل حضرات موصوفہ بالا شرفیاب حصول کیفیت عروج باطن ہوکر چھ روز کے بعد حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم و غیاث ہند رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے قدم بوس ہوکر احوال معائنہ کیا ہوا گزارش کیا حضرت باباصاحب ممدوح نے سن کر دو رکعت نماز شکر ادا فرمائی۔ اور الحمد للہ فرماکر ستر بار یَا ھادی تلاوت کیا۔ اور سب حضرات سے بتاکید ارشاد فرمایا کہ احوال دیدہ و شنیدہ و معائنہ کیا ہوا اپنے اپنے مکاتیب نطاب میں قلم بند کرلو جب مخدوم میرے کو مرتبہ سلوک کا حاصل ہوگا۔ یہ سب احوال مندرجہ مکتوبات نطاب اس کے خلیفہ کے سپرد کیا جائے گا اور ساڑھے سات سو برس تک یہ حال مکتوبات نطاب میں مخفی و پوشیدہ رہے گا۔ بعد انقضائے مدت مذکورہ ہمارے اس سلسلہ کا ایک مجدد وقت اپنی کیفیت عروج باطن میں جو اولاد امام اعظم ابوحنیفہ سراج امت

رحمتہ اللہ علیہ سے ہوگا۔ اس احوال حقی کو بحکم الہام باطن ظاہر کرے گا۔ بعدہٗ سب حضرات یعنی خلفا اور حضار مجلس جناب بابا صاحب نے حضرت بابا صاحب سے عرض کیا کہ حضرت زمین کلیر پر اس قدر قہر الٰہی کے نازل ہونے کا کیا سبب تھا۔ حضرت بابا صاحب موصوف نے سُن کر مجھ سے فرمایا کہ نظام الدین بابا ان حضرات کو مکتوب نطاب احدیت العارف تصنیف حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمتہ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب کربت الوحدت تصنیف حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمتہ اللہ علیہ معائنہ کرا دو کہ یہ حضرات اُس پیش خبری کو دیکھ کر تسکین حاصل کریں۔ اور اس بیان عجیبہ کو بھی اپنے اپنے مکاتیب نطاب میں قلم بند کر لیں۔

چنانچہ بموجب ہدایت حضرت بابا صاحب کے میں نے اوّل مکتوب نطاب کربت الوحدت معائنہ کرایا جس میں حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سیّد عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ پیش خبری تحریر فرمائی تھی کہ مخدوم علی احمد صابر کا ہند میں قریب ۵۹۲ ہجری کے ظہور ہوگا اور پرورش پا کر طریق چشتیہ میں خلافت حاصل کر کے بُت پرستوں کے شہر میں قائم ہو جائے گا۔ اور اس کے قہر سے وہ ساری زمین جل کر خاک سیاہ ہو جائے گی۔ اور پھر انتقال کے بعد قریب ۶۹۰ ہجری سے اس کا جسم دو پتھروں کے درمیان میں قائم رہے گا جو صاحب نطاب قاری حمزہ مرتضوی قیومی روحی کا ایک معجزہ ہوگا اور حضرت عزیر علیہ السلام کے معجزہ کے بدل میں یہ کرامت عزیزی شمار کی جائے گی جس کے بارہ میں حضرت سردار انبیاء شہنشاہ دوسرا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرما چکے ہیں۔ اس فرمان عالی کو حضرت بندگی عبد القدوس گنگوہی قطب عالم ہنگام دفینہ حضرت مخدوم صاحب بالتفصیل ظاہر کریں گے۔ اور مخدوم علی احمد صابر کا دفینہ قریب ۹۰۰ ہجری کے ایک اولوالعزم والمرتبہ مجدد زمانہ خاندان صابر چشتیہ کے دست حق پرست سے جو اولاد میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سراج اُمت سے ہوگا عمل میں آئے گا۔ اور حال مخدوم علی احمد صابر

کا ہمارے زمانہ سے عرصہ بعد نو سو برس کے بعد کیفیت ظہور باطن میں ایک مجدد وقت اسی سلسلہ صابریہ کا کہ وہ بھی اولاد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سراج اُمت سے ہوگا اس راز مخفی کو افشا کہے گا۔ اور وہ زمانہ قریب حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہونے والا ہے۔ اور اس احوال راز مخفی کے افشا کرنے کا کیفیت ظہور باطن میں سبب یہ ہوگا کہ منکروں کی ظاہر و باطن سے سرکوبی ہو۔ اور اسلام کی ترقی پائے اور طرح طرح کے فتنے ہفت اقلیم میں ظہور میں آویں گے۔ اور ۱۳۰۰ھ ہجری کے بعد آغاز ۱۴۰۰ھ ہجری سے یہ بیا امر بطون سے مرتبہ ظہور میں آویں گے۔ اور عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ کو اس کا علم آتا رہے گا۔ اور سوائے اس کے اور مقلدین اس کے کوئی اس کا علیم نہ ہوگا۔ اور اقطاب اور اغیاث تمام روئے زمین کے آغاز ۱۴۰۰ھ ہجری میں شریک قہر اور رحم کے ہوں گے اور روئے زمین پر ابدال نزول بہت کم کریں گے اور تمام عالم کے دنیا داروں کو نقیب، اور نجیب اور اخیار بد دعا کریں گے اور دنیا داروں کے ایمان سلب ہو جاویں گے۔ مگر وہ دنیادار جو عارف مرفوع سے واسطہ رکھتے ہوں گے۔

اور شغل نوری میں شبانہ روز باجازت شیخ کامل مصروف ہوں گے۔ سلب ایمان سے امین و محفوظ رہیں گے۔ اور اس کی حکومت ستارہ عطارد و مریخ سے جاری ہوا کرے گی، کہ وہ ستارے متعلق غوث قہری اور رحم مشتری قطب کے ہے اور قریب ہے ۱۴۰۰ھ ہجری کے وسط میں حسد کثرت سے ظہور پکڑے۔ اور بغض بھی بکثرت ہو اور گناہ کبیرہ بہت اور صغیرہ کم وقوع میں آویں۔ اور اس زمانہ کے عارف صاحب مجاز بھی کذب گوئی میں بکثرت مشغول رہیں اور مثالیں عارفوں کی خفیف و ضعیف ہوں گی اور شیخ وقت ان کو ہرگز ہرگز نہیں سمجھیں گے۔ ہاں اگر مرفوع الاجازت فقیر کے روبرو عین اور غیر جو مثال ظاہر کریں گے۔ اور وہ از روئے قوت باطن اس کو سمجھیں گے اور جواب تسکین آمیز دیں گے۔ اور فقرائے غیر مرفوع کی نوبت یہاں تک ہوگی کہ بموجب قول مبارک حضرت مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دنیا کو بجائے دین اختیار کریں گے۔ فقط

بعدہ حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب
نقاب احدیت المعارف تصنیف حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری
شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ معائنہ کرایا جس میں حضرت خواجہ غریب
نواز موصوف رقم فرماتے ہیں کہ کمال احمد بغدادی ابدال درجہ دوم میری خدمت میں
متعین تھا۔ بتاریخ سترھویں ماہ محرم سنہ [illegible] ہجری کو بروز جمعہ بعد نماز اس نے مجھ کو
آگاہ کیا کہ میں آج جانب شمال اوپر خدمت کے گیا تھا۔ اثنائے راہ میں نہایت
عظیم الشان بت خانہ دیکھنے میں آیا کہ تمام ہندوستان میں ایسا بت خانہ نہ ہوگا۔ اور
اس میں سونے چاندی کے بت مرصع بجواہرات بکثرت ہیں اور کفر کی نہایت شدت
ہے۔ اور اسی ہر آن ناقوس پھونکے جاتے ہیں۔ اور مسلمان کا وہاں نام نہیں ہے امیدوار
ہوں کہ وہاں کا کفر توڑا جائے اور کفار قتل کیے جاویں۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے ابدال موصوف
سے یہ خبر سن کر اسی وقت ایک خط مشتمل برہدایت ترویج اسلام سلطان قطب الدین
بن غلام سلطان شہاب الدین غوری والئی دہلی کو بدست سید امام الدین مرید اپنے کو
ہمراہی نظام محمود ابدال کے دہلی کو روانہ کیا۔ سید موصوف مع ابدال مذکور اسم اعظم چشتیہ
روحی تلاوت کرتے ہوئے بتاریخ انیسویں ماہ محرم سنہ [illegible] ہجری بروز یکشنبہ وقت
نماز فجر کے شاہ دہلی کی خدمت میں پہنچے۔ بادشاہ بہ تعظیم ان سے پیش آیا۔ اور میرے
خط کو دست بستہ کھڑے ہو کر سنا اور تین تعظیمی سجدے شکریہ میں بجانب اجمیر شریف
ادا کیے۔ اور اسی وقت سے تعمیل حکم میں معروف ہوگیا۔ اور قیام الدین عرف ذموان
صوبہ شمالی کو طلب کر کے حکم دیا کہ دو دستہ سواران جرار اور تین دستہ پیادے اور چار
دستہ شتر سوار زنبورکوں کے ہمراہ لیجا کر کفار اور بت پرستوں کو جہنم واصل کر دو
اور بت خانہ کی جگہ اسی بنا پر جامع مسجد قائم ہو جائے اور سونے چاندی کے بتوں کے
آفتابے وضو کے واسطے تیار ہو جائیں۔ اور کوئی فاضل عربی یا رومی وہاں مقرر
کیا جاوے۔ اور تمام علاقہ مع ہر دوار گنگوتری پرگنہ معاف کیا جاوے۔ اور وہاں اسلام

قائم کرو اور بغرض فتح کام کفار روانہ کرو۔ یہ حکم سن کر قیام الدین عرف مولوی صوبہ شمالی
نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ جہاں پناہ سپہ سالار لشکر شاہی کون سا سردار مقرر کیا جائے
بادشاہ نے کہا کہ سید امام الدین کو جو سید شہاب الدین بن حضرت شاہ عبد الرزاق صاحب
صاحبزادہ دوم حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ اور مرید حضرت خواجہ
معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شجاعت ماب کے ہیں ان کو سپہ سالار
مقرر کرو۔ چنانچہ حسب الحکم بادشاہ موصوف سید امام الدین صاحب ممدوح مع افواج مذکور
کثیر کو روانہ ہوئے اور بادشاہ نے بکمال حقیقت ایک عرضی بمضمون روانگی فوج مع
تمامی کیفیت متعلقہ اس کے حضور سرکار رسالت کی روانہ کی۔ اس احوال کو سن کر نہایت خوش
ہوا اور شکر حق بجا لا کر دعائے فتح کیا۔ ادھر بعد عرصہ دس روز کے بروز دو شنبہ نماز ظہر
کے قریب فوج سلطانی نے بمقام ٹھور نگر لوپر ڈاکمی جو کلیر سے قریب تھا پہنچ کر سامان
جنگ سے اپنے تئیں آراستہ کیا۔ دوسرے دن بروز سہ شنبہ وقت عصر بعد نماز کے
افواج شاہی نے شہر پر حملہ کیا۔ داخل شہر ہو کر جس نے اطاعت کی اور اسلام قبول کیا
اس کو امان دی۔ اور جس نے اسلام سے منحرف ہو کر مقابلہ کیا اس کو تہ تیغ بے دریغ کیا
پانچ روز معرکہ جدال و قتال گرم رہا۔ اس ہنگامہ میں بہت سے کفار قتل ہوئے اور اکثر
بن میں جو قریب تھا فرار ہو گئے۔ اور ایک لاکھ دو ہزار مع زن و بچہ مشرف باسلام ہو
کر مضمون و مامون رہے۔ اور باشندگان ان کو بود و باش کی اجازت دی گئی۔ اور
اس عظیم الشان بت خانہ پر قبضہ کر کے اس کی عمارتوں کو توڑ کر صرف چار دیواری
قائم رکھی۔ اور فرش سنگ یشب کر پلٹ کر جامع مسجد قرار دیا۔ اور بہت سا خزانہ
کفار غازیان اسلام کے قبضہ قدرت میں آیا اور ہنگام مزید فتح ایک سردار نسبی
رام نام سورج پرست نے جو ایک بلند برج میں پوشیدہ تھا۔ اس ظالم خونخوار
نے حضرت سید امام الدین صاحب سپہ سالار لشکر سلطانی کے ایک تیر ایسا تاک
کر مارا کہ وہاں کے قلب پر لگا تیر کھاتے ہی آپ یا اللہ کہہ کر گھوڑے سے گر
گئے اور وہیں جام شہادت نوش کیا۔

ذموان صوبہ مذکور نے یہ واقعہ دیکھ کر اس کافر کو گرفتار کر کے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ اور حضرت موصوف کے ایک بیک شہادت پر کمال متاسف ہوا اور اسی برج میں آپ کو دفن کر کے مقبرہ بنوا دیا[1] جو اب تک موجود ہے۔

ان تمام واقعات سے بالتفصیل ذموان صوبہ نے بذریعہ عرضداشت سلطان قطب الدین والئی دہلی کو مطلع کیا۔ اور نیز تحریر کیا کہ یہاں کفرستان تھا۔ اب خدا نے اسلام قائم کیا۔ تعلیم و تلقین دین کے واسطے چند علماء کی ضرورت ہے۔

سلطان قطب الدین والئی دہلی نے بغور ملاحظہ عرضداشت علمائے اہل دہلی سے مولوی نظام احمد بدخشانی اور مولوی ظہار شفیع ثقفی۔ اور مولوی فرخندہ بینی عرب ابلہ مولوی محمد اسحاق شامی۔ اور مولوی نیاز اللہ کریم ایرانی۔ اور قاضی احمد ورانی۔ اور قاضی بہادر علی ترکستانی اور قاضی بیاض احمد بلخی۔ اور قاضی محمد احمد اصفہانی۔ اور قاضی بشیر الدین بخاری۔ اور قاضی ترک کوفی۔ اور شاہ احمد کبیر سندھی۔ اور شاہ برہان احمد سوابقی۔ اور شاہ سبحان خوقانی۔ اور شاہ کریم احمد بغدادی۔ اور مرزا امراد بیگ مغل۔ اور مرزا نثار محمد مغل۔ اور مرزا محمد نعیم مغل۔ اور سلیمان احمد مغل۔ انیس[19] فاضلوں کو ذموان رئیس کلیر کے پاس بھیج دیا اور وہی عرضداشت بجنسہ مع اسمائے علماء سلطان نے اس فقیر کے ملاحظہ کو ارسال کی۔ فقیر فتح اسلام کو سن کر خوش ہوا۔ لیکن سید امام الدین کے شہید ہونے پر مرتبہ اعتبارات میں کہ وہ میرا مرید اور اولاد انجی مکرم حضرت غوث پاک قطب عالم سے تھا افسوس ہوا۔ مگر انچہ رضائے مولا از ہمہ اولیٰ۔ حضرت خواجہ غریب نواز موصوف اپنے مکتوب لطائف احدیت المعارف میں تحریر فرماتے ہیں۔

کہ جس وقت کلیر فتح ہونے کے احوال سے فقیر مطلع ہوا اسی وقت یہ بیان میں نے اپنے مکتوب لطائف میں قلم بند کر لیا۔ اور قطب الدین کو بھی ہدایت کی کہ تم

---

[1] پیران کلیر شریف میں جو امام صاحب کا مزار مشہور ہے اُن کا صرف اس قدر بیان صحیح ہے جو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب میں قلم بند ہے۔ اس کے علاوہ جو لوگ مشہور کرتے ہیں وہ افواہ ہے۔ قابل اعتبار نہیں ہے ۱۲۔

بھی اس حال کو اپنی کتاب باطنی میں مندرج کر لو۔ بموجب میری ہدایت کے قطب الدین
نے اس حال کو تحریر کر لیا۔ پھر فقیر کو احوال پیش خبری مخدوم علی احمد صابر مندرجہ بالا
مرقومہ حضرت غوث پاک قطب عالم یاد آیا۔ اسی وقت فقیر نے مکتوب نطاب
کربتہ الوحدت تصنیف حضرت غوث پاک قطب عالم طلب کر کے خود بھی معائنہ
کیا۔ اور قطب الدین بابا سے کہا۔ کہ پیش خبری مخدوم علی احمد صابر کو تم بھی اپنے مکتوب
نطاب میں تحریر کر لو۔ اور مطلع رہو کہ وہ مخدوم تمہارے سطر لقہ میں ہوگا جس کی پیش خبری
میں ایک دفتر عظیم قلمبند ہے۔ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار
کاکی اولین الارواح رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوب نطاب قربت الوحدت میں تسطیر فرماتے
ہیں کہ۔

احوال پیش خبری مخدوم علی احمد صابر مندرجہ بالا مرقومہ حضرت غوث پاک
قطب عالم مکتوب کربتہ الوحدت میں دیکھ کر میں نہایت خوش ہوا۔ بعدہٗ حضرت
خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ قطب الدین بابا جلد اس کی تعمیل کرو۔ میں نے
اسی وقت دو پتھر سرخ کلاں برابر جو ہر ایک عرض میں اڑھائی گز اور طول میں تین
گز کے تھے۔ خلفائے اجنہ میں سے چار جنات کو طلب کیا اور ایما کیا کہ یہ دونوں
پتھر سید امام الدین کے مزار کے سرہانے شمال کی جانب لے جا کر رکھ دو
اور اپنی اولاد میں سے دو ایک اجنہ ان کی حفاظت کے واسطے مقرر کر کے
ہدایت کر دو کہ وہ ان کی نگہبان رہیں۔ اور جب ان پتھروں کو علیم اللہ ابدالی طلب
کریں وہیں وہ لے جائیں۔ اور جس جگہ وہ کہیں اس جگہ ان کو رکھ دیں اور اس میں
سر مو تفاوت نہ ہو۔ ورنہ وہ جلا کر خاک سیاہ کر دیئے جاویں گے۔ چاروں اجنہ
نے اسی وقت میرے حکم کی تعمیل کی۔ اور دونوں پتھر سید امام الدین کے سرہانے
رکھ کر چند اجنہ ان کی محافظت کے لیے مقرر کر کے ان کو میری جانب سے بخوبی
ہدایت کر دی۔ بعدہٗ آکر مجھے علم دیا۔ میں نے اپنے ہادی برحق حضرت خواجہ
غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کر دیا۔ اور اس حال کو اپنے مکتوب نطاب میں

سے اس شہر کو آباد کیا۔ اور اس میں ایک عظیم الشان بت خانہ تعمیر کیا جس میں سونے
چاندی کے تیس ہزار اور پتھر کے ایک ہزار بت تھے۔

من بعد سمت ۳۵۵ مطابق ۲۹۸ سنہ عیسوی میں بکرم پال عرف باکھمپال فرزند
کرم پال مذکور نے اپنے عہد حکومت میں بت خانہ عظیم الشان کو اور رونق دی۔ اور
بتوں پر لاکھوں روپیہ کا جواہرات جڑوا دیا۔ اور ہمیشہ سات ہزار مہنت اور ایک
ہزار چھتر برہمنوں کو لے کر اس عظیم الشان بت خانہ میں پوجا کو آیا کرتا تھا۔ اور اسی
سال سمت مذکورہ میں گوکل چند نامی مہنت کو بت خانہ عظیم الشان کا گدی نشین کیا اور
پانچ ہزار فوج سوار و پیادے کی اسکی خبر گیری کو مقرر کی۔ ازاں بعد سمت ۵۴۸ مطابق ۴۹۱ء
میں راجہ مادھو سین نے گوکل چند مہنت کو قتل کر کے بتخانہ عظیم الشان پر قبضہ کر لیا اور
اپنے برادر زادہ چھو مہاسین کو بجائے گوکل چند مہنت کے بتخانہ عظیم الشان کا گدی نشین

پھر سمت ۱۰۵۸ مطابق ۱۰۰۱ سنہ عیسوی میں راجہ سلکن ولد گوپال رئیس دہلی نے
اپنے عہد حکومت میں اس شہر کوکٹ سردوار دلوت کو خوب لوٹا اور بت خانہ عظیم الشان
کو کسی قدر بھی جلا دی اور اپنے ہمشیر زادہ کنور چندر پال کو گدی نشین کر کے اس شہر
کا نام ,,کھڑ کا دلوت سردوار،، رکھا۔ اس سمت میں یہ شہر تیرہ ۱۳ کوس کے گرد میں آباد
تھا۔ اور بت خانہ بدستورہ قائم تھا۔

بعدہٗ سمت ۱۱۶۳ مطابق ۱۱۰۶ عیسوی اور ۵۰۶ ہجری کو راجہ کہر پال
ولد کنکو نے اپنے عموزاد بھائی کلیان پال کو بت خانہ کھڑ کا دلوت پر گدی نشین کیا
اس گدی نشین نے اپنے عہد میں از سر نو اس شہر کو رونق دی اور پہاڑوں سے
سورج پرستوں کو بلا کر آباد کیا۔ مگر اس نے گویا بت خانہ کو ویران کر دیا کہ بت خانہ
کے بتوں کو جو چاندی سونے کے تھے اور جواہرات میں مرصع تھے، خزانہ میں داخل
کر لیا صرف اس کی عمارت اور اس میں پتھروں کے اور کسی قدر متعدد سونے

کے بُت پوجا کے واسطے باقی چھوڑ دیئے کہ ہر بھی لوگ پُوجا کریں اور اس شہر کا نام بجائے کمرکا دلیوت کے اپنے نام پر کلیر نام رکھا۔
اور سمت ۱۲۶۲ مطابق سنہ ۱۲۰۵ عیسوی اور سنہ ۶۰۲ ہجری کا میں اس شہر کو تم نے فتح کیا اور حضرات اہل اسلام کے قبضہ میں آیا۔ اب دیکھئے تمہارے بعد اس پر کس کا قبضہ ہوتا ہے۔ فقط۔

جب یہ تاریخی حال ذیوان رمّس کلیر کا مرسلہ سلطان قطب الدین والئی دہلی کے پاس آیا اس نے اس کو نقل کر کے بجنسہٖ میرے پاس ارسال کیا۔ فقیر نے اپنی کتاب مکتوب نطاب اور قطب الدین بابا کے مکتوب نطاب اور دیگر حضرات موجودہ کے کتب باطنی میں قلم بند کرا دیا۔

الغرض حضرات خلفاء اور حاضرین محفل حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم غیاث ہند کو اس حال پُر خیر حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کو دیکھ کر نہایت فرحت و تسکین ہوئی اور سب حضرات اپنے اپنے مسکنوں کو تشریف لے گئے۔

احوال شاہ دہلی کا آتش قہر کلیر کے خوف سے بحضور حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرضی ارسال کرنیکا اور آپکا تشفی آمیز جواب عطا فرمانے کا

حضرت شیخ المشائخ سید نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے منکران کلیر کو مع مسجد کے سجین کو پہنچایا۔ اور زمین کو حد بارہ کوس تک جلایا۔ اس وقت سلطان ناصرالدین محمود شاہ والئی دہلی حکمران تخت ہندوستان تھا۔ اُس نے تباہی اور واقعہ کلیر کو سُن کر بخوف ہیبت و جلال مخدومی کے اپنے وزیر اعظم کو مع ایک عرضی کے حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سراپا برکت میں ارسال فرمایا۔ اور بتاریخ تیئسویں ۲۳ ماہ صفر ۶۵۱ سنہ ہجری روز پنجشنبہ کو بوقت صبح وزیر اعظم وہی حضرت بابا صاحب ممدوح کے حضور میں حاضر ہوا۔ اور عرضی بکمال ادب و تعظیم ملاحظہ عالی میں گزاری۔ جس میں بادشاہ نے لکھا تھا۔ کہ حضرت عالی میں واقعہ کلیر سُن کر نہایت خائف و پریشان ہوں۔ اور رات دن مجھ کو خوف رہتا ہے کہ مبادا قہر اور جلال مخدومی میں مثل ذموان معانی دار کلیر کے میں بھی نہ آجاؤں۔ مجھے اپنے حفظ و حمایت میں لیجئے اور کوئی تدبیر ایسی بتائیے کہ میں اس آفت اور قہر الٰہی سے محفوظ رہوں اور خاطر پریشان کو طمانیت حاصل ہو۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے از راہ خلق محمدی بادشاہ دہلی کو تسکین آمیز اور تسلی بخش جواب عطا فرمایا۔ اور اجازت فرما دی کہ تو میرے

مخدوم صاحب کا نام ہر نماز پنجگانہ کے بعد ایک ہزار مرتبہ تلاوت کیا کرو آتش قہر اور
جلال مخدومی سے اس شخص کو لہب لگے گا اور نیز بادشاہ کو الہام فرمایا کہ تیرا ظاہراً اور باطناً
یہ فقیر اس بات کا انتظام کرے گا کہ تو اور تیری اولاد اور اکابر دولت تیرے بلکہ کوئی شخص
اس زمین سوختہ کی طرف جانے کا ارادہ نہ کرے اگر سہواً یا ناگاہ کوئی ادھر جائے گا آتش قہر سے
جل جائے گا اور یہ فقیر عنقریب سید نظام الدین بدایونی کو بمقام دہلی مقرر کرکے د سال کرتا
ہے وہ بھی باطناً اس کا بخوبی انتظام رکھے گا۔ اور تو اپنی اولاد میں اس بات کی وصیت
کر دے کہ کوئی شخص کلیر کی طرف جانے کا ارادہ نہ کرے۔ کیوں کہ یہ جلال میرے مخدوم
صاحب کا آج سے تخمیناً سنہ ۹۰۰ ہجری تک قائم رہے گا اور بعد کو شان جمال کا ظہور ہوگا اور
مزار شریف بھی اس کا تعمیر ہو جائے گا۔

یہ جلالی فرمان حضرت بابا صاحب موصوف کا وزیر اعظم دہلی کو دے کر واپس آیا۔ اور سلطان
ناصر الدین محمود شاہ والئی دہلی تعمیل حکم بابا صاحب میں مصروف ہو گیا اور اس بادشاہ نے
بیس برس قصر سفید رائے پتھورا واقع دہلی میں بادشاہت کی سال جلوس اس کا سنہ ۶۴۴ ہجری
مطابق سنہ ۱۲۴۵ عیسوی کے ہے اور بتاریخ گیارہویں ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۶۶۴ ہجری
مطابق سنہ ۱۲۶۵ عیسوی اس بادشاہ نے وفات پائی۔

احوال تباریخ مختلف تشریف لانے حضرات اولیاء ہمعصر کا واسطے مزاج پرسی حضرت مخدوم صاحب کے اور حصول شرف پایہ عروج کیفیت باطن اپنی کے

مکاتیب حضرات مشروح الصدر اور حضرات مفصلہ ذیل میں متفق اللفظ والمعنی تحریر ہے کہ من ابتدائے تاریخ دہم ماہ محرم ۶۵۱ سنہ ہجری مرقوم الصدر روز جمعہ واقعہ تبارہی کلیر سے بغایت آخیر ماہ محرم ۶۶۰ سنہ تین ہزار چار سو چھتر اولیاء صغیر و کبیر اس زمانہ کے ہفت اقلیم سے واسطے فیض اندوزی عروج ترقیات مقامات کیفیت باطن اپنی کے اور مزاج پرسی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے اور ہر ایک صاحب زیادہ اپنے حوصلہ سے فیض یاب مقاصد ظاہر و باطن کے ہو کر اپنے اپنے مساکن کو تشریف لے گئے۔ فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب کے پاس نام ان حضرات کے بہ تفصیل سلاسل اور کیفیات کے مکاتیب میں تحریر ہیں۔ بباعث طول مضمون کتاب نام ان سب حضرات کے تحریر نہیں کرتا صرف اسماء حضرات علو العزمان اور حضرات اہل مکاتیب پر اکتفا کرتا ہے۔ اور احوال معاشان حضرات کا بموجب تحریر مکتوب مطالب ان حضرات کے نقل کرتا ہے۔ کہ بتاریخ اونیسویں ماہ محرم ۶۵۱ سنہ ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ کو وقت نماز ظہر کے حضرت شاہ ابو المکارم فاضل صاحب مکتوب نگار بمواصلت ضروری

مرید حضرت شاہ قطب الدین ابوالغیث جمیل یمنی صاحب کہ بعد فراغ فاتحہ مقررہ
وصال اپنے حضرت پیر و مرشد کے پاک پٹن شریف سے روانہ ہوکر عرصہ پانچ روز
میں بموجب اجازت حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم
اغیاث ہند کے اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے حد بارہ کوس پر پہنچے اور بدستور
مرقومہ بالا بوساطت علیم اللہ ابدال کے حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی
احمد صابر صاحب ختم الشاالارواح سلطان الاولیاء کے دیدار فائض الانوار اور معراج
پرسی سے شرفیاب پایہ عروج کیفیت باطن اپنی سے ہوکر واپس آئے۔ اور جمال الدین
ابدال سے بعد انجام خدمت مہمانداری رخصت ہوکر پاک پٹن شریف کو چلے گئے۔ اور
بتاریخ پانچویں ماہ جمادی الاول ۶۵۱ ہجری کو روز پنجشنبہ قریب نماز عصر کے حضرت
شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار صاحب مکتوب بخطاب الوہیت اسمی نے حضرت سید
اجمل احمد بہرائچی صاحب مکتوب بخطاب ماثورہ سبحان خلیفہ اپنے کو مع سید جلال عبدالقادر
اور سید مبارک ابدالوں کے اسم اعظم مداریہ تعلیم کرکے حضرت جناب شیخ فرید گنج شکر
بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت میں پاک پٹن شریف کو روانہ
کیا۔ اور جناب بابا صاحب ممدوح نے تینوں صاحبوں کو اسم اعظم چشتیہ کی اور نام مبارک
حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم الشاالارواح سلطان
الاولیاء کی اجازت دے کر کلیر شریف کو ارسال فرمایا۔ عرصہ تین روز میں قریب نماز
عصر کے سرحد بارہ کوس پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجا لائے اور
علیم اللہ ابدال بدستور معمول مرقومہ بالا تینوں حضرات کو حضرت موصوف کی خدمت میں لے گئے
اور بعد معراج پرسی اپنے حضرت پیر و مرشد کی طرف سے واپس آئے اور احوال جناب
ممدوح کا بموجب تحریر بالا کے معائنہ کیا جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر اپنے حضرت پیر و مرشد کی خدمت
میں روانہ ہوئے۔ اور بتاریخ گیارہویں ماہ رجب ۶۵۱ ہجری مرقوم الصدر روز شنبہ
بعد نماز فجر کے حضرت شاہ منور علی صاحب الہ آبادی صاحب مکتوب بخطاب فقیر الیقین
نے بموجب ارشاد حضرت سید کبیر الدین صاحب عرف شاہ دولہ گجراتی پیر و مرشد اپنے
کے کہ جن کا ذکر پہلے تحریر ہو چکا ہے عبدالغفور ابدال کو مع اشیاء مخدومات باطنی اسم
اعظم مداریہ تعلیم فرما کر حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم

اغیاث ہند کی خدمت میں پاک پٹن شریف کو روانہ کیا عرصہ دو ساعت میں پہنچکہ جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند سے قدم بوس ہوئے حضرت باباصاحب ممدوح نے عبدالغفور ابدال کو اسم اعظم چشتیہ اور نام متبرک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا تلاوت کرنے کی اجازت دے کر اسی وقت کلیر شریف کو ارسال کردیا۔ وقت نماز ظہر عبدالغفور ابدال قریب حد بارہ کوس زمین سوختہ کے پہنچے دیکھا کہ آسمان زمین وہاں کی مثل تنور آہنی کے آتش قہر سے نقصان ہو رہی ہے یہ حال دیکھ کر عبدالغفور ابدال اپنی روش پرواز سے باز رہے۔ اور آہستہ آہستہ اسم مبارک تلاوت کرتے ہوئے چلے۔ دو روز کے عرصہ میں حد بارہ کوس پر پہنچے اور اسی روز بتاریخ تیرہویں ماہ رجب ۶۵۰؁ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ کو وقت ظہر کے حضرت شاہ نجم الدین رازی صاحب مکتوب خطاب بحر القدس القربت بھی حد بارہ کوس پر پہنچے تھے جمال الدین ابدال دونوں صاحبوں کی خدمت بجالائے اور بعد نماز عصر دونوں صاحب بوساطت علیم اللہ ابدال بدستور محررہ بالا حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں پہنچے اور بعد مزاج پرسی کے اشیاء مفاد خفیہ پیشکش کر کے واپس رخصت ہوئے علیم اللہ ابدال نے وہ اشیاء مفاد ضائع کو بموجب حکم حضرت ممدوح کے اپنے پاس امانت رکھا۔ عبدالغفور ابدال جمال الدین ابدال واپس آکر ملاقی ہوئے۔ تب دریافت ہوا کہ اب پھر چند روز سے آتش قہر کی غلبہ کے ساتھ شرر افشاں ہو رہی ہے۔ بعد دریافت احوال کے عبدالغفور ابدال روانہ الہ آباد کے ہوئے اور بتاریخ انیسویں ماہ شعبان ۶۵۱؁ہجری مرقوم الصدر روز پنجشنبہ کو وقت ظہر کے حضرت احمد بن اسحاق صاحب مکتوب خطاب کعبۃ الاقوال اور حضرت محمد بن اسحاق صاحب مکتوب خطاب ارکان المشہود نے اور حضرت شاہ محمد ابو القاسم گرگانی صاحب تواریخ ظفر نامہ کو شہر ہرات سے واسطے مزاج پرسی حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے ارسال فرمایا

تھا۔ حد بارہ کوس پر پہنچے۔ جلال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجالائے۔ بعد نماز عصر بدستور مرقومہ بالا مزاج پرسی کر کے واپس آئے۔ احوال حضرت ممدوح کا حسب مذکور بالا دیکھا اور جلال الدین ابدال سے رخصت ہو کر پاک پٹن شریف کو روانہ ہوئے۔

اور بتاریخ انیسویں ماہ شوال ۶۵۲ ہجری روز جمعہ کو باوقات مختلف حضرت شاہ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی صاحب مکتوب نواب معین الملک ملتان سے اور حضرت شیخ حمید الدین صاحب صوفی سعدی ناگوری اصفہان سے حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے دیدار لامع الانوار اور مزاج پرسی کے شوق میں اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے تیرہ روز کے عرصہ میں حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جلال الدین ابدال خدمت مہمانداری کی بجالائے۔ حضرت شیخ حمید الدین ممدوح قبل آنے علیم اللہ ابدال کے اپنے حضرت شیخ یعنی حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اوشی چشتی اولین الارواح کا نام تلاوت کرتے ہوئے حد بارہ کوس زمین سوختہ کے اندر روانہ ہو گئے۔ تھوڑے عرصہ میں علیم اللہ ابدال نے آکر دیکھا کہ تشبیہ ان حضرت کی بالکل سوخت ہو گئی ہے صرف روح باقی ہے اور قوت روحانی سے کہ مرتبہ فضل کا ہے چلے آ رہے ہیں۔ علیم اللہ ابدال نے اپنے ہمراہ لے جا کر باستقامت کمالیت عبودیت میں موجود کر دیا اور موقع پا کر گزارش کیا کہ روح حضرت شیخ حمید الدین ناگوری صاحب حضور انور کی مزاج پرسی کو حاضر ہوئی ہے حضرت ممدوح نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یَا حَقُّ۔ پھر علیم اللہ ابدال نے عرض کی کہ یہ حضرت اپنے حضرت شیخ کا نام تلاوت کرتے ہوئے حد بارہ کوس میں چلے آئے تھے تشبیہ ان حضرت کی بالکل سوخت ہو گئی ہے اور روح ان کی بالفعل موجود ہے اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ حد بارہ کوس سے باہر پھر تشبیہ ان کو عنایت ہو جاوے گی۔ علیم اللہ ابدال روح حضرت شیخ حمید الدین ناگوری احاطہ باطنی میں محیط کئے ہوئے حد بارہ کوس سے باہر لے آئے۔ قادر حقیقی نے بموجب

فرمان حضرت مخدوم صاحب موصوف کے دوبارہ وجود عطا کیا صفت احیائی کا ظہور ہوا اس وقت زبان مبارک حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء مثل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تھی اور ولایت عیسوی کا ظہور تھا. علیم اللہ ابدال اور جمال الدین ابدال خدمت میں مصروف رہے جب تمام وکمال ہوش وحواس عالم امکان کے طبیعت پہ پیدا ہوگئے تو علیم اللہ ابدال سے کیفیت اپنے پہنچنے کی دریافت فرمانے لگے چنانچہ اپنے مکتوب نطاب نعیم اسود میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

مجھ کو زندگی دوبارہ مرحمت ہوئی. اور بعد نماز عصر کے علیم اللہ ابدال حضرت شاہ بہاؤالدین ذکریا ملتانی صاحب کو واسطے مزاج پرسی کے اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور حسب معمول واپس پہنچا گئے۔ پھر دونوں صاحب جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر اپنے مساکن کو روانہ ہوگئے ۔

اور تاریخ ساتویں ماہ ربیع الاوّل ۶۵۳ھ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت نماز ظہر کے حضرت شیخ الوالحسن شاذلی صاحب مصنف حرز البحر صاحب مکتوب نطاب کریم النجم اور حضرت خواجہ ابومحمد مرجانی صاحب مکتوب نطاب ابن العزوب حدبارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجا لائے. بدستور معمول مرقومہ بالا حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں واسطے مزاج پرسی کے حاضر ہوکر واپس آئے. اور احوال جناب ممدوح کا بطور مرقومہ بالا معائنہ کیا. اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر جائے قیام کو تشریف لے گئے۔

اور تاریخ سترہویں ماہ ربیع الآخر ۶۵۳ھ ہجری کو روز جمعہ وقت زوال کے حضرت شاہ شرف الدین صاحب مکتوب نطاب طور للنور و حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب صاحبزادہ حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے سرحد بارہ

کوس زین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت مہمانداری کی بجالائے۔ اور بدستور مرقومہ بالا کے حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی مزاج پرسی سے مشرف ہوکر احوال بطور مرقومہ بالا معائنہ کرکے واپس روانہ ہوئے۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر بغداد کو تشریف لے گئے۔

اور بتاریخ انیسویں ماہ شعبان ۶۵۴ سنہ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت نماز ظہر کے حضرت شاہ عبدالوہاب صاحب مکتوب نطاب ثمرۃ الحمد و مرید حضرت شاہ شرف الدین صاحب مخدوم بالا حضرات حدبارہ کوس زمین سوختہ پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجالائے۔ بعد نماز عصر موجب دستور مرقومہ بالا کے مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے مستفیض ہوکر احوال بطور قدیم معائنہ کرکے واپس آئے۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر تشریف لے گئے۔

اور بتاریخ انیسویں ماہ شوال ۶۵۴ سنہ ہجری کو روز دوشنبہ وقت سہ پہر کے حضرت شیخ علی الخیار صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب غیب المامور بن شیخ عنوان حد بارہ کوس پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت مہمانداری کی بجالائے اور بدستور محررہ بالا مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے مستفیض ہوکر حسب معمول قدیم معائنہ کرکے واپس آئے اور جمال الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہوکر تشریف لے گئے۔

اور بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الثانی ۶۵۵ سنہ ہجری کو روز یک شنبہ بعد نماز ظہر کے حضرت شاہ تاج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب سرور العرفان مرید حضرت شاہ نور الدین صاحب خلیفہ حضرت شاہ عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ گیلانی خلیفہ حضرت شاہ عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ علیہم والد ماجد حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء

رحمۃ اللہ علیہ کے خراسان سے پیادہ پا آہ وزاری کرتے ہوئے صدہا کوس زمین سوختہ پر پہنچے جمال الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ خدمت مہمان داری کی بجالائے اور حسب معمول قدیم مزاج پرسی سے کامیاب مقاصد ہوکر واپس آئے۔

اور جمال الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہوکر طرف ہرات کے روانہ ہوگئے۔

احوال خلافت حضرت سید نظام الدین محبوب الٰہی سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب سرّ العبودیت تصنیف اپنی میں السدید حضرات مفصلہ ذیل اپنے اپنے مکاتیب میں تحریر فرماتے ہیں۔

کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اوشی چشتی اولین الارواح صاحب مکتوب نطاب قربت الوحدت نے بتاریخ یکم ماہ رمضان المبارک ۵۹۸ سنہ ہجری کو بروز جمعہ وقت صبح کے شہر دہلی میں حضرت شیخ محی الدین عربی صاحب مکتوب نطاب دائرۂ حقیقت اور حضرت شیخ فرید الدین عطار صاحب مکتوب نطاب گمان العزیب اور حضرت قاضی حمید الدین ناگوری صاحب مکتوب نطاب ظن المظنون اور حضرت شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار صاحب مکتوب نطاب الوہیت الٰہی اور حضرت سید اجل امجد بہرائچی صاحب مکتوب نطاب بانگ رہ سبحان اور حضرت محمد ابو القاسم گرگانی صاحب تاریخ ظہرت ناسا اور حضرت شیخ ابو نجیب عبد القاہر سہروردی صاحب مکتوب نطاب کریم القطب اور حضرت محی الدین رسولی صاحب مکتوب نطاب سر المدرج اور حضرت شیخ عماد الدین یاسر اندلسی صاحب مکتوب بخشش غیب اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی صاحب مکتوب نطاب ادراز ظہرت۔ اور حضرت شیخ مجد الدین بغدادی صاحب مکتوب نطاب لسان الواحدیت اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب شامی صاحب مکتوب نطاب سنبل الوجود۔ اور حضرت شیخ نجم الدین احمد کبیر صاحب مکتوب ضمیمہ نصرت۔ اور حضرت شیخ رضی الدین علی لالا صاحب مکتوب نطاب وارث الخلائق۔ اور حضرت شیخ ابو الحسن کردویہ صاحب مکتوب نطاب

قصص الواحدیت۔ اور حضرت شیخ عبداللہ قریشی ہاشمی صاحب مکتوب بخطاب غیور
الشوکت۔ اور حضرت شاہ بدرالدین غزنوی صاحب مکتوب بخطاب گزین خلوت اور
حضرت خضر رومی صاحب مکتوب بخطاب جبین العفروف اور حضرت شاہ صعوقی
صاحب مکتوب بخطاب اشتغال الواحدیت۔ اور حضرت شیخ حمیدالدین صوفی
سعدی ناگوری صاحب مکتوب بخطاب نعیم اسود۔ اور حضرت احمد شاہ غزنوی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ مکتوب بخطاب حارث الوجد۔ اور حضرت اکبر سلطان شاہ ملتانی صاحب رحمۃ
اللہ علیہ مکتوب بخطاب نور المسرور۔ اور حضرت شاہ طیور طوسی صاحب مکتوب بخطاب
سمیع الوہب۔ اور حضرت شیخ عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب بخطاب نور الافکار
اور حضرت شیخ نعمت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب بخطاب کبیر القدم اور حضرت
اودہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب بخطاب خطوط الصور اور حضرت قادر نامور شاہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ اور حضرت شاہ نجم الدین دہلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مع
دیگر عوام الناس کے محفل ترتیب دے کر حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب
مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کو اپنے ہاتھ پر بیعت امامت اور حوالت
اور ارشاد سے مشرف کر کے کلاہ اپنی اٹھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے حضرت خواجہ
معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر صاحب رحمۃ اللہ
علیہ مکتوب بخطاب احدیت المعارف کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور حضرت شاہ شیخ فرید
گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کو بھی سامنے
حضرت ممدوح کے بٹھلا دیا حضرت موصوف نے ایک پیچ پٹکہ یعنی عمامہ سبز کا حضرت
شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے
سر پر ڈالا۔ اور پھر حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی دہلوی
اویلین الارواح رحمۃ اللہ علیہ سے بندھوایا۔ اور خرقہ مبارک پہنا کر شال خلافت
کی بخطاب باطنی عطا فرمائی۔ اور خبر دی کہ ایک مخدوم اور ایک محبوب تم سے فیض یاب
ہونے والے ہیں اور اسی وقت حضرت قطب الاقطاب صاحب موصوف نے جملہ

اشیائے مفاوضات معززہ اور مکتوبات نطاب اپنے اور حضرت پیران سلسلہ اور تبرکات ملبوسات وغیرہ اور اسناد خلافت ناجات اپنے اور حضرت پیران عظام شجرہ کے حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کو مرحمت فرمائیں اور مثل اپنے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ کر دیا بموجب اس ارشاد فیض بنیاد کے بتاریخ دوم ماہ محرم ۱۲۸۱ھ سنہ ہجری کو روز چہار شنبہ وقت عصر کے حضرت بابا صاحب ممدوح نے حضرت سید نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کو محفل حضرات اولیا اعنی حضرت شاہ نجم الدین متوکل صاحب مکتوب نطاب قصص بارہ حضرت برادر حقیقی حضرت بابا صاحب اور حضرت شاہ فضل الرحمن صاحب مکتوب نطاب نظیر الحبیب برادر عمزاد حضرت بابا صاحب اور حضرت مولوی بدر الدین اسحاق صاحب مکتوب نطاب برہان الولایت داماد حضرت بابا صاحب اور حضرت خواجہ رکن الدین بن احمد سعید صاحب مکتوب نطاب امیر الوجود اور حضرت شاہ ابو نعیم بن صدر الدین صاحب مکتوب نطاب لزوم الوجوب اور دیگر عوام الناس سے ترتیب دے کر بمقام پاک پٹن شریف اپنے ہاتھ پر بیعت جوالت اور امامت اور ارشاد سے مشرف کر کے کلاہ اپنی اور کلاہ عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا اور مثال خلافت بخطاب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی کی عطا فرما کر احکامات مستلزمہ مرتبہ حاصل ہونے والے محبوبیت سے کامیاب کیا۔ اور الفاب باطنی سے سب حاضرین محفل کو مطلع کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ میرے سینہ کا علم نظام الدین لے چلا۔ اور محمد افضل ابدال کو حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی کی خدمت میں مامور کر کے اسی وقت مثال خلافت کو بدست ابدال موصوف کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ علیم اللہ ابدال نے حسب معمول قدیم موقع پاکر حضرت ممدوح کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت بابا صاحب ممدوح نے حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی کی مثال خلافت حضور انور کے ملاحظہ کو ارسال فرمائی ہے۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین

علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ نے الحمد للہ ارشاد فرمایا۔ اور سیدھی جانب مثال خلافت کے پیشانی پر دست راست سے لفظ الف تحریر فرمادیا کہ بخط سبز اس جگہ الف تحریر ہوگیا۔

علیم اللہ ابدال نے محمد افضل ابدال سے سب احوال بیان کر کے مثال خلافت سپرد کردی۔ محمد افضل ابدال نے اسی شب بوقت نماز تہجد کے واپس آکر حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مثال خلافت پیشکش کی۔ اور احوال گزارش کیا۔ حضرت بابا صاحب ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے بخط سبز الف لکھا ہوا دیکھ کر بوسہ دیا۔ اور اسی وقت حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس طلب فرما کر مثال خلافت مرحمت فرمائی۔ اور صبح کو واسطے جانے دہلی کے اجازت دی اور ارشاد فرمایا کہ سلطان ناصر الدین محمود شاہ والئی دہلی کے باطن سے معاون اور مددگار رہنا کہ وہ قہر مخدومی سے محفوظ رہے۔ اور ظاہر و باطن سے اس بات کا بہت اہتمام رکھنا کہ حد بارہ کوس زمین سوختہ کلیر کی جانب کوئی جانے نہ پائے۔ اور بادشاہ مذکور کو بھی ہدایت کرنا کہ وہ بھی ظاہر سے انتظام و ہدایت کر دے کہ کلیر زمین سوختہ کی جانب کوئی شخص جانے نہ پائے اگر جائے گا تو جل کر خاک سیاہ ہو جائے گا۔ اور تمہاری سلطنت میں خلل واقع ہوگا۔ حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب مقتضائیں الوحدت نے حضرت بابا صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ اور مثال خلافت کا طواف کر کے مثال خلافت کو بوسہ دے کے سر پر رکھا۔

اشعارِ مؤلف

گنج شکر دو جہاں کے شاہ ہیں — چرخ قطبیت کے مہر و ماہ ہیں
اولیں تاریخ رمضان بعید — تھے دو کم شش صد سے جو بابا فرید
بعد جمعہ پس نماز عصر گاہ — شہر دہلی میں کہ ہے وہ دین پناہ
رتبہ تحویل سے ہو چہرہ تاب — بیعت ارشاد سے ہو بہرہ یاب
چکہ سر سبز سے ہو شاد کام — دستکاری سے ہوئے بابا امام
یوں روایت ہے ز پیران طریق — یوں سنا جاتا ہے از اکثر فریق
ایک بل ڈالا معین الدین نے — اور باندھا قطب خوش آئین نے
دونوں شاہوں نے کری شاہی عطا — گنج شکر کو دے شکر صفا
کلمہ ارشاد فرمانے لگے — وعظ بمعنی زاد فرمانے لگے
مختصر ہو دو حقیقت کیش کے — درمیاں میں رہ دو طریقت کیش کے
ایک مخدوم تھا اندیش کے — ایک محبوب فنا اندیش کے
پیر و مرشد سے سنا تھا یہ کلام — تجھ سے دور ہوئیں گے سلطان انام
ایک مخدوم ایک محبوب اے فرید — اپنے اپنے حال میں ہر ایک مزید
آخر الامر ایک دن مسعود نے — بہرہ مند دولت مقصود نے
دی خلافت شہ نظام الدین کو — صاحب راز طریق آئین کو
اندروں مضموں مثال نور تاب — لکھا سلطان المشائخ کا خطاب
الغرض قرطاس تمثیل نظام — بادشاہ ہر فریق خاص و عام
با وساطت بلکے ابدالان حال — اس کو بھیجا پاس شاہ ذوالجلال
عرض کی جا کر علیم اللہ نے — دست بستہ خادم درگاہ نے
حضرت بابا نے بھیجی ہے مثال — شہ نظام الدین کے حسب حال
دیکھ شاہ نے نام اس آگاہ کا — لکھ دیا اس پر الف اللہ کا

شاہ نظام الدین نے وہ حرف شاہ | وہ الف رونق فروش مہر و ماہ
دیدۂ بینا سے اپنی چوم کر | رکھ لیا سر پہ بطور تاجِ زر
وہ مثال فقرہ بابا کی لکھی | وہ مثال خط مخدومی کھینچی
تاج تھا سلطانی کونین کا | تاج تھا محبوبی دارین کا
شہ نظام الدین محبوب الٰہ | کیوں نہ ہو یکسر صفا تاج و کلاہ
شہ نظام الدین آگاہی نصیب | صبح میثاقی سے ہیں شاہی نصیب
حضرت بابا کے دو فرزند ہیں | حضرت بابا کے دو دلبند ہیں
ایک علاؤالدین شاہ کُن فکاں | ایک نظام الدین شاہ دو جہاں
دونوں وہ اک دشت کے شہباز ہیں | دونوں وہ اک شاہ کے ہمراز ہیں
تھا یہی حکم خداوندِ وحید | پاس طبع حضرت بابا فرید

اے حسن رازِ خدائی پوچھ لو
ہے یہ شان کبریائی پوچھ لو

احوال حضرات اولیائے ہمعصر کا حضرت مخدوم صاحب کی مزاج پرسی کو حاضر ہونے کا

مکاتیب حضرت متعدد ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الثانی ۶۵۱ھ کو روز شنبہ وقت زوال کے حضرت یل مغربی اسود خطاب صاحب مکتوب نطاب اسودی ظہیر اور حضرت جمال الدین احمد جوزقانی صاحب مکتوب نطاب جبر الواحد حد بارہ کوس پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت مہمان داری کی بجا لائے۔ اور حسب دستور قدیم بوساطت علیم اللہ ابدال کے حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی مزاج پرسی سے فیض یاب ہو کر اور احوال بموجب سابق کے معائنہ کر کے واپس آئے۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہو کر جائے قیام اپنی کو تشریف لے گئے اور بتاریخ گیارہویں ماہ رمضان ۶۵ ہجری کو روز دوشنبہ باوقات مختلف حضرت سید علی صاحب سیستانی مکتوب نطاب امیر الاکبر اور حضرت سید محمد صاحب کوفی صاحب مکتوب نطاب بلوح الارواح۔ اور حضرت سید حسن صاحب ثمرقندی صاحب مکتوب نطاب جوزطی۔ اور حضرت محمد محی الدین صاحب بغدادی صاحب مکتوب نطاب سبحان السرور مریدان حضرت شاہ ابو صالح صاحب خلیفہ حضرت شاہ عبد الرزاق صاحب صاحبزادہ جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی کے علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے مقامات سے تشریف لا کر حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجا لائے اور بوساطت علیم اللہ ابدال کے بعد نماز عصر حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی مزاج پرسی سے مستفید

ہوکر احوال بدستور سابق معائنہ کرکے واپس آئے۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر تشریف لے گئے۔ اور بتاریخ اٹھائیسویں ماہ شعبان ۶۵۸ھ ہجری روز دوشنبہ کو بوقت زوال کے حضرت شیخ عبداللہ بلبانی صاحب ابن اوحد الدین صاحب مکتوب خطاب صوات القدرت حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجالائے۔ اور بدستور قدیم مزاج پرسی حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے مستفیض ہوکر احوال حسب معمول قدیم معائنہ کرکے واپس آئے۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر تشریف لے گئے۔ اور بتاریخ انیسویں ماہ شوال ۶۵۸ھ ہجری کو روز چہارشنبہ باوقات مختلف حضرت سید علاؤ الدین صاحب مکتوب خطاب عزیز الحرمت اور اور حضرت سید یحییٰ صاحب مکتوب خطاب انوار الوجوب اور حضرت سید موسیٰ بغدادی صاحب مکتوب خطاب صغیر العین اپنے اپنے مساکن سے روانہ ہوکر حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت مہمان داری کی بجالائے۔ اور حسب معمول قدیم حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی مزاج پرسی سے فیض یاب ہوکر احوال بموجب دستور قدیم محررہ بالا کے معائنہ کرکے واپس آئے۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر اپنے اپنے مقامات و مساکن کو تشریف لے گئے۔

احوال حضرت مخدوم صاحب کی خدمت میں جناب خواجہ شمس الدین صاحب کے حاضر ہونے کا

نسب نامہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کرک پانی پتی جناب صاحب مکتوب خطاب فردوس الوجوب تحریر فرماتے ہیں کہ نام قدیم اور نسب نامہ میرا یہ ہے مولوی شمس الائمۃ الحلوان بن سید ابو الفتح محمد بن سید احمد بن سید ناصر الدین بن سید حامد بن سید محمود بن سید عبد اللہ بن سید محمد احمد بن سید مقبول اللہ بن سید علی الاشقر بن سید حسن بن سید علی بن حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین سید الشہداء بن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ۔

اور ولایت ترکستان میں بلدہ طراز وطن میرا تھا۔ اور باسٹھ ۶۲ برس کی عمر میں وطن مالوفہ اپنے سے مع اکیس فضلاء ہم نشین اپنے یعنی علی سلطان الدین بن جعفر اور جلال الدین بن علی قادر اور محامد شاہ بن احمد کبیر الدین اور جلال الدین بن عماد الدین اور عبد اللہ بن حسین اکبر اور سید حامد بن محمود اور سید ہاشم بن جمال الدین اور سید کریم الدین بن عظیم شاہ اور سید سبحان بن احمد شاہ اور سید اکرم بن علی محمد کبیر اور سید افضل شاہ بن صدر الدین اور محمد عبد اللہ بن برہان الدین اور محمد قائم بن محمود قاسم اور محمد اسلم بن سراج الدین اور محمد مصطفےٰ بن ابراہیم بغدادی اور محمد شاہ بن محمد بخاری اور محمد احمد بن مقبول اللہ بغدادی اور سید قطب الدین بن زین الدین بغدادی اور سید حسام الدین بن نور الدین بغدادی اور محمود احمد بن ناصر الدین اور ابو سعید بن نعمت اللہ بغدادی کے طلب خدا میں روانہ ہو کر بتاریخ گیارہویں ماہ ذی الحجہ ۶۵۸ سنہ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت

عشا کے پاک پٹن شریف میں حاضر ہو کر حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مخدوم العالمین قطب عالم غیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ سے قدم بوس ہوئے۔ اور ہم سب نے سوال کیا کہ ہم سب کو داخل طریق سلسلہ بیعت مجیبہ کا فرمائیے۔

جناب بابا صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ اب فقیر کے پاس تمہارا حصہ نہیں ہے تم کو لازم ہے کہ میرے بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کے پاس جاؤ اگر خدا چاہے گا اور جس کسی صاحب کا حصہ ہوگا مخدوم میرا اس کو دے دیگا یہ سن کر ہم سب سائل شب کو وہاں ٹھہرے صبح کو بتاریخ بارہویں ماہ مذکور بروز چہارشنبہ روانہ کلیر شریف ہوئے بستائیس روز کے عرصہ میں بتاریخ نویں ماہ محرم ۶۵۹ھ ہجری کو روز سہ شنبہ قریب نماز ظہر کے حد بادکلیس زمین سوختہ پر پہنچے جمال الدین ابدال خدمت مہمان داری کی بجا لائے۔ ہم سب نے جمال الدین ابدال سے متحیر ہو کر دریافت کیا کہ ہم نے راستہ میں سنا ہے کہ جناب بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کے حضور تک کوئی انسان نہیں جا سکتا ہے ہم کیونکر قدم بوس ہوں گے؟

جمال الدین ابدال نے تسلی کی اور کہا ذرا آرام کرو۔ اب علیم اللہ ابدال آنے والے ہیں اس گفتگو میں تھے کہ علیم اللہ ابدال آ پہنچے۔ اور ہم سب کو اپنے ہمراہ اسم مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا تلاوت کراتے ہوئے لے چلے۔ اور وقت نماز عصر کے پس پشت حضرت ممدوح پہنچ کر کھڑے ہو گئے اور دیکھا کہ جناب موصوف اٹھائے ہاتھ سے ڈالی درخت گولر کی پکڑے ہوئے اور سینے سے ہاتھ کی مٹھی بند اور انگشت شہادت بطرف جنوب کے علم کئے ہوئے اور نگاہ جانب آسمان کے فرمائے ہوئے تشریف رکھتے ہیں اور ہیبت شان قہر اور جلال کی اس قدر تمام جسم مبارک سے ہویدا تھی کہ آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی تاب نہیں ہے۔

بائیس ۲۲ دن کامل یہی حال معائنہ کیا ہر چند علیم اللہ ابدال ہماری اطلاع کرنے

کہ عالم وجوب میں متوجہ ہوتے تھے لیکن بائیس روز تک اطلاع نہ کر سکے۔ اور بائیس روز تک آگ قہر کی بھی فرو رہی۔ اور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح بطور مرقومہ بالا راست کھڑے ہوئے تھے۔ کہ جنبش بھی نہیں فرماتے تھے۔ اس عرصہ میں ہمراہی میرے باختلاف عرصہ وا پس روانہ ہو گئے کیا اگر کوئی شخص سوائے میرے ان لوگوں میں سے وہاں نہیں رہا اور چونکہ میں حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو ہر وقت دیکھتا رہتا تھا مجھ کو مطلق خواہش خورد و نوش کی اور غلبہ نوم کا اس عرصہ میں کبھی نہ ہوا۔

تیئیسویں روز بتاریخ دوسری ماہ صفر ۶۵۹ھ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت نماز صبح کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو جو اس عالم امکان کے پیدا ہوئے اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تجھ کو جناب بابا صاحب نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور انور کو خود علم ہے میں کیا عرض کروں۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ

"خدا کا شمس آسمان پر ہے اور فقیر کا شمس زمین پر"

اور اسی وقت بیعت تو بہ اور ارشاد سے ہر دو خاندان حنفیہ علوی یعنی حضرت امام محمد حنیف صاحب فرزند حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میں ریہ دونوں سلسلے صاحب کیفیت ولایت روح جذبیہ کے ہیں۔ اور ان دونوں سلسلہ عالیہ کا مفصل حال فقیر مؤلف کتاب ہذا اسی کتاب کے آخیر میں تحریر کرے گا۔ اس محل پر بنظر طوالت نہیں لکھا) مشرف فرمایا کر ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تین روز یہاں رہ کر پاس جناب بابا صاحب کے جا اور تعلیم ظاہری سے مستفیض ہو کر اور خدمت جناب بابا صاحب کی بخوبی تمام انجام دے کر اور تمامی اسناد خلافت نامجات اور تبرکات اور ملبوسات اور مکتوبات

وغیرہ الدہ ادمنضبط شبانہ روز کی حاصل کرکے جب جناب بابا صاحب اس عالم سے رحلت فرمائیں میرے پاس حاضر ہونا۔ اور حضرت بابا صاحب کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے دینا اور تیرے پاس علیم اللہ ابدال ہر روز کی خبریں پہنچایا کرے گا۔

بعد اس ارشاد فرمادینے کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کو پھر استغراق ہو گیا تاریخ تیسری ماہ مذکور سنہ صدر روز جمعہ کو قریب نماز مغرب کے جناب ممدوح نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین یہاں آؤ۔ میں بموجب ارشادی عالی کے پس لشت مبارک سے جانب دست راست کے حاضر ہوا۔ اس وقت جناب موصوف نے تعالیٰ اتحاد چشتیہ عالیہ میں بیعت تو بیا ور ارشاد سے مشرف فرماکر ارشاد کیا کہ شمس الدین تا واپس آنے کے اسی کیفیت باطن کی ترقی میں مشغول رہنا اور مرتبہ روح سے تم کو کیفیت باطن سلاسل ولایت روح مجذوبیہ کی تعلیم ہوتی رہے گی تم تعلیم سلوک کی بابا صاحب سے حاصل کر لاؤ۔ اور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کو اسی حال سے کھڑے ہوئے استغراق ہو گیا چنانچہ میں بموجب ارشاد جناب ممدوح کے تین روز حضور میں حاضر رہا چوتھے روز تاریخ پانچویں صفر ۶۵۹ ہجری مرقوم الصدر کو روز یک شنبہ بعد نماز فجر کے جناب موصوف کو بحالت معمول قدیم اقامت فرما دیکھ کر جانب پاک پٹن شریف کے روانہ ہوا۔ اور میرے سامنے کسی روز آگ قہر کی مشتعل نہیں ہوئی جب کہ میں جلال الدین ابدال سے رخصت ہو کر ایک منزل پر پہنچ گیا تھا دوسرے دن حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ نے معرفت علیم اللہ ابدال کے حکم بھیجا کہ شمس الدین سے جلد جاکر کہہ دو کہ اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتا ہوا چلا جا۔ عرصہ تین روز میں جناب بابا صاحب کی خدمت فیض درجت میں پہنچ جاوے گا۔ اور زبانی علیم اللہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ کے سنا کہ بعد بارہ کوس زمین سوختہ سے باہر نکل آنے میرے کے بدستور سابق آتش قہر کی مشتعل ہونے لگی

یہ حکم پہنچا کہ علیم اللہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ واپس روانہ ہوئے۔ اور میں تعمیل حکم قضائے لوازم میں مشغول ہوا۔

تین روز کے عرصہ میں بتاریخ آٹھویں روز چہارشنبہ کو وقت مغرب کے جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر آداب بجا لایا۔ اور قدم بوس ہوا۔ جناب بابا صاحب ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تم کیوں میرے مخدوم کے پاس سے چلے آئے۔؟

میں نے عرض کیا کہ بموجب حکم کے قدم بوسی کو حاضر ہوا ہوں۔ اب جیسا حکم ہو بجا لاؤں؟ جناب بابا صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے پاس خدمت میں رہا کرو۔ دن کو لکڑیاں جنگل سے لایا کرو۔ اور اس کو فروخت کر کے خورد و نوش کیا کرو۔ اب یہاں جو لوگ موجود ہیں اسی طرح اوقات گذاری کیا کرتے ہیں۔ دن کو ربنا اور شب کو اللہ اللہ۔ اور بعضے روز لکڑیاں بھی میسر نہیں آتی ہیں۔ تو فاقہ بھی ہو جایا کرتا ہے۔

یہ ارشاد سن کر میں نے چار سال کامل اسی طرح سے جناب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بجان و دل انجام کی۔ اور زبانی علیم اللہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ کے ہر روز احکام حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے بھی مطلع ہوتا رہتا تھا اور سنتا تھا کہ چار سال کامل بدستور سابق حد بارہ کوس زمین سوختہ میں آتشِ قہر کی سوزان رہی۔ اور مرتبہ روح سے کیفیت باطن سلاسل ولایت روح جذبیہ کی تعلیم پاتا رہا۔

نظم

اب نسب نامہ باسم اولیں	شمس الدین کا لو جہد لو باصد یقین
شیخ دین شمس الائمہ نام تھا	مشتہر در ہند و در روم و شام تھا
تھے ابوالفتح محمد کے پسر	تھے وہ احمد شاہ کے نور بصر

ناصر الدین اُن کے بابا تھے حسن
اُن کے بابا حضرت محمود تھے
تھے محمد احمد بس ان کے پدر
تھے وہ عبد اللہ کے بیٹے سعید
تھے وہ مقبول الٰہی کے پسر
باپ ان کے سید عالی حسن
وہ پسر تھے جعفر صادق امام
تھے امام زین کے بیٹے سعید
نور چشم فاطمہ بنت رسول
جن کے بابا تھے علی بادشاہ
یوں روایت ہے کہ شمس الدین ترک
ہمراہ کئیں فاضل خوش طراز
ملک ترکستان سے پٹن میں آ
حضرت بابا نے فرمایا کہ جاؤ
کہہ دیا تم جاؤ سب مخدوم پاس
اس سے بیعت کا کرو مل کر سوال
تم سے جس کو چاہے گا وہ خوش خصال
سب بحکم شاہ دیں ہو کر رواں
واں ملاقی ہو جلال الدین سے
یہ لگے کہنے کہ کیوں کر جائیں ہم
پاس حضرت کے ہمیں کر دے رسا
حیرت آرا دیکھ سب مشتاق کو
یہ کہا حضرت کا نام جلوہ تاب

ان کے بابا حامد شاہ زمن
فاضلوں کی منزل مقصود تھے
مہر و ماہ سے تھے نہایت مشتہر
شاغل اوراد و قرآن مجید
تھے انہوں کے شہ علی اشقر پدر
باپ ان کے تھے علی شاہ زمن
تھے وہ باقر کے پسر شاہ امام
وہ حسینی شہ امام ذو المجید
رنگ و بو افروز گلزار بتول
واقف سربستۂ راز اِلٰہ
برادائے خاص و بر آئین ترک
طالب بیعت ہو گئے با صد نیاز
بہر بیعت پیش بابا سر جھکا
سیر سے مخدوم جہاں کو دیکھا تو
آتش قہری سے مست رکھو پر اس
دست بستہ باہزاراں عجز و قال
فیض سے اپنے کریگا شاد حال
حد نار قہر تک پہونچے بجاں
اُس فقیر ابدال خوش آئین سے
کس طرح اس نار سے بچ جائیں ہم
اے جلال الدین کوئی صورت بتا
اس گروہ طالب خلاق کو
پڑھتے پڑھتے جاؤ گے تم سب شتاب

ساتھ کر دوں گا حلیم اللہ کے
اس خوش ابدال خدا آگاہ کے

وہ تمہیں ہمراہ خود لے جائے گا
پاس حضرت کے تمہیں پہنچائیگا

پاس خاطر حضرت بابا فرید
ہو میسر تم کو پابوس وحید

الغرض ابدال مذکور آن کر
لے گیا نزدیک شاہ دادگر

شاہ اُس دم جانب عرش برین
چشم بکشادہ کھڑے تھے بر زمین

تا عدد بائیس دن شاہِ جہاں
شاہِ عالم بادشاہ لامکاں

صورت تصویر استادہ رہے
بر سبیل سرخوش بادہ رہے

دیکھ کر یہ حال ہمراہی تمام
کر گئے سب خود بخود ہر جا خرام

بعد از بائیس دن شاہِ زمن
منزل روحی سے آسودے بدن

دیکھ کر بولے کہ شمس الدین آ
لائق ارشاد خوش آئین آ

دیکھ کر شایان بیعت کا تجھے
حضرت بابا نے بھیجا ہے تجھے

الغرض کر بیعت تو یہ کہا
شمس یہ جب تک کہ ہے شمس سما

تو زمین پر وہ فلک پر ہمسر یہ
جلوہ فرمائے گا تا روز اخیر

شمس گردوں ہے صفات کردگار
شمس میر انور ذات کردگار

شمس ترکستان خدا کا سعید ہے
شمس گردوں چرخ کا خورشید ہے

شمس میرا ہے ہویت کا ظہور
شمس چارم آسماں اُس کا ہے نور

کون سمجھا ہے تجھے اے شمس دیں
تو ہے شمس جلوہ بخش ذوالمتیں

تو خدا کے راز سے آگاہ ہے
تو بلا شک عارف باللہ ہے

قصہ کوتاہ بعد بیعت شاہ نے
حضرت مخدوم عالی جاہ نے

شمس دیں سے یہ کہا اے شمس دیں
اے فروغ چرخ اے نور زمیں

تین دن رہ پاس میرے اے سعید
پھر سدھارا خدمت بابا فرید

حضرت بابا سے حرز اللہ سیکھ
مانگ جا کر حضرت بابا سے بھیک

حضرت بابا تجھے سمجھائیں گے
جانب صحرا تجھے لے آئیں گے

علم باطن تو تجھے حاصل ہوگیا
علم ظاہر کا مزا جا کر اٹھا

جب جناب حضرت بابا فرید
جائیں گے نزد خداوند وحید

اس گھڑی تجھ کو یہاں بلواؤں گا
جانب اقصیٰ تجھے پہنچاؤں گا

روز دویم وقت مغرب شاہ نے
ہادیٔ آفاق عالیجاہ نے

خاندان چشت میں بیعت کیا
چشتیہ شجرہ دیا شہ نے پڑھا

اور فرمایا کہ تو اے شمس دیں
دیکھ لے صورت کو میری بالیقین

مست ہیں مستی سے میری خاص و عام
دور میں ہر چار سو ہے میرا جام

مرشد کامل فقیر بے نظیر
ہیں فرید الدین میرے دستگیر

پیر اُن کے قطب دیں اوشی نسب
شہرۂ آفاق ہیں کاکی لقب

پیر اُن کے خواجہ ہند الولی
پیشوائے ہر تقی دہر تقی

پیر اُن کے خواجہ عثمان ہیں
خواجگاں میں کیا ہی عالیشان ہیں

پیر اُن کے حضرت حاجی شریف
صدچمن الُش صدرِ عفیف

پیر اُن کے خواجہ مودود چشت
تازہ تر نخل ثمردار بہشت

پیر اُن کے خواجہ یوسف بنام
وادیٔ توحید ہے جن کا مقام

خواجہ زاہد محمد نام دار
پیر اُن کے ہیں ازل سے آشکار

پیر اُن کے احمد ابدالی خطاب
صاحب فیض رشادت انتساب

پیر اُن کے تھے ابو اسحاق شام
ہر رئیس شام تھا اُن کا غلام

پیر اُن کے خواجہ ممشاد تھے
دانش اللہ سے دلشاد تھے

شہ امین الدین ہبیرہ خوش کلام
پیر تھے ممشاد کے با احترام

اور ہبیرہ بصری کے پیر و ولی
تھے سدید الدین حذیفہ مرعشی

پیر اُن کے حضرت ابراہیم تھے
مایہ دار مایہ تسلیم تھے

پیر اُن کے شہ فضیل باکمال
پیران کے عبد واحد مست حال

پیراں کے تھے حسن بصری امام — رونق سجادہ فقر تمام

پیراں کے تھے علی مرتضٰے — وصف ہے جن کا کلام لافتیٰ

مظہر پاک علی مرتضٰے — تھا تجلی بخش شان مصطفٰے

مصطفٰے تھے پیر اُس سلطان کے — اُس شہ شاہان عالی شان کے

اور بھی بیعت کے سب دستور خاص — شہ ادا فرما چکے با اختصاص

الغرض بر حسب حکم شاہ دیں — جانب پٹن گئے شمس زمیں

خدمت بابا سے بہرہ مند ہو — دولت پابوس سے خورسند ہو

حضرت بابا نے پوچھا کر بیاں — چھوڑ کر مخدوم کو آیا کہاں

کیوں اُدھر سے اس طرف آیا ہے تو — میرے صابر کی خبر لایا ہے تو

عرض کی اے شاہ شاہان جہاں — آپ کے صابر نے بھیجا ہے یہاں

کہہ دیا مجھ کو کہ جا بابا کے پاس — رہ کوئی دن حضرت اعلیٰ کے پاس

رسم و راہ صحو میں چالاک ہو — جذبہ ساذج سے دامن پاک ہو

شغل و اوراد طریقت یاد کر — دل سلوک بندگی سے شاد کر

شرع احمد کا طریقہ سیکھ لے — احمد مرسل کے در سے بھیک لے

جب جناب حضرت بابا فرید — جلوہ فرمائیں گے بر عرش مجید

بعد ازاں تو پاس میرے آئیو — میری خدمت سے فوائد پائیو

حضرت صابر کی ہو جن پر نگاہ — کیوں نہ روشن ہو وہ مثل مہر و ماہ

جس پہ ہے سایہ علاؤالدین کا — شاہ وہ ہند و سندھ و چین کا

احمد صابر کا جو فرزند ہے — جو علاؤالدین کا دل بند ہے

غوث گر کہئے اُسے تو ہے بجا — قطب گر فرمائیے تو دور کیا

صابری جس پر عطا پہنچائے ہے — رتبہ ابدالیہ پائے ہے

جو علاؤالدین علی پہ ہے نثار — رشتہ اس کا تا قیامت برقرار

مہر و ماہ ہم کو کیا مخدوم نے — بادشاہ ہند و سندھ و روم نے

اے حسن تو ہے رشادت کا وزیر — فیض تجھ سے پائیں گے خرد و کبیر

احوال حضرت مخدوم صاحب کی مزاج پرسی کو حضرات اولیائے ہمعصر کے حاضر ہونے کا

مکاتیب حضرات مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ ستر ہویں ماہ جمادی الاوّل ۶۵۹ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت ظہر کے حضرت شیخ شہاب الدین صاحب مکتوب خطاب الوان موسیٰ مرید حضرت شاہ شمس الدین عبد العزیز صاحبزادہ جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی کے بغداد سے تشریف لاکر حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجالائے اور بموجب دستور قدیم کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی مزاج پرسی سے فیض یاب ہوکر اور احوال آتش قہر کا بدستور معائنہ کرکے واپس تشریف لائے اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہو کر تشریف لے گئے۔

اور بتاریخ ستر ہویں ماہ رجب ۶۵۹ ہجری کو روز یک شنبہ بعد ظہر کے حضرت شیخ عفیف الدین ملتانی صاحب مکتوب خطاب عشرت السور ملتان سے تشریف لاکر حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجالائے اور حسب معمول قدیم مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے کامیاب ہوکر واپس تشریف لائے۔ اور احوال الشرر افشانی آتش قاہرہ کا بطور محررہ بالا معائنہ کیا۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر تشریف لے گئے۔

اور بتاریخ گیارہویں ماہ شعبان ۶۵۹ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت ظہر کے حضرت شیخ شمس الدین بن افلح شامی صاحب مکتوب خطاب ہبوط الدرک مرید حضرت

علی الحداد خلیفہ جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی کے حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہونچے جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجالائے اور بعد نماز عصر حسب دستور مرقومہ بالا علیم اللہ ابدال اپنے ہمراہ بہ تلاوت اسم مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیار رحمۃ اللہ علیہ کے لے چلے۔ اور حسب قاعدہ قدیم پشت کے پیچھے کھڑے ہو کر معائنہ کیا کہ نگاہ حضرت ممدوح کی جانب آسمان کے ہے اور دست چپ سے ڈالی گولر کی پکڑے ہوئے اور دست راست کی مٹھی بند اور انگشت شہادت برار قلب کے علم ہے ایک ساعت کے بعد یک بیک دونوں ہاتھ چھوٹ کر نیچے کو آگئے۔ اور حضرت موصوف تا بجائے اقامت کہ جہاں اب مزار مقدس ہے تشریف لے گئے اور نگاہ قہر آگیں زمین پر ڈالی۔ معاً آگ قہر کی زمین سے نکل کر سوائے محفوظ کے چہار طرف کی زمین کو حد بارہ کوس تک جلاتی ہوئی چلی گئی۔ اور آواز مثل گرجنے رعد کے برپا ہو کر شعلے آتش قہر کے آسمان کو جانے لگے۔

حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیار رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح رو بہ قبلہ اور پشت جانب شرق کے فرمائے ہوئے جائے اقامت سے متصل درخت گولر کے تشریف لاکر کھڑے ہو گئے اور زبان مبارک سے فرمایا۔ یَاھُوَ یَامَنْ ھُوَ یَامَنْ لَیْسَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ۔ اور پھر فرمایا لَا لَا لَا علیم اللہ ابدال نے اس وقت موقع پاکر عالم وجوب میں پس پشت مبارک سے عرض کیا کہ حضرت شمس الدین بن افلح شامی مرید حضرت علی الحداد صاحب کے حضور انور کی مزاج پرسی کو حاضر ہوئے ہیں۔

حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیار رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ الحمد للہ یا حق اور پھر فرمایا لا لا لا فرما کر نگاہ جانب آسمان کے فرمائی علیم اللہ ابدال ان حضرت

کو اپنے ہمراہ حد بارہ کوس سے باہر واپس مع آئے۔ الا حضرت شمس الدین صاحب
موصوف جمال الدین ابدال سے رخصت ہو کر تشریف لے گئے۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کہ آٹھ برس کامل حضرت
بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء
رحمۃ اللہ علیہ کا حال اسی طور پر رہا کہ شبانہ روز بیس چھ ہزار مرتبہ بفاصلہ چار بیالیس
کے زمین حد بارہ کوس کو آتش قہر سے جلایا کئے۔ اور کسی عارف صاحب جاہ و مرتبت
کیفیت ولایت ملک ہفت اقلیم کو بغیر حصول شرف معراج مگر یہی اس حضرت والا
مرتبت بادشاہ دو جہاں موصوف الصدر کے ترقی عروج کیفیت باطن کی حاصل نہیں
ہوئی۔ اور بغیر تلاوت اسم اعظم نام متبرک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی
احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے کسی صاحب تشریف
لانے والے کو حضوری بہ سلامتی میسر نہ آئی۔ اور تمامی مکاتیب حضرت موصوف الصدر
میں تحریر ہے کہ واقعہ عظیم تباہی کلیر سے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد
صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو مرتبہ شہنشاہی ولایت
ملک ہفت اقلیم کا حاصل تھا۔ مگر کبھی حضرت موصوف کو اس طرف خیال بھی نہیں ہوا
چنانچہ آج بھی جس کسی کو حضرات صاحب کیفیت باطن بہرہ یابان مقام دائرہ ولایت
میں سے جو فیض کیفیت منہ دکھلاتا ہے۔ بمجرد تلاوت اسم اعظم موصوف یعنی نام
مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور حصول شرف آستانہ بوسی اس دربار گوہر بار
عرفان کے عروج کیفیت باطن حاصل ہو کر دائرہ نبوت میں گزر جاتا ہے۔

اور حضرات رقبا و نقبا و نجبا و ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب
بھی واسطے حصول ترقی قوت روح جذبیہ اپنی کے ہر روز حاضر آستانہ کرامت
نشانہ کے ہو کر کامیاب ہوتے ہیں۔

جس طالب صادق کو اس جناب فیض مآب سے آنکھیں باطن کی مرحمت

ہوجاتی ہیں وہ ان لوگوں کو وہاں پہچانتا ہے۔ اور اُس خاندان معدن العرفان شرفیافتہ کو الف مرتبہ علوالعزمی شہنشاہی ولایت میں ہر ایک عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت کو اسم مبارک باطنی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ بسینہ تعلیم ہوتا چلا آتا ہے۔ چنانچہ اخلاف طریق اس سلسلہ عالیہ کو اسم ظاہر واسطے فلاح دولت ظاہر اور اسم باطن واسطے افتتاح کیفیت باطن کے عقدہ کشائی ہرگونہ حاجات صوری اور معنوی کا ہوتا ہے۔

اشعار مؤلف

نام حضرت اسم اعظم ہے حسن رضؓ
پڑھنے والوں کو ہے کیا غم اے حسن رضؓ

نام حضرت جو زباں پر لائے گا
جو وہ جی میں لائے گا سو پائے گا

جو نہیں دریائے عرفاں کا غریق
جانتا ہے کب وہ پڑھنے کا طریق

اِس وظیفہ کا طریقہ اور ہے
پوچھ لے ہم سے جسے کچھ غور ہے

ہم غلام شاہ ہیں شاہی نصیب
ہم مریدوں کو ہے آگاہی نصیب

ہم علاؤالدین کے ہیں رازدار
ہم علاؤالدین کے خدمت گزار

ہر طرف سے اولیائے آں زماں
پرسش احوال کو آئے یہاں

جو علاؤالدین کا پڑھتے تھے نام
کیفیت سے وہ ہوئے سرشار کام

ان کی جانب سب گئے سر کو جھکا
عارفانِ کاملانِ حق رسا

پشت کی جانب امن سب پائے تھے
ورنہ ایک ایک سامنے جلجائے تھے

خدمت عالی کے سب پابند تھے
دولت حضرت سے سب خرسند تھے

حضرت مخدوم کا خدمت گزار
خوش رہے گا تا دم روز شمار

جو علاؤالدین کا خدمت گار ہے
اس طریقہ کا خلافت دار ہے

حضرت مخدوم کا پابند ہے
راز سے اُن کے حسن خرسند ہے

اور بھی ایک نام ہے سلطان کا / اس شہنشاہِ مکانی آن کا

ہے وہ وردِ ہر ولی ہر زماں / حسبِ ایمائے خداوندِ جہاں

جانتا ہے وہ بالہامِ خدا / ہم بارشادِ جنابِ مصطفےٰ

راز ہے اس کا چھپانا چاہیئے / ہر کسی کو کب بتانا چاہیئے

اسم ہے وہ اسمِ ذاتِ کبریا / جامعِ ذات و صفاتِ کبریا

لوحِ محفوظی پہ وہ مرقوم ہے / کاملوں کو ہاں حسن معلوم ہے

حالِ حضرت کا مبیں ہے وہ نام / جانتا ہے کب اُسے ہر مردِ خام

اُس کے پڑھنے سے زباں جلجائے ہے / بے تحاشا بیخودی آجائے ہے

بس بھلادیتا ہے وہ تشبیہ کو / لے اُڑے ہے عالمِ تنزیہ کو

خاص خادم کو بتاتے ہیں حسن / روح کو پڑھ کر سُناتے ہیں حسن

صابریوں کا وہ حرزِ نام ہے / اس طریقہ پر اجازت عام ہے

اس طلسماتی سرا کی سیر میں / اس تشابہت گاہ شر و خیر میں

ہم مریدوں کو بہ ترتیبِ ظہور / ہم غلاموں کو بہ تعلیمِ حضور

جلوۂ وحدت دکھاتے ہیں کبھی / گلشنِ کثرت دکھاتے ہیں کبھی

ہر زماں مسترشدوں کی بارگاہ / دیکھنے کو جلوہ فرماتے ہیں شاہ

نور سے اپنے ہمیں کرتے ہیں شاد / دور کرتے ہیں سیاہی نہاد

اے حسن تیرا یہ جلوہ دل نواز / ہے علاؤ الدین کا گلزارِ راز

تو علاؤ الدین کا دلبند ہے / تو علاؤ الدین کا فرزند ہے

رشد تیرا تا قیامت برقرار / فقر تیرا تا جزا دولت بکار

خاندانِ چاردہ کا تو امام / بادۂ توحید کا ہے مست جام

شغلِ برزخ کا تجھے بس شوق ہے / اس عجائب شغل کا بس ذوق ہے

ذوق تیرا دل نواز ہر مرید / تیرا ہر طالب ہوا قطب فرید

مست ہو تیرا جو ہر معصوم ہے / یہ طفیلِ حضرت مخدوم ہے

دست تیرا دست ہے دستِ رسول　　توقبول اور تیرے مسترشد قبول
تو حسن اپنی سمجھ پر رہ مقیم　　ذات مرشد کو سمجھ لے بس قدیم
نام پڑھتا رہ ہمیشہ شاہ کا　　یعنی اپنے مرشد آگاہ کا
حضرت مخدوم نے صورت میں آ　　ہاتھ تیرا ہاتھ میں اپنے لیا
کہدیا تجھ سے کہ اس صورت سے کام　　ہر گھڑی ہر لحظہ رکھ ہر صبح و شام

اے حسن تیرا طریقہ تا عزا
گرم تر رہوے گا حسب المدعا

احوال وفات حضرت بابا صاحب کا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کے تبرکات لانے کا

مکاتیب حضرات مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ سوم ماہ محرم ۶۶۴ھ
روز شنبہ بعد نماز فجر کے حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین
قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض
کو اپنے پاس پاک پٹن شریف میں طلب فرما کر مکتوب نقاب سر العبودیت تصنیف
کیفیات باطن اپنے کا مع دیگر جمیع مکاتیب نقاب حضرات پیران عظام اپنے سلاسل
کے اور اوراد منضبط اوقات شبانہ روز اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم مع خرقہ
مبارک حضرت سرور انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی جو
روز عطائے مثال خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت فرمایا گیا تھا۔ اور حضرت
علی مرتضےٰ نے خواجہ حسن بصری صاحب کو روز عطائے مثال خلافت عنایت فرمایا
تھا۔ اور اُسی طرح دست بدست وہ خرقہ متبرک حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو
نصیب ہوا تھا مرحمت فرمائے اور اسناد خلافت ناجات حضرات پیران عظام
اپنے شجرہ چشتیہ کے اور مکاتیب نقاب حضرات تشریف لانے والے مزاج پرسی
حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے کہ جس میں احوال حضرت ممدوح کا بموجب معائنہ
کے تحریر تھا۔ اور ان حضرات صاحب مکاتیب نقاب نے اس عرصہ آٹھ برس
میں اس عالم سے رحلت فرمائی تھی بہنگام رحلت اپنے مکاتیب نقاب

جناب باباصاحب موصوف کی خدمت میں ارسال کر دیتے تھے، بموجب حضرت شیخ بدرالدین صاحبزادہ کلاں حضرت باباصاحب مکتوب خطاب بالفوز شرف زیدی اور حضرت شیخ نجم الدین متوکل برادر حقیقی حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب خطاب قصص الوحدت اور حضرت مولوی بدرالدین اسحاق داماد حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب خطاب بساین الولایت اور حضرت شیخ فضل الرحمن برادر عمو زاد حضرت باباصاحب مکتوب خطاب نظیر الخطیب اور حضرت خواجہ رکن الدین بن احمد سعید صاحب مکتوب خطاب امیرالوجود۔ اور حضرت شاہ ابونعیم بن صدرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب خطاب نوم الوجوب اور دیگر عوام الناس کے مرحمت فرمائے۔ حضرت حاضرین محفل نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض رحمۃ اللہ علیہ کو مبارک باد دی اور حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نامہ بنام نامی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے متضمن کیفیات بطون زبان ملکوت میں تحریر فرما کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض صاحب مکتوب خطاب فردوس الوجوب کے سپرد کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ۔

شمس الدین تم اپنے مکتوب الخطاب میں نسبت اس نامہ کے تحریر کر دینا کہ یہ نامہ بجز خلیفہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ اپنے خاندان کے اور شخص کو نہ دکھلایا جاوے۔ نہ امورات اس نامہ سے کسی کو اطلاع دیجاوے۔

اور پھر ارشاد فرمایا کہ شمس الدین جو جو اولیائے ہمعصر میرے بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی مزاج پرسی سے کامیاب ہو آئے ہیں۔ بوقت رحلت فرمانے کے اس عالم سے مکتوب اپنا جس میں احوال معائنہ کیا ہوا تحریر ہوگا تیرے پاس بھیجدیں گے اس امر میں ایک راز مخفی ہے زمانہ ولایت کیفیت باطن اعلان اس احوال کا کیا جاوے گا مجدد و صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ خاندانی قادریہ اور صابریہ کا جو

اولاد امام اعظم ابو حنیفہ سے ہوگا۔ بعد ساڑھے سات سو برس میرے تکمیل اس اعلان
کی کرے گا۔ اور تبرکات خاندان قادریہ کے علیہم السلام ابدال کے پاس امانت رکھے ہیں
وہ بھی تیرے پاس جمع ہوں گے۔ بعد اس ارشاد کے جناب بابا صاحب ممدوح نے
حضرات حاضرین محفل سے ارشاد فرمایا کہ آج ہم اس عالم سے رحلت کریں گے تھوڑے
عرصہ میں شدت درد سر کی دم بدم ترقی پذیر ہوئی۔

جب وقت نماز مغرب کا ہوا جناب بابا صاحب موصوف نے نماز مغرب
کی ادا فرمائی۔ بعد نماز مغرب کے استغراق ہوگیا۔ بیدار ہو کر حاضرین سے دریافت
فرمایا کہ میں نے نماز مغرب کی ادا کر لی ہے؟ حاضرین محفل نے التماس کیا کہ حضور پر
النور نے نماز مغرب کی ادا فرمائی ہے۔

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند
رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا چاہیئے۔ اور پھر نماز مغرب کی ادا فرمائی۔ بعد
نماز پھر دوبارہ استغراق ہوگیا۔ تھوڑے عرصہ میں بیدار ہو کر پھر حاضرین سے دریافت
فرمانے لگے کہ میں نے نماز مغرب کی ادا کر لی ہے؟ حاضرین نے گزارش کیا کہ
حضور نے دوبارہ نماز مغرب کی ادا فرمائی ہے۔

جناب بابا صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا چاہیئے اور تیسری مرتبہ پھر
نماز مغرب کی ادا فرمائی۔ نماز ہی میں استغراق ہوگیا۔ اور اسی حالت نماز میں تاریخ پانچویں
ماہ محرم ۶۶۴ ہجری کو کہ دو شنبہ کا دن گزر کر شب سہ شنبہ شروع تھی بعد نماز مغرب
قبل از نماز عشا حضرت بابا صاحب نے حضرت احدیت جل و علا میں وصال فرمایا۔

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث
ہند رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نصاب سر العبودیت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں
کہ اس فقیر کی تین بیبیاں تھیں۔ بی بی اوّل کا نام مجیب النساء تھا جو شیخ زکریا سندھی
کی ہمشیرہ تھیں۔ اُن کے بطن سے چار فرزند نعیم الدین۔ عزیز الدین۔ سلطان الدین
فرید بخش تولد ہوئے۔

تاریخ وصال حضرت بابا صاحب ۱۲ ذکر ازواج و اولاد حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بی بی دوم کا نام بی بی خاتون تھا جو سلطان غیاث الدین کی دختر تھیں۔ اُن کے بطن سے سات فرزند کرم الدین یہ شیرخوار فوت ہوگئے قیم الدین۔ شہاب الدین۔ بدر الدین۔ نظام الدین۔ یعقوب۔ عبداللہ شاہ۔ اور پانچ دختر۔ فاطمہ۔ شریفہ۔ ہاجرہ زینب۔ مستورہ تولد ہوئیں۔

بی بی سوم کا نام ام کلثوم تھا جو مادر نصر اللہ تھیں۔ ان کے بطن سے تین فرزند شیخ محمد خضر فرید شاہ۔ یوسف احمد پیدا ہوئے۔

حضرت باباصاحب موصوف اپنے مکتوب نطاب سرالعبودیت میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس قدر اس فقیر کے فرزند پیدا ہوئے اس میں منجانب اللہ یہ قاعدہ مرعی رہا تھا کہ فقیر کو اول الہام باطن سے ہوتا کہ فرید آج کی شب تم بی بی کے پاس جاؤ تم سے قطب پیدا ہوگا۔ فقیر بحکم الہام باطن بی بی کے پاس جاتا اور بعد دس مہینے کے لڑکا پیدا ہوتا۔ تمام لڑکے اسی طرح بحکم الٰہی پیدا ہوئے۔ اور مرتبہ قطبیت پر ممتاز کیے گئے اور دختروں کی نسبت القا ہوتا کہ فرید آج تم بی بی کے پاس دوپہر دن کے وقت جاؤ تم سے لڑکی فرخندہ پیدا ہوگی۔ جو اس کی صورت کو دیکھے گا قطعی جنتی ہو جائے گا اسی طرح پانچ دختریں تولد ہوئیں۔ اور ان سب کے دیکھنے والے جنتی ہوئے عیاں راچہ بیاں حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نطاب مقناطیس الوحدۃ میں تسطیر فرماتے ہیں کہ۔

حضرت باباصاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے چودہ فرزند ہونے میں ایک نکتہ تھا کیوں کہ چودہ ولایت ظلی اور پندرہویں ولایت اصلی محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے حضرت باباصاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے چودہ فرزند قطب ہوئے اور پندرھویں حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند کی ہے۔ مثل حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اور حضرت باباصاحب موصوف کو مرتبہ فنا فی الرسول کا اتم حاصل تھا۔ خلفاء اور مریدوں جن وانس اپنے کے نسبت حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ

علیہ مکتوب بلفظ سر العبودیت تصنیف اپنی میں ترقیم فرماتے ہیں۔ کہ اس فقیر سے بہتر ہزار جن و انس مرید اور خلفاء اور اقطاب ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے۔

جنات مرید اور خلفاء کی کل تعداد باون ہزار تھی جن میں سے بتیس ہزار خلیفہ اور بیس ہزار مرید ہوئے۔ ان باون ہزار خلفاء اور مرید جنات مذکورہ میں دس ہزار خلفاء اور بیس ہزار مرید گروہ امانت شاہ جنود ہا سے تھے۔

انسان مرید اور خلفاء کی کل تعداد نو ہزار ہے۔ ان میں دو خلیفہ اکبر ایک بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ۔ اور دوسرے حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین محبوب الٰہی اقطاب دہلی اور کچھ خلفاء اصغر اور کچھ صاحب مجاز اور باقی مرید ہوئے۔

اور اقطاب گیارہ ہزار ہوئے جس کی کل میزان جن و انس مرید و خلفاء و اقطاب کی بہتر ہزار ہوئی۔ علاوہ ان کے اس فقیر سے پچیس ہزار اغیاث اور تین سو ابدال اور پچھتر ہزار نقبا اور پچاسی ہزار نجبا اور ستر ہ ہزار رجال اور چونسٹھ ہزار ان کے نائب ہوئے جن کی کل میزان دو لاکھ چیاسٹھ ہزار تین سو ہوئی۔

اور یہ حضرات ولایت روح جذبیہ کے اس خاندان عالیہ مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ شہنشاہی ولایت میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے اس فقیر تک اور فقیر سے نیچے کے مراتب حضرت امام مہدی علیہ السلام تک بموجب فرمان حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک شیخ وقت سے اُسی تعداد کے موافق ہوتے چلے جاویں گے۔ اور اوپر ہفت اقلیم کے تقسیم ہوتے رہیں گے۔ اور جب یہ نہ ہوں گے تب ہی قیامت آجاوے گی۔ اس احوال حضرات ولایت روح جذبیہ کو فقیر مولف کتاب شاہ محمد حسن صابری نے تاریخ آئینہ تصوف تالیف اپنی میں قلم بند کر دیا ہے اور ان جمیع حالات مذکورہ کو حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب نظاب احدیت المعارف میں۔ اور حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی

اوشی اویس الارواح نے اپنے مکتوب مخاطب قربت الوحدت میں اور حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم غیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب مخاطب سرالعبودیت میں اور حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی نے اپنے مکتوب مخاطب مقناطیس الوحدت میں اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے اپنے مکتوب مخاطب فردوس الوجوب میں اور حضرت صاحبزادہ عبدالدین صاحب سجادہ نشین جناب باباصاحب نے اپنے مکتوب مخاطب نقوش فریدی میں اور دیگر خلفائے جناب باباصاحب نے اپنے اپنے مکتوب مخاطب متفق اللفظ والمعنی قلم بند فرمایا ہے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض مکتوب مخاطب فردوس الوجوب تصنیف اپنے میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

جس شب کو حضرت باباصاحب نے حضرت احدیت صرفہ میں وصال فرمایا اس وقت ہرچند تمام حاضرین بارگاہ نے سعی کی کہ شب کو سامان دفینہ جمع کر رکھیں صبح کو اہتمام دفینہ ہو جائے گا لیکن بباعث کمال عسرت کے کسی کو کچھ میسر نہ ہوا کہ سامان مہیا ہوتا لاچار ہو کر ہم نے شب کو التوار رکھا مگر تختہ ہائے سنگ یعنی سنگ موسیٰ کے جن پر زیر و بالا کلمہ طیبہ کندہ تھا۔ اور ان کو ایک شخص محمد عظیم نام سوداگر بن محمد افضل نذر کر گیا تھا وہ موجود تھے۔ صبح کو قبل اذان نماز ہمسایہ میں سے ایک عورت ضعیفہ مسماۃ نعمہ بنت غیاث الدین بن محمود جوزقانی نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض کو آواز دی کہ بیٹا شمس الدین میرے پاس آؤ حضرت موصوف حسب الطلب اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس ضعیفہ نے ایک تھان پارچہ کا حضرت ممدوح کو دیا۔

حضرت موصوف نے فرمایا کہ ابھی تک ہم کو کوئی حکم باطن سے نہیں ہوا ہے ہم کیونکر اس پارچہ کا لباس مبارک بنا سکتے ہیں۔ تب اس ضعیفہ نے بیان کیا کہ میں نے یہ تھان باوضو روز جمعہ کو سوت کات کر سفید باف نماز گزار سے باوضو بنوایا ہے اور واسطے اپنے کفن کے رکھا تھا۔ آج شب کو میں نے حضرت بادشاہ

وصال حضرت باباصاحب

دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب تستم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہمشیر زادہ جناب بابا صاحب کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے فرماتے ہیں تم یہ تھان فروخت کرتی ہو۔ اس کی کیا قیمت لوگی؟

میں نے عرض کیا کہ اس کی قیمت میں جنت لوں گی۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تم یہ تھان میرے حضرت بابا صاحب کے لباس منور کے واسطے شمس الدین شمس الارض کو بلا کر دے دو۔ میں تم کو بعوض اس کے پانچ جنتیں دوں گا۔ اور وہ پانچوں جنتیں مجھ کو معائنہ بھی کرا دیں ہیں اور میں نے اس کی قیمت بھی وصول کر لی ہے اس باعث سے تم کو بلا کر یہ تھان دیتی ہوں۔

اشعارِ مؤلف

احمد صابر سے نسبت کو بڑھاؤ | گل زمینِ باغ رضواں مفت پاؤ
حضرت مخدوم نورِ حق سرشت | جس کو چاہیں بخش دیں صد بہشت
صد جنت عارفوں کی شان ہے | باغ رضواں عارفوں کی آن ہے

جس نے اپنی اصل کو بوجھا حسن
بالیقیں وہ ہو گیا شاہ زمن

جب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض نے یہ حکم اس ضعیفہ سے سنا اس تھان کو لے لیا لیکن حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی عدم موجودگی کے باعث متفکر تھے کہ حضرت شیخ نجم الدین صاحب متوکل برادر حقیقی جناب بابا صاحب اور جناب صاحبزادہ بدرالدین صاحب فرزند جناب بابا صاحب اور مولوی بدرالدین اسحاق صاحب داماد حضرت بابا صاحب نے صلاح دی کہ تا آنے حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی کے جسد مقدس حضرت بابا صاحب کو زمین کے سپرد کر دو۔ میں

(مزار حضرت بابا صاحب)

نے اصلاح حضرات موصوف کے بآداب تمام اپنے ہاتھ سے لباس تیار کیا
اور اپنے ہاتھ سے جسد اطہر کو غسل دے کر لباس پہنایا
اور بعد نماز اشراق بروز سہ شنبہ تاریخ چھٹی ماہ محرم سنہ ۶۶۴ ہجری کو نماز
جنازہ بدن لی افروزی ارواح مقدسہ آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ
واصحابہ وسلم مع حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ادا ہوئی جس میں تمام
حضرات رجال الغیب اور ابدال اور رقبا اور نجبا اور نقبا اور اغیاث اور اقطاب اور جمیع
اہل ولایت روح جذبیہ اور جنات اور جنود ہا اور اتباعہا اور یہ فقیر شمس الدین شمس الارض
اور حضرت نجم الدین صاحب متوکل اور مولوی بدرالدین اسحاق صاحب اور صاحبزادہ
بدرالدین صاحب شریک تھے اور یہ نماز باطنی اول ادا کر کے جسد مقدس کو گوشہ زمین
متبرکہ کے (جہاں اب مقبرہ کلاں صاحبزادہ صاحب واقع ہے اس سے شرقی جانب)
سپرد کیا اور بوقت نماز چاشت باطنی نماز جنازہ اور دفینہ حضرت باباصاحب سے انفراغ
حاصل کیا بعد دفینہ تمام حضرات رجال الغیب اور ابدال اور رقبا اور نجبا اور نقبا اور اغیاث
اور اقطاب اور دیگر اہل ولایت روح جذبیہ طواف جائے مدفونہ جسد مقدس کا کر کے
فیض یاب کو الطف باطنی کے ہوتے تھے۔
اور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے علیم اللہ ابدال اور جمال الدین ابدال کو مع یک صد
نفر جن متعینہ بادہ کوس کو بھی ارسال کر دیا تھا بعد شرف اندوزی طواف مزار
مقدس کے جمال الدین ابدال مع یک صد نفر جن کے واپس گئے۔ اور علیم اللہ ابدال
نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔
کہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم چار روز بعد دفینہ حضرت شاہ شیخ
فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے مزار
مقدس پر خدمت بجا لا کر ہماری خدمت میں حاضر ہو۔

چنانچہ علیم اللہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ یہ حکم پہنچا کر واپس گئے۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین[1] صاحب شمس الارض رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ دہم ماہ محرم ۶۶۲ سنہ ہجری مرقوم الصدر کو روز یکشنبہ بعد نماز فجر کے کلیر شریف کو روانہ ہوئے دو روز کے عرصہ میں حد بالہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت بجالائے اور احوال شدید افشانی آتش قہر کا اس عرصہ چار سال میں بھی بموجب عرصہ آٹھ سال قبل تشریف آوری حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض کے جس طرح پر تحریر ہو چکا ہے حضرت خواجہ صاحب موصوف نے جمال الدین ابدال سے سنا اس گفت گو میں تھے کہ علیم اللہ ابدال جو حضرت خواجہ صاحب ممدوح کے پاس حاضر ہوئے۔ اور احوال بدستور مرقومہ بالا بیان کیا۔

---

[1] حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کا پاک پٹن شریف سے کلیر شریف کو روانہ ہونا۔ ۱۲

احوال حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی کا پاک پٹن شریف کو جاکر حضرت بابا صاحب کا دفینہ ثانی کرنا۔ اور وہاں سے دہلی کو واپس آکر حضرت مخدوم صاحب کے پاس جانے کا اور حضرت مخدوم کا خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض کو خلافت دینے کا

مکتوب نطاب مرقومہ ذیل میں تحریر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی صاحب مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت نے بتاریخ سوم ماہ محرم ۶۶۴ سنہ ہجری کو بروز شنبہ وقت بعد نماز اشراق کے بموجب الہام باطن کے محمد افضل ابدال کو واسطے دینے مبارکباد و تفویض بعض تبرکات و غیرہ اسنادِ معنویہ حضرت بابا صاحب کے اور اپنے مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض کی طرف پاک پٹن شریف کے روانہ کیا۔ اور خود حضرت سلطان المشائخ صاحب ممدوح مدت اکیس روز قبل سے معتکف تھے۔ محمد افضل ابدال نے اس روز مبارکباد دی۔ اور مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت دے کر واپس آنے میں توقف کیا۔ بعد تین روز کے محمد افضل ابدال بتاریخ چھٹی محرم روز سہ شنبہ کو بعد نماز مغرب واپس دہلی میں آگئے اور مفصل حال وصال فرمانے حضرت بابا صاحب رحمۃ

اللہ علیہ کا حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی سے بیان کیا
حضرت سلطان المشائخ صاحب سنتے ہی پوشیدہ طور سے کہ حجرہ بھی بدستور بند
رہا اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے ساتویں محرم کو بروز چہار شنبہ پاک پٹن شریف
کو روانہ ہوئے۔ اور بہ برکت اسم اعظم چشتیہ نویں محرم بروز جمعہ بوقت صبح وہاں داخل
ہوئے۔ اور آپ نے با لقائے باطن اوّل ہر چہار دیوارہائے روضہ شریف کی بطور بنیاد
کے قائم کیں اور دسویں محرم کو بروز شنبہ وقت عصر جسد مقدس حضرت بابا صاحب کو
جائے مدفن سے باآداب تمام نکال کر دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھی جس میں جناب بابا
صاحب کے بہت سے خلفائے انسان و جنات مع دیگر اشخاص ظاہر اور عوام الناس
کے شریک تھے۔

بعد حضرت سلطان المشائخ صاحب موصوف نے حجرہ خاص میں جہاں حضرت
بابا صاحب شب و روز مشغول بخدا رہتے تھے اور جس جگہ اب مزار معلیٰ واقع ہے
دفن کیا۔ دفینۂ ثانی کے واسطے شمالی دروازہ روضہ شریف سے جو کہ اب بہشتی دروازہ
مشہور ہے جنازہ مدفن میں داخل ہوا۔ اور خشت ہائے پختہ و خام سے جن پر بہت
سے قرآن مجید ختم کئے گئے تھے مرقد شریف تعمیر کیا اور تختہ ہائے سنگ موسیٰ موجودہ
مذکورہ دیئے گئے۔ اور پائے انداز کو دیوار سنگ سرخ و خشت پختہ سے قریب
ڈیڑھ درعہ اور ہر چہار طرف ایک ایک درعہ بلند کر کے بنیاد مرقد شریف قائم کر دی
اور جناب میاں بدر الدین صاحب صاحبزادہ کے دستار سجادگی باندھ کر بتاریخ
گیارہویں محرم بروز یک شنبہ وقت بعد نماز مغرب مخفی طور سے دہلی کو واپس روانہ ہوئے
اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے بتاریخ بارہویں محرم روز دو شنبہ وقت نصف
شب بمقام دہلی اپنے حجرہ میں داخل ہو گئے۔ اور در حجرہ بدستور بند کر لیا۔ اور
کسی کو آپ کے پاک پٹن شریف جانے کا علم نہ آیا۔ بعد کو سجادہ نشین درگاہ عرش
پناہ حضرت بابا صاحب نے چاہا تھا کہ روضہ شریف ہم تیار کر لیں لیکن ان سے نہ ہو
سکا۔ ہر روز عمارت تعمیر ہوتی اور گر پڑتی۔ مجبور ہو کر چھوڑ دیا۔

احوال دفن ثانی حضرت بابا صاحب [illegible] ۱۱

بعدہٗ حضرت سلطان المشائخ صاحب موصوف نے جن کا بیان آگے آنے گا تعمیر کیا اور یہ تمامی احوال مکتوب نطاب فردوس الوجوب تصنیف حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض اور مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت تصنیف حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی اور مکتوب نطاب نقوش فریدی تصنیف حضرت صاحبزادہ بدرالدین صاحب فرزند و سجادہ نشین جناب باباصاحب اور مکتوب نطاب فصص الوحدت تصنیف حضرت شیخ نجم الدین صاحب متوکل برادر حقیقی جناب بابا صاحب اور مکتوب نطاب برہان الولایت تصنیف مولوی بدرالدین اسحاق صاحب داماد حضرت باباصاحب میں مفصل مندرج ہے اور بتاریخ بارہویں محرم ۶۶۴ھ ہجری روز دوشنبہ کو بعد نماز تہجد کے کہ شب سہ شنبہ تھی حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی نے حضرت شیخ نصیرالدین صاحب مکتوب نطاب حقیقت البحر اور حضرت شیخ عثمان صاحب مکتوب نطاب عزیز المشہود کو تخلیہ اعتکاف میں اپنے پاس طلب فرما کر حکم دیا کہ سمو سہ پندرہ آثار اور کاگ پانسو عدد لے کر تم روانہ کلیر شریف کے ہو جاؤ اور اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے جاؤ مگر یہاں کسی کو تمہارے جانیکا علم نہ ہو اور محمد افضل ابدال کو طلب کرکے ارشاد فرمایا کہ بتاریخ پندرہویں ماہ حال روز پنجشنبہ کو سوا من کھچڑی قبولی یعنی فریدی سوا سو طباق گلی میں باحتیاط تمام لگا کر بدست خلیفہ اکبر جنات کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کی خدمت میں پہنچادینا۔ اور بتاریخ بارہویں ماہ محرم ۶۶۴ھ ہجری روز الصمد روز سہ شنبہ کو بعد نماز ظہر کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض مع علیم اللہ ابدال کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کا نام تلاوت کرتے ہوئے حضرت ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بآداب زیر درخت گولر پس پشت مبارک کھڑے ہو گئے مگر علیم اللہ ابدال کو تین روز تک موقع اپنے حاضر ہونے کے اطلاع کرنے کا میسر نہ ہوا۔ یہ تاریخ پندرہویں ماہ مذکور روز پنجشنبہ معینہ سابق کو بعد نماز چاشت حضرت سید نظام الدین

حضرت خواجہ [illegible] الدین ترک [illegible]

صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلی بھی اس جگہ تشریف فرما ہوئے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض سے ملاقی ہو کر اسی طرح مؤدب کھڑے ہوگئے اور علیم اللہ ابدال کو ارشاد فرمایا کہ تم شیخ نصیر الدین اور شیخ عثمان کو حد بارہ کوس زمین سوختہ سے یہاں حضور میں لے آؤ اور محمد افضل ابدال جو کچھ اشیاء لایا ہو وہ بھی لوالاؤ۔

علیم اللہ ابدال نے حد بارہ کوس پر پہنچکر حضرت شیخ نصیر الدین صاحب اور حضرت شیخ عثمان صاحب کو جمال الدین ابدال کے پاس منتظر اپنا دیکھا۔ اسی عرصہ میں محمد افضل ابدال بھی اشیائے مذکورہ لے کر آ پہنچے۔ علیم اللہ ابدال سب حضرات کو اپنے ہمراہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا نام تلاوت کرواتے ہوئے زیر درخت گولر کے پس پشت مبارک لے آئے۔ یہ سب حضرات بھی مؤدب کھڑے ہوگئے۔ بعد نماز ظہر کے علیم اللہ ابدال نے موقع پاکر عالم وجوب میں گذارش کیا کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض اور حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی حاضر آئے ہیں حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو حواس عالم امکان کے پیدا ہوئے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ بھائی کا مزاج اچھا ہے۔ حضرت سید نظام الدین سلطان المشائخ اقطاب دہلی نے گذارش کیا کہ حضور کی عنایت سے کامیاب ہوں پھر حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تم آئے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض نے عرض کیا کہ غلام حاضر ہوا۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین سامنے آؤ تمہیں صاحب مینا۔ مرفوع الاجازت شاہ ولایت کیا۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت دست بستہ بجانب دست راست سے حضور میں آئے۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو استغراق

(حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین سلطان المشائخ)

(حضرت مخدوم صاحب نے خواجہ شمس الدین صاحب کو شاہ ولایت کیا)

ہوگیا تھا تھوڑے عرصہ میں پھر حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تبرکات میں سے ہمارا عمامہ سبز نکال لاؤ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے جلد تبرکات میں سے عمامہ موصوفہ نکال لیا۔ اور دونوں ہاتھوں میں لے کر باادب سامنے کھڑے ہو گئے۔

حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو حالت استغراق میں پایا۔ تھوڑے عرصہ میں جب حضرت موصوف کو حواس پیدا ہوئے واسطے مشرف کرنے بیعت امامت اور ارشاد کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے اپنا سیدھا ہاتھ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کی جانب بڑھایا اسی وقت جلد حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی نے عمامہ مبارک اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے دست مبارک کو بموجب قاعدہ مستمرہ مرعیہ کے اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے کلمات بیعت امامت اور ائمۃ الامامت کی عبارت ملکوت میں زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ اور حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی عمامہ متبرک اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے ہوئے جانب دست راست کھڑے رہے جب حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کلمات موصوفہ بالا فرما چکے اور کیفیت باطن شہنشاہی ولایت بمرتبہ تمام و کمال اولو العزمی کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب . . . . شمس الارض شاہ ولایت کے باطن میں مستولی ہوگئی اس وقت حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی نے عمامہ متبرک دونوں ہاتھوں میں رکھا ہوا پیش کیا حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے سیدھے ہاتھ سے وہ عمامہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کے سر پر رکھ کر ایک پیچ اپنے سیدھے ہاتھ سے ڈالا کہ اسی حال میں استغراق

ہوگیا اور واحد سید صاحب حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا حسب معمول قدیم انگشت شہادت عَلم ہوکر برابر قلب کے جا ٹھہرا اور الٹا ہاتھ جناب ممدوح کا کبھی امر میں ڈالی درخت گولر سے علیحدہ نہیں ہوا تھا اور حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی اسی طرح پر عمامہ دونوں ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑے رہے۔ غیب سے عمامہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ شمس الارض شاہِ ولایت کے سر پر بندھ گیا مگر دونوں صاحب اسی جگہ مودب کھڑے رہے۔ تھوڑے عرصہ میں حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو حال استغراق سے افاقہ ہوا تب اُلٹا ہاتھ درخت گولر سے جدا ہوا۔ تو اس ہاتھ میں کاغذ قصب الذریرا کا موجود تھا۔ وہ مثال خلافت حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاءؒ نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کو مرحمت فرمائی۔ حضرت موصوف نے مثال خلافت کو بوسہ دیا۔ اور آنکھوں سے لگایا حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ تم مثال کو پڑھ کر سنا دو۔ علیم اللہ ابدال تعمیل حکم بجالائے۔

عبارت زبان ناسوت بمضمون خطاب باطنی اور القاب اسم ظاہری دو سطر اور عبارت زبان ملکوت تین سطر تحریر تھیں جب علیم اللہ ابدال مضمون مثال خلافت سنا چکے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو حال استغراق طاری ہو گیا۔ اور حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی نے بحکم حضرت مخدوم صاحب کے مثال خلافت حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض پر گواہی تحریر فرمائی۔

بعدہٗ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت اور حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی نے اشیائے مفصلہ بالا پر فاتحہ کیں۔ حضرت شیخ نصیر الدین صاحب مکتوب نطاب حقیقت البحر اور حضرت شیخ عثمان

صاحب مکتوب بنطاب عزیز المشہود بھی شریک فاتحہ کے ہوتے۔ اس وقت تمام حضرات نقباء۔ و نجباء و رقباء۔ و ابدال۔ و اقطاب۔ و اغیاث۔ و رجال الغیب و قوم اجنہ شرف یافتگان بیعت وہاں پر موجود تھے۔ بعد فراغ فاتحہ حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی اور حضرت شیخ نصیر الدین صاحب اور حضرت شیخ عثمان صاحب نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمش الارض شاہ ولایت کو مبارک باد دی۔ اور گروہ حاضرین قوم اجنہ وغیرہ میں شور و غل مبارک باد کا برپا ہوا۔ اور آسمان پر گروہ ملائکہ میں صدائے مبارک باد بلند تھی۔ کہ سب حاضرین سنتے تھے۔

اشعار از مؤلف

حضرت شمس زمین و آسماں — تاج بخش ئے سلاطین جہاں

یوں روایت کرتے ہیں آنے کا حال — دولت جاوید کے پانے کا حال

قصہ کوتاہ از پس سال چہار — حضرت بابا گئے دار القرار

ہاں کوئی دن جب ظاہر تھے یہاں — اب وہاں پہنچے کہ اوّل تھے جہاں

میں وہاں سے اور علیم اللہ سفیر — خدمت حضرت میں آئے مثل تیر

شاہ کو پایا بدستور قدیم — محو ذات حضرت رب العلیم

دونوں ہم خدمت گذار شاہ دیں — شاہ کے پیچھے کھڑے تھے بر زمین

خوف سلطانی سے حیران ہوگئے — ہیبت حضرت سے بیجاں ہوگئے

اور سلطان المشائخ شہ نظام — تیسرے دن آئے باصد احترام

پس دو سہ ساعت علیم اللہ نے — اس کمر بستہ مزاج آگاہ نے

عرض کی حضرت سے لے شاہ جہاں — اے سریر آرائے ہفتم آسماں

شہ نظام الدین و شمس الدین فقیر — شہ نصیر الدین مع جنت غفیر

حاضر درگاہ عالیجاہ ہیں — منتظر ارشاد عالم شاہ ہیں

یہ خبر سن حضرت مخدوم نے — صحو میں آ جذب سے معصوم نے

یہ کہا بھائی نظام الدین تم | خوش رہے از بس ہو خوش آئین تم
شہ نظام الدین بولے در جواب | آپ کے دیدار سے خوش ہوں جناب
الغرض پیش نظام الدین ولی | واقف رازِ خفی و ہم جلی
نسخۂ ارشاد کو ثابت کیا | لکھ دیا نام اس میں شمس الدین کا
وقت بیعت شمس کو فرما دیا | سن لے اے میرے مرید با صفا
شمس جب تک ہے فلک پر تابدار | رشد تیرا ہی رہے گا برقرار
تو ہے شمس الدین رشادت کا امام | مرشد و مسترشدی کا کر نظام
تجھ سے ہوگا رشد کا روشن چراغ | تو پلا دے گا امامت کا ایاغ
آسماں کا شمس ہے شمس جلیل | تو زمیں کا شمس ہے بے قال و قیل
آسماں کے شمس کو لازم فنا | میرے شمس الدین کو دائم بقا
شمس گردوں چاروں صورت نور وش | شمس میرا دائمی معنی بجوش
شمس گردوں نور امکانی بکار | شمس میرا نور ایجابی نگار
آسماں کا شمس زیب شش جہات | شمس میرا نور بخش کائنات
شمس میرے سے کہ ہے وہ شمس دیں | شمس ہوں گے تا دم روز پسیں
جو یقین سے پاس تیرے آئے گا | عارف باللہ وہ ہو جائے گا
کلمۂ طیب کی شمشیر نہیب | پنجۂ قدرت کی ہو گی تیرے زیب
سائلانہ پاس تیرے آئے جو | دولتِ دین اور دنیا پائے وہ
جو خلافت کے طریقے تھے ادا | شاہ عالم نے کیے ان کو عطا
خدمت بابا سے جو کچھ لائے تھے | حضرتِ بابا سے جو کچھ پائے تھے
حضرت مخدوم نے لے کر وہ سب | بخشے شمس الدین کو باصد طرب
اور خلافت نامہ غیبی لکھا | تھا جو وہ گودڑی کی ڈالی سے ملا
اس مثالِ غیب کو بخشا نہیں | دے دیا بس رتبۂ اعلا نہیں
شمس دیں، شمس علاؤ الدین تجھے | صاحب رشد طریق آئین ہوئے

جو نظام الدین لائے تھے نیاز　　فاتحہ اس پہ ہوئی با صد طراز

کیا خوش آئین طریقت ہے حسن　　سلسلہ ہے یہ طریقت کا چمن

تیرے باطن میں رہے گا اے حسن

تا قیامت نور سلطانِ زمن

احوال حضرت سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلطان المشائخ اقطاب دہلوی کا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت سے اجازت تعلیم کیفیت ولایت روح جذبیہ باطن کے لینے کا اور حلیہ حضرت مخدوم صاحب کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بعد فراغ فاتحہ حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی صاحب مکتوب نقاب مقناطیس الوحدت نے حسب الحکم حضرت شیخ شاہ فرید الدین گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے منجملہ احکامات لوازمات مراتب محبوبیت میں سے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت سے اجازت تعلیم کیفیات باطن ہر دو خاندان خفیہ علوی متعلقہ ولایت روحِ جذبیہ کے کہ تشریح اور تفصیل ان ہر دو خاندان کی احوال تعلیم کیفیت باطن حضرت شاہ سیف الدین عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر ہو چکی ہے حاصل فرمائی اور اجازت تعلیم ترکیب تلاوت سحر زیمانی شریف سیف اللہ سحر زمر قعنوی سلطان الاذکار غوثی معنوی وقیومی روحی کی کہ تفصیل اور تشریح اس کی بھی احوال ملاقات حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ اور

حضرت محبوب سبحانی صاحب موصوف الصدر میں تحریر ہو چکی ہے حاصل فرمائی اور اجازت
تلاوتِ ترتیب صابری کی بھی اجازت اس عمل سریع التاثیر کی حضرت بادشاہ دو جہان
مخدوم علاؤالدین علی احمد صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت
واحدیت اور حضرت وحدت اور حضرت احدیت صرف سے ہنگام شرف اندوزی تعلیم لسانی
حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود علیہ قطب عالم اغیاث ہند
کے آٹھ روز قبل محفل پیشکر امامت سے ہوئی تھی۔ حاصل فرمائی اور اسی وقت بموجب
الہام باطن کے حضرت سید نظام الدین سلطان المشائخ اقطاب دہلوی سے حضرت شیخ
نصیرالدین صاحب مکتوب نطاب حقیقت البحر خلیفہ اپنے کو کیفیت روح جذبیہ ولایت
باطن خاندان رشیدیہ حنفی علوی کی تعلیم فرمائی کہ حضرات اس سلسلہ کے خدمات رقبا
ونقبا، ونجبا وابدال واوتاد، واغیاث، واقطاب، ورجال الغیب پر ہر شہر ودیار وافواج
میں مامور ہوتے ہیں۔ اور حضرت شیخ عثمان صاحب مکتوب نطاب عزیز المشہود خلیفہ
اپنے کو کیفیت باطن ولایت صفاتی کشف کونی خاندان جلیلیہ حنفی علوی کی تعلیم فرمائی
کہ حضرات اس سلسلہ کے مجذوب ہوتے ہیں۔ اور اسی روز بعد فراغ نماز عصر حضرت خواجہ
شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت اور حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان

حلیہ مبارک حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب

المشائخ اقطاب دہلوی نے باہم مشورہ کر کے حلیہ مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم
علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا تحریر فرمایا۔ میانہ قد
راست قامت لاغر ونحیف جسم، بزرگ سر اور تمام سر پر بال سیاہ کہ وہ بال ایام طفولیت
سے کبھی شانہ بھی ان میں نہیں کیا تھا۔ یہی دبند گوش فراخ اور بلند پیشانی کشادہ دراز
ابرو سیاہ چشم نہایت دراز و آبدار بلند بینی چہرہ عرض وطول میں متوسط۔ عارض نور
افشاں، باریک لب تنگ دہاں کشادہ ومتوسط دندان باریک زبان نہایت خوش لحان
اور ریش نخدان موئے محاسن نہایت باریک اور ملائم اور سیاہ وہموار گردن کشادہ شانہ
بزرگ پہن سینہ دراز دست پہن پنجہ طویل انگشت ناخن نہایت صاف و آبدار
باریک کمر درمیان سینہ کے ناف تک موئے سیاہ باریک پس پشت نیچے

سیدھے شانہ کے جگہ کے اوپر مہر ولایت بخط باریک و مدور جس میں لفظ ھٰذا ولیُّ اللہ بخط جلی تحریر تھا۔ پائے مبارک راست و نہایت موزوں اور پنجہ پا پہن اور طول میں نہایت موزوں۔ انگشت پا باریک و طویل اور لباس مبارک میں صرف تہبند اور خرقہ ہوتا تھا۔ اور بغیر رنگ گل ارمنی کے کبھی لباس تشریف نہیں فرمایا۔ اور تاقیام پاک پٹن شریف گاہ گاہ سر مبارک پر کلاہ یا عمامہ اوڑھے ہر روز تشریف آوری کلیر سے کبھی کوئی چیز سر پر نہیں رکھی۔ اور یوم ولادت سے کبھی نعلین نہیں پہنی۔ اور زمین زیر کف پائے مبارک سے لمعات انوار تاباں رہتے تھے کہ نگاہ کام نہیں کرتی تھی۔

نظم نتیجہ فکر مؤلف

اے حسن تم حلیۂ صابر لکھو ۔ رازِ باطن کے تئیں ظاہر لکھو
تاکہ ہو خوانندۂ صابر کتاب ۔ اس بیانِ واقعی سے بہرہ یاب
ہے قد و قامت میانہ جلوہ ساز ۔ ہے نہ کوتاہ اور نہ ہے قامت دراز
قامتِ حضرت الف کہلائے تھا ۔ راز اس کا کب سمجھ میں آئے تھا
ہے قد و قامت جناب شاہ کا ۔ اک الف اسرارِ الا اللہ کا
قد زیبا وہ کہ جس کے رو برو ۔ سرو اور شمشاد تھے سب بے آبرو
ہے وہ خط استوائی ماہ کا ۔ قد نہیں وہ ہے الف اللہ کا
ہے نحیف و زار حضرت کا وجود ۔ لیک ہے اس میں نمایاں سب وجود
گلشن تکبیر ہے حضرت کا تن ۔ صورتِ تصویر ہے حضرت کا تن
بوئے تن ہے طبلہ عطر و گلاب ۔ موئے تن نکہت فروشِ مشکِ ناب
ہر بن مو سے صدائے ذکر ہے ۔ ہر رگِ تن سے ندائے ذکر ہے
فرق تھا مانندِ نجم آسماں ۔ چشمۂ لاہوت ہے اس سے رواں
صورتِ زیبا ہے وہ از حد بدل ۔ حور جس کے سامنے ہو سرنگوں

تھی جبینِ شاہِ دیں وہ نور تاب | جس سے روشن ماہتاب و آفتاب
نورِ ماہ و مہر دو ذرہ شمار | نورِ حضرت تا بذاتِ کردگار
آنکھ وہ جس پر کہ وہ پڑ جائے ہے | دولتِ کونین بیشک پائے ہے
عارض و بینی تماشاگاہ ہیں | کیا کہوں میں جلوۂ اللہ ہیں
چہرۂ زیبا کے حضرت نورِ حق | نورِ حق گہہ طورِ حق منظورِ حق
رنگ ہے ہمرنگِ کشتِ زعفراں | زعفران از رنگِ شاں بخندد فشاں
زعفرانی رنگ رشکِ زعفران | رو برو جس کے خجل ہے ارغواں
زعفرانی رنگ حضرت گل فروش | دیکھنے والے کے بس کھوتا ہے ہوش
ریش عنبر زیب ہے مشکِ تتار | چہرہ رنگیں ہے رشکِ صد بہار
گردن و شانہ طلسم آباد ہے | طبع جس کے دیکھنے سے شاد ہے
دفترِ عرفانِ حق بر در بغل | معرفت ہے جس کی حیران سب کل
سینۂ حضرت ہے صندوقِ صفا | جس میں ہے گنجِ صفاتِ کبریا
قلبِ حضرت چشمۂ عرفان ہے | روحِ حضرت جلوۂ عرفان ہے
صدرِ حضرت منبعِ نورِ الٰہ | نور سے جس کے ہیں روشن مہر و ماہ
ماہ ان کے مہر سے جلوہ گر | مہر اُن کی ضو سے دیدہ ور
جلوۂ شانِ الضحیٰ کا ظہور | ہے سراپائے جناب باحضور
سرِ حق ہیں حضرتِ عالی جناب | ذاتِ حق ہیں بحق زود فلک
تھا لباس از رنگِ گل آشنا | رنگ خرقہ جلوۂ صندل نما
کیا کہوں حضرت کی شانِ آن کا | ہے کہاں رتبہ مجھے پہچان کا
کیا بیاں ہو شاہِ عالی جاہ کا | کیا بیاں ہو اس خدا آگاہ کا
جس نے دیکھا شاہ کو دیکھا خدا | جس نے پایا شاہ کو پایا خدا
کیا لکھوں شہ کی گدائی کا بیاں | لکھ نہیں سکتا ہے خامہ دو زباں
وصفِ حضرت دور ہے تحریر سے | نعتِ حضرت ہے بدل تقریر سے

آئینہ وش میں یہاں حیراں ہوں — مثل خامہ قالب بے جاں ہوں

دل میں جب آتا ہے حضرت کا خیال — محو ہو جاتا ہوں اسی دم قیل و قال

اس طرف سے اس طرف جاتا ہوں میں — کیا کہوں کچھ اور بن جاتا ہوں میں

نشۂ توحید آتا ہے مجھے — صاف دیوانہ بناتا ہے مجھے

نسبت حضرت سے جو آگاہ ہے
وہ حسن باللہ ولی اللہ ہے

احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کا حضرت مخدوم صاحب سے تعلیم پانے کا اور حضرت مخدوم صاحب کی اوقات شبانہ روز کا مفصل و مشرح بیان

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت مکتوب غلاب فرزدین الوجب تصنیف اپنے میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد تحریر حلیہ مبارک کہ نماز مغرب سے عشا تک قلم بند ہو گیا تھا۔

حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے عزم دہلی کیا۔ دم رخصت حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختیم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ برادر آپ کو تو حضرت بابا صاحب محبوب الٰہی کر چکے ہیں۔ اور تم خدا کے محبوب ہو۔ اور میں تم کو ابھی سے کہتا ہوں کہ بھائی محبوب الٰہی تم رخصت ہوتے ہو بہتر ہے خدا حافظ۔

یہ مژدہ سن کر حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی مع اپنے خلفاء کے موصوف الصدر کے دہلی کو تشریف لے گئے۔ اس وقت سے تین روز کامل حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختیم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو استغراق کامل رہا۔ بتاریخ اٹھارہویں ماہ محرم ۶۶۲ھ ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ کو بعد نماز چاشت حضرت ممدوح نے مجھ کو آواز دیا۔ میں نے عرض کیا کہ غلام حاضر ہے اور پس پشت مبارک سے جانب دست راست حضرت موصوف کے کھڑا تھا اور علم

زبان ملکوت ہے حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم
اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو وقت تفویض تبرکات روز وصال فرمانے اپنے کے
مرحمت فرمایا تھا۔ ملاحظہ میں گذرا حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر
صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین: اس
نامہ کو بموجب حکم حضرت بابا صاحب کے تم اپنے پاس بحفاظت رکھو۔ اور علیم اللہ
ابدال کے پاس جو تبرکات تفویض ہیں وہ بھی اپنے پاس رکھو۔ علیم اللہ ابدال نے اسی
وقت تبرکات مفاد مندرسالہ حضرت شاہ معز علی صاحب اکبرآبادی کہ بدست محمد غفور
ابدال کے بعد واقعہ تباہی کلیر حاصل ہوئے تھے۔ اور تبرکات اور مکتوبات نطاب
اور اسناد وغیرہ حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ جد امجد
اور حضرت شاہ عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ والد بزرگوار حضرت بادشاہ دو جہاں
مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے کہ یوم وصال
حضرت شاہ عبدالرحیم عبدالسلام صاحب موصوف سے علیم اللہ ابدال کے پاس تفویض
تھے مجھ کو سپرد کر دیئے۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب
ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے چند امور کیفیت باطن سے تعلیم لسانی اپنی سے
مجھ کو فیضیاب فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ شمس الدین جو کلمہ ہماری زبان سے صادر ہوا کرے
اس کو تم تحریر کر لیا کرو۔ اور نام اس مکتوب نطاب کا "صحیفہ بیان صابری" رکھو۔ چنانچہ اسی
روز سے میں نے مکتوب نطاب صحیفہ بیان صابری میں جو کچھ زبان مبارک سے الفاظ صادر
ہوتے تھے تحریر کیے۔ اور جو احکام کہ میری نسبت صادر ہوتے تھے میں اپنے مکتوب
نطاب میں تحریر کر لیتا تھا چنانچہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت
مکتوب نطاب فردوس الوجوب تصنیف اپنے میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ نویں ماہ ذی الحجہ
سنہ ۶۶۳ ہجری روز جمعہ بوقت صبح صادق مجھ کو جناب مخدوم صاحب قطب عالم
اغیاث الاغیاث ہیژدہ ہزار عالم رحمۃ اللہ علیہ کا حکم ہوا کہ شمس الدین بابا! تو علیم اللہ ابدال
سردار ہفت اقلیم ابدالان سے امر کر دے کہ وہ جمال الدین ابدال سے کہہ دے کہ

تو مع یکصد نفر جنات مع اپنے لشکر چہار طرف حد بارہ کوس زمین سونحد کے مقرر اور نگہبانی رکھکر سوائے حیوان چرند اور پرند کے کوئی قسم انسان اور جنات کی یہاں نہ آنے پائے اور علاوہ چرند اور پرند وغیرہ کے اگر کوئی ذی روح قریب ہو کر بھی گذرے تو معاً اس کی گردن توڑ کر دریائے گنگ میں ڈال دیا جاوے۔ اور معرفت علیم اللہ ابدال کے شمس الدین بابا تجھے جلد جایا کرے۔ دوسرا حکم بعد کو حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے علیم اللہ ابدال کی نسبت فرمایا کہ تم جلد جا کر جنات شاہ بادشاہ جنات کو ہماری جانب سے امر کرو کہ تم اپنے وزیر اعظم کو مع افواج پیادے اور سواران تعدادی ستاسی ہزار کے جانب دہلی روانہ کرو کر وہ دہلی میں جا کر دریائے جمن پیدا کرے۔ اور ہر روز وزیر اعظم دربار۔ برادر سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ محبوب الٰہی میں حاضر ہوا کرے۔ اور ہر روز برادر محبوب الٰہی سے عرض کیا کرے کہ حضرت جو حکم ہو بجا لاؤں۔ اس پر برادر محبوب الٰہی جو امر کریں۔ وہ فی الفور اس کی تعمیل کرکے حضرت شمس الدین شمس میرے کو معرفت جمال الدین ابدال کے خبر کر دیا کرے۔

تیسرا حکم یہ فرمایا کہ بابا شمس الدین تو جمال الدین ابدال کو یہ حکم پہنچا دے کہ وہ ہر روز دو سبو چینی اور ایک آفتابہ نو تیار دریا سے بھروا کر لایا کرے۔ اور علیم اللہ ابدال کے حوالہ کر دیا کرے۔ اور علیم اللہ ابدال ان دونوں سبو چینی گلی اور آفتابہ کو زیر درخت گولر رکھ دیا کرے۔ اور شمس الدین بابا اس پانی کو وضو اور غسل میں صرف کر لیا کر بعد صرف ہو جانے پانی کے ان تینوں ظروف کو توڑ ڈالا کر اور جب تک تو تعلیم پاوے ہر روز اسی طرح کا بندرہنا۔

چوتھا حکم یہ فرمایا کہ شمس الدین بابا تو علیم اللہ ابدال سے کہدے کہ کاغذ روشنائی اور قلم دوات کا حکم بنام قطب شمالی کے پہنچا دے کہ وہ معرفت ابدال سعید اکرم کے تیرے پاس جب کہ تجھ کو ضرورت ہوا کرے آجایا کرے۔

پانچواں حکم یہ فرمایا کہ اے میرے شمس بابا ملک طوس سے دو ابدال اوّل درجہ کے مسمیان شرف جمال اور حسام کمال مرسلہ عبد الرشید صاحب سردار اکبر

روح جذبیہ کے پوشاک مرقومہ ذیل فقیر کے واسطے دسویں دن لایا کریں گے تو جلال الدین ایبل کو مع جنات کے ہدایت کر دے کہ وہ اندر حد کے آنے کے مانع نہ ہوں۔

تفصیل پوشاک یہ ہے۔ خرقہ گل ارمنی رنگ کا ایک عدد بلا قطع کیا ہوا تیار بطور کفنی سوا تین گز کا۔ تہ بند صابری یعنی گیرو مع چھال کیکر کے رنگا ہوا ایک عدد اڑھائی گز کا کلاہ صابری مدور بلا قطع کی ہوئی تیار ایک عدد۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت تحریر فرماتے ہیں کہ جب تک بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء اس عالم میں جلوہ افروز رہے۔ تینوں پارچے متواتر دسویں لاتے تھے اور جب یہ نو تیار پوشاک آتی تھی تو پوشاک مستعملہ حضرت بادشاہ دوجہاں مجھ کو عطا فرما دیتے اور جب دوسری پوشاک مجھ کو مرحمت ہوتی تو پہلی پوشاک کو بہ حکم حضرت بادشاہ دوجہاں رحمۃ اللہ علیہ ممدوح کی جائے محفوظہ قریب مزار حضرت سید امام الدین صاحب کے دفن کر دیتا تھا۔

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ جو کچھ تبرکات حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کو عطا ہوئے تھے دست بدست پہنچتے ہوئے حضرت پیر و مرشد برحق نے اس کفش بردار اپنے کو مرحمت فرمائے ہیں اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کو مکتوب نعلاب فردوس لوجو میں تحریر فرماتے ہیں کہ روز خلافت پانے سے آتش قہر کی کسی روز شرر افشان نہیں ہوئی صرف ایک آواز مثل گرجنے رعد کے جیسا بعد جلانے آتش قہر کے ہوا کرتا تھا گاہ گاہ برپا ہو جاتا تھا۔ اور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء بدستور مرقوم الصدر اُلٹے ہاتھ سے ڈالی درخت گولر کی پکڑے ہوئے اور سیدھے ہاتھ سے مٹھی بند کر کے انگشت شہادت برابر قلب کے علم فرمائے ہوئے حالت استغراق میں کھڑے ہوئے تشریف رکھتے تھے اور مہر ولایت حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کی جو پس پشت جگر کے نیچے سیدھے شانہ کے کہ محل لطیفہ روح کا ہے۔ ہر وقت اس مہر منور میں سے ضیائے انوار اس قدر لامع ہوتے رہتے تھے

کہ شب کو کاشفی اس کی زیادہ، قرار روز شب امنہ رہتی تھی اور دن کو کبھی تمونا آفتاب
کی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ ہر وقت شکل مثل شب ماہ ایام بہار کے اعتدال پر رہتی تھی۔
صبح کو جب وقت نماز کا ہوتا میں آذان کہتا۔ اس وقت حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم
علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا رارشاد فرماتے کہ
شمس الدین؛ شریعت بھی کیا اچھی چیز ہے کہ حضوری سے دربار میں لے آتی ہے"۔
یہ ارشاد فرما کر حضرت موصوف مجھ کو امام کر دیتے۔ اوّل رکعت نماز ہی میں حضرت ممدوح
کو استغراق ہو جاتا تھا پانچوں وقت نماز کے اسی طرح اتفاق ہوتا تھا۔ اور روز خلافت
سے یہ معمول ہو گیا تھا کہ تیسرے روز جب حضرت موصوف کو حال استغراق سے افاقہ
ہوتا تھا تا بقیام حواس حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ
الارواح سلطان الاولیا مجھ کو مرتبہ شغل طبیعت سے حضرت ذات احدیت صرف تک ہر ایک
مرتبہ کے آداب، احکام، آثار، اصطلاح، حشات، سنیات، اذکار، اشغال، افکار۔ اسرار
تعلیم فرماتے تھے۔ اور گاہ گاہ حالت قیام حواس عالم امکانی کے حضرت ممدوح ارشاد
فرماتے کہ شمس الدین! کچھ موجود ہے؟ میں گولریاں ثابت پیشکش کر دیتا حضرت موصوف دو
ایک گولریاں ہونٹوں میں دبا کر تھوک دیتے۔ میں ان گولریوں کو تبرکاً اپنے پاس جمع کر لیتا
تھا۔ اس وقت حضرت موصوف ارشاد فرماتے کہ شمس الدین! خدا میں اور بندہ میں تناہی
فرق ہے کہ بندہ کھاتا ہے اور خدا مبرا و منزا ہے کھانے سے۔"

یہ ارشاد سن کر مجھ کو وجد ہو جاتا اور اسی وجد میں حالت استغراق طاری ہو جاتی
تھی جب افاقہ ہوتا وقت نماز آذان کہتا تھا۔

احوال حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی کے عریضہ سے ایک برات مقید کی رہائی کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ انیسویں ماہ ذیقعدہ سنہ ۷۱۱ ہجری کو شب سہ شنبہ پہر رات گزرے ایک برات نظیر الدین بن عیاض الدین بن محمود بن محمد علی بن شیخ حسن بن شیخ سراج الدین کی کہ نظیر الدین دولہا برات کا ، مرید حضرت شیخ عثمان صاحب خلیفہ اول حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی کا تھا برات اس کی اتفاقاً راستہ بھول کر حد زمین سونجھ سے بارہ کوس کے فصل پر جانب جنوب کے جاتی تھی ، جس کا مسکن مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں سے چوبیس کوس کا فاصلہ تھا ، جا پہنچی ۔ اور آواز نکارہ کا از روئے باطن گوش زد حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الابداع سلطان الاولیاء کے ہوا ۔ حضرت ممدوح نے چشم مبارک وا فرما کر ارشاد کیا کہ شمس الدین ! یہ کیا آواز ہے ؟ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے عرض کی کہ حضرت یہ آواز نکارہ کا ہے کسی کی برات جاتی ہے حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین ! تم کیفیت خفیہ سے تصرف کر کے صرف ہمسفر اپنی سے پالنگی مجمع بارات کا لقمو نکر کے اڑ پڑھا لک دو کہ ہر چہار مجمع برات کے پہاڑ حائل ہو جائیں ۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے تعمیل حکم کی فرمائی ۔ چار روز پالنگی اسی طرح رکھا رہا ۔ مجمع برات کو راستہ کسی طرف میسر نہ آیا ۔ ناچار ہو کر مجمع برات نے جائے محصور میں قیام کر دیا ۔ اور اس مجمع برات کا پیش خیمہ جو قبل محصور ہو جانے مجمع برات سے آگے چلا گیا تھا ۔ ہر جگہ

استغفار پہنچے برات کا کرتا تھا بعجب سعی اور تجسس کر کے سراغرسی مجمع برات سے مایوس
ہو گئے۔ تب وہ لوگ بعجلت تمام حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سلطان
المشائخ اقطاب دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور احوال عرض کیا حضرت
موصوف نے ارشاد فرمایا کہ کل تمہاری برات آجاوے گی۔ آج کے روز تم یہاں توقف
کرو۔ اور حضرت ممدوح نے اسی وقت ایک عریضہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم
علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں اور
ایک نامہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کی خدمت میں
بدست محمد افضل ابدال کے کلیر شریف کو ارسال فرمایا۔ اور محمد افضل ابدال کو تاکید فرمائی
کہ بہت جلد جواب لے آوے محمد افضل ابدال نے عرصہ ایک ساعت میں پہنچ کر عریضہ
اور نامہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کی خدمت میں پیش کیا
عریضہ میں تحریر تھا کہ حضرت! ان لوگوں سے خطا ہوئی معاف فرمائی جائے۔ اَلْاِ
نْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ۔ بعد ملاحظہ عریضہ اور نامہ کے حضرت
خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے پیالہ گلی اٹھالیا مجمع برات کے
سامنے سے چار طرف کے پہاڑ علیحدہ ہو گئے۔ اور محمد افضل ابدال نے اسی وقت
مجمع برات میں پہنچ کر بہ تاکید ہدایت کر دی کہ شہر دہلی تک کسی طرح کا باجہ ہرگز نہ بجے
اب کی بار بپاس خاطر حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سلطان المشائخ اقطاب
دہلی کے تم کو نجات ہو گئی ہے۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض
شاہ ولایت نے جواب نامہ کا تحریر فرما کر بدست محمد افضل ابدال حضرت سید نظام الدین
صاحب محبوب الٰہی سلطان المشائخ اقطاب دہلی کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ تحریر یہ تھا کہ
واردات تباہی کلیر تاقیامت فراموش ہونے کے قابل نہیں ہے اور حضرت بادشاہ
دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء
رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت جذب بکمال لاحق حال تھا۔ مضمون عریضہ کا بوقت فرصت
گذارش کر دوں گا۔

حضرت ممدوح کو ان روز دن سات پہر جذب رہتا ہے۔ اور ایک پہر سلوک
اس عرصہ میں مجھ کو تعلیم کیفیات باطن کی فرمائی جاتی ہے۔ بوقوع ایسے امور کے پھر آتش
قہر شرر انسان ہو جاتے ہیں۔ اور سلوک کو صرف ایک پہر کا موقوف سمجھا جائے کہ عجب
محمد افضل ابدال جناب سے کہ حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سلطان
المشائخ اقطاب دہلوی کی خدمت فیض درجت میں پہنچا۔ اس وقت حضرت شیخ نصیر الدین
صاحب مکتوب خطاب حقیقت البحر اور حضرت شیخ عثمان صاحب مکتوب خطاب
عزیز الشہ در خدمت میں حاضر تھے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت پیر و مرشد کو نامہ ملاحظہ فرمانے
میں عرق آگیا تھا۔ اور رنگ مبارک حضرت کا مثل زعفران کے ہو گیا تھا۔ ایک ساعت
کامل یہ حال رہا۔ اور اسی وقت حضرت پیر و مرشد ممدوح نے ترتیب صابری تلاوت فرما کر
طرف کلیر شریف کے تسلیمات بجا لائے بعد ایک ساعت کے رنگ حضرت موصوف
کا مثل لعل بدخشاں کے دہکنے لگا۔ اور حال وجدانی طاری ہو گیا۔ ایک ساعت کامل
حال کیفیت وجد طاری رہا۔ اور سب حاضرین پر بھی کیفیت حال وجدانی کی مستولی رہی
بعد افاقہ حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سلطان المشائخ اقطاب دہلوی
نے ایک تحفہ کاغذ سفید سربستہ فرما کر سائل کو عنایت فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ شہر دہلی سے
بفاصلہ ایک فرسنگ کے راستہ برات پر جا کر اس کاغذ کو کشادہ کرنا۔ مجمع برات
کا تم کو مل جائے گا لیکن باجہ ہرگز نہ بجے بعالم خاموشی کا رہے۔ چنانچہ بموجب ارشاد
حضرت ممدوح کے ظہور ہوا۔ اور مجمع برات کا اپنے مکان پر با آرام آ پہنچا۔

احوال حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی کی محبوبیت کا بحکم حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

مکاتیب حضرات مفصلہ ذیل تحریر ہے کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نقاب فردوس الوجوب کو بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الثانی ۱۰۸۱ھ ہجری کو روز یکشنبہ صبح سے ایک کیفیت عجیبہ میں محویت تامہ حاصل تھی۔ بعد نماز عصر کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے حضرت بادشاہِ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے چہرۂ منور پر آثار انوار ذاتی کے صادر ہوتے۔ معائنہ کیے اور خود ان کو استغراق طاری ہو گیا۔ اسی حالتِ استغراق میں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کے قلب پر القا ہوا کہ سید نظام الدین محبوب الٰہی ہوئے۔ لہٰذا الہام بصورت روحانی حضرت بابا صاحب کے کہ سامنے آ کر حضرت ممدوح نے فرمایا کہ ہم آج مخدوم صابر کی صورت میں موجود ہو کر تجھ کو تجلی آثار ذاتی کا معائنہ کرائیں گے اور الہام محبوبیت کا اجرا کر دیں گے۔ یہ شطحات میرے مخدوم صاحب کے تو اپنے مکتوب نقاب میں قلم بند کر لیجیو کوئی دم جاتا ہے کہ اس کا ظہور ہونے والا ہے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کو حالتِ استغراق سے بخوبی افاقہ نہیں ہوا تھا کہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی زبان مبارک سے شطحہ صادر ہوا کہ ہم نے اس کو محبوب کیا اور بعد صادر ہونے اس کلمۂ شطحہ کے کیفیت مسعود الانوار کی حضرت بادشاہ دو جہاں

مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے جسم اطہر پر تجلی پذیر ہوئے۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت نے تجلی ذاتی آثاری کو بچشم ظاہر حضرت ممدوح کی صورت الانور پر معائنہ کیا جس طرح پر حضرت موسیٰ علیہ السلام والصلوٰۃ علی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبۂ صعقا کا تجلی طور پر حاصل ہوا تھا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت کو اس وقت مقام فنا فی اللہ کا بدرجہ اتم حاصل ہوا کہ حواسِ ظاہر و باطن کے معطل جل گئے تھے۔ اکتالیس روز حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت درخت گولر سے شانہ سیدھا دگائے ہوئے ایک حال پر کھڑے رہے۔ علیم اللہ ابدال حضرت ممدوح کو جان بحق واصل سمجھ کر دونوں ہاتھ اپنے حضرت موصوف کی پشت کے نیچے جسم سے علیحدہ کیے ہوئے منتظر کھڑے رہے کہ جس وقت جسم مبارک درختِ گولر سے جدا ہو ہاتھوں پر لے لیا جاوے۔

اکتالیسویں روز عصر کے وقت حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کا نام لے کر آواز دیا۔ اس وقت بے ساختہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت کی زبان سے جواب صادر ہوا کہ غلام حاضر ہے۔ یہ جواب عرض کرکے حضرت موصوف کو حواس عالم امکان کے پیدا ہونے شروع ہوئے۔ جب بخوبی اس حال سے افاقہ ہوگیا۔

علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ، حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ محبوب الٰہی ہوئے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے جواب میں فرمایا۔ الحمدللہ۔ بعد تھوڑے عرصہ کے حضرت موصوف کو روزِ اوّل کا جو قبل حالت بے ہوشی کے معائنہ فرمایا تھا یاد آیا۔ بحریر فرماتے ہیں کہ تجلی طور سے بھی وہ تجلی زیادہ ساعقہ بار تھی اور حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی صاحب مکتوب نقاب معین الحلم اور حضرت خواجہ عارف ریوگری صاحب مکتوب نقاب

ابر رحمت اور حضرت شیخ سلطان ولقدس صاحب مکتوب لقاب موالید نعیم۔ اور حضرت شیخ حسام الدین حنبلی صاحب مکتوب لقاب صباح اور حضرت شیخ عبدالرحمن صاحب بن علی بر غش صاحب مکتوب لقاب زیب المومنین۔ اور حضرت امیر حسینی سادات صاحب مکتوب لقاب مجموع الحرز اور حضرت صدر الدین محمد صاحب مکتوب لقاب نامہ خلد اور حضرت شیخ عفیف الدین ملتانی صاحب مکتوب لقاب عشرۃ النور۔ اور حضرت شیخ سعدی شیرازی صاحب مکتوب لقاب بدر العجائب۔ اور حضرت شیخ مطرف اندلسی صاحب مکتوب لقاب صفات الطریق۔ اور حضرت حسن بلغاری صاحب مکتوب لقاب سریع المنور اور حضرت ابو محمد مرجانی صاحب مکتوب لقاب ابن المغروب اور حضرت شیخ شمس الدین محمد بن احمد صاحب مکتوب لقاب سر عظمت اور حضرت شیخ عماد الدین صاحب مکتوب لقاب محمود السرور۔ اور حضرت شیخ سلیمان ترکمان صاحب مکتوب لقاب قطب الاحکام۔ اور حضرت میر سید علی صاحب موعظمی صاحب مکتوب نور البرہان اور حضرت نور الدین عبدالرحمن اشعرانی صاحب مکتوب لقاب عیون وحدت احوال حاضر ہونے اپنے کا یعنی عرصہ مختلف ہیں واسطے مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے تحریر فرماتے ہیں اور یہی سب حضرات ممدوح اپنے اپنے مکاتیب مفصلۂ بالا میں تحریر کرتے ہیں کہ بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الثانی ۶۸۱ھ ہجری روز یک شنبہ مرقوم الصدر کو بعد نماز عصر کے ہمارے قلب پر ایک القاء ہوا کہ حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ محبوب الٰہی ہوگئے اور قبل اس القاء ہونے سے سب حضرات کو عرصہ مختلف سے فیض کیفیت باطن بدرجہ اتم جاری تھا۔ اور ظہور ہونے اس الہام کیفیت باطن نورانی کے سب حضرات کو عروج کیفیت بطون اس قدر حاصل ہوا کہ کبھی ایسا عروج تمام عمر میسر نہ ہوا تھا۔ اسی وقت سے سب حضرات کو اشتیاق ہوا کہ دیکھئے عالم وجوب میں تفصیل اس اجمال کی کیا معائنہ ہوتی ہے اور دمبدم ہر ایک حضرات کی نسبت پر حال استغراق غالب ہوتا چلا آتا تھا۔ اور ہزارہا طالبان خدا اسی وقت سے تا بنصف

شب ہر ایک حضرات اولیاء کے ہاتھ پر ہر ایک جگہ شرف بیعت سے مشرف ہوئے
چنانچہ موصوف الصدر تمامی حضرات کا یہ قول متفق ہے کہ ہم جن لوگوں کو مدت مدید سے
ہدایت طریقت کی کیا کرتے تھے اور وہ لوگ ہم پر طعن بھی کیا کرتے تھے۔ اس دوپہر
کے عرصہ میں وہ لوگ بھی خود بخود حاضر آکر ملتمس طالب تعلیم طریقت سے ہو کر بیعت
طریقت سے مستفیض ہو گئے۔ اور بعد نصف شب آمد و شد حضرات ابدال و رجال الغیب
کی اس قدر تھی کہ ایک لحظہ کسی کو ایک جگہ قرار نہ تھا۔ صدہا حضرات رقباء و نقباء و نجباء
و ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب جو اپنے اپنے عہدے سے معزول
تھے۔ اپنے اپنے عہدوں پر بعروج کیفیت باطن خدمات پر مامور ہو گئے اور ہر ایک
حضرات اولیاء سالکین کو بعد نصف شب کے حال استغراق اس درجہ غالب تھا کہ اکثر
حضرات کے معمولات جو کبھی مدت عمر میں ناغہ نہیں ہوئے تھے۔ اس نشۂ عروج کیفیت
میں قضا ہو گئے۔ اور ایک حضرات ممدوح الصدر کو اس نشۂ کیفیت عروج میں عرفان
باقسام چند در چند بتعداد مختلف الوان تلوین کی کیفیات سے قرب حضرت وحدت میں
باثار غریبہ و انوار عجیبہ حاصل ہوئے کہ تا نماز صبح کسی کو اس حال سے افاقہ نہ ہوا۔ اکثر کو نماز
صبح اول وقت میسر نہ آئی۔ اور اکثر حضرات کو اپنے اپنے خلفاء یا عوام الناس خدام
نے بدقت بیدار کیا۔ صدہا شاغلان برزخ کو اس شب بلا سعی و کوشش کے دائرۂ ولایت
میں گزر نصیب ہوا۔ اور صدہا متحیران دائرہ ولایت کو اس شب عرفان بار اول حاصل
ہوا جو لڑکا اس شب میں پیدا ہوا مجذوب مادر زاد تھا۔ اور تمامی مریضاں روئے زمین
کو اس شب شفائے کامل حاصل ہوئی۔ اور صدہا گرفتاران کرب و مصائب کو اس
شب بلا کوشش اور سعی کے نجات ملی۔

حضرت غوث شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی صاحب مکتوب نطاب حقیقۃ البحر
اور حضرت شیخ عثمان صاحب مکتوب نطاب عزیز المشہود اور حضرت شیخ محمد سعدی صاحب
مکتوب نطاب قوس قزح اور حضرت شاہ رکن الدین عارف صاحب مکتوب نطاب
نفحہ حق۔ اور حضرت شیخ شہاب الدین صاحب مکتوب نطاب صمیم الصیام اور حضرت

شیخ صدرالدین صاحب مکتوب لقطاب علوی الاسرار خلفائے سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلی محبوب الٰہی کے باتفاق تحریر فرماتے ہیں کہ گیارہ روز قبل شب محبوبیت حضرت پیرو مرشد سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سے ایک مجذوب مُسّد تمام صاحب ولایت صفاتی کشف کونی داخل سلسلہ جلیلیہ حنفیہ علوی کا شہر دہلی میں کوچہ بکوچہ پکارتا پھرتا تھا کہ " نظام الدین محبوب الٰہی ہوا جو کوئی منکر ہوئیگا سر توڑ ڈالا جائے گا " اور حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی ایک روز قبل شب محبوبیت سے اور ایک روز بعد شب محبوبیت سے یعنی تیسرے روز اعتکاف سے باہر تشریف لائے. تمامی حضرات رقبا. ونقبا. ونجبا. وابدال. واغیاث، واقطاب. ورجال الغیب صاحبان ولایت روح جذبیہ کے اکثر بجسد اور بعضے بقوت روحانی حاضر آکر قدم بوس ہوئے اور حضرات سالکین ہمعصر بھی باختلاف عرصہ واسطے مبارک باد دینے کے تشریف فرما ہوئے اور تا بالقیام مختلف اپنی اپنی جگہ کو تشریف لے گئے۔

فقیر شاہ محمد حسن صابری مولف کتاب گزارش کرتا ہے کہ احوال کیفیت ذات خاص حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی کا جو کچھ خلفاء حضرات ممدوح نے بچشم خود معائنہ فرماکر تحریر کیا ہے قابل افشائے عام نہیں ہے خلفائے کاملین موصوف الصدر نے واسطے تعلیم فرمانے طالب صادق صاحب مجاز مرفوع الاجازت اپنے خاندان کے اجازت فرمائی ہے۔ لہٰذا احوال ظاہری اس ہنگامہ کا تحریر کیا۔

احوال تیاری بہشتی دروازہ و روضہ منوّرہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطبِ عالم اغیاثِ ہند کا پاک پٹن شریف میں حضرت محبوب الٰہی کے ہاتھ سے۔ اور شروع ہونا لنگر کا دہلی میں

مکاتیب نواب حضرات مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ تیئسویں[۲۳] ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۸۱ھ کو بروز پنجشنبہ بعد نماز صبح حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی صاحب مکتوب نواب مقتدا طلیس الاموت بن حضرت شیخ عثمان صاحب خلیفہ خورد صاحب مکتوب نواب عزیز المشہود کے بارادہ تیاری روضہ منوّرہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے پاک پٹن شریف کو روانہ ہوئے۔ اوّل بارگاہ عرش پناہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اویسی الارواح رحمۃ اللہ علیہ پر آستانہ بوس ہو کر قیام پذیر ہوئے۔

بعد نماز عصر طواف اور جبہہ سائی مزار مقدس سے مشرف ہو کر پائین مزار منور مراقب بیٹھ کر طرف کیفیت باطن کے متوجہ ہوئے۔ بعد گذر جانے مراتب فنا ثلاثہ کے حضرت ممدوح کے قلب پر القا ہوا کہ اوّل دیوار میں دروازہ خورد بنواؤ۔ جو کس و ناکس اس میں سے گذر جائے گا۔ اس پر دوزخ کی آنچ حرام ہو جائے گی

جب حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی کو مرتبہ استغراق فنائے ثلاثہ سے افاقہ ہوا۔ اسی وقت جانب پاک پٹن شریف کے سفر گزیں ہوئے۔

اثنائے راہ میں حضرت موصوف کو تمام احوال عرض و طول اور بلندی اور جائے اقامت دیوار موصوف کا شبانہ روز کی مثال و معال سے تحقیق ہوگیا چنانچہ تیسویں ماہ ذی الحجہ ۶۸۱ سنہ ہجری مرقوم الصدر روز پنجشنبہ بعد عصر کے اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے پاک پٹن شریف پہنچے۔ اور بعد حصول شرف آستانہ بوسی تیاری دیوار اور دروازہ خورد میں جس کی بنا حضرت موصوف پہلے قائم فرما گئے تھے مشغول ہوئے۔ ساڑھے چار روز میں دیوار اور دروازہ خورد تیار فرمائے۔

بتاریخ پانچویں ماہ محرم ۶۸۲ سنہ ہجری کو روز سہ شنبہ بعد نماز ظہر کے نقیب صاحب ولایت روح مجذوبیہ منصبیہ خدمت شہر پاک پٹن شریف نے اس دیوار پر چڑھ کر بآواز روح منادی کردی کہ۔ اے لوگو! چلو اس دروازہ خورد میں سے نکلو۔ جو کوئی اس دروازہ خورد میں سے نکل جائے گا۔ اس پر دوزخ کی آنچ حرام ہو جائے گی۔ آواز روح اس نقیب کا سن کر اسی وقت سے حضرات رقبا۔ و نجبا۔ و نقبا۔ و رجال الغیب و ابدال و اقطاب و اغیاث اور قوم جنات جوق جوق حاضر آکر اس دروازہ خورد میں سے نکلنے لگے۔ بعد نماز عشا گروہ گروہ مردمان خاص و عام کا نکلنا شروع ہوا۔ تا نماز صبح یہی حال رہا۔ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند نے مکتوب لعاب سر العبودیت تصنیف اپنی میں باعث تعمیر اس بہشتی دروازہ کا بطور پیش خبری کے اس کیفیت سے تحریر فرمایا ہے کہ بتاریخ چھٹی ماہ شوال ۶۱۹ سنہ ہجری کو روز جمعہ پہر دن باقی رہے کہ روز عرس حضرت خواجہ عثمان ہارونی صاحب تکبیر الخلاصی و تکبیر الامانی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا جناب پیر و مرشد حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اوشی الارواح رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم

پیش خبری بہشتی دروازہ باسٹھ سال

غیاث ہند کو واسطے خرید کر لانے شیرینی فاتحہ کے بازار دہلی کو ارسال فرمایا جب حضرت بابا صاحب ممدوح دکان حلوائی پر پہنچ کر شیرینی خرید کر رہے تھے۔ ایک مجمع کثیر سر بازار گذرا۔ حلوائی نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے؟ لوگوں نے بیان کیا کہ۔ حضرت نجم الدین صاحب صغرا پر حال وجد طاری ہے اس کیفیت میں سر بازار فرماتے آ رہے ہیں کہ آج جو کوئی اس فقیر کی صورت دیکھ لے گا۔ اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔

یہ بیان سن کر حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم غیاثِ ہند اندر دکان حلوائی کے چھپ کر گوشہ نشین ہو گئے۔ قریب نماز مغرب جب وہ ہنگامہ بازار سے گذر گیا۔ حضرت بابا صاحب موصوف گوشہ دوکان حلوائی میں سے نکل کر شیرینی خرید کر کے روانہ ہوئے جب حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اوّلین الارواح کی خدمت میں پہنچے۔ دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ " فرید! تم نے دیر بہت لگائی " حضرت بابا صاحب ممدوح نے معاملہ گزشتہ عرض کیا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ فرید! تم کو کچھ شک واقع ہوا۔ " حضرت بابا صاحب ممدوح نے عرض کیا کہ۔ اگر غلام کو شک واقع ہوتا تو غلام کاہے کو روپوش ہوتا اور غلام تو حضور انور کی صورت دیکھنے والا ہے۔"

یہ عرض سُن کر حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اوّلین الارواح کو حال وجد طاری ہو گیا۔ اس وجد میں ارشاد فرمایا کہ " فرید! اُن پر تو آج ہی یہ حال تھا اور تیرے جیسے انداز کی ایک دیوار میں سے تا قیام عالم جو نکل جایا کرے گا اُس پر دوزخ کی آنچ حرام ہو جائے گی "

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ یہ اس ارشاد فیض بنیاد کا سبب ہے جو ابداً ابداً جاری رہے گا۔ بتاریخ چھٹی ماہ محرم ۶۹۲ھ روز چہار شنبہ سے حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی

رحمۃ اللہ علیہ تیاری روضہ منورہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب
عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ میں مصروف ہوئے اور اس وقت تخت ہندوستان پر
الغ خاں ملقب بہ سلطان بلبن غیاث الدین غلام شمس الدین التمش عالی دہلی قوم ترک
عسکران تھا اور قصر سفید رائے پتھورا میں جلوس کرتا تھا۔ اور حضرت بابا صاحب سے کامل
اعتقاد رکھتا تھا چنانچہ اس بادشاہ نے ازراہ محبت و عقیدت کیسی کسی قدر روپیہ بھی قوت
حلال سے تیاری روضہ شریف کے واسطے نذر کیا۔ سن جلوس اس بادشاہ کا ۶۶ سنہ ہجری
مطابق ۱۲۶۵ سنہ عیسوی اور زمانہ وفات سنہ ۶۸۶ ہجری مطابق ۱۲۸۷ سنہ عیسوی ہے اور
آغاز تیاری روضہ منورہ حضرت بابا صاحب موصوف سے حضرت سید نظام الدین صاحب
محبوب الٰہی نے بموجب حکم الہام باطن کے دعائے حرز یمانی شریف حرز مرتضوی سلطان
الاوراد کو بترکیب غوثی معنوی تلاوت فرمانے میں حاشیہ اجابت پہ اشارہ کرکے
بعد ختم تلاوت جانب آسمان کے دم فرما دیتے تھے۔ سامان و جنس لنگر کا رجال الغیب
حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی کی خدمت میں
حاضر کر دیتے تھے حضرت ممدوح نے اول روز لنگر حضرت شاہ فرید گنج شکر بابا
صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کرامت
نشانہ پر یک پٹی شریف میں تقسیم فرمایا۔ دوسرے روز سے بموجب حکم الہام باطن کے سب
سامان لنگر کا دست محمد افضل بطال کے دہلی کو ہر سال فرما دیتے تھے حضرت غوث شیخ
نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نقاب حقیقت البحر اور دیگر جمیع
خلفائے ممدوح بالعموم اور خدام بارگاہ خدمت تقسیم لنگر کی باہم انجام فرماتے تھے بعد عرصہ
چھ ماہ بارہ یوم کے حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی
تیاری روضہ منورہ سے فراغ حاصل کرکے شہر دہلی میں پہنچے۔ اس روز سے حضرت رجال الغیب
سامان لنگر کا شہر دہلی میں حاضر کیا کرتے تھے۔ ہر روزہ سب سامان تقسیم
ہو جایا کرتا تھا حتیٰ کہ پانی بھی گھڑوں میں باسی نہیں چھوڑا جاتا تھا۔ اور
آٹھویں روز جمعہ کو ظروف بخشت لنگر سے حصہ پایان لنگر کو مفلس

اور محتاج دیکھ کر مرحمت فرما دیئے جاتے تھے۔ اور حضرت سلطان المشائخ سیدنظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی بذات خاص ساگ گوکھرو اور نان جویں بے نمک تناول فرمایا کرتے تھے۔ کبھی سامان لنگر میں سے ایک لقمہ نوش نہیں فرمایا۔

احوال حضرت شیخ نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عثمان صاحب کے قلب میں خطرہ پیدا ہونے کا اور پھر اُس کے دفع ہو جانے کا

مکاتیب حضرات مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ جب حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی کی بارگاہ عرش پناہ میں سامان ظاہر اور باطن مرتبہ محبوبیت کا بخوبی رونق پذیر ہو گیا۔

حضرت ممدوح کے خلفائے کاملین یعنی حضرت شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب حقیقت البحر اور حضرت شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب عزیز المشہود کے دلوں میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے دولت ظاہری و باطنی اپنی حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اقطاب دہلی محبوب الٰہی پیر و مرشد ہمارے کو عطا فرمائی ہے اور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو صرف کیفیت جذب اور حال استغراق پسند آیا ہوا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اقطاب دہلی محبوب الٰہی صاحب مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت کو جب خطرہ عظیم کا علم الہام باطن سے ہوا۔ حضرت ممدوح نے بخیال اس کے کہ کہیں یہ لوگ دولت بطون سے محروم نہ رہ جائیں اس خطرہ عظیم کو جلد

ان کے قلب سے رفع کرنا چاہیئے۔ بتاریخ ستائیسویں ماہ شوال ۶۸۲ سنہ ہجری مرقوم العدد
کو شب سہ شنبہ بعد نماز تہجد کے حضرت موصوف نے دونوں خلفائے کامگار اپنے
کو تخلیہ میں طلب فرما کر ایک نامہ بنام حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض
شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر فرما کر دونوں صاحبوں کو مرحمت فرمایا اور ارشاد
کیا کہ تم دونوں اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے کلیر شریف کو روانہ ہو جاؤ اور عرصہ دو
روز میں واپس آجاؤ۔ بموجب حکم کے دونوں صاحب روانہ ہوئے جب دروازہ شہر دہلی
سے باہر نکلے۔ تھوڑے عرصہ میں ان دونوں حضرات موصوف الصدر کو دوران سر پیدا
ہُوا۔ اور اس کی شدت بیتاب ہو کر زمین پر گر پڑے جب دونوں حضرات کی آنکھ
کھلی تو دونوں صاحبوں نے اپنے کو حد کلیر شریف میں پایا۔ اور جو غور کر کے دیکھا تو تمام
زمین طلائی اور تمام سنگریزے جواہرات اور تمام شجر زمرد کے اور تمام آسمان یاقوت
سرخ کا نظر پڑا۔ اور ہوا وہاں کی میں خوشبو مشک اور عنبر کی مہک رہی تھی متحیر ہو کر
دونوں حضرات وہاں سے واپس آئے۔ جب قریب شہر دہلی کے جہاں پر دوران
سر کی شدت سے گر پڑے تھے۔ پہنچے تب یاد آیا کہ حضرت پیر و مرشد کے خط کا جواب
حاصل نہ کیا۔ اب خدمت میں پہنچ کر کیا عرض کریں گے؟

اُس وقت دونوں حضرات کو یکبارگی علم پیدا ہوا کہ حضرت پیر و مرشد نے ہمارا خطرہ
رفع ہو جانے کو ہمیں ارسال فرمایا تھا معاً سمجھ میں آتے اس امر کے دونوں حضرات نے
تائب ہو کر صلوٰۃ اور استغفار ادا فرمائی اور داخل شہر ہو کر حضرت سلطان المشائخ
سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی سے قدم بوس ہوئے اور عرض کیا
کہ حضرت غلاموں سے ایک خطا صادر ہوئی ہے کہ حضور انور کے خط کا جواب نہیں
لائے اور جو کچھ ہم پر گزرا ہے حضور انور کو سب علم ہے۔

حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی
رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ کہو اس کفش بردار کی دولت سوا ہے
یا حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح

سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں صاحبوں نے عرض کیا کہ "حضرت یہاں تو کچھ بھی جمع نہیں ہے۔ جو سامان آتا ہے روزمرہ تقسیم ہوجاتا ہے اور وہاں تو فرش سے عرش تک جواہرات کا ظہور ہے۔"

بعد اس گفتگو کے حضرت شیخ نصیرالدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نقاب حقیقت البحر نے نامہ واپس لایا ہوا پیشکش کیا۔ حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے جو وہ خط ملاحظہ فرمایا تو اپنے خط کا جواب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر فرمایا ہوا تھا لکھا تھا کہ۔

"اب ہرگز ان دونوں کو کسی طرح کا خطرہ

پیدا نہ ہوگا"

اور جواب خط کا بدست علیم اللہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ ان کی کمر میں بندھوا دیا ہے۔ اس وقت ان دونوں صاحبوں کو ہوش نہ تھا۔

احوال اوقات شبانہ روز حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کا

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ مکتوب مستطاب فردوس الوجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ بارہویں ماہ محرم ۶۶۴ سنہ ہجری سے لغایۃ اٹھارہویں ماہ محرم ۶۶۴ سنہ ہجری روز یک شنبہ کسی روز آتش قہر کی زمین سے مشتعل نہیں ہوئی۔ گاہے گاہے آواز مثل گرجنے رعد کے جیسا کہ بعد شرر افشانی آتش قہر کے ہوا کرتا تھا، ہوتا رہا۔ انیس برس کامل یہی حال معائنہ ہوا کہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز عشا اور فراغ تعلیم کیفیت باطن کے حسب معمول قدیم الٹے ہاتھ سے ڈالی درخت گولر کی پکڑے ہوئے اور سیدھے ہاتھ کی مٹھی بند کر کے انگشتِ شہادت عَلَم کئے ہوئے کھڑے رہتے تھے۔ وقت نماز صبح حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ بموجب دستور مقررہ یوم تشریف آوری اپنی سے حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے گوش مبارک کے پاس آذان کہتے۔ اس وقت حضرت ممدوح ارشاد فرماتے کہ شمس الدین! شریعت بھی کیا خوب آئین ہے، کہ حضوری سے دربار میں لے آتی ہے"

یہ ارشاد فرما کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کو امام کر دیتے۔ جب حضرت خواجہ صاحب ممدوح نماز پڑھ چکتے حضرت

بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاءؒ رحمۃ اللہ علیہ کو قاعدہ نماز پر ہاتھ باندھے۔ حالت استغراق میں پاتنے۔ چار وقت نماز میں یہی حال ہوتا۔ بعد نماز عشاء حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم لسانی کیفیت باطن سے فیضیاب فرمایا کرتے تھے۔ کہ تاریخ عرصہ تعلیم کا ایک پہر پہنچتا تھا۔ اکثر سات پہر اور بعضے لئے زیادہ بھی حالت جذب اور استغراق میں محویت فرماتے تھے۔ اور بعضے شب کو بعد نماز عشاء ارشاد فرماتے کہ شمس الدین! کچھ موجود ہے؟ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ گولریاں ہاتھوں سے ملکر پیشکش فرماتے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ انگشت شہادت دست راست کی گولریوں کو بکاکر چکھ لیتے تھے۔ اور ارشاد فرماتے کہ شمس الدین! خدا میں اور بندہ میں اتنا ہی فرق ہے کہ بندہ کھاتا ہے اور خدا منزہ اور مبرا ہے۔"

یہ ارشاد سُن کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کو حال وجد طاری ہوجاتا تھا۔ اور اسی وجد میں استغراق باختلاف تعداد عرصہ ہوا کرتا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مدت انیس برس کال کوئی چیز زبان پر نہیں رکھی۔ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ارشاد حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا میری روح کو ایسی قوت بخشتا تھا کہ خواہش بھوک و پیاس کی مطلق نہیں رہتی تھی۔ دوسرے شغل نوری ملکوتی تعلیم ہوگیا تھا۔ ہر وقت ہر لحظہ اس شغل شریف میں مصروف رہتا تھا۔ اور تیسرے حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صورت کے معائنہ سے خواہش نفس دور ہوجاتی تھی۔ اور مرتبہ روحی حاصل ہوجاتا تھا۔ بتصدق حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاءؒ

رحمۃ اللہ علیہ کے اور کبھی پس پشت مبارک حضرت بادشاہ دوجہاں رحمۃ اللہ علیہ کے یہ نہ معلوم ہوا کہ کون سے موسم کی شدت ہے۔ دائماً خنکی شب ماہ ایام بہار کی رات دن رہتی تھی اور دائماً حضرت ممدوح کو ناخن بریدہ اور رموئے مبارک کیوں صاف دیکھے اور ہر روز ارشاد جناب موصوف کا مکتوب لعاب صحیفہ بیان صابری میں تحریر کر دیتے تھے۔ اور جو احوال قابل تحریر مکتوب نطاب فردوس الوجوب کے ہوتا تھا۔ اس کو بھی روزمرہ درج فرما دیتے تھے۔ اور اس عرصہ میں جس قدر حضرات اولیاء ہمعصر حاضر آیندگان مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ وصال قریب پہنچا۔ ان حضرات والاصفات نے اپنے اپنے مکاتیب مندرجہ احوال معائنہ خود حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بدست ابدال یا اپنے اپنے خلفاء کے پہنچا دیتے۔

اشعار مؤلف

شمس فرماتے ہیں میں اُس جا رہا	خدمت مخدوم میں تنہا رہا
کوئی شب ایسی نہ دیکھی اور نہ روز	آتش قہری ہوئی جلوہ فروز
گاہ گہہ بجلی کڑکتی سی یہ زور	رعد کا سا گاہ ہو جاتا تھا شور
سال دو ماہ میں گاہ مخدوم العلاؒ	عرش بالا سے ہوئے فرش آ
بعد تعلیم کو انف باطنی	مجھ سے فرماتے بطرز دلبری
شمس! کوئی گولری گولر کی لا	تا ادا ہو سنت خیر الورٰی
گاہ لب سے گولری کو داب کر	تھوک دیتے تھے اُسے پھر زود تر
شد دم افطار فرماتے تھے یہ	بر زبان یکبارگی لاتے تھے یہ
شمس! بندے کا طریق افطار ہے	کھانے پینے سے خدا بیزار ہے
کھانا پینا خاص آدم کا ہے کار	کھانے پینے سے بری ہے کردگار

بعد اس گفتار کے حضرت شتاب
جلوہ یا ہُو سے ہو کر چہرہ تاب

عالم ہُو کو چلے جاتے تھے بس
سیر مُتھی فی الفور فرماتے تھے بس

سیر گلزار ہویت تھی پسند
خوش نہیں آتا تھا یہ گلزار بند

میں بھی اس ارشاد عالیجاہ سے
اس شراب لِی مَعَ اللّٰہِ گاہ سے

مست ہوتا تھا کلام شاہ سے
اُس سے رنگین طبیعت خواہ سے

اس روش پر میں رہا واں پر مقیم
خدمت شاہ دو عالم میں قدیم

جب نماز خمس کا وقت آئے تھا
جانب ناسوت میں آجاتے تھا

کلمۂ آذانِ وقتی بر زبان
بر طریق راستان و پاستان

جس گھڑی کرتا ادا بہر نماز
از پئے آداب عبدیت طراز

شاہِ عالم عالم ہُو سے شتاب
جانب آداب آتے چہرہ تاب

شاہ فرماتے بطورِ دل پسند
بر زبان لاتے یہ لفظِ ارجمند

یہ نماز از بس خوش آتی ہے مجھے
جانب دربار لاتی ہے مجھے

شمس اتیری سن کے بانگ دلنواز
چھوڑ دیتا ہوں ہویت گاہ راز

اُس حضور تام کی سرکار کو
چھوڑ کر آتا ہوں یاں دربار کو

جب کہ نیت کر کے شہ پڑھتے نماز
بر طریق عجز و بر طرز نیاز

کلمۂ تکبیر کہتے ہی جناب
کرتے اس کلمہ سے حضرت انتساب

جو حضوری لوگ ہیں وقت نماز
دیکھتے ہیں اُس تجلی کا طراز

جلوہ بین فات کو بانگِ صلوٰۃ
کھینچ لاتی ہے بدربار صفات

کیا عجب ہے حاضر ہوں کو حضور
گہہ حضور، اور گاہ دربار سرور

جذب سے آجاتے ہیں سوئے سلوک
بہر دارولبت دربار ملوک

یہ شہادت منزل صورت سرا
ہے حجاب صورت معنی نما

یہ تجلی ہے تجلی نفی
کون سمجھا ہے اسے غیر از ولی

احمدی دربار ہے یہ بالیقین
چاہیئے اس وقت میں سر بر زمین

ہیں یہ پانچوں وقت دربار نظام — خدمت اس دربار کی ہے فرض عام

عبد کو آداب عبدی ہے ضرور — خوش نما ہے اَنْتَ رَبِّیْ کا حضور

اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُکَ مدام — پڑھتے ہیں رشد و امامت کے امام

جب نمازی وقت آتا ہے حسنؔ — انت ربی یاسین عبدکَ سمن

ہاں مجانب ہے ہویت کا حضور — پر یہ صورت گہ ہے دربار سرور

غیب گاہ ہو تو خلوت گاہ ہے — یہ شہادت گاہ جلوت گاہ ہے

نظم اس کا ہے حقیقت کیش کو — انتظام اس کا ہے سر درویش کو

یہ حسن گلشن سرائے ہوش ہے — یہ بہارستان چشم و گوش ہے

چاہیئے پڑھنا نمازیں اے حسنؔ
تاکہ خوش ہوئے شہنشاہِ زمنؔ

احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے حبسِ کبیر ادا فرمانے کا بحکم حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نقاب قدوس الوجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ انیسویں ماہ محرم سنہ ۶۸۴ ہجری کو بروز چہارشنبہ وقت اشراق کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے درخت گولر کے پاس سے حسب معمول قدیم جائے اقامت پر تشریف لے جاکر قیام فرمایا۔ اور زمین پر نگاہ ڈالی معاً نورِ سرخ مثل یاقوت کے اُس زمین محدودہ محفوظہ میں سے کہ جس قطعہ زمین کو حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے روز شروع شرر افشانی آتشِ قہر کے امن عطا فرمائی تھی۔ نکلنے لگا اور تا بہ آسمان محیط ہو گیا۔ اُس وقت حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "شمس الدین! آج سے تم واسطے چھ سال کے حبس کبیر میں مقید ہو جاؤ۔ اور ایک قبر عالم ناسوت کی طرح پر تیار کر لو۔"

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ "حضرت! یہاں پر سامان قبر کے تیار کرنے کا موجود نہیں ہے۔" حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ

اللہ علیہ نے اپنی پشت کے پیچھے انگشت شہادت دست راست سے زمین پر اشارہ خط فرمایا۔ سایہ انگشت شہادت حضرت موصوف کا جائے اقامت سے پس پشت کو نو قدم کے فاصلہ پر بمقابلہ جائے اقامت اور درخت گولر کے جا کر پڑا۔ اسی وقت زمین شق ہو گئی۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین! اس شق زمین میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ بموجب حکم کے اس شق زمین میں کہ نہایت عمیق گویا عالم ثانی تھا تشریف لے گئے۔ جا کر دیکھا کہ ایک قبر مثل عالم ناسوت کے تیار ہے اور علیم اللہ ابدال اُن حضرت کے منتظر ہیں۔ جب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف قبر میں بیٹھ گئے۔ علیم اللہ ابدال نے ایک آفتابہ آب سرد کا بھرا ہوا اور دو نانِ نخود دجو بقدر پانچ رطل کے پاس رکھ دیں۔ اور عرض کیا کہ جب کبھی خواہش طعام کی ہو تو اس نان میں۔ اور اگر خواہش پانی کی ہو تو اس آفتابہ میں نوش فرما لینا۔ اور تختہ ہائے سنگِ سُرخ بیش قیمت نہایت عجیب و غریب سے قبر کو بند کر دیا۔

فقیر شاہ محمد حسن صابری مولف کتاب گزارش کرتا ہے کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب فردوس الوجوب میں معاملات چھ برس کے حبس کبیر کے مع جملہ تعلیمات مفصل تحریر فرمائے ہیں۔ اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث نے مکتوب نطاب اسرار القرشی میں معاملات چھ ماہ حبس کبیر کے مع جملہ دقائق تعلیمات مفصل تحریر فرمائے ہیں۔ اور حضرت جناب مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق زندان پیر نے مکتوب نطاب "منہاج الواحدین" میں معاملات چھ ماہ حبس کبیر گل مدگل کے مع جملہ نکات تعلیمات مشاہدات مفصل تحریر فرمائے ہیں اور اس روز سے اس خاندان فیض بنیان منبع العرفان میں بموجب احکام علی التواتر کے یہ دستور ہے کہ جب طالب کو خلیفہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولو العزم و المرتبہ کرتے ہیں۔ اوّل اُس کو واسطے

گیارہ روز کے قبر میں بٹھلا کر تعلیمات نکات و دقائق معاملات اور مشاہدات من و عن بہ تفصیل و تشریح ہر ایک امر کے مطلع کر دیتے ہیں۔ بموجب تفصیل اُس تعلیم کے شاغل کو معائنہ اور محاصلہ مراتبات سمیع بصیر علیم کا ہو جاتا ہے۔ اور حصول اس وقت عزیبہ اور قدرت عجیبہ کیفیت باطن کا بھی لوازمات مستلزمہ مرتبہ شہنشاہی ولایت اس سلسلہ عالیہ سے ہے۔ چنانچہ حضرت قبلۂ کونین و کعبۂ دارین پیر دستگیر حضرت شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد نے اس کفش بردار مولف کتاب ہذا کو بھی حسب معمول گیارہ روز میں فیضیاب فرما کر بنظر بندہ نوازی واسطے دوام کے اجازت فرمائی ہے۔ کہ شب کو تین پہر اور دن کو دو پہر فقیر اس شغل سریع التاثیر میں مصروف رہتا ہے۔ اور بطفیل کفش برداری اپنے حضرت پیر و مرشد ممدوح کے ترقی کیفیت روز افزوں کا مذاق حاصل کرتا ہے۔ خدائے عزوجل جس خدا دوست کو ہمت اور توفیق عطا کرے۔ شاغل ہو کر معائنہ کر لے۔

اشعارِ مؤلف

شمس مخدومی بفردوس الوجوب — شاہ کا لکھتے ہیں یہ احوال خوب
سن شش صد و شصت و چارم غلام — تا صد و شاد و شش صد چار تمام
خدمت عالی میں تھا میں سربپا — کفش برداری میں رہتا تھا کھڑا
سال ششم تھی وہ خدمت گاری کی — اس غلام بندۂ سرکار کی
الغرض اک روز صد فرحت نگار — نور یاقوتی ہوا صورت نگار
نور سرخ اس روز یاقوتی شرار — جلوۂ یاقوت بخشے تھا ہزار
شاہ عالی جاہ فرمانے لگے — بندۂ درگہ کو سمجھانے لگے
شمس ہا تو شش سال کر جیس کبیر — جلد ہو شغلِ سپاہنہ کا اسیر
قبر اک تیار کر با صد طراز — بیٹھ جا اُس قبر میں با صد نیاز
راز مخفی تا کہ کھل جاوے تجھے — حضرتِ اللہ مل جاوے تجھے

عرض کی میں نے کہ اے شاہِ جہاں — آ کہ کندیدگی اس جا کہاں
جانبِ پشتِ مبارک شاہ نے — شاہِ عالی عارف باللہ نے
اپنی انگشتِ شہادت سے شتاب — بر زمیں اک خط کیا صد نور تاب
وہ زمین مسعود تا ہفتم زمین — شق ہوئی مانندِ قعرِ دل نشین
شہ نے فرمایا کہ جا کر بیٹھ جا — اس زمینِ شق کے اندر بیٹھ جا
میں بفرمانِ جناب ذوالوقار — غار کے اندر گیا شادی بکار
دیکھتا کیا ہوں وہاں اک قبر ہے — صاف تر منزل سرائے صبر ہے
وہاں حلیم اللہ ابدال سلیم — منتظر میرا ہے بر رسمِ قدیم
میں نزدیِ قبر میں بیٹھا بشوق — با ہزاراں کیف و با صد شوق و ذوق
پاس میرے رکھ دیا اس نے شتاب — نان دو اور ایک آفتابہ پر آب
کہہ دیا گر شوق ہوا اے شمس دیں — اے غلامِ بادشاہِ ذوالمتیں
پارۂ نان جرعہ آب بے نوش — سالِ شش در شوقِ حق باشی بجوش
پیر حلیم اللہ نے پڑھ کر درود — رکھ دیے بس تختہ ہائے سنگ زود
تھے وہ تختے پارۂ یاقوت کے — تھے وہ تختے جلوۂ لاہوت کے
تھے وہ تختے جلوۂ زیب سرمدی — تھے وہ تختے نورِ پاک احمدی
تھے وہ تختے گل فروشِ نورِ حق — تھے وہ تختے جلوۂ زیب طورِ حق
تھے وہ تختے نسبت صابر بکار — تھے وہ تختے راز دار کردگار
تھے وہ تختے مشعل افروز ہدیٰ — تھے وہ تختے راز در رازِ خدا
الغرض تا سال ستہ شمس دین — محو حق بیٹھے رہے زیرِ زمین
حضرت شمس اور جلال الدین نے — نورِ حق شاہ جلال آئین نے
شاہ عبدالحق تجلی بخش دیں — گل بہ گل شش سر رہے زیرِ زمین
رازِ جمع الجمع کے اجمال کا — فرق بعد الجمع کے احوال کا
لوحِ محفوظی کی سب تحریر کا — حاملانِ چرخ کی تقریر کا

سب صفات سلبی و ایجاب کا | جلوہ ستر ہویت تاب کا
جلوہ تجلیس کا تقدیس کا | عالم تشبیہ کا تنزیہ کا
عالم غیبی کا مخفی و عیاں | تینوں حضرت نے لکھا ہے سب بیاں
اس طریقہ کا ہے یہ رسم سلوک | دیکھتے ہیں جس کو سرگرم سلوک
شغل موصوفہ بتاتے ہیں اسے | خواب امکاں سے جگاتے ہیں اسے
راز سے آگاہ کرتے ہیں اسے | نور ہو سے ماہ کرتے ہیں اسے
یہ فقیر مست نور کبریا | روز گیارہ قبر میں بیٹھا رہا
حضرت شاہ امیر نام نے | پیشوائے قبلۂ آنام نے
جب بروز یازدہ بھیجا پیام | اٹھ حسن بس ہو چکا مطلب تمام
کان میں پہنچی ندائے دل پذیر | کام تیرا ہو چکا اے خوش ضمیر
ہو چکا اب تو طریقت کا امام | کام تیرا ہے خلائق کا نظام
سن صدائے حضرت شاہ اجل | میں مکان تنگ سے آیا نکل
خدمت حضرت میں جاکر شاد حال | حال گیارہ روز کا لایا باقبال
غیب سے جو کچھ ثمر پایا وہاں | من و عن اس کا کیا میں نے بیاں
جب بیاں میں کر چکا سر وجوب | سر مخفی ہائے علام الغیوب
حضرت مرشد نے فرمایا حسن | تو ہے انوار ولایت کا چمن
دو دوگانہ شکر کے پڑھ لے شتاب | تو ہویت سے ہوا اب بے حجاب
بے تکلف کر امامت کا نظام | رشد کا دے کو بھر بھر کے جام

خلق کو اب تو ہدایت کر حسن
جام وحدت کا پلا بھر بھر حسن

احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمتہ اللہ علیہ کے حبسِ کبیر سے بحکم حضرت مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے باہر آنے کا

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت مکتوب نطاب فردوس
الوجوب میں بموجب بیان علیم اللہ ابدال کے تحریر فرماتے ہیں کہ بعد مرور عرصہ چھ برس
کے بتاریخ نویں ماہ صفر ۶۸۹ ہجری کو روز جمعہ وقت عصر کے بادشاہِ دو جہاں
مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمتہ اللہ
علیہ نے بہ خبر باطن علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ شمس الدین کو حبس کبیر میں سے بلا لاؤ
بموجب حکم کے علیم اللہ ابدال نے غار میں گھس کر برسرِ قبر درونی غار سات مرتبہ مجھ کو
آواز دیا تو میں اس آواز کو سمجھا کہ یہ آواز ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' کا ہے۔ میں
''قَالُوْا بَلٰی'' کہنے لگا پھر علیم اللہ ابدال نے سات مرتبہ مجھ کو آواز دیا۔ اس
وقت میں سمجھا کہ اب حکم ''فَاسْجُدُوْا'' کا ہو رہا ہے۔ میں سجدہ ادا کرنے لگا۔ پھر
علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا تو میں سمجھا کہ یہ آواز ''کُنْ'' کا ہے۔ پھر
علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا تو میں یہ سمجھا کہ اب ''وجوب'' ہے
پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا۔ اس وقت میں یہ سمجھا کہ اب
عالم ارواح سے میں برزخ صغرا میں آیا۔ پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ
آواز دیا تو میں سمجھا کہ عدم سے وجود میں ابھی آیا ہوں۔ پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات

مرتبہ آواز دیا۔ اس وقت میں یہ سمجھا کہ کوئی کسی کو پکارتا ہے پھر علیم اللہ ابدال نے
مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا تو میں یہ سمجھا کہ کوئی شخص شمس الدین تیرے پاس ہے اس کو
کوئی شخص پکارتا ہے۔ پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا تو میں نے
آنکھیں کھول کر دیکھا اور آواز دیا کہ "تو کون ہے اور کس شمس الدین کو پکارتا
ہے؟ اور تیرا مقصد کیا ہے" ؟ علیم اللہ ابدال نے متحیر ہو کر حضرت بادشاہ دوجہاں
مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں
واپس جاکر عرض کیا کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کو میں
نے اس قدر آواز دیئے اور ان حضرت پر احوال مفصلہ بالا گزرا۔ اب نو بار کے
آواز دینے میں حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا ہے کہ "تو کون ہے اور کس
شمس الدین کو پکارتا ہے۔ اور تیرا کیا مقصد ہے؟"

حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا علیم اللہ! یوں جاکر کہو۔ کہ صابر کے شمس ارضی کو
بحکم مخدوم بلاتا ہوں" علیم اللہ ابدال نے بموجب ارشاد حضرت ممدوح کے مجھ
کو پکارا۔ اس وقت میں نے سمجھ کر جواب دیا کہ مجھ کو پکارتے ہو؟ علیم اللہ ابدال نے
تختہ قبر کا اٹھایا۔ میں نے آدھی روٹی نخود وجو کی اور آدھا آفتابہ پانی کا جو مجھ
سے بچ رہا تھا علیم اللہ ابدال کو مرحمت کیا۔ اور جس راستہ سے کہ میں شق زمین کے
نشیب میں گیا تھا۔ اسی راستہ سے میں باہر آیا اور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین
علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو جائے اقامت پر کہ جہاں
اب مزار مقدس ہے رُو بہ قطب دو زانوں بیٹھا ہوا دیکھا۔ الٹا ہاتھ بموجب معمول
پکڑے ڈالی درخت گولر کے مٹھی بند اوپر کو تھا۔ اور سیدھے ہاتھ کی انگشت
شہادت حسب دستور مٹھی بند اوپر قطب کے علم تھی۔

اشعارِ من نتائج افکارِ مؤلف

شمس دیں شش سال بیٹھے غار میں
گل و زشتی کے رہے گلزار میں

الغرض تیس سال شمس آگاہ کو
بندۂ درگہ علیم اللہ کو

حضرت مخدوم نے بھیجا کہ جا
پاس میرے شمس کو میرے لیے آ

جب علیم اللہ آئے قبر پہ
قبر پہ آ کر کہا اے خوش بشر

سات بار آکر پکارا اے فتا
بار ہفتم میں یہ سمجھا یہ صدا

ہے یہ آوازہ "الستی" دل کشا
سن کے میں کہنے لگا "قالو بلیٰ"

پھر دیئے ابدال نے آواز سات
تب میں سمجھا تھا سجود کی ہے بات

جلد سے میں نے وہاں سجدہ کیا
حضرت صابر کا میں بندہ بنا

پھر دیئے آواز سات ابدال نے
تب خبر بخشی رجبی حال نے

پھر علیم اللہ پکارا سات بار
برزخ صغرا کی تب دیکھی بہار

پھر دیئے آواز سات اس ماہ نے
اس علیم اللہ خدا آگاہ نے

تب سمجھ آئی کہ ہے نوشہود
میں عدم سے آگیا سمت وجود

پھر پکارا سات بار ابدال نے
نام میرا لے کے اس خوشحال نے

تب میں سمجھا کسی کو کوئی مرد
یاد بس کرتا ہے باآواز درد

پھر علیم اللہ بذکر و را شمار
شور میں لایا صدائے خوشگوار

تب میں سمجھا شمس کوئی پاس ہے
جانب چپ یا بدست راست ہے

جب کہ یہ رتبہ گیا نہ بار کو
سن کے اس بار نہم تکرار کو

تب کہا میں نے کہ اے مرد خدا
کون تیرا شمس ہے مجھ کو بتا

کون تو ہے کس کو کرتا یاد ہے
ہے ملک تو یا کہ آدم زاد ہے

کیا غرض ہے کس لیے آیا یہاں؟
تیرے دل میں جو کہ ہے لا بر زباں

تب علیم اللہ حیرت کیش ہو
پاس حضرت کے گیا دل ریش ہو

جاکہا حضرت سے حضرت کیا کہوں | میں بیان شمس دین سے گنگ ہوں
میں باعداد شمار دال و سین | دیر تک کہتا رہا اے شمس دین
شمس دین نے مجھ کو پہچانا نہیں | خادم درگہ کو جانا نہیں
شاہ نے تقریر سن ابدال کی | بات سنکر شمس دین کے حال کی
یہ کہا ابدال سے اے ابدال جا | شمس کو تو پاس تک میرے لے آ
یہ کہو جاکر کہ اے شمس زمین | اے سراپا محو ذات ذوالمتین
آج تجھ کو شاہ خوش آئین نے | یاد فرمایا علاؤ الدین نے
جب سمجھ آئی علیم اللہ ہے | بندۂ درگاہ حق آگاہ ہے
اس کو بھیجا ہے ہمارے شاہ نے | حضرت بابا کے مہر و ماہ نے
تختۂ سنگین کو جلدی سے اٹھا | قبر سے اپنے کو لبِ باہر کیا
نصف لوٹا آب کا اور نصف نان | وہ جو میرے پاس تھا لاکھا اس آن
دے دیا میں نے علیم اللہ کو | اس سفیر دو جہاں کے شاہ کو
آن کر دیکھا جو خدمت گار نے | شاہ کو اس بندۂ دربار نے
ہیئت اقدس سے بیٹھے تھے بکار | محو ذات ساذج پروردگار

شمس دین شمس ہدایت ہیں حسن
جلوہ سطور ولایت ہیں حسن

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ باب ارشاد وصیت حضرت سلطان بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کالعبارت مؤرخہ مکتوب نقطاب صحیفہ بیان صابری سے تحریر کیا جاتا ہے۔ اس واسطے حضرات قاریان اور سامعان اس کتاب حقیقت گلزار صابری کی خدمت میں اطلاع کر دینا اولاً ضرور ہے کہ اس ارشاد کی حسن عبارت پر توجہ نہ کریں۔ اس واسطے کہ عبارت حال کی مثل عبارت قال کے رنگینہ نہیں ہوتی ہے اس کلام معجز نظام معائنہ ہیبت حق اور حصول ذات مطلق کا متصور تو ہے بلکہ حضرات اہل طریقت کو باعث پابندی و آداب طریقت کے ضرور ہے کہ اس عبارت حالی کو کسی طرح کی بے ادبی کے ساتھ ملاوت نہ فرمائیں۔

احکامات وصیّت آمیز حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اور سوالات حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب فردوس الوجوب میں اور مکتوب نطاب صحیفہ بیان صابری میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد فراغ حبس کبیر حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر آداب بجالائے۔ اور قدم بوس ہو کر پس پشت مبارک بادب ایستادہ ہو گئے۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ اے شمس الدین! بیٹھ جاؤ! حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض شاہِ ولایت پس پشت بادب بیٹھ گئے۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بطور وصیت کے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین بابا تم شہر آمیر کو جاؤ۔ وہاں پر علاؤ الدین غوری قلعہ آمیر سے لڑ رہا ہے۔ اور اس سے قلعہ فتح نہیں ہو سکتا ہے۔ اور تمہاری انگلی اٹھانے سے برج قلعہ کا زمین میں بیٹھ کر قلعہ فتح ہو جائے گا لیکن وہی دن ہمارے اس عالم سے رحلت کرنے کا ہے۔ یعنی وحدت طرف احدیت صرفہ کے راجع ہووے گی۔ اور ۶۹۰ھ ہجری سے لغایتہ ۹۰۰ھ ہجری احدیت صرفہ مرتبہ واحدیت میں طرف عالم ناسوت کے راجع ہوتی رہے گی۔ روز چہار شنبہ بعد نماز ظہر تیرہویں

ربیع الاول ۶۹۰ ہجری کو معاملہ ہوگا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے عرض کیا کہ۔ غلام کو حضور انور کا کیوں کر علم ہوگا حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ۔ روز چہار شنبہ کا تمام ہو جائے گا جب شب پنجشنبہ کی کی آوے گی تو باد تند اور سرد اس قدر چلے گی کہ سب روشنی تمام لشکر کی سرد ہو جائے گی۔ بلکہ آگ بالکل باقی نہ رہے گی۔ اس وقت بادشاہ تیرے پاس آوے گا۔ روشنی تیرے چراغ کی دیکھ کر کہ فقط اس روز تیرا ہی چراغ روشن ہوگا اور تمام عالم کے چراغ گل ہوں گے۔ یہ علامت قوی تیرے علم ہو جانے کی ہے صبح کو روز پنجشنبہ کا ہوئے گا۔ تو انگلی طرف قلعہ کے اٹھا دے گا قلعہ فتح ہو جائے گا۔ اور علیم اللہ ابدال کو تیری خدمت میں مقرر کیا جائے گا۔ یہ ابدال ہمارے جد امجد حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ سے چلا آتا ہے۔ تیرے پاس رہا کرے گا۔ تمام عالم کی خبر رسانی کرتا رہے گا۔ اور تجھ سے ایک قلندر ہوگا اور اس قلندر سے ایک مخدوم ہوگا۔ ہفتم درجہ کا اور علیم اللہ ابدال کی وفات مخدوم ہفتم درجہ کے ہو رہے گی۔ اور بعد وفات پھر کوئی ابدال کسی کی خدمت میں نہیں رہےگا۔ سوائے محدد کے"

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے عرض کیا کہ حضور انور کو غسل کون دے گا؟ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین! غسل تم کرو گے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے عرض کیا کہ حضرت! پانی کہاں سے آئے گا" حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ۔ پانی ہمارے جسم کے قریب ہوئے گا طرف چپ کے ایک چشمہ آب کوثر سے آجائے گا۔ تم غسل کر دینا۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے عرض کیا کہ حضور انور کے جسم مطہر کو ہاتھ لگاؤں یا نہیں اور پانی جسم مطہر پر کیونکر ڈالوں؟

حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ ہرگز مت لگانا۔ جو تیرے قلب میں خیال ہوئے گا
ویسا ہی جسم ہو جائے گا۔ پانی کو ویسے سے اپنے ہاتھوں سے ڈال دینا۔
حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے
عرض کیا کہ کفن مبارک حضور انور کا کون سے پارچہ کا ہو وے۔ سفید ہووے یا
کسی طرح کا انقلاب لون ہوئے۔ اور خوشبو کیسی کفن منور کو لگاؤں یا نہیں؟"
حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "کفن تم کو جیسے پارچہ کا میسر ہووے تم اپنے
پاس سے دینا اور لون اس کا گل ارمنی سے ہوئے جو کہ میں نے عالم حیات میں پہنا ہے
اور عمامہ میرے شیخ کا سر پہ باندھنا اور خرقہ میرے شیخ کا جو وقت عطائے خلافت
مرحمت ہوا ہے میرے سر پر رکھ دینا کہ رجال الغیب پہنا دیں گے۔ اور خوشبو کی
کچھ حاجت نہیں۔ ملائکہ آسمان سے خوشبو کافور اور الائچی کی بہشت سے لے آئیں گے
کہ تمام عالم ناسوت سے ملکوت تک معطر ہو جائے گا۔
حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض
کیا کہ "حضور انور نے ہاتھ لگانے کو منع فرمایا۔ کفن مبارک کیوں کر پہناؤں گا اور جو خرقہ
کہ حضور انور کے جسم مبارک پہ ہوئے گا اس کو کیا کروں اور کیسے جسم منور سے اتاروں"؟
حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ کفن کو تیار کر کے ارادہ قلب میں کرنا
تصور سے ویسا ہی ہو جائے گا۔ اور خرقہ بھی تیرے ارادہ کے تصور سے علیحدہ ہو جائے
گا۔ لیکن اس خرقہ کو چار تہہ کر کے اوپر پھر کے ہاتھ سے رکھ دینا۔ اور اوپر سے کفن کا
ارادہ کرنا کفن تمام تیرے تصور سے میرے جسم پہ تیار ہو جائے گا جب تک کہ تو
ارادہ کرتا رہے گا۔ میرے غسل کا اور کفن کا۔ اور خرقہ کے تہہ کرنے کا اور اوپر پھر کے
رکھنے کا آنکھ اپنی ہرگز مت کھولنا۔
حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ

نے التماس کیا کہ ، نماز جنازہ حضور کی کون پڑھے گا مجھ کو علم ہوجائے ، حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ، یہ امر وقت پر ہوجائے گا اور وہ نماز از روئے باطن سے ہوگی ۔ اور تجھ کو علم آجاوے گا ۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ ، مدفن حضور کا کہاں پہ ہوئے گا اور تختے کون لاوے گا ۔ اور آپ کو قبر میں کون اتارے گا اور تعمیر قبر کی پختہ ہوئے گی یا کہ خام ؟ حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ ، مدفن ہمارا ابرار جسم کے ہوئیگا ۔ اور قبر میری رجال الغیب کھودیں گے اور قبر میں مجھ کو مجدد اس زمانہ کا اتارے گا ۔ اور وہی تعمیر بھی کرے گا ۔ زیر و بالا میں دودعہ کے فرق سے پختہ اور تختہ جمال الدین ابدال جنات سے منگوائے گا ۔ لعذا دے سنگیں ہوئیں گے مثل زعفران کے اور جو مٹی کہ ہمارے جسم کے نیچے کی ہوگی نیم ور کھود کہ علیحدہ کرے گا ۔ اور مہر کے نیچے کی مٹی مجدد زمانہ کا مع پارچہ خرقہ ہمارے کے اپنے پاس رکھے گا بطور تبرک کے اور جو کوئی اس سے مرفوع الاجازت ہوئے گا ۔ اور اس کو دے گا ایسا ہی روز قیامت تک چلا جائے گا ۔

اور تم کو شاہ ولایت کیا ہفت اقلیم کا بغیر تمہارے کوئی ولی نہیں ہوئے گا ۔ اور تمہارا خط جس کی پیشانی پہ ہوجائے گا ۔ پھر میری مہر اور غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا قدم گردن پہ عالم مثال میں اور عالم معاملہ میں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے عرض کیا کہ حضور انور کو دفن نہیں کروں گا ۔ لیکن اگر اس عالم میں زندہ ہوؤنگا ۔ ساتھ جسم کے کبھی صبر نہیں آوے گا ۔ کہ میں دفن میں شریک نہ ہوؤں ۔ اور حضور وہ کون مجدد ہووے گا ۔ اور کیا زمانہ ہووے گا ۔ اور میرا نہ ہونا کس سبب سے ہے یہ کہہ کر حضرت خواجہ صاحب موصوف آہ و زاری کرنے لگے ۔

حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الفلاح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اور دست شفقت اپنا سر پہ رکھا کہ شمس الدین شاہ ولایت جمالِ صفات اس مجدد کا زمانہ ۱۰۰۹ سنہ ہجری میں ہوگا

اولاد وہ مجدد ہوئے گا طریقۂ صابریہ کا اور طریقۂ حنفیہ کا۔ یعنی علوی اور مجدد کل سلاسل کا۔ اور وہ اولاد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہوئے گا۔ اگر ہم شمس الدین تجھ کو چاہیں تو رکھ سکتے ہیں۔ جیسے شاہ محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب ابھی تک زندہ ہیں اور آئندہ کو اور بھی زندہ رہے گا۔ میرا بھی وہ اخبار نویس ہے اور سب کا اور شاہِ ولایت کا مرتبہ بڑھ کر رہے گا اور مجدد کا کم رہے گا۔ اگر تجھ کو مجدد ہونا منظور ہے تو کر دوں؟

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو صبر آگیا۔ مگر عرض یہ ہے کہ جسم مبارک حضور پُرنور کا اس جگہ تنہا بغیر برزخ صغرا یعنی قبر شریف کے کیوں کر قائم رہے گا؟

حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ہے شمس الدین بابا! یہ فقیر صاحب نفاس دم تصوری قیومی روحی کا ہے جس کا باعث فقیر کا جسم زمین پر بغیر دفینہ درمیان دو سنگ سُرخ کے قائم رہے گا اور وہ دو سنگ سرخ سرہانے مزار میاں امام الدین صاحب کے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اوّلین الارواح رحمۃ اللہ علیہ نے رکھوا دیئے ہیں۔ شمس الدین بابا! تو بھی جا کر ان سنگ سُرخ کو دیکھ آ۔ لیکن ہاتھ ان کو مت لگانا۔ کیوں کہ ان کی نگہبانی کو وہاں جنات معین ہیں اور سوائے علیم اللہ ابدال کے دوسرے شخص کو ان سنگ سُرخ کو ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ بعد وفات کے دونوں سنگ سُرخ علیم اللہ ابدال لاکر میرے جسم کے اوپر مثل قبر کے رکھ دے گا۔ یعنی ایک سنگ دست راست کو اور ایک سنگ دستِ چپ کو کھڑے کر دے گا۔ اور ہر چہار طرف سے مٹی لگا دے گا۔ اور میرے سوراخ بائیں جانب کھلا رہے گا۔ اس میں سے خوشبو چھڑکی جاوے گی۔ اور میرے سلسلہ کا مجدد جو اولاد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ میں سے ہوگا۔ اگر نمازِ جنازہ بھی دوبارہ پڑھے گا جو کہ ظاہر و باطن سے ہوگی۔ اور میرے جسم کا دوبارہ دفینہ کرے گا۔ اور وہ میرے جسم کے

ساتھ میرے حضرت شیخ کی سنت ادا ہوگی اور اس مجدد اولاد میرے ظاہر و باطن کی وارث ہوگی اور ساہر باطن سے میرا سلسلہ جاری ہوگا۔ اور ظاہر والوں سے کچھ نہ ہوگا۔

بعدہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت نے عرض کیا کہ ۶۹۰ھ سے ۹۰۰ھ تک حضور کے یہاں پر کیا حال ہوگا۔ اور کوئی شخص حضور کے جسم اطہر کے پاس حد محدودہ میں آوے گا یا نہیں؟

حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ بعد تیرے جنازہ پڑھنے کے فقیر کے قریب کوئی نہیں آوے گا لیکن وہ جو مخدوم ہفتم درجہ کا تیرے قلندر سے ہوگا۔ وہ میرے پاس آوے گا۔ واسطے توشہ مجدد کے مجھ سے لے جاوے گا۔ اور ایک شاخ سبز میری بالائے ناف بحکم میرے رکھ جاوے گا۔ وہ شاخ مجدد کو دی جاوے گی۔ اور وہ روز قیامت تک سبز رہے گی۔ اور وہ مجدد اس شاخ کو دفن کرے گا اوپر تربت ہفتم کے۔ اور اس بیان کو مکتوب نقاب صحیفہ بیان صابری میں تحریر کر لے اور اس ہمارے مکتوب نقاب کو جو تجھ سے قلندر ہوئے گا۔ اس کو دینا۔ اور وہ مخدوم ہفتم درجہ کو دے گا۔ اور وہ تا مجدد چلا جاوے گا اور ہمارا حال مجدد سے ملے گا اور ہر زمانہ میں مجدد میرے خاندان میں ہوگا۔ اس سے تمام حال جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے تا اس مجدد تک دریافت کرتے ہیں۔ اور شمس الدین شمس الارض مجدد کی تعریف یہ ہے کہ مجدد کو حال زمانہ ماضی اور حال اور استقبال کا باطن سے سند لسند معلوم ہوتا ہے اور اسکے پاس سند صحیح ہر ایک طرح کی موجود ہوتی ہے اور جو کوئی مجدد کے زمانہ میں اس مجدد سے تعلیم دریافت نہیں کرے گا۔ وہ داخل خاندان میرے کا نہیں بلکہ کسی خاندان میں نہیں۔ اور مجدد سے احوال ظاہر و باطن متقدمین کا دریافت کرنے سے اور - - - - - - - - - - اس کے بیان سے عارف کامل ہو جاتا ہے۔ ہر مجدد کے زمانہ میں سب لوگ جمع ہوا کرتے ہیں۔ اور تعلیم لسانی اس کی سے من وعن بہرہ مند ہوا کرتے ہیں۔ اور اجازت ارشاد اور افکار اور اشغال اور اذکار اور اسرار اور اوراد تلاوت سیف اللہ جبروتی اور سیف اللہ ملکوتی اور سیف اللہ لاہوتی اور سیف اللہ ناسوتی اور سیف اللہ معنوی اور سیف اللہ قیومی روحی کی حاصل کرتے ہیں اور معلوم کرنا اپنے زمانہ کے غوث اور قطب اور نقیب رقیب نجیب اوتاد۔ ابدال اور

حال مجدد سے معلوم ہوجائے گا۔ وہ صاحب دولت باطن کا وارث ہے"

بعد اتمام اس وصیت کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ تعلیمات کیفیت باطن کی ارشاد فرمائیں کہ وہ قابل افشائے عام نہیں صرف ایک تعلیم مجملاً برائے حاجت روائی خلق تحریر کی جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ "شمس الدین بابا! تو اپنا نام مع درود وہی کے اس ترتیب سے پڑھا کر لو۔ تیرے ارادے کے افعال کا ظہور ہوجایا کرے گا اور تیرے خاندان میں اس ختم کی برکت سے حاجت روائی عام وخاص کی ہوا کرے گی"

اور بعد اتمام تعلیمات حضرت ممدوح جائے اقامت سے اُٹھ بموجب معمول قدیم متصل درخت گولر کے تشریف لے آئے۔ اور کھڑے ہوکر بدستور سابق ڈالی مقررہ درخت گولر کی اُلٹے ہاتھ میں پکڑلی اور سیدھا ہاتھ بطور مرقوم الصدر برابر قلب کے تھا۔ اور انگشت شہادت مٹھی بند ہوکر علم تھی۔ تھوڑے عرصہ میں حضرت موصوف کو استغراق ہوگیا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت یہ حال مکتوب نطاب فردوس الوجوب میں تحریر کیا۔ اور ارشاد حضرت ممدوح کا اسی وقت تحریر فرما چکے تھے کہ ایک الفاظ کی کم وبیش تحریر میں نہیں ہوئی۔

تیسرے روز بتاریخ بارہویں ماہ صفر ۶۹۰ھ ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ قریب نماز چاشت کے علیم اللہ ابدال شق غار جلس کبیر میں سے باہر آئے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے علیم اللہ ابدال سے احوال چھ سال کا دریافت فرمایا۔ علیم اللہ ابدال نے بیان کیا کہ "بموجب حکم الہام باطن کے میں واسطے تیاری قبر وغیرہ سامان کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو اسی طرح پر بدستور تشریف رکھتے دیکھ کر روانہ ہوگیا تھا۔ اور بعد آپ کے جلس کبیر میں بیٹھ جانے کے بھی چھ سال کامل اسی طرح پر بدستور قدیم تشریف رکھتے دیکھا اور اس چھ سال کے عرصہ میں حضرت ممدوح نے اڑتالیس مرتبہ آپ کو اس طرح پر پکارا کہ "شمس الدین لقا اللہ اجب

ڈیڑھ مہینہ گزر جاتا تھا وقت صبح کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح پر نام آپ کا لے کر ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ سال میں آٹھ مرتبہ یہی ارشاد ہوتا تھا۔ میں نے ہر وقت شمار کیا ہے اور زیادہ اس سے کوئی حال میرے معائنہ میں نہیں آیا۔ بموجب قاعدہ کے میں اپنی خدمت پر بدستور مامور رہا۔

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ بموجب حکم مرقومہ مکتوب نطاب کربت الوحدت تصنیف حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب احدیت المعارف" تصنیف حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی شہنشاہ ہندالولی شفاعت امراور مکتوب نطاب "قربت الوحدت تصنیف حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی آولین الارواح اور مکتوب نطاب "سر العبودیت تصنیف حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ۔ اور مکتوب نطاب "صحیفہ بیان صابری" مندرجہ احکامات حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ۔ اور مکتوب نطاب "فردوس الوجوب" تصنیف حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت اور مکتوب نطاب "مقناطیس الوحدت" تصنیف حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی۔ اور مکتوب نطاب "دراسرار القرشی" تصنیف حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیرالاولیاء قلندر ثالث رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب "منہاج الواجدین" تصنیف حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب ردولوی زندان پیر اور مکتوب نطاب "تحفۃ الوحدت" تصنیف حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین و دیگر جمیع حضرات متقدمین اور متاخرین کی اطلاع اس دولت ارشاد فیض بنیاد کے نطور اعلان کی جاتی ہے کہ صاحبان خاندان جملہ سلاسل کے دولت باطن سے محروم نہ رہ جاویں

اندار شادِ تعلیم طریقت حضرت سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلم کا کہ یہی وسیلہ کامل حصول حاجات دارین اور وصول کیفیات کونین کا ہے مسدود نہ ہو جائے حضرات طالبان خدا دولت ذوق شوق اور حضرات واصلان خدا کیفیت وصال ذات سے دائما کامیاب رہیں کہ فلاحیت مخلوق کی کثرت وجود سراپا جود حضرات اولیاء پر منحصر ہے اور مختصر احوال تاثیرات ختم صابری کا یہ ہے کہ یہ ختم طالب صاحب مجاز مرفوع الاجازت اس خاندان کو تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ بہ مزاولت تلاوت بلا ناغہ اس ختم سریع التاثیر کے کفائے مہمات دینی اور قضائے حاجات دنیوی اس طالب صاحب مجاز مرفوع الاجازت کے داخلان سلسلہ اور دوستان ہم نشینان جلسہ کے رہتے ہیں۔ اور اگر واسطے کسی ہی اہم ضرورت کے چلہ بست و یک روزہ اس کا کیا جائے۔ بحالت فوت نہ ہونے کسی طرح کی شرط لوازمات تا وجب اس کے کے انجام اس مہم اہم کا بطور سہل الوصول اندر میعاد مذکورہ ہو جاتا ہے۔ فیضان تاثیر اس کے سے کوئی حاجت مند محرومِ مدعا نہیں رہتا:۔

اشعارِ دلپذیرِ مؤلف

حضرت شمس جہاں نے ہے لکھا
میں پس از کور لیش پس پشت جناب
شاہ نے مجھ سے کہا اے شمس دیں
میں ادھر سے اس طرف کو جاؤں گا
اب کوئی دن کا یہاں مہماں ہوں
اس شہادت کے چمن سے زود تر
حکم مجھ کو آ چکا اللہ کا
صابرا اب تم آؤ میرے پاس زود

حال یہ مخدوم کے ارشاد کا
شادماں بیٹھا یہ آئینِ صواب
اے تجلی بخش دیں شمسِ زمیں
نور وحدت سے احد ہو جاؤں گا
جانے والا جانب سبحان ہوں
حی میں ہے غیب الغیوبی کا سفر
آ گیا پیغام غیب آگاہ کا
چھوڑ دو پس چھوڑ دو ملک وجود

تو سر غیب کا سلطان ہے
کیوں شباہت کا وہاں پنہان ہے

قصہ کوتاہ چار شنبہ بعد ظہر
پڑھ چکوں گا جب نماز سعد ظہر

مہ ربیع اولین کی تیرہویں
میں چلا جاؤں گا بر عرش بریں

سن ششصد اور نود میں از حیات
ذات میں مل جائے گا یہ محو ذات

شمس اب تو جلد سے آمیر جا
جلد جا اب ہے یہی حکم خدا

شہ علاؤ الدین غوری ہے وہاں
قلعہ آمیر سے لڑتا بجان

عرض کی میں نے کہ حضرت کا حجاب
کس طرح معلوم ہوگا یہ جناب

شاہ فرمانے لگے شب آئے گی
روشنی لشکر کی گل ہو جائے گی

پاس تیرے آئیگا غوری شتاب
پابرہنہ سر کھلا دیدہ پُر آب

التماس فتح تجھ سے چاہے گا
تیری ہیبت سے ڈگمگا جائیگا

قلعۂ سنگین برج کوہسار
بیٹھ جائے گا کئی گز زیر غار

جان لیجو اس گھڑی شمس جہات
ہوئے گا وہ دن مرا روز وفات

اس علیم اللہ کو سمجھوں گا تب
تیری خدمت میں رہے گا روز و شب

یہ ہمارے جد امجد کا نظام
عمر سے کرتا رہا ہے صبح و شام

ہفت کشور کی خبر یہ لائے گا
تجھ کو عالم کی خبر پہنچائے گا

اور تجھ سے اک قلندر ہوئیگا
وہ قلندر مہر انور ہوئے گا

اس قلندر سے ہے اک مخدوم خلق
ابتدائے عمر سے معصوم خلق

درجہ ہفتم اُسے ہو گا عطا
ہوگا وہ مخدوم باسیف خدا

خدمت مخدوم میں رہوے گا یہ
پاس اس کے جاں بحق دیویگا یہ

بعد ازاں ابدال ابدالی بکار
اور کوئی ہوئے گا صورت نگار

اس طریقہ کے مجدد کا نظام
حکم سے تیرے کرے گا وہ مدام

عرض کی میں نے کہ حضرت غسل کو
کون سا ہوئے گا وہ مرد نکو

شہ نے فرمایا کہ شمس الدین پسر
ہوئیگا اس کار سے وہ بہرہ ور

آب غسل حضرت کہاں سے آئیگا
چشمہ کوثر فرشتہ لائے گا

بندہ درگہ نے پھر یہ عرض کی
آب دینی جسم پر کیوں کر ہوئی

یہ ہوا ارشاد اے شمس زمیں
ہاتھ میرے جسم پر رکھتا نہیں

جوکہ تیرے دل میں آویگا خیال
پائیگا میرا اسی صورت سے حال

عرض کی میں نے کفن کیسا بناؤں
پارچہ کیسے کا میں جامہ پہناؤں

یہ ہوا ارشاد اس کی قید کیا
جو میسر ہو تجھے اُس کا بنا

لیک ہو وہ ارمنی رنگت بکار
رنگ ہے میرا گلِ ارمن نگار

رنگ ارمن کا مجھے خوش آئے ہے
رنگ ارمن جان و دل بھائے ہے

حضرت بابا کا عمامہ بسر
باندھ دیجو سر پہ میرا اے پسر

عطر کافور و الائچی بہشت
میرے جامہ کے لیے ہے سرنوشت

پاس میرے جب ملائک آئیں گے
عطر کو وہ ساتھ ہی لے آئیں گے

عرض کی میں نے جنازے کا امام
ہوئے گا وہ کون سا فرخندہ کام

جوکہ اس دولت سے بہرہ پائیگا
علم اس کا وقت پہ آجائے گا

عرض کی میں نے کرے گا دفن کون
کون ہوئے گا وہ از مردان کون

مرد وہ مرد مجاہد ہوئے گا
عارف بے حد و با حد ہوئے گا

شمس! اُس کو زبدۂ آدم سمجھ
زادہ حضرت امام اعظم سمجھ

وہ طریق صابریہ کا امام
بعد تیرے ہوئے گا با صد نظام

روح جذبیہ کا ہوگا شاہ، وہ
فقر راز چاردہ کا ماہ، وہ

عرض کی میں نے کہ اس دن تک جناب
آپ سے ہوئے گا کوئی بہرہ یاب

آپ فرمانے لگے ہاں ایک مرد
پوربی زادہ تجلی بخش فرد

فیض مخدومی سے مخدوم انام
رتبہ مخدومی سے بادہ آشام

درجہ ہفتم کا مخدوم فقیر
پاس میرے آئیگا روشن ضمیر

شمس! میرے سلسلہ میں تا سپہر
تا سپہر و تا قیام ماہ و مہر

ایک حامل اک مجدد ہوئے گا — فاضل و فیاض بیحد ہوئے گا

مایۂ صحو و سلوک فقر چشت — ان فقیروں کی ہوئی ہے سرنوشت

مجھ سے تا ہفتم طریقہ کا شمار — ایک مجدد ہوئے گا تجدید کار

نام اس کا عبد قدوس آشکار — مظہر فیض جناب کردگار

جس گھڑی تک وہ نہ مجھ تک آئیگا — جو ادھر کو آئیگا جل جائیگا

آتش قہری کا یہ دربار ہے — تیغ مقتولی کی یہ سرکار ہے

وہ خدا کے حکم سے شمس زمن — مجھ کو دفنائے گا بر رسم کہن

کہہ دیا اب شمس تجھ سے صاف صاف — راز تھا پر کر دیا سب آشکار

یہ وصیت حضرت مخدوم کی
اے حسن ہے رمز اس قیوم کی

احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کا بموجب حکم حضرت مخدوم صاحب بادشاہ دوجہاں رحمۃ اللہ علیہ کے قلعہ آمیر کو جانے کا

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب "فردوس الوجوب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں بیس برس کامل سوائے مدت خدمت گزاری حضرت شاہ شیخ فریدگنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاثِ ہند رحمۃ اللہ علیہ اور عرصہ ادائے حبس کبیر کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے پس پشت مبارک باادب دست بستہ کھڑا رہا۔ اور سوائے وقت نماز پنجگانہ یا تعمیل حکم حضرت موصوف اپنی جائے قیام متصل درخت گولر پس پشت مبارک سے کہیں نہیں گیا۔ اور اس عرصہ میں بموجب ارشاد حضرت ممدوح چون ہزار بار میری نفی ہو گئی۔ اور پھر بموجب ارشاد عالی چون ہزار بار میرا اثبات ہو گیا۔ اور اس عرصہ متعددہ بالا میں کبھی مجھ کو آثار انقلاب موسم کے پائے نہیں گئے یعنی نہ کبھی برسات میں بارش ہوئی۔ نہ گرمی میں تمونۂ آفتاب نہ سرما میں برف کی سردی محسوس ہوئی۔ ہر وقت مثل شب ماہ ایام بہار کے اعتدال رہتا تھا۔ اور شب تاریک میں بھی روشنی مہر ولایت حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زیادہ تر روشنی ماہ شب

افروز سے تجلی بخش ہوتی تھی۔ اور جس روز سے کہ قطعہ زمین جائے محفوظہ میں نسرمرخ مثل یاقوت کے لمعان ہوکر تا بہ آسمان پہنچا تھا۔ اور ایک حال پر قائم تھا۔ بروز ارشاد وصیت سے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ چار روز پس پشت مبارک تشریف فرما رہے۔ علیم اللہ ابدال سے بہ وقت بنا ان دلفشہ جامع مسجد کلیر کا اور تعداد مردمان مغضوبان کی اور پیمائش جائے محفوظہ جو آتش قہر سے امن پاکر مخزن انوار ہورہی تھی۔ تحقیق کرکے مکتوب نطاب فردوس الوجوب میں تحریر فرما چکے۔

بتاریخ تیرہویں ۱۳ ماہ صفر ۱۸۹ھ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت نماز صبح کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ تمام معاوضات معنویہ یعنی اسناد خلافت نامہ جات اور مکتوبات نطاب اور راہ رازمنضبط اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم کے اپنے ہمراہ لیے ہوئے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو بدستور مرقوم الصدر حالت استغراق میں دیکھ کر روانہ ہوئے۔ علیم اللہ ابدال پس پشت مبارک بدستور با ادب کھڑے رہے۔ جب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حد بارہ کوس پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال مع یکفند نفر جن متعینہ حد زمین سوختہ قدم بوس ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہماری سفارش حضور انور کو معرفت کیفیت باطن کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی جناب میں کرنا ضروری ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ فرمایا کہ مجھ کو باطن سے تیرے باب میں خبر معلوم ہوگئی ہے۔ تو ہی قریب حضرت موصوف کی خدمت پر کامیاب ہوگا۔ اور زمانہ مجدد تک بلکہ تا یوم قیام تو ہی یہاں رہے گا۔ پھر جمال الدین ابدال نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت سے عرض کیا کہ حضور! مجھ کو داخل طریق فرمادیں۔ حضرت ممدوح نے

اسی وقت جمال الدین ابدال کو مع یک صد نفر جنات کے داخل سلسلہ بیعت کیا۔ اور
وہاں سے بتاریخ چودہویں ماہ مذکور سنہ صدر صبح چہارشنبہ کو طرف شہر آمیر
کے روانہ ہوئے۔ چھٹے روز بزور ولایت اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے بتاریخ
انیسویں ماہ مذکور سنہ صدر روز دوشنبہ کو بعد نماز عصر داخل لشکر علاؤالدین غوری
صوبہ ملک کڑہ۔ برادرزادہ و داماد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے ہوئے
اور پاس ایک شخص سوار مسمی شیخ سلیمان بن عبدالصمد بن اسمٰعیل بن قادر بخش ابن داؤد
خراسانی کے قیام فرمایا۔ اور اسی شب میں شیخ سلیمان کو بیعت توبہ سے مشرف
کیا۔ اور کہہ دیا کہ "ہمارا حال کسی سے بیان مت کرنا۔ اور ایک چادر رنگ صابری
یعنی چھال ببول اور گل ارمنی میں رنگ کر بمنزلہ بے چوبہ کے کٹھڑی کر لی تھی شب
کو تمام حضرات اقطاب و اغیاث و رقبا۔ و نقبا۔ و نجبا۔ و ابدال و رجال الغیب
حاضر ہوا کرتے تھے اور دن کو حضرات اولیاء ہمعصر واسطے ملاقات اور عرض حاجات
کے تشریف لاتے تھے۔ ایک سال تکمل یہ حال رہا جب کہ بتاریخ تیرہویں ماہ ربیع الاول
۶۹۰ سنہ ہجری کو روز چہارشنبہ کا گذر گیا اور شب پنجشنبہ کی آئی قریب نصف شب
کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے سب
حاضرین سے فرمایا کہ "آج تم تشریف لے جاؤ۔ فقیر کی طبیعت اس وقت حاضر
نہیں ہے" جب سب حاضرین رخصت ہو گئے اور تنہائی ہوئی حضرت موصوف نے
شیخ سلیمان خادم سے ارشاد فرمایا کہ چراغ ہمارے پاس رکھ دو۔ کلام اللہ شریف
کی تلاوت سے دل کو بہلاؤں جب شیخ سلیمان نے چراغ پاس رکھ دیا حضرت ممدوح
نے ارشاد فرمایا کہ "سلیمان! روشنی چراغ کی تیز کر دے مجھ کو سوائے صورت منور
حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الاسرار
سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے حرف کلام مجید کا نظر نہیں آتا۔ خدا خیر کرے
آج کیا ہونے والا ہے۔ تھوڑے عرصہ میں ہوا تند اور سرد نہایت شدت سے
ساتھ چلی کہ تمام لشکر کے چراغ گل ہو گئے۔ اور آگ سرد ہو گئی حضرت خواجہ شمس الدین

صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ چراغ کی روشنی میں تلاوت کلام اللہ شریف
کی کرتے رہے پہر رات باقی رہے علاؤ الدین غوری حاکم لشکر نے حضرت موصوف
کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ حضور مخفی رہے کہ اور میری فوج یہاں پر تباہ ہو
گئی۔ حضور شاہ ولایت ہفت اقلیم کے ہیں مجھ لاچار کی مدد فرماویں کہ کفار پر فتح یاب
ہو جاؤں۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے جواب میں
ارشاد فرمایا کہ "تو نے مجھ کو کس دلیل سے شاہ ولایت جانا؟"

اس نے عرض کی کہ "حضرت تمام لشکر کے چراغ گل ہو گئے اور آگ سرد
ہوگئی ہے۔ اور حضور کا چراغ روشن ہے۔ یہ بہت بڑی دلیل ہے اور مجھ کو نجومیوں نے
اس شب کے احوال کی مفصل خبر دی تھی کہ بموجب اس کے معائنہ کرتا ہوں مجھ کو معلوم
ہے کہ حضور کے انگلی اٹھانے سے قلعہ فتح ہو جائے"۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ علاؤ الدین
غوری حاکم لشکر سے ارشاد فرمایا کہ تم صبح کو ہم سے کہنا۔ علاؤ الدین حاکم لشکر حضرت موصوف
کے سامنے سے تھوڑے عرصہ پر جاکر تا صبح دست بستہ کھڑا رہا۔ تاریخ چودہویں
ماہ ربیع الاول ۶۹۰ھ ہجری مرقوم الصدر صبح پنج شنبہ کو بعد فراغ وردِ حرز یمانی
شریف سیف اللہ حرز مرتضوی ملقب بسلطان الاوراد ترکیب غوثی معنوی
کی انگشت شہادت رفع کرکے جانب قلعہ کے اشارہ فرمایا۔ اسی وقت برج
حصار قلعہ سنگین کا زمین میں بیٹھ گیا اور لشکر علاؤ الدین غوری کا قلعہ آمیر میں داخل ہوگیا
شادیانے فتح کے لشکر میں بجنے لگے۔ اور سپاہ لشکر لوٹ میں مشغول ہوگئی۔

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب ہذا ایک احوال عجیبہ متعلق فتح آمیر کے
مکتوب نطاب "مقناطیس الوحدت" اور "تاریخ فیروز شاہی" سے لکھتا ہے کہ
"وسط ۶۸۹ھ ہجری میں سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی والئی دہلی نے ایک لشکر
جرار بافسری علاؤ الدین غوری قلعہ آمیر کی فتح کو روانہ کیا۔ مگر جب مقابلہ ہوا کفار

غالب آتے اور لشکر اسلام کو شکست ہوتی۔ اور اس احوال کی اطلاع وقتاً فوقتاً حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی صاحب مکتوب نطاب "مقناطیس الوحدت" رحمۃ اللہ علیہ کو بذریعہ عرضداشت کرتا رہتا تھا۔ اور حضرت ممدوح سن کر خاموش ہو جاتے۔ جب قریب ایک سال کے ہونے کو آیا۔ اور متواتر علاؤ الدین غوری نے شکستیں پائیں تو مجبور ہو کر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی والئی دہلی ایک روز بتاریخ تیرہویں ماہ صفر ۶۹۰ھ ہجری روز سہ شنبہ وقت صبح کے حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب ممدوح کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا اور بعجز تمام عرض کیا کہ حضرت عرصہ ایک سال کا ہوا کہ میرا لشکر قلعہ آمیر پر لڑ رہا ہے اور فتح نہیں ہوتی "حضرت سلطان المشائخ صاحب موصوف نے سن کر فرمایا کہ "تو اور تیرا علاؤ الدین غوری دونوں غافل ہیں۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ علاؤ الدین غوری کے لشکر میں موجود ہیں اور ان سے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا "رحمۃ اللہ علیہ بطور پیش خبری فرما چکے ہیں کہ ان کی انگلی مبارک کے اشارہ سے قلعہ فتح ہو جائے گا۔ اور لشکر اسلام غالب آئے گا۔ تو علاؤ الدین غوری کو لکھا کہ باوجود دیکہ تو نجومیوں سے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کی خبر سن چکا ہے اور ان سے غافل ہے۔ فی الفور تو ان سے رجوع کر اور خواستگار فتح کا ہو۔ بعون اللہ تعالےٰ ان کی توجہ اور اشارہ انگشت مبارک سے قلعہ آمیر فتح ہو گا۔

یہ سن کر سلطان جلال الدین موصوف والئی دہلی نے علاؤ الدین غوری کو لکھا کہ تو حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کی رونق افروزی سے بے خبر ہے۔ دیکھتے ہی اس فرمان کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب ممدوح کی خدمت میں جا۔ اور ملتجی فتح کا ہو۔ چونکہ علاؤ الدین غوری نجومیوں سے آپ کی خبر مجملاً سن چکا تھا۔ فرمان شاہی کے صادر ہونے سے مفصل مطلع ہو کر

جویاں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف کا ہُوا۔ آخر روز سختی باد تند و سرد کہ تمام لشکر کے چراغ گل ہو گئے تھے۔ اور حضرت موصوف کے مقام پر چراغ روشن دیکھ کر جس کا بیان اوّل ہو چکا ہے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کی خدمت میں گیا اور متمنی کشود کار کا ہُوا۔

بالآخر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی انگشت معظم کے اشارے کی برکت سے لشکر علاؤالدین غوری کو نصرت نصیب ہوئی۔ اور قلعہ اجمیر فتح ہُوا۔ اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے پانچ برس بادشاہت کی محل جلوس کا نام کھیلوکھر تھا۔ سن جلوس اس کا ۶۸۹ سنہ ہجری مطابق ۱۲۹۰ سنہ ع اور زمانہ انتقال اس کا ۶۹۵ سنہ مطابق ۱۲۹۵ سنہ عیسوی تھا۔

نظم مؤلف

شمس فرماتے ہیں یہ حال جناب | راز حضرت کا اٹھاتے ہیں نقاب
بست سالہ میں جو خدمت میں رہا | بے صلوٰۃ ہو وقت کے یک جا رہا
محو انوار ہویت صبح و شام | آپ کو اس حال میں دیکھا مدام
اس تیس سال ہا میں یہ غلام | ذوق بردار سرور شاہ لا لام
سیکڑوں باری مرا زندہ ہُوا | ہر گھڑی تھا مست کیف شاہ لا
آپ فرماتے تھے جب شمس زمیں | ہو فنا اور چھوڑ دے تن کو یہیں
بس وہیں ہیں عالم ناسوت کو | چھوڑ کر اڑ جاتے تھا لاہوت کو
روح قالب سے جدا ہو جاتی تھی | آپ کو قالب سے باہر پاتے تھی
پھر جو فرماتے بقا باللہ ہو | بے خودی سے اب خدا آگاہ ہو
روح قالب میں وہیں آجاتی تھی | زندگی فی الفور زود کھلاتی تھی
الغرض حضرت سے رخصت ہو شتاب | مل گیا امیر کو دید یہ آب
حد بارہ کوس پہنچا جس گھڑی | فوج واں دیکھی جلال الدین کی

جن جو یک قدر ساتھ تھے ابدال کے — تابع ابدال صاحب حال کے
پاؤں میرے چوم کر اس نے کہا — عرض اک کرتا ہوں سن لیجئے ذرا
شاہ کی خدمت میں رہنا ہے مجھے — آپ سے یہ بات کہنا ہے مجھے
میرے حق میں تم جلال اللہ سے — یعنی شہنشاہِ حق آگاہ سے
اس قدر کہہ دو کہ شاہِ دو جہاں — اس غلام خاص کو رکھیں وہاں
خدمت عالی کا میں مشتاق ہوں — شوق میں خدمت کے طاقت طاق ہوں
یہ کہا میں نے جمال الدین سے — اس طریقت زیب خوش آئین سے
مجھ کو باطن سے ہوا معلوم ہے — تو ہمارے شاہ کا معصوم ہے
خدمت مخدوم میں تو جائے گا — شاہ کی خدمت میں بہرہ پائے گا
تب جمال الدین نے خوش ہو کہا — اب کہو مجھ کو غلام بے ریا
ہاتھ میرا ہاتھ میں اب لیجئے — اپنے بندے کو مرید اب کیجئے
میں نے با حکم شہنشاہ جہاں — کر لیا سب کو مرید اپنا وہاں
جب طریقت سب کو میں پڑھوا چکا — چھوڑ ملتان کو جانب لشکر چلا
لشکر غوری میں پہنچا وقت شام — تھا وہاں شخص سلیمان نیک نام
اس سوار نیک کے خیمہ میں جا — بے تکلف بسترا اپنا کیا
میں نے چادر تان کر اس کے جوار — روز و شب واں پر کیا اپنا گذار
وہ سلیمان نیک مرد نیک نہاد — دید سے میری ہوا از بس کہ شاد
التجا مجھ سے مریدی کی کری — میں نے اس کی التجا پوری کری
تھا وہ رازدار و خوش خصال — راز کو میری چھپایا تا لبال
رات بھر قطب و اغیاث و رقیب — مردمان غیب و ابدال و نجیب
اپنا اپنا حال کرنے کو بیاں — رات بھر رہتے سحر ہوتے نہاں
ایک شب میں نے کہا سب سے کہ جاؤ — حال اپنا مجھ کو مت سناؤ
طبع اب شب و روز سو معروف ہے — دل ادھر سے اور سو مالوف ہے

اٹھ گئے جب سب وہ مردانِ خدا | میں نے اس مردِ سلیمان سے کہا
دل پریشاں ہو رہا ہے حیرت طراز | رات یہ کچھ اور ہی بخشے ہے راز
تو کلام اللہ میرے پاس لا | لا چراغ اور جلدی سے بتی لگا
دل کو بہلاؤں کسی عنوان سے | بس بہ تنگ آیا ہوں اپنی جان سے
دیکھئے اس چرخِ نیلی گوں سے آج | اس سپہر کاسہ پرفن سے آج
حادثہ تکت دیر کیا درپیش ہے | دل نہایت مضطرب جاں ریش ہے
اس شبِ تاریک کا ہے اور ڈھنگ | رات یہ دکھلاتی ہے کچھ اور رنگ
شاہدیں کی صورتِ معنی نگار | سامنے آتی ہے میرے بار بار
میں نہایت مضطرب حیران ہوں | بر سبیل قالب بے جان ہوں
بادشاہ دو جہاں کی فکر ہے | پیشوائے عارفاں کی فکر ہے
کام دونوں جب سلیماں کر چکا | میں کلام اللہ کو پڑھنے لگا
باد سرد اک ساعتی چلنے لگی | آتش سوزان لشکر سب بجھی
ہر چراغ لشکری گل ہو گیا | صورِ اسرافیل کا گل ہو گیا
شاہ غوری دست بستہ دوڑتا | پاس میرے جلد سے حاضر ہوا
عرض یہ کرنے لگا اے شاہِ دیں | اے ولایت کے فلک کے ماہِ دیں
آپ تھے لشکر میں میں غافل رہا | خدمتِ عالی سے میں عاطل رہا
فوج میری ہو گئی اکثر تباہ | فتح کی میں نے نہ پائی کوئی راہ
قلعہ آمیر ہے چرخِ بلند | پہنچتا گولہ نہ پہنچے ہے کمند
بے خیال حضرتِ عالی تبار | فتح اس کہسار کی ہے سخت کار
آپ ہیں شاہِ ولایت آپ کا | اک اشارہ ہے کفایت آپ کا
میں نے غوری سے کہا بتلا مجھے | "در شاہِ ولایت" کس طرح سمجھا مجھے
عرض کی اس نے کہ اے شاہِ جہاں | جز چراغ حضرتِ عالی شاں
بے چراغ اس وقت ہے لشکر مرا | روشنی سے دور تر ہے گھر مرا

آپ کی پہچان کی خوشتر دلیل ۔۔۔ اس سے بہتر کون سی پاؤں سبیل
دوسرے یہ ہے کہ سب اہلِ نجوم ۔۔۔ کر چکے اظہار سب اپنا علوم
شاہ کے لشکر میں اک ماہ معیں ۔۔۔ آئے گا اک شہ ولایت شاہ دیں
بے چراغ اک شب جہاں ہو جائیگا ۔۔۔ تو چراغ اس کا ہی روشن پائیگا
اک اشارہ سے بس اُس کے کہسار ۔۔۔ اے شہنشہ! گر پڑے گا ایک بار
ہر اصابع اس ولایت دار کی ۔۔۔ آہنی کنجی ہے تیرے کار کی
جائیو اے شاہ تو اس شہ کے پاس ۔۔۔ فتح کی باعجز کرنا التماس
سُن کے غوری سے کہا میں نے کہ جا ۔۔۔ صبح ہوتے ہی تو میرے پاس آ
شاہ غوری پاس سے ہٹ کر ذرا ۔۔۔ دست بستہ تا سحر ٹھہرا رہا
میں نے وقت صبح کی پڑھ کر نماز ۔۔۔ قلعہ کی جانب کری انگلی دراز
گر پڑا از یر زمیں برج اک تمام ۔۔۔ شاہ غوری کا ہوا فی الفور کام
فوج غوری داخلِ قلعہ ہوئی ۔۔۔ مُشتِ ہر کس لوٹ سے پُر زر ہوئی

اے حسن شہ کے اشارہ سے وہ کام
گو کہ مشکل تھا ہوا آسان تمام

احوال حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کا کلیر شریف آنیکا اور حضرت مخدوم صاحب صابر کی وفات اور تکفین اور نماز جنازہ کا اور دو سنگ سرخ یک جانب راست اور یکجانب چپ اندک فصل سے کھڑا کرنا اور صورت برزخ صغریٰ کی بنا دینا۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانے کا

مکتوب لباب فردوس الوجوب تصنیف حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات میں تحریر یہ ہے کہ سن لو فتح ہو جانے قلعہ آمیر کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات نے کلام اللہ شریف اپنا بدست اسلم بن محمود بن نعیم شاہ بخشی فوج کے گیارہ روپیہ تبرکانہ ہدیہ فرمایا۔ اور اس جمع میں سے آٹھ روپے کا پندرہ درعہ پارچہ اونی سبز واسطے کفن کے اور ایک روپیہ کا دو درعہ پارچہ اونی رنگ سفید واسطے تہ بند کے خرید فرمایا اور دو روپیہ میں سے آٹھ آنہ کا روغن زرد یعنی گھی بوزن دو رطل۔ اور آٹھ آنہ میں شکر سفید بوزن تین رطل۔ اور آٹھ آنہ میں میدہ گندم وقدرے نخود بوزن دو رطل اور چار آنہ میں توا آہنی۔ اور دو آنہ میں دیگچی گلی اور ایک آنہ میں سلوچہ و آفتابہ اور طباق گلی۔ اور ایک آنہ میں کفچہ چوبی خرید فرما کر تبرکات اور مفادضات معنونہ کو کمر سے باندھا۔ اور سامان توشہ کا ہاتھوں میں لیکر اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے جانب

کلیر شریف کیے روانہ ہوگئے۔ بہ روایت نہایت سریع السیر تشریف لئے جاتے تھے کہ اثنائے راہ میں علیم اللہ ابدال آہ زاری کرتے ہوئے ملے اور عرض کرنے لگے آج سات روز کا عرصہ ہوا ہے کہ مجھ کو حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے عالم وجوب میں حضور پر نور کی خدمت میں رہنے کو حکم دستکار ارسال فرمایا تھا۔ آج مجھ کو قدم بوسی حضور کی حاصل ہوئی ہے اس قدر دیر رسی کا باعث میرے علم میں نہیں۔ اب جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جہاں صفات نے علیم اللہ ابدال سے ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلے آؤ اور بیان کرو کہ تم نے بعد روانگی میری کے احوال حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا کس طور پر معائنہ کیا۔ اور وقت روانگی کے تم کس کیفیت سے دیکھ کر چلے ہو۔ علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ جس حال پر جناب ملاحظہ فرما کر تشریف لائے تھے اسی طرح ایک حال پر میں نے تشریف رکھتے دیکھا ہے۔ کوئی حال تازہ میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ لیکن جس وقت یہ خادم حضرت کی خدمت سے رخصت ہوا تو آپ روز انور رو بہ کعبہ جائے محفوظہ میں جہاں اب مزار شریف ہے اس کے قریب بیٹھے تھے۔ بعد اتمام اس گفتگو کے عرصہ پچاس قدم پر جا کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات کو ٹھوکر لگی اور زمین پر گر پڑے۔ تھوڑے عرصہ میں اٹھ کر ملاحظہ فرمایا تو زمین کلیر شریف پر حاضر تھے اور علیم اللہ ابدال ہمراہ نہ تھے۔ جمال الدین ابدال کو مع یک صد نفر جن کے زمین محفوظہ مخزن الانوار سے تھوڑے فاصلہ پر حاضر دیکھا اور ان سے آگے تمام چرند اور پرند صحرا کو متصل زمین محفوظہ مخزن الانوار کے حلقہ بند حاضر پایا اور اس حیطہ الانوار میں نور سرخ مثل یاقوت کے اس کثرت سے تا بہ آسمان بلند دیکھا۔ کہ کوئی چیز اندرون اس احاطہ کے نظر نہیں آتی تھی اولاً حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات نے باہر احاطہ الانوار سے جانب شرق کے قریب درخت گولر کے توشہ تیار فرمایا بعد فراغ آنکھیں بند فرمائے ہوئے مع توشہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی

احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے جسم اطہر کے قریب پہنچ کر خدمت غسل اور لباس پہنانے کی بموجب احکام وصیت مفصلہ بالا کے انجام فرمائی۔ بعد فراغ آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمایا تو نظر آیا کہ جسم منور حضرت ممدوح کا جائے اقامت پر کہ جہاں اب مزار مقدس ہے تشریف فرما ہے۔ اور معلوم ہوا کہ وقت نماز مغرب قریب ہے۔ اس وقت حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات نے افسوس کیا کہ ایسے شیخ اجل کی نماز جنازہ میں تنہا پڑھوں۔ اس خیال میں جا نماز بچھائی کہ دور سے ایک صاحب صابری لباس پہنے نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے نقرہ گھوڑے پر سوار، اور نیزہ ہاتھ میں، تشریف لاتے ہوئے جانب مغرب سے معلوم ہوئے۔ جلد قریب پہنچ کر آواز دیا کہ "شمس الدین! خبردار نماز مت پڑھنا" اور نہایت جلد گھوڑے سے اتر کر جا نماز پر جائے امام کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھائی۔ وقت تشریف لانے ان حضرت سے تجلیات انوار جائے محفوظہ کے بترتیب کم ہوتے ہوتے قریب نصف کے فرو ہو گئیں تھیں۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات نے جب نماز کے سلام پھیرنے جانب جنوب اور شمال کے دیکھا تو جنوب سے شمال تک صف بصف حضرات رقبا، اور نقبا، اور نجبا، اور ابدال اور اغیاث اور اقطاب اور رجال الغیب اور قوم جن اور ملائکہ اور اکثر حضرات اولیائے ہمعصر جن کو بباعث استفادہ کیفیت باطن خاندان حنفیہ علوی ولایت روح جذبیہ کے ہر جگہ بجسم موجود ہونے کا اختیار حاصل تھا نماز میں شامل پایا۔ بعد فراغ نماز جو توشہ متبرکہ پر فاتحہ کرنے کو کھڑے ہوئے تو نظر آیا کہ جائے محفوظہ سے شرق تک ہزارہا صف مشرکاء نماز کی تھیں اور وہ باطن کی نماز یہ تھی جس کی خبر پہلے تحریر ہو چکی ہے بعد فراغ فاتحہ حضرات شرکائے نماز کو بباعث کثرت اژدہام کے اس توشہ متبرکہ پر انگلی لگا کر چکھ لینے کی بھی فرصت نہ ملی۔ اس عرصہ میں علیہم اللہ ابدال اور رجال الدین ابدال نے دونوں سنگ سرخ جو کہ سید امام الدین صاحب کے مزار کے سرہانے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اولین والارواح نے رکھا

دیئے تھے طلب کئے فی الفور دو اجنہ نے وہ سنگ سرخ مذکورہ لاکر علیم اللہ ابدال کے
حوالے کئے اور علیم اللہ ابدال اور رجال الدین ابدال دونوں نے تختہ ہائے سنگ مذکورہ
ذرا فصل سے اوپر جسم مطہر حضرت بادشاہ بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر
صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے مثل خس پوش کے کھڑے کر دیئے اور
سرہانے کی طرف سے بالکل بند کر دیا۔ اور پائے انداز کا رُخ کھلا رہا اور ایک سوراخ
بالائے سنگ ہا جو دونوں سنگ مذکورہ کے ملنے سے قائم ہوتا تھا۔ اور علاوہ پائے انداز
کے ہر سہ طرف سے سب نے مل کر مٹی سے دفعتاً بند کر دیا اس عرصہ میں حضرت شمس الدین
صاحب شمس الارض شاہِ ولایت جمال صفات طرف سوار کے مصروف ہوئے اور وہ حضرت
امام نماز جنازہ بعد فاتحہ جلد نقرہ گھوڑے پر سوار ہونے لگے حضرت خواجہ شمس الدین
صاحب شمس الارض شاہِ ولایت جمال صفات نے دل میں خیال فرمایا کہ اگر کسی نے مجھ
سے سوال کیا کہ "تمہارے حضرت شیخ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی تھی۔ اس وقت میں کیا
جواب دوں گا۔ یہ خیال کر کے قریب گھوڑے کے تشریف لے گئے اور وہ حضرت امام
نماز جنازہ گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑانا چاہتے تھے کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب
شمس الارض شاہِ ولایت جمال صفات نے کہ اس وقت تمام تبرکات معاوضات معنویہ
کمر سے بندھے ہوئے تھے گھوڑے کی لگام پکڑ کر عرض کی کہ "حضرت! آپ کون صاحب
ہیں جو آپ نے میرے حضرت شیخ کی نماز جنازہ پڑھائی ہے"! یہ عرض سن کر جوان حضرت
امام نماز جنازہ نے گھوڑے کو دوڑایا اور طرفتہ العین کے بعد نقاب چہرہ منور سے وا
کر کے ارشاد فرمایا کہ "شمس الدین فقیر کی نماز فقیر ہی پڑھا کرتا ہے"! یہ ارشاد سن کر
حالت دوش ہمراہ گھوڑے کے جو خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت
جمال صفات نے جو چہرۂ منور کی طرف دیکھا معاً غفلت طاری ہو گئی اور لگام گھوڑے
کی ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اور زمین پر گر پڑے فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب
گزارش کرتا ہے کہ اکیس حضرات صاحبان مکاتیب نطاب مفصل العدد اور مفصلہ ذیل
میں احوال شریک ہونے نماز جنازہ اور فاتحہ توشہ اور انگلی لگا کر چکھ لینے توشہ کا اور

بکھرا کرنا سنگ سرخ کا۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات کے ہمراہ سوار امام نماز جنازہ کے جانے کا اپنے اپنے مکاشب نقاب منفصلۂ بالا میں متفق اللفظ والمعنی تحریر دیا کہ ایک امر کیفیت عجیبہ کا تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت تک حضرت موصوف الصدر کی نظر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت حمان صفات کی طرف مائل رہی سب حضرات متحیر رہے۔ جونہی حضرت خواجہ صاحب ممدوح نظر سے غائب ہوتے۔ ہر ایک حضرات موصوف نے اپنے اپنے مسکن اور نشست گاہ میں اپنے آپ کو ایسی حالت پر بیٹھا پایا کہ جیسے نہایت غلبہ کی خواب سے بیدار ہو کر اپنے بستر پر بیٹھے ہوئے رویت خواب کی یاد کرتے ہیں۔ باختلاف تعداد عرصہ ہر ایک حضرات پر یہ حال طاری رہا۔

اشعار نتیجہ افکار مؤلف

شاہ شمس الدین جناب خوش خصال
بعد فتح قلعہ آمیر کے
علم معنٰی ریز مجھ کو آگیا
وہ جو فرمایا تھا۔ وہ شب آج تھی
وہ کلام اللہ جو میرے پاس تھا
رو بہ اسلم سے گیا وہ شتاب
آرد و گندم بشکر۔ روغن لیا
جب ضروری کار سے فارغ ہوا
دیکھتا کیا ہوں حلیم اللہ شتاب
عرض کی آکر کہ ہفتہ سے رواں

لوٹ کر کلیر کو پھر آنے کا حال
میں نے سمجھا بعد تھوڑی دیر کے
رازِ ستہ کا میں اشارہ پا گیا
شاہ کی یہ شب، شب معراج تھی
اس کلام اللہ کو ہدیہ کیا
میں ہوا مشغول درکار ثواب
اور ضروری پارچہ اس کے سوا
میں وہاں سے جانب کلیر چلا
میری جانب آ گئے ہے بیقرار
آپ کی خدمت میں ہوں شمس جہاں

حکم حضرت کا ہوا ابدال جب　　شمس کی خدمت میں رہ صبح و مسا
عذر اپنا آپ سے میں کیا کہوں　　آج آیا پاس کیا وقفا کہوں
حکم جو فرمائیے اسے بادشاہ　　وہ بجا لائے غلام بارگاہ
یہ کہا میں نے کہ اے مرد خدا　　پیچھے پیچھے میرے تو ہمراہ آ
میں نے پوچھا شاہ کا کیا حال تھا　　بولا جیسا آپ کی رویت میں تھا
عرصہ پنجاہ پا کے بعد ازاں　　گر پڑا میں لغزش پائے ہاں
بند ہوئیں آنکھیں غشی سے ایک آن　　کھلتے ہی آنکھیں دکھائی اور نشان
پاس کلیر کے کھڑا ہوں بے درنگ　　دیکھتا ہوں اور ہی کلیر کا رنگ
اک طرف مرد جمال الدین عیاں　　ہمراہ جنات ہے حاضر وہاں
بعد ازاں دیکھا کہ صحرائی چرند　　سینکڑوں ہمراہ مرغان پرند
حلقہ زن پہلو بہ پہلو رو برو　　تھے جو حضرت کے مد نظر سو بسو
دیکھ کر مجھ کو ہوئے ادھر ادھر　　کوئی ہوئے آسماں۔ کوئی بد پر
نور یاقوتی وہاں تھا جلوہ گر　　فرش سے تا عرش آتا تھا نظر
میں نے توشہ جلد سے تیار کر　　ہمرہ اسباب آور وہ دیگر
شاہ کے پہلو برابر دھر دیا　　انتظام حکم مولے کر دیا
شکر یہ آئی غذا لئے بے نیاز　　شاہ کی کیسے پڑھوں تنہا نماز
دیکھتا کیا ہوں کہ اک شخص سوار　　نقرئی گھوڑے پہ بیٹھا تاجدار
ہوگئے وہ سامنے میرے امام　　پڑھ چکے جب وہ نماز احترام
دیکھتا کیا ہوں جنوبی اور شمال　　مردمان غیب سے باحال وقال
قطب و غوث اور ابدال و نجیب　　اور رجال الغیب مردان نقیب
معشر جناب از حد بے شمار　　اور ملائک صف بصف باندھے قطار
دست بستہ تھے کھڑے ازحد لرزاں　　دیدہ بر پا رو بہ کعبہ سرنگوں
میں نے جلدی توشہ موصوف پہ　　فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھ

حاضرین کے حوالے کر دیا — پیش رو آیندگاں کے کر دیا

اس سوارِ غیب کے جا کر شتاب — جلد سے پکڑی لگام برق تاب

عرض میں نے کی کہ اے میرے امام — کون ہیں اور آپ کیا رکھتے ہیں نام

نام فرماؤ مجھے صورت دکھاؤ — روئے رشکِ ماہ سے برقع اٹھاؤ

آپ اپنا نام بتلادیں مجھے — صورت پُر نور دکھلادیں مجھے

میں نہیں دنبال چھوڑوں گا جناب — دوڑ تا پہنچوں گا تا منزل شتاب

آپ نے چہرہ مبارک سے نقاب — دور کر مجھ سے کہا اے شمس تاب

عارفِ کامل فقیرِ بے نیاز — آپ پڑھتا ہے جنازہ کی نماز

دیکھتے ہی میں مثالی شان کو — گر گیا بے ہوش ہو اک آن کو

حضرت صابر بقا باللہ ہیں
اے حسن وہ دو جہاں کے شاہ ہیں

احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کے صحرائے شہر فرخار میں پہنچ کر بیدار ہونے کا اور نشان جسم پر روضہ بنوانے کا اور سیر کرتے ہوتے پانی پت پہنچنے کا۔

مکتوب نطاب فردوس الوجوب تصنیف حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات میں تحریر ہے کہ جب حضرت خواجہ صاحب موصوف کو ہوش ہوا تو معلوم ہوا کہ علیم اللہ ابدال حضرت ممدوح کے کف پائے آہستہ آہستہ سہلا رہے ہیں حضرت خواجہ صاحب موصوف نے علیم اللہ ابدال سے دریافت فرمایا کہ یہ کون جگہ ہے علیم اللہ ابدال نے عرض کی کہ حضرت یہ جگہ شہر فرخار متعلقہ ترکستان کے ہے پھر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات نے ارشاد فرمایا کہ آج کون روز ہے؟ علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ "حضور آج بتاریخ پندرھویں ماہ ربیع الاول ۶۹۰ سنہ ہجری روز جمعہ کا ہے اور سوا پہر دن چڑھا ہے" پھر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ علیم اللہ ابدال جس وقت میرے ہاتھ سے گھوڑے کی باگ چھوٹی تھی اور میں گر پڑا تھا تم کہاں رہے۔ علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ جس وقت حضور انور کے دست مبارک سے باگ چھوٹی تھی اور حضور والا گر پڑے تھے تو حضور رحمت گنجور میری نظر سے غائب ہو گئے تھے۔ میں بے اختیار خود بخود شہر تخت گاہ ترکستان میں پہنچ گیا اور مرتبۂ ابدالی سے معطل ہو گیا۔ لاچار ہو کر ایک عورت میمونہ نامی بنت مسعود بن ہرمز بن مجید شاہ عراقی داخل سلسلہ سہروردیہ کے گھر مقیم ہو کر عالم خاموشی میں رہا جب حضور انور نے مرتبۂ بطون سے ظہور فرمایا اور اس جگہ موجود بوجود ہوئے۔ میرے قلب پر القا ہوا اور بموجب حکم

باطن کے اسی وقت سے کیفیت ابدالی پر مامور ہو کر یہاں خدمت میں حاضر ہوں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمال صفات نے ارشاد فرمایا کہ "علیم اللہ! اس جگہ کے قطب یعنی حاکم باطن کو بلا لا۔ علیم اللہ ابدال سید معصوم علی قطب شہر فرخار کو حاضر لائے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف نے حکم دیا کہ یہاں پر ہمارے جسم کا نشان ہو گیا ہے ایک روضہ یہاں پر تیار کروادو۔ اور سید معصوم علی قطب شہر فرخار نے بزور ولایت سردار محمد عظیم بن مغل بن محمد اسلم خراسانی کو، کہ طرف شاہ ترکستان سے فرخار اور جنگل وغیرہ پر مقرر تھا، طلب کر کے تیاری روضہ کے لیے آمادہ کر دیا کہ تیاری روضہ کی سنگ سبز سے ہونے لگی۔ فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ وہ جگہ جہاں پر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمال صفات زمین پر گرے تھے، فقیر نے بھی بچشم خود معائنہ کی ہے کہ شہر فرخار سے ایک سو سات قدم جانب مشرق کے واقع ہے اور روضہ سنگ سبز سے طول پندرہ قدم اور عرض سات قدم میں تعمیر ہے۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمال صفات الٹی کروٹ سے ریگ پر گرے تھے فشان دست مبارک کا آج تک اسی طرح قائم ہے اور تا قیام عالم رہے گا یک سر مو نشان دست و پائیں فرق واقع نہیں ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا آج ہی یہ نشان ہوا ہے تیسرے روز بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الاول ۶۹۰ھ مرقوم الصدر روز یک شنبہ وقت صبح کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمال صفات مع علیم اللہ ابدال کے اس جگہ سے روانہ ہوئے۔ ایک سال کامل کوہ ترکستان پر قیام فرماتے رہے کہ حضرات رقباء۔ نقباء۔ ونجباء۔ واقطاب، واغیاث، ابدال، ورجال الغیب اور اولیائے ہمعصر ملک عرب کے حاضر ہوا کرتے تھے۔ بعد ایک سال کے طرف ملک ختا کے تشریف فرما ہوئے تین ماہ شہر و دیار ملک ختا میں مقیم رہے اور مسمی طاہر نام شاہ ملک ختا کو مسلمان کر کے ملک کاشان کو تشریف لے گئے۔ تیرہ روز قیام کر کے طہران کو تشریف فرما ہوئے سید عبدالغفور صاحب برادر عمو زاد اپنے کے مکان

روز قیام پذیر رہے وہاں سے وخش پہنچ کر قریب کوہ کے چھ ماہ قیام فرمایا جہاں سب تمام ابدال حاضر ہو کر فیضیاب ہوا کرتے تھے۔ وہاں سے بدخشاں پہنچ کر سات روز قیام فرمایا اور وہاں سے قندھار پہنچ کر گیارہ روز تشریف فرما رہے اور وہاں سے کابل پہنچ کر مظہر شاہ درویش طریق چشتیہ کے مکان پر اکتالیس روز قیام فرمایا اور وہاں سے پشاور پہنچ کر دو روز قیام کیا اور وہاں سے لاہور پہنچ کر نظام احمد عرف محمود اکبر غوث اس جگہ کے مکان پر تشریف فرما رہے اور وہاں سے ایک شبانہ روز میں اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے بزور ولایت بتاریخ چوتھی ماہ ذیقعدہ ۶۹۳ھ کو روز یک شنبہ وقت عصر کے شہر پانی پت میں داخل ہوئے دو برس آٹھ مہینہ بیس روز سفر میں گزرے اور بروز داخل ہونے پانی پت شریف کے فی الفور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جمال صفات رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں سنگ سرخ مذکورہ کی خبر جو جسم مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء پر مثل خس پوش لگا کر مٹی سے چھپا دیئے گئے تھے معرفت علیم اللہ ابدال کے دریافت کرائے اور یہ معمول رکھا کہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ معرفت علیم اللہ ابدال کے۔

خبر منگا لیا کرتے تھے اور علیم اللہ ابدال جمال الدین ابدال سے تاکید کر دیتے تھے کہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے جسم اطہر کے پائے انداز کو گرد و غبار نہ جانے پائے اس کے جواب میں جمال الدین ابدال عرض کرتے کہ پائے انداز حضرت بادشاہ دو جہاں ممدوح کے جنات مقرر کر دیئے گئے بارہ جن شب کو اور بارہ جن دن کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پائے انداز کی خدمت اور خبر گیری کرتے رہتے ہیں۔ گرد و غبار تو دوسری چیز ہے۔ وہاں ہوا کا سرایت کرنا بھی غیر ممکن ہے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جمال صفات رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب لطائف "فردوس الوجوب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت سے میں نے حضرت امام نماز جنازہ کے گھوڑے کی

باگ پکڑی ساور زمین کلیر شریف سے میں علیحدہ ہوُا اس وقت سے تلوار قہاری حد بارہ
کوس زمین سوختہ میں ہر چہار طرف گھومنے لگے اور بموجب ممانعت حضرت بادشاہ
دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الا لداح سلطان الاولیاء کے
نہیں گیا نہ علیم اللہ ابدال کا گذر ہوُا. بلکہ اس کے بعد سے کسی کو جانے کا حکم نہ تھا۔ اور اس
میں اسرار الٰہی تھا جو قابل افشائے عام نہیں ہے اور تعریف تلوار قہاری کی یہ تھی کہ مثل
رعد کے نعرہ مارتی تھی۔ اور مثل تجلی کالبرق ہر چہار طرف حد بارہ کوس کے گھومتی تھی اور
ہر شبانہ روز میں چوبیس ہزار مرتبہ طواف کر لینا اس کو فرض عین تھا۔ حضرت خواجہ
شمس الدین صاحب موصوف ارقام فرماتے ہیں کہ اس شمشیر قہاری کے گھومنے کا
حضرت شاہ شیخ فرید گنجشکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند از روئے
باطن اس طرح انتظام فرما گئے تھے کہ مجھ کو دعائے سیف اللہ و صمصام اللہ و ید اللہ
کی اجازت بمرتبہ غوثی معنوی اور اقطابی روحی اور ابدالی تجلی آثار صفاتی جس کو نور باباری
کہتے ہیں عطا فرما کر ارشاد کیا تھا کہ شمس الدین بابا تو بعد میرے حجاب کرنے کے جب
کہ میرے مخدوم صابر کی خدمت میں ہو تو ان تینوں وردوں کو ہر روز غسل کر کے اس
طرح تلاوت کیا کرنا۔ اوّل دعائے سیف اللہ[1] کو معتر ابعد نماز فجر کے تین بار تلاوت کر
کے تین جانب شمال و شرق و غرب کو پھونک کر دینا دوم ورد صمصام اللہ کو بوقت دوپہر
قبل زوال کے ایک بار پڑھ کر جنوب کی جانب اور دوسری بار تلاوت کر کے زمین
کی طرف پھونک کر دینا۔ سوم حرز ید اللہ کو بوقت نصف شب پانچ مرتبہ میرے مخدوم صابر
کی جانب مُنہ کر کے تلاوت کرنا۔ اور جب پانچوں مرتبہ تلاوت کر چکو تو منہ اپنا جانب
آسمان کر کے بتصور برزخ میرے کے پھونک کر دینا۔ اور اکیس بار دونوں ہاتھوں
کو زور زور سے زمین پر مار دیا کرنا۔ بعدہٗ حضرت بابا صاحب موصوف نے بتاکید
ارشاد فرمایا کہ ،، دیکھ شمس الدین بابا۔ قاعدہ تلاوت اور اوراد مذکورہ کو ہرگز ہرگز فراموش
مت کرنا جس روز تجھ سے یہ ترکیب ادا نہ ہوگی اسی روز تو جل کر خاک سیاہ
ہو جائے گا۔ اس ارشاد کے بعد حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ اے شمس الدین بابا۔

[1] حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صاحب کے خوارق کی تعداد

تو منہ کھول کر میرے پاس آ" حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف منہ کھولے ہوئے حضرت بابا صاحب کے قریب گئے۔ حضرت بابا صاحب نے اپنی زبان مبارک حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف کے منہ میں دی اور ارشاد فرمایا کہ "شمس الدین بابا میری زبان کو مثل پستان مادر کے چوس، حضرت خواجہ شمس الدین صاحب نے زبان مبارک حضرت بابا صاحب کو خوب چوسا جب یہ خوب چوس چکے تو جناب بابا صاحب نے زبان مبارک کو نکال کر فرمایا کہ "شمس الدین بابا۔ اب تو تلاوت اور اذکار کو ہرگز فراموش نہ کرے گا"۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات تحریر فرماتے ہیں کہ "میں شہر پانی پت میں تین سال اور تین ماہ ارشاد و تعلیم طریقت مرتبہ سلوک خوش اسلوب میں مصروف رہا۔ اور کل خوارق حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے ستر ہزار پانچسو نو مکتوب نطاب فردوس الوجوب میں تحریر فرمائے۔ ہر روز حضرات رقباء۔ و نجباء۔ و نقباء۔ و ابدال و اقطاب اور اغیاث و رجال الغیب حاضر ہو کر تعمیل احکامات باطنی کی بجا لایا کرتے تھے اور حضرات اولیائے مفصلہ ذیل مجلس میں ہم مجلس رہا کرتے تھے۔ حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی صاحب مکتوب نطاب جمال الفنون۔ اور حضرت سید علی صاحب موعظمی صاحب مکتوبات نطاب نور البرہان اور حضرت سید امیر حسینی سادات صاحب مکتوب نطاب "مجموع الحرز اور حضرت شیخ سلطان ولد قدس صاحب مکتوب نطاب موالید نعم اور حضرت سلطان رحمت اللہ صاحب مکتوب نطاب "کرامت الحق" اور حضرت شاہ فضل اللہ مرید حضرت صدر الدین صاحب بن حضرت شیخ بہاء الدین احمد ملتانی اور حضرت امام الدین ابدال صاحب سلسلہ قلندریہ اور حضرت سید اجمیل احمد صاحب ابدال مجاز مرفوع الاجازت سلسلہ مداریہ صاحب مکتوب نطاب "ماثورۂ سبحان" اور حضرت جلال عبد القادر قطب المضاف اور حضرت ابن مطرف اندلوسی صاحب مکتوب نطاب "صفات الحریق" اور حضرت جلال الدین غوث۔ صاحب مکتوب نطاب "ہوایت مذاق بن حضرت رکن الدین صاحب سہروردی اور حضرت راجی قتال بخاری صاحب مکتوب نطاب "نور القدم مجاز مرفوع الاجازت

حضرت بادشاہ دوجہاں کے خوارق کی تعداد

۵۰۹

سلسلہ سہروردیہ اور بتعداد مفصلۂ ذیل فضلاء کاملین بھی شریک محفل ارشاد تعلیم طریقت کے ہوا کرتے تھے۔ فخر الدین بن نعمت اللہ پانی پتی۔ عماد الدین بن قیام الدین پانی پتی نظام الدین بن قدرت اللہ پانی پتی۔ خواجہ ابراہیم احمد بن غیاث الدین پانی پتی۔ عبد القادر بن عبد الصمد لاہوری۔ شاہ حمید بن محمود شاہ کشمیری۔ شاہ عظیم اللہ بن نظام الدین دہلوی قاشر بن حبیب اللہ اورنگ آبادی۔ شہاب الدین بن عزیز الدین بدایونی اور حضرت خواجہ محمد یار صاحب مکتوب نطاب گو ہر عروج نگرانی احوال غفلت و ہوشیاری حضرات اولیائے ہمعصر پر مامور تھے مگر حضرات خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حامل صفات ترک پانی پتی کی مجلس میں شریک ہوتے تھے اور پھر اپنے دورہ کو چلے جاتے تھے تین روز دورے میں اور ایک دن مجلس میں رہا کرتے تھے۔

نظم مؤلف

حضرت شمس جہاں لکھتے ہیں یہ
ہوش آیا جب کہ مجھ بے ہوش کو
دیکھتا کیا ہوں حلیم اللہ ہے
میں نے پوچھا اے حلیم اللہ بتا
وہ لگا کہنے کہ یہ ترکستان ہے
روز جمعہ ساتویں ساعت لگی
ماہ ہے ماہ ربیع الآخرین
آپ سے جس دم چھٹی باگ جناب
اڑ گیا میں ملک ترکستان کو
رتبہ ابدالیہ کو کھو دیا
آپ کی جس دم خبر پائی یہاں

سرگزشت خوش بیاں لکھتے ہیں
ختم وحدت نگاہ کے مے نوش کو
پاؤں سہلاتا وہ حق آگاہ ہے
کچھ پتہ اس شہر، اس اقلیم کا
شہر فرخار اس زمین کی آن ہے
بج چکے اس دم جرس دس گھڑی
ہفت صد سے دس ہیں کم ہجری تعین
پڑ گیا آنکھوں پر بس میرے رکاب
واں نہیں ٹھہرا رہا اک آن کو
حال پر اپنے نہایت رو دیا
میری پھر قسمت مجھے لائی یہاں

حاضرِ خدمت اسی ساعت سے آ ہول
آپ کی خدمت میں بس راحت سے ہول

شاہ نے باحکم الہام خدا
قطب فرخاری کو بلوا کر کہا

ہے ہمارے جسم کا اس جا نشاں
یہ نشاں ہے خاص روضہ کا مکاں

قطب نے سردار اس جا کو بلا
کہہ دیا روضہ یہاں جلدی بنا

اس امیر شہر دیں نے بے درنگ
کر دیا تیار روضہ سبز رنگ

اس حسن صابر نے دیکھی ہے وہ جا
ہے نشانِ جسم جس میں جا شاہ کا

حضرت شمس زمین و آسماں
لیل سفر کا اپنے کرتے ہیں بیاں

اس حوالی میں رہا میں سال بھر
سیر کرتا کوہِ ترکستان پر

تین مہ جا کر ختن کی سیر کی
دیر یوں سے رہ بھلائی دیر کی

جب ہوا ارشاد کا حاکم اسیر
نام اس کا رکھ دیا طاہر امیر

رفتہ رفتہ آ بدخشاں سات روز
رہ گیا میں دیکھ کر جا دلفروز

واں سے آیا قندھاری وادیں
واں سے اٹھ پیشور کے بازار میں

منزلِ پیشور سے لاہور میں
واں سے پانی پت سرا کے نور میں

آن کر ارشاد کو جاری کیا
دولت امداد کو جاری کیا

خلق فیض رشد سے کامل ہوئی
دولتِ مقصود سے واصل ہوئی

دیکھ کر باطن جلال الدین کا
طالبِ حق شیخ خوش آئین کا

لکھ کبیر الاولیائی کا خطاب
دی مثال اس مردِ حق واں کو شتاب

بیعت ارشاد سے شاداں کیا
بیعت تحویل سے رخشاں کیا

تھے وہاں بسیار کس مردانِ حال
نام ان کے نظم میں لانا محال

جس گھڑی میں نے اسے بخشی مثال
ہو گیا عارف اسی ساعت جلال

رتبۂ شاہی سے فائق ہو گیا
مایۂ عرفاں سے اس کو بھر دیا

وہ حقیقت کا پلایا اس کو جام
ہو گیا جس سے طریقت کا امام

کون گرو اور کون چیلا ہے حسن
ہے اسی کی شان کا میلا حسن

احوال حضرت شاہ جلال الدین صاحب کا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہونے کا اور بیعت امامت اور ارشاد سے مشرف ہونے کا

مکاتیب حضرات مفصل الذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ گیارہویں ماہ محرم ۶۹۷ھ کو بروز دوشنبہ وقت ظہر کے حضرت خواجہ محمد ابوالخیر غزنوی صاحب مکتوب نطاب عبادالسلوۃ، مع اپنے خلیفہ علی رحیم تبنی صاحب مکتوب نطاب "صراط زینت" کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کی محفل میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت حضرت خواجہ محمد پارسا۔ صاحب مکتوب "گوہر عروج" بھی شریکِ محفل تھے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی صاحب مکتوب نطاب فردوس الوجوب نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں حضرات کدھر تشریف لائے۔ ان دونوں صاحبوں نے باخفا مدعا بیان کیا کہ "حضور انور کی قدم بوسی کو حاضر ہوئے ہیں"۔ یہ بیان سن کر حضرت خواجہ محمد پارسا نے بیان کیا کہ حضرت! یہ دونوں صاحب میری شکایت کرنے کو حضور میں حاضر ہوئے ہیں۔ میں نے ان کے حضرت پیر خواجہ عارف ریوگری صاحب کی کیفیت باطن سلب کرلی ہے کہ وہ نہایت غافل رہتے تھے۔ خلق اللہ پہ نہایت ظلم ہوتا تھا۔ یہ معاملہ سن کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان

صفات ترک پانی پتی نے حضرت محمد ابوالخیر عفنوی سے واسطے مہمان رہنے کے حکم دیا اور علیم اللہ ابدال کو واسطے حاضر لانے حضرت خواجہ عارف ریوگرٹھی صاحب مکتوب خطاب جواہر معانی کے ارسال فرمایا۔ اسی روز علیم اللہ ابدال حضرت خواجہ عارف ریوگرٹھی صاحب کو روانہ کر کے واپس حاضر آ گئے۔ بتاریخ نویں ربیع الاوّل ۶۹۰ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت صبح کے حضرت خواجہ عارف ریوگرٹھی بھی تشریف لاکر قیام پذیر ہوئے۔ بتاریخ بارہویں ماہ مذکور صدر کو روز پنجشنبہ قریب نماز صبح کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب قلندر ثالث حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آداب بجالائے۔ حضرت ممدوح نے بے ساختہ ارشاد فرمایا کہ جلال الدین آتش عشق کی قلندر سے سے آئے۔ حضرت شاہ جلال الدین صاحب قلندر ثالث نے قدم بوس ہو کر پھر دوبارہ آداب فدویت ادا کیا۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی نے حکم دیا کہ حاضر رہو۔ بعد نماز ظہر کے حضرت خواجہ محمد پارسا دورہ کرتے ہوئے تشریف لے آئے اور قریب نماز عصر حضرت غوث شیخ نصیر الدین صاحب چراغ دہلوی صاحب مکتوب خطاب حقیقت البحر اور حضرت شیخ عثمان صاحب مکتوب خطاب "سر یزدالمشہود" اور حضرت شیخ شہاب الدین صاحب اور حضرت حکیم صدر الدین صاحب خلفائے راشدین حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلوی کے کہ حضرت ممدوح نے حضرات خلفائے موصوف کو بموجب حکم الہام بالمل کے چار روز قبل سے روزانہ کر دیا تھا۔ تشریف لے آئے جس وقت سب حضرات نے نماز عصر کا سلام پھیرا۔ حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلوی صاحب مکتوب خطاب مقناطیس الوحدت کو بھی شریک جماعت نماز کا پایا بعد فراغ نماز عصر جمیع حضرات اولیائے ہمعصر علمائے موصوف الصدر اور دیگر عوام الناس سے محفل ترتیب دے کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی صاحب مکتوب خطاب فردوس الوجوب نے حضرت شاہ جلال الدین صاحب قلندر ثالث کو اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت حوالت اور امامت اور ارشاد سے

اپنے ہاتھ پر مشرف کر کے کلاہ مبارک اپنی اٹھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا۔ اور مثال خلافت بخطاب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کے سر کائے شغل کو حنا کر مرحمت فرمائی۔ اور رالقاب باطنی سے سب حضرات کو مطلع فرمایا اسی وقت کیفیت باطن مرتبہ علو العزمی شہنشاہی ولایت کی حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کے باطن میں مستولی فرما دی۔ اور تمامی برکات استاد خلافت نامہ جات اور آد منضبطہ شبانہ روزہ اور مکتوبات اور ملبوسات جو حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کے پاس مفاد مناسع معنونہ میں سے تھے۔ حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کو عنایت کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ مثل اپنے کر دیا۔ اور فرما دیا کہ ہم سے تو مجذ نہ ہوا شاید تم سے ہو۔ نظر رکھنا۔ اور علیم الشابدال کا ہاتھ میں ہاتھ دے کر فرمایا کہ دہ علیم اللہ۔ تمہارے سپرد کیا جاتا ہے تم اس کے خبر گراں رہنا۔ اور تا بحیات تمہارے یہ تمہار کی خدمت گزاری میں مصروف رہے گا۔ اور تمام عالم کی خبر رسانی کرتا رہے گا۔ اور یہ قدیم اوپر سے تفویض ہوتا چلا آتا ہے۔

احوال اوقات شبانہ روز حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کا اور اس عالم سے وفات فرمانے کا اور حضرت جلال الدین صاحب کبیر الاولیاؔ قلندر ثالث کا جلس کبیر کرنا

حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث مکتوب لطائف اسرار القرشی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد فراغ جلسہ خلافت حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی نے مجھ کو واسطے ادائے حبس کبیر چھ مہینہ کے ایسا فرمایا اور نیز ارشاد کیا کہ جلال الدین بابا تو برزخ صغرا تیار کر کے تختہ سنگ سرخ لگاکر اور مٹی ڈالواسے اور واسطے چھ مہینہ کے اس میں بیٹھ جا۔ یہ غلام صابر تو برزخ صغرا میں چھ سال بیٹھا رہا تھا اور یہ تیرے واسطے مختص چھ مہینہ منجاب حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاءالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہوگئے ہیں۔ حضرت جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث نے عرض کیا کہ حضور انور آلہ کشندیدگی یہاں کیوں کر میسر ہو سکتے ہیں؟ جس سے برزخ تیار کروں۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات نے علیم اللہ ابدال کو امر فرمایا کہ تو جلد جا اس زمین پر جس جگہ کہ فقیر کے وجود کے قائم رہنے کا حکم ہے سات مرتبہ اسم مبارک باطنی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاءالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے دست راست کی انگشت شہادت پر وقف کر کے اشارہ کرنا۔ اسی وقت

زمین شق ہوکر برزخ صغرا تیار ہو جائے گی بعدہٗ علیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ تم گیارہ تختہ ہائے سنگین میں سے جو حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اولین الارواح رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے پائے انداز کو رکھے ہیں ایک تختہ سنگ سُرخ کا جو طول میں اڑھائی گز۔ اور عرض میں پندرہ گرہ کا ہے لے آؤ۔ علیم اللہ ابدال نے اُسی وقت ہر دو امر کی تعمیل کر کے حضرت شاہ جلال الدین کبیر الاولیاء قلندر ثالث کو مع ایک نان جویں اور ایک آفتابہ میں پانی رکھ کر برزخ صغرا میں داخل کر دیا۔ اور تختہ لگا کر مٹی اُوپر سے ڈال دی۔ اور خود حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف نے اور دوم خلافت قلندر ثالث سے سنت حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کلیری کی ادا کرنا شروع کی کہ برق خشک آسمان سے گرا یا کرتے تھے۔ اوّل مرتبہ برق خشک آسمان سے مابین شرکائے محفل کے گری۔ بار دوم برق خشک قریب شرکائے محفل کے گری کہ شخص غیر داخل سلسلہ طریقت کے کپڑے جل گئے۔ یہ حال دیکھ کر لوگوں نے عرض کی کہ حضرت ہم کو حکم ہو جائے کہ ہم حاضر نہ ہوا کریں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات ترک پانی پتی نے ارشاد فرمایا کہ فقیر اپنے پیر کی سنت ادا کرتا ہے۔ یہ حال دیکھ کر کوئی شخص اہل ناسوت میں سے پاس حضرت ممدوح کے حاضر نہیں ہوا کرتا تھا بتاریخ انیسویں ماہ شعبان ۶۹۷ھ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد نماز فجر کے علیم اللہ ابدال نے بموجب حکم حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات ترک پانی پتی کی جائے ادائے جنس کبیر پر پہنچ کر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کو بموجب معمول کے جنس کبیر سے باہر نکالا۔ حضرت ممدوح نے اپنے حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر شرط عبودیت ادا فرمائی۔ تھوڑے عرصہ میں محفل راگ کی مرتب ہوئی حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات ترک پانی پتی کو حال وجد پیدا ہوا اور اس محویت میں استغراق ہو گیا۔ ایک حضرت نے اس محفل میں

تشریف لاکر شرکائے محفل سے ارشاد فرمایا کہ جب اس فقیر کو ہوش آوے تو ہمارا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ تو غافل تھا۔ ہماری ملاقات تجھ سے نہیں ہوئی۔ یہ ارشاد فرماکر وہ حضرت تشریف لے گئے جب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمانی صفات ترک پانی پتی کو حال استغراق سے افاقہ ہوا۔ حاضرین محفل نے عرض کیا کہ حضرت ایک درویش نحیف جسم چہرہ منور مثل یاقوت سرخ رنگ نقاب پوش تشریف لائے تھے اور یہ پیغام ارشاد فرماکر تشریف لے گئے ہیں یہ پیغام سن کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمانی صفات ترک پانی پتی نہایت بیقرار ہوگئے گریہ وزاری میں مصروف ہوئے اور فرمایا کہ افسوس شیخ میرا تشریف لائے اور میں غافل رہا۔ اس روز سے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمانی صفات پانی پتی نے بجز حضرت شاہ جلال الدین کبیر الاولیاء قلندر ثالث کے اور کسی شخص غیر سے کلام نہیں فرمایا اور کوئی شخص حضرت خواجہ شمس الدین صاحب ممدوح تک پہنچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اسی حال میں بتاریخ دسویں ماہ جمادی الثانی ۷۱۶ھ ہجری کو روز چہارشنبہ بعد نماز عصر کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف نے ذات احدیت صرف میں وصل فرمایا اور اس عالم سے رحلت کی اسی شب بجائے ادائے جبس کبیر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کے دفینہ بھی ہوگیا ایک ہزار عوام الناس اور تمامی فضلائے قرب وجوار اور حضرات اولیائے ہمعصر اور مجاذیب اور حضرات رقباء و نقباء و نجباء و ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب اور ہر قوم جنات شریک نماز جنازہ کے تھے جو کوئی شخص ہمراہ حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کے مزار منور پر حاضر ہوتے تھے ان کو مزار مبارک مثل چاند چودھویں کے لامع الانوار معلوم ہوتا تھا۔ اور جو علیحدہ حضرت موصوف سے جاتے تھے ان کو صورت مزار مقدس کی مثل شیر کے نظر آتی تھی کوئی شخص وہاں روبرو مزار کے ایک دم ٹھہر نہیں سکتا تھا حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث نے روز تشریف آوری اپنے سے حضرت شمس الدین صاحب شمس الارض

شاہ ولایت حمال صفات ترک پانی پتی کو کوئی چیز طعام میں سے بجز انگلی لگا کر چکھ لینے کے تناول فرماتے نہیں دیکھا۔ اور نہ علیم اللہ ابدال کی زبانی سنا اور تا بحیات حضرت کبیر الاولیاء صاحب موصوف کے احوال مزار مقدس کا ہر کس و ناکس کو بطور معروفہ بالا معائنہ ہوتا اور اب بھی اہل باطن کو اسی طرح معلوم ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء۔ قلندر ثالث تحریر فرماتے ہیں کہ روز وصال اپنے ہادی برحق سے میں نے بموجب وصیت حضرت پیر و مرشد کے مدت العمر یہ عادت رکھی کہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو جسم مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے جو سنگ ہائے سرخ مذکورۂ بالا سے الگ کر دیا گیا تھا۔ معرفت علیم اللہ ابدال کے خبر منگا لیا کرتا تھا۔ اور جسم منور کی کیفیت بدستور تھی اور موافق معمول کے اجنہ خدمت اور نگہبانی میں مصروف تھے۔

احوال تشریف آوری اور بیعت توبہ اور خلافت وامامت حضرت شاہ احمد عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ اکیسویں [۲۱] ماہ ذیقعدہ ۶۴۶ھ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت دوپہر کے حضرت شیخ احمد عبد الحق صاحب باعث انحراف نفس کے تین روز پریشانی اٹھا کر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس زمانہ میں عمر حضرت شاہ احمد عبد الحق صاحب کی نو سال کی تھی بحضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث نے اسی وقت اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ وامامت اور ارشاد سے خاندان اویسیہ اور قادریہ اور حنفیہ علویہ متعلقہ ولایت روح جذبیہ میں کہ یہ تینوں سلسلے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کو حضرت عمر احمد شہاب ملتانی صاحب مکتوب نطاب "جذبہ حیدری"، جدّ امجد حضرت شاہ احمد عبد الحق صاحب سے قبل بیعت حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر صاحب مکتوبات نطاب "علی الانوار" کے ابتدائی عمر میں حاصل ہوئے تھے مشرف فرما کر حصول ترقی کیفیت باطن میں مصروف کر دیا۔ اسی شب حضرت شاہ احمد عبد الحق صاحب مکتوب نطاب "منہاج الواجدین" نے عالم مثال میں معائنہ فرمایا کہ حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ نور الحق ہم سے گیارہ اسم حیدری جو کہ جو انس بن مالک کو عطا فرمائے تھے تجھ کو مرحمت کیے محمد ابو القاسم گرگانی سے چوتھی تبت پر جا کر حاصل کر لے۔ بموجب تعلیم اس کے زکات اکبر الکبائر ان اسماء کی وہیں پر ادا کیجیو، کہ اب وہ نام باطنی ساتھ حق نام تیرے

کے تاقیام عالم تلاوت کیے جائیں گے اور بوقت رویت عالم مثال شاہ احمد عبدالحق کے حضرت
شاہ جلال الدین صاحب کبیرالاولیاء قلندر ثالث کو بھی الہام باطن سے علم اس حکم سروری کا
ہوگیا تھا۔ حضرت شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب نے بیدار ہوکر اسی وقت حضرت پیر و مرشد
کی خدمت میں حاضر ہوکر احوال معائنہ رویت کا عرض کیا۔ بموجب حکم کے اسی وقت
روانہ تبت چہارم کے ہو گئے اور حضرت شاہ محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہرۃ نامہ
کو بھی اسی شب اطلاع صدور حکم نبوی قدسی کی ہوگئی تھی۔ بتاریخ یکم ربیع الثانی ۱۲۴۲ھ
کو روز دوشنبہ وقت زوال کے حضرت شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب تبت چہارم پر
پہنچے حضرت شاہ محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب نے کمال تعظیم اور تکریم سے کیفیت ظاہر و باطن
ان اسمائے متبرک کی تسلیم فرمائی اسی روز سے ادائے زکوٰۃ اکسیرالکبائر میں مشغول کر دیا اور خود
دل و جان کفیل حاجات کے رہے۔ بعرصہ سات سال تین مہینہ میں بہ ترقیات روز افزوں
کیفیت باطن کے حضرت شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب حد زکات سے فراغ حاصل کر
چکے اسی روز تاریخ یکم رجب ۱۲۵۰ھ ہجری روز دوشنبہ وقت صبح سے حضرت محمد ابوالقاسم
گرگامی صاحب نے ان اسمائے متبرک کے ساتھ کلمہ حق ضم کر کے تلاوت کرنا شروع کیا
اور اسی روز سب قابلیان صاحب باطن ان اسماء مبارک کے قلب پر اس امر کا القاء
تاکید ہوگیا اور اسی عرصہ حد زکات میں حضرت شاہ نورالحق صاحب کے باطن میں کیفیات
ہر دو سلسلہ حنفیہ متعلقہ ولایت روح جذبیہ کے ایسی قوت مجذبہ اور قدرت تعزبیہ سے
حاصل ہوئی کہ حضرات متاخرین اس زمانہ میں کسی کو ایسی طاقت اور حکومت نصیب نہ تھی
بروقت برآمد ہونے حد زکات سے تمامی حضرات رقبا و نجبا و نقبا و ابدال و اقطاب
و اغیاث و رجال الغیب حاضر ہوکر فیض یاب ہوتے تھے دو روز کے بعد بتاریخ تیسری
ماہ مذکور سنہ صدر روز چہارشنبہ کو حضرت شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب تبت چہارم
سے رخصت ہوکر پانی پت شریف کو روانہ ہوکر آستانہ بوسی حضرات پیران عظام سے شرف
اندوز ہوتے رہے۔ تمام و کمال امورات ولایت روح جذبیہ کے جو جو حضرات عارفان
سلسلہ علیہ حنفیہ علویہ سے متعلق ہوتے ہیں حضرت ممدوح سے متعلق ہوگئے اور کیفیت

سلوک بالجذب کی طبیعت پر بہ تمامہ غالب ہو گئی تھی۔ بتاریخ نویں ماہ صفر ۱۲۵۵ھ یوم
کو روز دو شنبہ وقت نماز چاشت کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر
ثالث کی خدمت میں حاضر ہو کر شرائط عبودیت کے بجا لائے حضرت ممدوح نے
ارشاد فرمایا کہ نور الحق تیرے عروج کیفیت باطن سے جلوالسی تقویت سے غایت
حاصل ہوئی ہے کہ شکر از جناب الٰہی کا ادا نہیں کر سکتا ہوں۔ بتاریخ بستم یوم
ماہ رجب ۱۲۵۵ھ ہجری بروز پنجشنبہ کو قریب دوپہر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء
قلندر ثالث نے حضرت شیخ نجم الدین محمد بن محمد ادکانی صاحب مکتوب نطاب دلیل الامر
اور حضرت مولانا محمود مرخانی صاحب مکتوب نطاب جنہاک السح اور حضرت مولانا زاہد مرغانی
صاحب مکتوب نطاب حدیقۃ الحقائق اور حضرت مولانا محمد شیریں صاحب مکتوب نطاب
صلوٰۃ العرش اور حضرت خواجہ حافظ شیراز نام محمد لقب شمس الدین صاحب مکتوب نطاب
مرآۃ الصدر اور حضرت مولانا ظہیر الدین خلوتی صاحب مکتوب نطاب برکات المنعم اور حضرت
شیخ کمال الدین حجندی صاحب مکتوب نطاب فریق المنقوش اور حضرت شاہ قاسم انوار
صاحب مکتوب نطاب شمس المسرورسا اور حضرت شیخ زین الدین خوافی صاحب مکتوب نطاب
شہر یار الانوار اور حضرت مولانا جلال الدین نورانی صاحب مکتوب نطاب حمید الوسیع اور حضرت
شیخ محمود تردقانی صاحب مکتوب نطاب مزید شوق اور حضرت میر سید علی مقتبسی صاحب مکتوب
ظہور المدثر اور حضرت شیخ علی بلغاری صاحب مکتوب نطاب شہود النجم اور حضرت محمد حسن
قادری بن عبد اللہ صاحب مکتوب نطاب صمدی سکر اور حضرت سید مراد علی چشتی بن نیاز
علی صاحب مکتوب نطاب حلب اسود اور حضرت ولایت شاہ بن ظہور اللہ صاحب
مکتوب نطاب شان نوم اور حضرت مظہر شاہ بن کریم شاہ سہروردی صاحب مکتوب شیونات
الامر اور حضرت شیخ نجم الدین بغدادی صاحب مکتوب نطاب ثبوت الصور اور حضرت
برہان الدین غریب صاحب مکتوب نطاب لوح نیاز اور حضرت خواجہ امیر کلال صاحب
مکتوب بحر الطریقت اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند صاحب مکتوب نقطۃ القدرت اور
اور حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت صاحب مکتوب نطاب افراد الوجوب

سے مجلس ترتیب دے کر حضرت شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب کو اپنے سامنے بٹھلا کر
بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان صابریہ چشتیہ عالیہ میں اپنے ہاتھ پر مشرف کر کے
کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا۔ اور مثال خلافت بخطاب
مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق کی حاضرین محفل کو سنا کر مرحمت فرمائی اور لقب باطنی سے
تمامی حضرات شرکائے محفل کو اطلاع دی اسی وقت سے کیفیت باطن حضرت مخدوم
شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب کی طرف علو العزمی مرتبہ شہنشاہی ولایت کی متوجہ ہوئی
اور چند مدت حضرت موصوف حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں شبانہ روز حاضر رہے اور
تعلیم لسانی حضرت پیر و مرشد سے مرتبہ اسفل طبیعت سے حضرت ذات احدیت
صرف تک ہر ایک مرتبہ کے آداب، احکام۔ آثار، اصطلاح، جنات، سیئات، اذکار
اشغال۔ افکار۔ اسرار۔ سے کامیاب ہو گئے۔ اور بتاریخ سلخ ماہ رجب ۶۵۶ھ ہجری شب
پنجشنبہ بعد نماز عشا بامر باطن حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیا قلندر ثالث نے
حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب ردولوی زندان پیر سے فرمایا کہ اے نور الحق میرے
حضرت ہادی برحق نے تو چھ برس کا حبس کبیر کیا تھا۔ اور میں بحکم باطن چھ مہینہ کیا جو مختص میرے
واسطے تھا آج تیرے واسطے صرف اکتالیس روز کا حکم ہے اور یہ اکتالیس دن کا حبس کبیر بعد تیرے
تا قیامت خاندان صابریہ میں جاری رہے گا حضرت شاہ نور الحق احمد عبد الحق ردولوی زندان پیر
نے کہ وہاں ہر قسم کا سامان موجود تھا۔ شب مذکورہ میں حبس کبیر کے واسطے برزخ صغرا کندہ
کرائی اور ایک نان جویں اور ایک آفتابہ گلی میں پانی لے کر برزخ صغرا میں ہو گئے۔ اور
شغل حبس کبیر شروع کیا۔ بعد اکتالیس روز کے بتاریخ یازدہم ماہ شعبان ۶۵۶ھ ہجری روز سہ
شنبہ کو حضرت شاہ جلال صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث نے معرفت علیم اللہ ابدال کے حضرت
شاہ نور الحق احمد عبد الحق ردولوی زندان پیر کو برزخ صغرا میں سے طلب فرمایا۔ اور احکامات
تعلیمات باقیماندہ سے مطلع کیا اور ارشاد فرمایا کہ شاہ نور الحق جس جگہ تو نے حبس کبیر کیا ہے
اسی جگہ فقیر کا مزار بھی ہو گا اس واسطے تجھ سے یہ حبس کبیر کرایا ہے اور یہ امر اوپر سے ہوتا چلا
آیا ہے۔

احوال حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب ردولوی زندان پیر کا واسطے لینے توشہ کے حسب الطلب حضرت بادشاہ دو جہان

کلیر شریف کو جانے کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ بارھویں ماہ شعبان ۱۳۰۶ھ ہجری قوم العبد شب چہار شنبہ کو بعد نماز تہجد کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب مکتوب نطاب منہاج الواجدین نے عالم ارواح میں معائنہ فرمایا کہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ نور الحق! تجھ کو حضرت رسول خدا نے مخدوم معظم درجہ کا کیا تجھ کو لازم ہے کہ ستر ہویں تاریخ شب دو شنبہ کو میرے پاس حاضر ہو میں تیری مخدومیت پہ مہر کر دوں اسی وقت حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب نے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیا قلندر ثالث صاحب مکتوب نطاب اسرار القریشی کی خدمت میں حاضر ہو کر احوال معائنہ کا گزارش کیا۔ حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا "الحمد للہ! خدا مبارک کرے پانچ روز تک تعلیمات حصول شرف دیدار جسم منور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صابر کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء اور محفوظ رہتے حملہ شمشیر قہاری سے فیض یاب فرما کر بتاریخ سترھویں شب دو شنبہ بعد نماز مغرب حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب کو حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیا قلندر ثالث

نے بہمراہی علیم اللہ ابدال کے اسم اعظم چشتیہ کی اجازت دے کر طرف کلیر شریف کے روانہ فرمایا اور خود حضرت ممدوح معتکف ہو گئے قریب نماز تہجد اثنار راہ میں حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق ردولوی زندان پیر کے قلب پر القار ہوا کہ نور الحق ایک شاخ شجر تین یعنی انجیر کی اس درخت انجیر میں سے لے لو۔ اور ہمارے جسم پر بالائے ناف رکھ دینا معاً الصدور حکم الہام جلی حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب نے درخت انجیر میں سے ایک شاخ سبز توڑ کے ہاتھ میں رکھ لی اور نماز تہجد حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچ کر ادا فرمائی۔ بعد فراغ نماز اندر حد بارہ کوس زمین سوختہ کے جانے کا ارادہ فرمایا ہر چند شمشیر قہاری نے حملے کیے لیکن بباعث تعلیمات حضرت پیر و مرشد کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق صاحب ممدوح پر کوئی وار شمشیر قہاری کا نہ پہنچا۔ آخر کار علیم اللہ ابدال اور حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب نام مبارک باطنی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا تلاوت فرماتے ہوئے قریب جائے محفوظہ معدن الانوار کے پہنچے۔ جمال الدین ابدال کو مع یک صد نفر جنات متعینہ سابق باہر احاطہ انوار جائے محفوظہ کے حلقہ کش مستعد پایا۔ تھوڑے عرصہ پاس جمال الدین ابدال کے قیام فرما کر حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف مع علیم اللہ ابدال کے شاخ سبز سیدھے ہاتھ میں لیے ہوئے قریب جسم منور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے پہنچے اور شاخ سبز درخت انجیر اسی طرح پر جانب پائے انداز کے دونوں تختۂ سنگ سرخ کے کہ قدرے کشادہ تھے اس میں ہاتھ بڑھا کر بالائے ناف مبارک رکھ دیے کہ علیم اللہ ابدال کو مطلق علم نہ آیا اور بمجرد رکھ دینے بالائے ناف کے وہ شاخ انجیر مثل زمرد کے درخشاں ہوگئی اور جسم منور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ آرامت قدیم پر جہاں اب مزار مقدس ہے کفن سبز پارچہ اونی کا تشریف فرمائی اور اس پر ایک شاخ سبز مثل زمرد بالائے ناف مبارک رکھی ہوئی دیکھ کر علیم اللہ ابدال

سے ارشاد فرمایا کہ، یہ شاخ سبز کہاں سے آئی تھی اور کس نے رکھی تھی۔ علیم اللہ ابدال نے
عرض کیا کہ حضرت! یہ شاخ حضرت جبرئیل علیہ السلام عرش بریں سے بحکم الٰہی لائے ہیں
حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جمال صفات ترک پانی پتی رحمۃ
اللہ علیہ کی زبان سے اس شاخ کے باب میں یوں سنا ہے کہ یہ شاخ مجدد کے زمانہ تک
یوں ہی رکھی رہے گی۔ کہ مجدد زمانہ اس شاخ کو ہمراہ جسم مبارک کے دفن کرے گا کس واسطے
کہ زمین چہار طرف کی بارہ بارہ کوس تک سوختہ ہو گئی ہے۔ اگر یہ شاخ ہمراہ جسم مبارک
کے دفن نہ ہوگی تو روز قیامت تک سبزہ اس درخت گولر کے دوسرا درخت اس زمین سوختہ
میں ہرگز پیدا نہ ہوگا۔ مجھ کو خوب معلوم ہے کہ یہاں پر صرف دو قطعہ زمین کے آتش قہر سے
امن پائے ہوئے ہیں۔

حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف نے علیم اللہ ابدال سے
دریافت فرمایا کہ، تم کو تعداد قطعات زمین محفوظہ کی معلوم ہے؟ علیم اللہ ابدال نے گزارش
کیا کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جمال صفات ترک پانی پتی رحمۃ
اللہ علیہ نے مکتوب نصاب فردوس الوجوب میں پیمائش کر کے تعداد قطعات زمین محفوظہ کی
رکھی تھی اس وقت مجھ کو زبانی یاد نہیں۔ جمال الدین ابدال نے اندرون لحاظہ جائے
محفوظہ حاضر آکر عرض کیا کہ ہر روز میں نے دیکھا ہے کہ وقت صبح سے شعاع نور سرخ
مثل یاقوت کے زمین سے آسمان کو جاتا ہے اور گاہے آسمان سے زمین کو آتا ہے اس
قطعہ زمین کی حد مجھ کو بھی یاد ہے اس عرصہ میں وقت نماز صبح کا ہو جائے محفوظہ سے آسمان
کو نور سرخ جانے لگا۔ بعد فراغ نماز حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف
نے قطعہ خاص متعلق جسم نور حضرت بادشاہ دو جہان ممدوح مکتوب نصاب منہاج الواجدین
میں پیمائش کر کے تحریر فرمایا اور علیم اللہ ابدال سے نقشہ جامع مسجد تکبیر کا بھی دریافت فرما کر
تحریر کیا۔ روز دوشنبہ تاریخ سہ سطور مذکور الصدر کو حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم
علاء الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی جناب سے حضرت
مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف کو شمشیر جلالی عطا ہوئی اور روز سہ شنبہ

اٹھارہویں تاریخ کو شمشیر جمالی اور روز چہارشنبہ تاریخ انیسویں کو دعائے حرز یمانی شریف حرز مرتضوی ملقب بہ سیف اللہ و سلطان الاوراد ترکیب قیومی روحی و غوثی معنوی کے جو حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے معاملہ تباہی کلیر میں تلاوت فرمائی تھی اور توشہ مبارک جو حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جمال صفات ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے نذر کیا تھا مرحمت فرمایا اور شب پنجشنبہ تاریخ بستم کو بعد نماز عشاء عالم ارواح میں حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے حضرت مخدوم سید نور الحق احمد عبد الحق صاحب کی مخدومیت پر اپنی مہر ولایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ مخدوم شاہ نور الحق اتم جاؤ اودھ کو اور رئیس کبیر چھپا کامل گل در گل ہو کر ادا کرنا صبح پنجشنبہ تاریخ بیسویں شعبان ۵۱ ہجری مرقوم الصدر سید حضرت شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف بحصول نعمتہائے بے مثال اور دولت بے زوال کے کامیاب بمقاصد ہو کر مع علیم اللہ ابدال کے اسم اعظم ششتیہ تلاوت کرتے ہوئے پانی پت شریف کو روانہ ہوئے اور اس تین روز کے عرصہ میں احوال در خلال ہونے انوار کا جائے محفوظہ سے اس طرح کا ملاحظہ فرمایا کہ جب نور سرخ مثل یاقوت کے زمین جائے محفوظہ سے نکل کر آسمان کو جاتا تھا اس وقت یہ آواز غیب سے سات بار مسموع ہوتا تھا۔

اللھم صلّ وسلم وبارک علی محمدن ن السلام والنبی الامی معلم الملکوت والناسوت والمقرب الجبروت واللاھوت متمکن الحضرت الھاھوت والنور الفالق الظلمات والفارق بین الموجودات والمعدومات

اور جب نور آسمان سے زمین پر صادر ہوتا تھا پانچ بار یہی آواز غیب سے سنا جاتا تھا فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ جس مرتبہ تعلیم کیفیت باطن کے ساتھ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب حرباریکوں زمین سوختہ کے اندر حملہ شمشیر

قہاری سے محفوظ رہ کر تشریف لے گئے تھے۔ عروج اس کیفیت کا حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جسم منور کے قریب ہونے سے ترقی پذیر ہوگیا تھا اور رونق رکھنے شاخ درخت انجیر کے ناف مبارک پر رکھا اور یہی کیفیت حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب موصوف کے باطن میں محیط ہوگئی تھی کہ علم علیم اللہ ابدال کا دریافت اس مرتبہ سے قاصر رہا علیم اللہ متحیر ہو کر بجز اس امر کے اور کچھ نہ کہہ سکے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام عرش پر یں سے لاتے ہیں اس تحیر میں علیم اللہ ابدال کو زمانہ ماضی وحال کا امتیاز نہ رہا جو شرف اور فضیلت کیفیت اس وطن سلسلۂ عالیہ قدوسیہ صابریہ چشتیہ کو بسبب حصول مراتب علوالعزمی شہنشاہی ولایت کے حاصل ہے اور تا بقیام عالم ترقیات روز افزوں حاصل ہوتی رہے گی کہ خاندان مرفوع الاجازۃ علوالعزم والمرتبہ ہرگز مقطوع نہیں ہوتا کسی طریقہ پر یہ حسن تعلیم کہ ابتدا سے انتہا تک ہر ایک مرتبہ اور درجہ پر سلوک اور جذب بقدر مناسب پیدا ہوتا چلا آتا ہے میسر نہیں ہوا تصور کرنا چاہیئے کہ علیم اللہ ابدال کہ جس کے روبرو حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابومحمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی اور حضرت بادشاہ دوجہاں علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمال صفات ترک پانی پتی اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کی تعلیم طریقت شروع ہوئی اس کے اور جیسا واقف حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب کی کیفیت باطن کو امتیاز نہ کر سکے۔ علیٰ ہذا القیاس ہر ایک صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ اس خاندان عالی کا بحصول کیفیت ولایت روح جذبیہ کے اپنے اپنے زمانے میں حضرات رقبا، ونجبا، ونقبا، وابدال واغیاث واقطاب واوتاد ورجال الغیب اور سواان کے جو اور عہدے مخفی رکھے گئے ہیں فرماں روا ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ اس سلسلہ عالیہ کا حمال صفات مجدد صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ ہو۔

احوال حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب کے جلسِ کبیر، گل در گل کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب مکتوب نطاب منہاج الواصلین قریب نماز ظہر کے پانی پت شریف میں حاضر ہو کر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیرالاولیا، قلندر ثالث صاحب مکتوب نطابہ "اسرار القرشی" سے قدم بوس ہوئے حضرت موصوف نے چہرہ منور مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف کا دیکھ کر پیشانی کو بوسہ دیا، معاً حال وجد جاری ہو گیا۔ ایک پہر کامل حال وجد طبیعت پر غالب رہا۔ بعد افاقہ حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاوِلیا، قلندر ثالث نے بعد نماز مغرب حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف کو تبرکات مغاوضات معنوتر یعنی اسناد خلافت نامجات اور مکتوبات نطاب انوار الجلال یا کبر تصنیف حضرت شاہ شیخ کمال الدین عرف شیخ عبد القادر صاحب فرزند کلاں حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیرالاولیا، موصوف اور اوراد منضبط شبانہ روز اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم عنایت فرما کر واسطے جانے ملک اودھ اور قیام بلدۂ ردولی نے حکم دیا۔ اور فرمایا کہ ہم سے کچھ مجدد نہیں ہوا شاید تم سے ہو خیال رکھنا اور علیم اللہ ابدال کو خدمت میں مامور فرما کر اسی وقت حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف کو رخصت فرمایا۔ اور اطلاع دی کہ عقد نکاح اپنا ساتھ دختر سید بغدادی داخل سلسلہ نقشبندیہ بعد فراغ جلس کبیر اودھ میں کرنا تجھ سے قطب پیدا ہوں گے۔ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف مع علیم اللہ ابدال اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے اودھ کو روانہ ہوئے اور اسی شب قریب نماز تہجد حوالی شہر اودھ میں پہنچ گئے اور بتاریخ یکم ماہ رمضان المبارک ۷۵۶ھ ہجری روز جمعہ کو بعد نماز عصر قبر تیار کرائی ہوئی میں بامر حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح

سلطان الاولیاء بارادہ چھ ماہ بیٹھ گئے۔ اور مٹی قبر کی بلا تختہ لگا کے اپنے اوپر ڈلوائی کہ جس کو گل درگل ہونا کہتے ہیں۔ اور علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ تم یہاں پر حاضر رہنا نماز صبح سے نماز اشراق ہمارا طواف کرنا اس حالت میں تم کو ہماری کیفیت کا علم ہو جایا کرے گا۔ تم حضرت پیرو مرشد کی خدمت میں گزارش کر آیا کرنا۔ احکامات حضرت پیرو مرشد کا علم مجھ کو ہوتا ہے گا۔ بتاریخ بیسویں ماہ محرم ۷۳۵ھ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت طلوع آفتاب کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب کو معائنہ تجلی ذاتی آثاری کا ہوا اور تمامی حضرات اولیاء کے قلب پر علی التواتر القاء الہام صادر ہوئے اور مرتبہ روحانیت سے یہ پڑھا اللّٰھمّ صل علی محمد وآلہ ونورہ وحقہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اور ہر ایک شہر و دیار افواج کے نقیب صاحب ولایت روح جذبیہ نے بآواز روح منادی کر دی کہ "آج حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف کو حضرت رسول خدا کی جناب سے خطاب "زندان پیر" کا عطا ہوا ہے معائنہ تجلی ذاتی آثاری سے چالیس روز کے بعد بتاریخ تیسویں ماہ صفر ۷۳۵ھ ہجری روز شنبہ بعد نماز اشراق حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے زمین قبر کو چاک فرمایا علیم اللہ ابدال نے سامان ضروری حفاظت جسم کا پیش کیا حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر رحمتہ اللہ علیہ نے علیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ پوشش بعد کو استعمال کی جائے گی پہلے تم جاؤ اور ان دونوں سنگ سرخ کی خبر لاؤ جو مثل خس پوش جسم مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء پر قائم ہیں علیم اللہ ابدال اسی وقت گئے اور ہر دو سنگ مذکورہ کی خیریت لائے اور اس کے بعد سے حضرت موصوف نے تا ابدیت عمر شریف یہ قاعدہ رکھا کہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو خیر و عافیت ہر دو سنگ مذکورہ کی منگا لیا کرتے تھے بن بعد حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے لباس ضروری پیش کردہ علیم اللہ ابدال بقدر ضرورت ملبوس فرمایا اور ابھی قبر سے باہر تشریف نہیں لائے تھے کہ سید غیاث الدین بن سید معز اللہ بغدادی مرید حضرت خواجہ

بہاءالدین نقشبند نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ آج شب کو مجھ سے میرے حضرت شیخ نے حکم فرمایا کہ تو حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر کو جس گیسر گل درگل سے اپنے مکان پر لے آ اور اپنی دختر سے عقد نکاح کر دے بموجب حکم کے حاضر ہوا ہوں۔

حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر بموجب حکم حضرت پیر مرشد کے سید صاحب موصوف کے مکان کو روانہ ہوئے۔ چند قدم محافہ چلا تھا کہ ایک عورت ضعیفہ مسمات شام بی بی بنت سید نعمت اللہ شاہ اپنے پسر مسمی قدرت اللہ بن عظیم شاہ قریشی کو چارپائی پر ڈالے ہوئے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ "حضرت! میرا لڑکا چند عرصہ سے بیمار تھا۔ کل شب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ "ہم زندان پیر ہیں تو ہمارا توشہ لگا کر ہمارے حضور لا تیرا لڑکا صحیح سالم ہو جائے گا۔ بموجب اس حکم کے اسی وقت میں نے توشہ تیار کیا صبح کو لڑکا مر گیا۔ ہر چند کہ مجھ سے سب لوگ دفن کرنے واسطے دفن کرنے کے کہتے ہیں۔ مگر میں بدون حکم جناب کے ہرگز دفن نہیں کروں گی۔

حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے ارشاد فرمایا کہ تو توشہ ہمارا علیم اللہ ابدال کو دیدے۔ یہ تیرے لڑکے کو کھلا دے گا۔ اور تیرا لڑکا اچھا ہو جائے گا۔ تیرا لڑکا مرا نہیں ہے زندہ ہے صرف سکتہ سا ہو گیا ہے۔ علیم اللہ ابدال نے جو لقمہ توشہ کا اس ساکت کے منہ کے قریب کیا اس نے نوش کر لیا۔ اور آواز دیا کہ مجھ کو نہایت شدت بھوک کی ہے علیم اللہ ابدال نے اس کو توشہ کھلا کر اور پانی پلا کر سیر کر دیا اسی وقت وہ لڑکا قدرت اللہ نام اپنے مکان کو چلا گیا اسی روز سے توشہ متبرک نے شہرت پائی۔ اور حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے مکان سید غیاث الدین اولاد امام تقی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر قیام فرمایا۔ اسی وقت سے حضرات رقباء و نقباء و نجباء و ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب حاضر ہو کر قوت باطنی سے فیض یاب ہوتے تھے۔ اور حضرات اولیائے ہمعصر بھی بعضے

بعد اور بعض بقوت روحانی واسطے مبارک باد کے تشریف لائے۔

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ ستائیس[۲۷] مکاتیب مفصل الصدر اور مفصلہ ذیل میں احوال حضرات اولیا کے ہمعصر کے قلب پر القاء و الہام موصوف الصدر ہونے کا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس کے گاہے مثل شیر اور گاہے مثل چاند چودھویں کے نظر آنے کا تحریر ہے۔ بباعث طول مضمون اس جا نام حضرات صاحب مکاتیب ممدوح کے تحریر نہیں کرتا۔

احوال وفات حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ روز تشریف لے آنے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر صاحب مکتوب ملقب منہاج الواجدین کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث صاحب مکتوب ملقب اسرار القرشی نے تخلیہ پسند فرمایا تھا کسی سے کلام نہیں کیا۔ بتاریخ تیرھویں ماہ ربیع الاول ۶۹۰ھ ہجری روز پنجشنبہ کو بعد فراغ نماز عصر کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث نے حضرت ذات احدیت صرفہ میں وصل فرمایا اور اس عالم سے رحلت کی۔

حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی جانب سے مرتبہ عالم ارواح میں جلال الدین ابدال کو حکم ہوا کہ جلد جاؤ اور تمامی رقباء و نقباء و نجباء و ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب اور حضرات اولیاء ہمعصر اور رجبہ سردار ان کو طلب کر کے نماز جنازہ شاہ جلال الدین کبیر الاولیاء قلندر ثالث میں شریک کر دو۔ نور الحق کو حواس امکانی بجہت جلس کبیر کے ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں جس کے باعث وہ بجسم امکانی حاضر نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر مرتبہ روحانیت سے شریک ہو جائے گا۔ بموجب حکم حضرت ممدوح کے کوئی صاحب باطن حضرات ممدوح الصدر میں سے اپنے مکان پر ایک لمحہ نہیں ہوا کہ معاً بعد ورود حکم حاضر آستانہ ہوئے حضرت محمد قادری بن عبد اللہ صاحب مکتوب ملقب "عجیب الخیال" ایک عرصہ سے مہمان آستانہ کرامت نشانہ حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کے تھے۔ حضرات خلفائے حضرت جلال الدین صاحب ممدوح اعنی

اسماء خلفاء حضرت جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث

(۱) حضرت شیخ کمال الدین عرف شیخ عبدالقادر صاحب فرزند دلبند حضرت جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث صاحب مکتوب خطاب "فوائد الجلال اکبر" (۲) حضرت شیخ امداد ضیا صاحب مکتوب خطاب "فرحت کشف جلال" (۳) حضرت شیخ احمد مقبول قلندر ملتانی صاحب مکتوب خطاب "قرب جلال" (۴) حضرت شیخ بہرام انور غریب صاحب مکتوب خطاب "معرفت جلال" (۵) حضرت شیخ شہاب الدین صاحب معز جھنجھانوی صاحب مکتوب خطاب "اسرار جلالی" (۶) حضرت شیخ شمس الدین احمد جلالی صاحب مکتوب خطاب "آثار قدرت" (۷) حضرت سید موسیٰ عنایت اللہ شاہ صاحب مکتوب خطاب "ارشاد نعمت" (۸) حضرت حاجی محمد اکبر شاہ سلطان پوری صاحب مکتوب خطاب "محبت الجلال" (۹) حضرت شیخ شعیب احمد شاہ صاحب حسن پتی صاحب مکتوب خطاب "شمیم القادر" (۱۰) حضرت شیخ نعیم حسن شاہ صاحب مکتوب خطاب "سبیل ہدیٰ" (۱۱) حضرت شیخ سعید الوہاب صاحب مکتوب خطاب "قدرت الامر" (۱۲) حضرت عبدالواحد کشف کوثی صاحب مکتوب خطاب "سرعت ذاتی" (۱۳) حضرت شیخ نظام الدین کشف صمدی صاحب مکتوب خطاب "سلطان وحدت" (۱۴) حضرت پیر محمد نوری شہرت پذیر صاحب صاحب مکتوب خطاب "شرح ماہیت" (۱۵) حضرت میر سید محمود شاہ وجدانی صاحب مکتوب خطاب "شعور الغریب" (۱۶) حضرت سید سراج الدین احمد جلالی شاہ صاحب مکتوب خطاب "فتحت الجلال" (۱۷) حضرت ممتاز احمد عرف پیر کیمیا صاحب مکتوب خطاب "عجیب المعز" (۱۸) حضرت میاں باقی شاہ کابلی صاحب مکتوب خطاب "مثال الانوار" (۱۹) حضرت احمد شاہ ودانی صاحب مکتوب خطاب "طلب الوصال" (۲۰) حضرت نیاز محمد بدخشانی صاحب

مکتوب لقاب "صدر الولایت" (۲۱) حضرت ظہیر الدین جلال آبادی صاحب مکتوب
لقاب "عنایت الصفات" (۲۲) حضرت قیام الدین خراسانی صاحب مکتوب لقاب
"اغیاث الکبیر" (۲۳) حضرت عنایت احمد کڑانی صاحب مکتوب لقاب "حال الصمدیت"
(۲۴) حضرت مرزا شہاب خان مغل بچہ ایرانی صاحب مکتوب لقاب "قول التکمیل" (۲۵)
حضرت ضحاک شاہ شامی صاحب مکتوب لقاب "برزخ الانوار" (۲۶) حضرت کریم شاہ
دہلوی صاحب مکتوب لقاب "وجود الحیات" (۲۷) حضرت میاں نجف علی شاہ صاحب
مکتوب لقاب "مبارک الحشمت" (۲۸) حضرت رحیم اللہ شاہ ملتانی صاحب مکتوب لقاب
"رفیق المعترا" (۲۹) حضرت احمد بخش صاحب سیستانی صاحب مکتوب لقاب "شفقت البحر"
(۳۰) حضرت ظہور احمد قندھاری صاحب مکتوب لقاب "شہاب الوحدت" (۳۱) حضرت
نیاز اللہ خان باجوڑی صاحب مکتوب لقاب "محمود ذات" (۳۲) حضرت محمد شقاوت
شاہ یوسف زئی صاحب مکتوب لقاب "طرز مخمور" (۳۳) حضرت منیر احمد شاہ کا لنگڑی
صاحب مکتوب لقاب "حدیث الوحید" (۳۴) حضرت میر سید شہباز لاہوری صاحب
صاحب مکتوب لقاب "طغامقن وحدت" (۳۵) حضرت سید محمد شاہ نیشاپوری صاحب
مکتوب لقاب "فرخ منیر" (۳۶) حضرت سید محبوب علی بخاری صاحب مکتوب لقاب
"واسطہ الحق" (۳۷) حضرت میاں قدر اللہ شاہ سبحانی صاحب مکتوب "سراج الوحدت"
(۳۸) حضرت مرزا اکرم شاہ خان طہرانی صاحب مکتوب لقاب "ثمات القاف" (۳۹) حبیب الرحمن
قنوجی صاحب مکتوب لقاب "نعمت المخزوج متفق اللفظ والمعنی" اپنے مکاتیب لقاب
میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد صاحب۔ زنگل پیر نے بجسد
روح انجام تمامی خدمات خاص غسل اور کفن اور دفن حضرت پیر و مرشد موصوف کا فرمایا۔ مگر وہ
صورت روح مجسم کسی سے حضرات حاضرین میں ہم کلام نہیں ہوئی اور تمامی خدمات غسل و کفن
عمل میں لاتی تھی اور سوائے حضرات اہل باطن ممدوح الصدر اور تین سو بیس فضلاء رئیس اور مسافر اور دیگر
عوام الناس شریک نماز جنازہ تھے بعد نماز عشاء باہر شہر سے نماز جنازہ پڑھی گئی تھی۔ تمام صحرا اور بیابان
پرند و چرند سے جنگل بھرا ہوا تھا۔ بجائے ادائے مجلس کبیر حضرت شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب
زنگل پیر نے حضرت موصوف کو دفن فرمایا۔ بعد حصول شرف اندازی طواف مزار مقدس کے حضرات اہل بیک۔

احوال عقدِ نکاح اور تولد فرزندان اور پیش خبری مجدد حضرت مخدوم نور الحق صاحب کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ بعد وصال حضرت پیر و مرشد کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندال پیر تبلیغ احکام ارشاد تعلیم طریقت میں معروف ہوئے تین مہینہ کے بعد بتاریخ گیارہویں ماہ رجب سنہ [illegible] ہجری بروز دوشنبہ کو بعد نماز عشاء کے عقد نکاح حضرت مخدوم کا ساتھ بی بی حبیب النساء بنت سید غیاث الدین کے منعقد ہوا۔ حضرت موصوف نے بعد عقد نکاح پانچ مہینہ سید غیاث الدین کے مکان پر قیام فرمایا۔ بتاریخ یکم ذی الحجہ سنہ صدر روز شنبہ کو واسطے تبلیغ احکام ارشاد تعلیم طریقت کے گرد و نواح ملک اودھ میں تشریف فرما ہوئے اور بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الاول سنہ [illegible] ہجری کو روز سہ شنبہ بمقام ردولی میں پہنچے اور بتاریخ اکیسویں ماہ رجب سنہ صدر کو بروز جمعہ اپنے اہل خانہ کو ادھر سے طلب فرما کر قصبہ ردولی میں قیام پذیر ہوئے۔ بتاریخ دوسری رمضان سنہ صدر روز دو شنبہ کو وقت دوپہر کے فرزند حمید الحق تولد ہوئے چند کرادت مرات "حق حق" زبان سے کہہ کر واصل بحق ہوئے۔ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندال پیر نے پائیں مزار حضرت شیخ داؤد صاحب والد ماجد اپنے کے دفن فرمایا۔ اسی طرح باختلاف عرصہ بغایۃ ماہ ذی الحجہ سنہ [illegible] ہجری فرزندان نظام الحق اور قیام الحق توام اور امداد الحق و جلال الحق توام اور کریم الحق اور علیم الحق اور امام الحق اور نبی الحق اور علی الحق اور سلطان الحق اور نعیم الحق اور شاذل حق اور درویش حق اور نور الدین حق تولد ہوئے صاحبزادگان موصوف میں کوئی زیادہ تین روز سے زندہ نہ رہا۔ عزیز الحق تولد ہوئے چار ماہ "حق حق" کہتے ہوئے زندہ رہے۔ پانچویں مہینے "واصل بحق" ہو گئے۔ بعد کو دو صاحبزادیاں خاموش پیدا ہوئیں۔ وہ زندہ رہیں اور اسی عرصہ تولد اور وفات صاحبزادگان معصومان میں بتاریخ اکیسویں ماہ جمادی الاول

سنہ ہجری کو بروز یکشنبہ وقت عصر کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب
زنداں پیر جامع مسجد ردولی میں تشریف فرما تھے کہ ایک طفل ہفت سالہ شیخ اسمٰعیل نام
پسر نگاہ حضرت ممدوح کی پڑی اسی وقت القاء و الہام درجا اقل کا حضرت موصوف کے قلب
پر ہوا کہ معنی تولد ہونے مجدد کا اس لڑکے کی پشت میں محفوظ ہے۔ بعد فراغ کیفیت الہام
حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر نے شیخ اسمٰعیل نام طفل
کو اپنے پاس بلایا اور نہایت شفقت معنوی سے لڑکے کی پشت پر بوسہ دیا اور
کیفیت وجد میں ارشاد فرمایا کہ اس لڑکے کی پشت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا وہ
ہماری کیفیت باطنی سے بہرہ مند ہو کر قطب عالم مجدد عصر ہوگا۔ یہ معاملہ شفقت
معنوی کا معائنہ کر کے شیخ اسمٰعیل طفل ہفت سالہ نے جامع مسجد سے جا کر
اپنے والد حضرت مخدوم صفی اللہ اولاد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی سراج الامت
سے بیان کیا۔ مخدوم صفی اللہ موصوف صاحب مکتوب نطاب "رمز الاسرار" نے
اسی وقت حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر کی خدمت
میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور انور نے میرے بیٹے اسمٰعیل نامی کے حال پر ایسی عنایت
فرمائی اور میرے پوتے کو اپنی غلامی میں پسند فرمایا میں بھی امیدوار ہوں کہ حضور انور مجھ
کو اپنی کفش برداری سے سرفراز فرمائیں۔ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب
زنداں پیر نے بموجب حکم الہام باطنی کے ارشاد فرمایا کہ کفش برداری ہماری ساتھ مرتبہ
علو العزمی شہنشاہی ولایت کے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے حکم سے بنام مصطفےٰ احق عارف فرزند میرے کے مخصوص ہو چکی ہے اور تم کو اشرف
جہاں گیر سے کچھ نہیں حاصل ہوا جو مجھ سے طلب کرتے ہو؟ حضرت مخدوم صفی اللہ
صاحب نے عرض کیا کہ مجھ کو اشرف جہانگیر صاحب سے چند اوراد کی اجازت
حاصل تھی۔ اب چند روز سے اس کی تلاوت میں بھی تاثیر معائنہ نہیں کرتا اور تعلیم
کیفیت باطنی بیت نمی لعل در پیش" حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں
پیر نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے اس کے سلسلہ کو منقطع کر دیا ہے کسی طالب کو

حال حضرت اسمٰعیل صاحب والد قطب عالم شاہ اللہ مخدوم صفی اللہ صاحب قطب عالم کا حضرت مخدوم شاہ عبد الحق صاحب سے فیضیاب ہونا

اس سے کیفیت نہیں پہنچے گی کسی کے عمل میں تاثیر ہوگی حضرت مخدوم صفی اللہ صاحب
نے حضرت ممدوح کے قدموں پر سر رکھ کر عرض کی کہ شہنشاہ کے دروازہ میں
سے محروم جاؤں حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب زندال پیر کے باطن
میں محبت معنائی مجدد کی باعث رحمت الٰہی سے جوش مارا اور مخدوم صفی اللہ صاحب کی
طلب صادق دیکھ کر حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب زندال پیر نے ارشاد فرمایا
کہ ہمارے پاس تین سلسلے جدی ہیں ان کو ہم اس شرط سے مرحمت کرتے ہیں کہ تم اس تعلیم
سے سوائے اس فرزند اسمٰعیل کے اور کو مستفیض نہ کرو اور یہ بھی سوائے ہمارے مجدد
سلسلہ یعنی اپنے لڑکے قدوس نام کے اور کو تعلیم نہ کرے کہ سبب حصول اس کیفیت
نسبت باطن کے اس کو ہماری روح سے مناسبت قویہ حاصل ہوگی حضرت مخدوم صفی اللہ
صاحب نے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب زندال پیر کے قدموں پر
ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اور دریافت کیا کہ حضور شناخت مجدد قدوس نام کی شیخ اسماعیل کو
کیوں کر ہوگی حضرت ممدوح نے تعلیمات کیفیات ولایت اور ارشاد سے مطلع فرما کر حضرت
مخدوم صفی اللہ صاحب کو بیعت، توبہ۔ اور امامت اور ارشاد سے خانوادہ چشتیہ
اور قادریہ اور طیفوریہ حنفی علوی میں مشرف کر کے کلاہ دوپخی اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ
سے باندھا اور خرقہ پہنایا اور شکہ سرخ کمر سے باندھ کر مثال خلافت مع جملہ اسناد
خلافت نامہ جات اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم اور مکتوبات لطائف تینوں سلسلہ
کے مرحمت فرمائے اور کیفیت باطن ولایت روح جذبیہ کشف کونی کی اسی وقت
باطن میں محیط کر دی اور اوراد سلسلہ اویسیہ کے تعلیم فرمائے اور اشغال سلسلہ قادریہ
کی اجازت عطا کی۔ اور ارشاد کیا کہ تم خلوت میں ہمارے پاس حاضر ہوا کرو۔ اور ہمارے
سیدھے شانہ کو پس پشت ہمارے بیٹھ کر معائنہ کیا کرو۔ ترقی کیفیت باطن کی حاصل
ہوا کرے گی۔ بموجب حکم کے حضرت مخدوم صفی اللہ صاحب ہر روز حاضر ہو کر فیضیاب
ترقی باطن ہوا کرتے تھے۔

احوال ولادت اور بیعت اور خلافت حضرت عارف جیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ جب سنہ ہجری سے لغایت سنہ ۸۱۰ ہجری حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر صاحب مکتوب نطاب منہاج الواجدین کے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی تو اہل خانہ نے حضرت موصوف سے عرض کیا کہ حضور مجھ پر حالت یاس کی طاری ہے اس قدر فرزند پیدا ہوئے اور مرے اب بھی کوئی وارث ہمارا آپ کا پیدا ہوکر زندہ رہے گا یا نہیں حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تم تسلی رکھو یہ سب فرزند اظہار حق فاش کرنے والے تھے۔ ایک فرزند ہمارے صلب میں ایسا ہے کہ وہ عارف تولد ہونے والا ہے۔ اور وہ راز حق کو مخفی کرے گا چنانچہ بتاریخ تیسویں ماہ صفر سنہ ۸۱۲ ہجری روز پنجشنبہ وقت مغرب کے حضرت شاہ مصطفیٰ عارف حق لطن الولی تولد ہوئے اور خاموش رہے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے حاضرین سے فرمایا کہ یہ لڑکا بھید کا چھپانے والا ہے یہ زندہ رہے گا اور احوال حضرت شاہ مصطفیٰ عارف حق لطن الولی کا یہ تھا کہ جب شب کو چراغ گل ہو جاتا جسم منور حضرت شاہ مصطفیٰ عارف حق کا زیادہ تر از مہر و ماہ شب افروز ہوتا تھا۔ سات سو پندرہ خوارق عجیبہ مدت شیر خواری سے تا عمر بلوغ صادر ہوئے جب حضرت شاہ مصطفیٰ عارف حق گیارہ سال کی عمر کو پہنچے بتاریخ انیسویں ماہ رجب سنہ ۸۲۲ ہجری کو روز شنبہ وقت عصر کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ سے خاندان صابریہ چشتیہ عالیہ میں مشرف کر کے کیفیت بطن علو العرشی شہنشاہی ولایت کی تعلیم فرمائی اور ترقی کیفیت باطن میں مصروف کر دیا نو سال کے مجاہدہ اور مشاغلہ کامل شغل برزخ کی ورزش سے کیفیات علو العرشی شہنشاہی مرتبہ

(احوال ولادت حضرت شاہ مصطفیٰ عارف حق صاحب)

ذکر بیعت حضرت شاہ مصطفیٰ عارف حق صاحب

بیان جلوہ خلافت کی حضرت شاہ مصطفیٰ عارف حق صاحب

ولایت کے آثار سے بہرہ مند ہو گئے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں نے بتاریخ اکیسویں ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ ہجری کو روز دوشنبہ بعد نماز عصر کے حضرت[1] محمد افضل مرید حضرت شمس الدین صاحب صحرائی صاحب مکتوب نطاب "گوہر العلوم" اور حضرت[2] شاہ عقیل مرید حضرت بہاء الدین نقشبند صاحب مکتوب نطاب "شباہت النوم" اور حضرت[3] شرف الدین مرید حضرت تاج الدین صاحب مکتوب نطاب "بدر الکرامت" اور حضرت[4] یٰسین مرید حضرت شاہ شرف الدین صاحب مکتوب نطاب "الوان اللیل" اور حضرت[5] محمد افضل مرید سید محمد صاحب مکتوب نطاب "مبین الصوت" اور حضرت[6] شاہ حسین برہان پوری خدانما، صاحب مکتوب نطاب "صنم کیوان" اور حضرت شاہ بدیع[7] الدین صاحب عرف شاہ مدار صاحب مکتوب نطاب "الوہیتِ اسمی" اور حضرت سید عبد القادر[8] مرید مکارم شاہ، صاحب مکتوب نطاب "معار بارادت" اور حضرت[9] سید بد طحن بہرائچی، صاحب مکتوب "زبدۃ الولایت" اور حضرت[10] سید اجمل احمد بہرائچی صاحب مکتوب نطاب "ماثورہ سبحان" اور حضرت[11] شیخ محمد مرید حضرت قطب الدین صاحب مکتوب نطاب "زہرہ سہاد" اور حضرت[12] سید محمد نور بخش صاحب دہلوی صاحب مکتوب نطاب "تثلیث قاف" اور حضرت شیخ[13] محمد علی نور بخش صاحب مکتوب نطاب "مظہر القدس" اور حضرت[14] شاہ بہاء الدین مرید مخدوم سالار صاحب مکتوب نطاب "واجب الحکم" اور حضرت شیخ[15] شمس الدین صاحب مرید شہاب الدین صاحب مکتوب نطاب "طور الاعظم" اور حضرت[16] یوسف بن محمود صاحب مکتوب نطاب "مبادلہ حقیقت" اور حضرت[17] احمد شاہ بن نظام الدین صاحب مکتوب نطاب "برہان ذات" اور حضرت[18] شہاب الدین بن غیاث الدین صاحب مکتوب نطاب "مشرق الانوار" اور حضرت[19] محمد افضل ابدال لاہوری اور حضرت[20] شیخ احمد ابدال کابلی اور حضرت[21] شاہ بلند ابدال اور حضرت[22] عبد الحق ابدال برہان پوری اور حضرت[23] شیخ نظام ابیطی ابدال سے محفل ترتیب دے کر حضرت شاہ مصطفیٰ عارف حق لطف الولی کو اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان صابریہ چشتیہ میں بمراتب علو العزمی شہنشاہی ولایت کے مشرف فرما کر کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا اور مثالِ خلافت بخطاب شاہ مصطفیٰ عارف حق

جلی الولی کی اہل مجلس کو سناکر مرحمت فرمائی اور القاب باطنی سے سب حاضرین کو مطلع فرمایا اور تمامی اسناد خلافت نامجات اور اوراد مضبطہ شبانہ روز اور مکتوبات نقاب اور تبرکات ملبوسات وغیرہ مفاوضات معنونہ خاندان عالیہ چشتیہ عالیہ کے عطا فرما کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ مثل اپنے کر دیا اور خود تنہائی پسند فرمائی۔

احوال نکاح اور جلس کبیر حضرت شاہ عارف جیو صاحب کا اور وفات علیم اللہ ابدال کی اور حاضر ہونا بنا پر خدمت امین اللہ ابدال کا

بیان وفات علیم اللہ ابدال اور بجائے ان کے امین اللہ ابدال بنگالی کا حاضر ہونا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ بائیسویں رمضان ۱۲۲۳ھ ہجری کو روز شنبہ وقت صبح کے علیم اللہ ابدال نے اس عالم سے رحلت کی تمام ابدال اور اکثر رقیب، نقیب اقطاب، اغیاث۔ رجال الغیب شریک نماز جنازہ تھے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر صاحب مکتوب نطاب منہاج الواصلین اور حضرت شاہ مصطفٰے عارف حق لطف الولی صاحب مکتوب نطاب عروج الوحدت نے بموجب استدعائے علیم اللہ ابدال کے دفینہ انکا پائین جانب مزار حضرت الممدوح کے سات درعہ چار گرہ کے فاصلہ پر قبر کھی پانچ درعہ سات گرہ [illegible]

یہی ہے۔ قبر ابدال کی عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ بلالی قبر ابدال کے قواعد معلوم سے دریافت کر لیتا ہے اسی شب کو حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے حضرت جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی جناب میں عرض کر کے امین اللہ ابدال بنگالی کو حضرت شاہ مصطفٰے عارف حق صاحب لطف الولایت کی خدمت میں مقرر کرا لیا صبح چہار شنبہ کو امین اللہ ابدال حاضر ہو کر سرگرم خدمت [illegible] ل کے ہوئے اور سب سے پہلے حضرت شاہ مصطفٰے عارف حق صاحب لطف الولی نے امین اللہ ابدال کو واسطے خبر گیری ان ہر دو سنگ مذکورہ کے جو جسم مقدس حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ پر مثل خس پوش قائم تھے

جمال الدین ابدال کے پاس بھیجا۔ امین اللہ ابدال فی الفور گئے اور اسی وقت واپس آکر بدستور قائم رہنے کی خبر آئی۔ حضرت موصوف اس مژدہ خیریت کو سن کر مسرور ہوئے اور تا القیام عمر شریف یہ عادت رکھی کہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو ہر دو سنگ مذکورہ کی خبر منگالیا کرتے تھے۔ بتاریخ ستائیسویں ماہ رمضان ۸۲۳ھ ہجری مرقوم الصدر کو شب دوشنبہ بعد تہجد کے نکاح حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب بطن الولایت کا ساتھ بی بی ام کلثوم بنت قاضی شریف کے منعقد ہوا۔ اور بتاریخ سترھویں محرم ۸۳۴ ہجری شب سہ شنبہ بعد نماز تہجد کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر نے حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب بطن الولایت کو جائے مزار خود واسطے تین ماہ کے حبس کبیر میں مقید کر دیا اور بتاریخ اکیسویں ماہ ربیع الثانی سنہ صدر کو شب پنجشنبہ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر نے حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب بطن الولایت کو معرفت امین اللہ ابدال بنگالی کے حبس کبیر سے باہر نکالا۔ اور ارشاد فرمایا کہ ہم نے مکتوب نطاب منہاج الواجدین میں سب طرح کی تعلیمات کیفیات باطن تحریر کر دی ہیں۔ تم کو کسی طرح کا تردد لاحق نہیں ہوگا۔ اس مکتوب نطاب کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔ تم سے محمد حبو عجیب فیضیاب کیفیت باطن مرتبہ علو العرشی شہنشاہ ولایت کا ہوگا اور محمد عجیب سے قدوس نام مجدد کامیاب ہو کر فیض سے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کا انجام کو پہنچے گا اور تعلیمات کیفیات باطنی کی تجدید بحکم الہام باطنی کرے گا۔

بیان نکاح حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب

احوال خوارق حضرت مخدوم شاہ نور الحق صاحب کا اور وفات جناب ممدوح کا

حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب قطب الولایت مکتوب ملقب بہ "عروج الوحدت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ دو ہزار سات سو خوارق جلیلہ خفیہ حضرت پیر و مرشد جناب شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر کے مکتوب ملقب منہاج الواجدین اور مکتوب ملقب اسرار القرشی تصنیف حضرت قبلہ و کعبہ شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء۔ قلندر ثالث سے معائنہ کر کے اور علیم اللہ ابدال و دیگر خدام کی زبانی سن کر اپنے مکتوب ملقب عروج الوحدت میں تحریر کئے۔ چنانچہ تین مرتبہ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے حضرت والدہ صاحبہ سے ارشاد فرمایا کہ اب ہم کو خدا کا پیام آیا ہے۔ اس عالم سے نقل کریں گے۔ اوّل بار والدہ صاحبہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اب تک تو میرے فرزند معصوم انتقال کرتے رہے اب جو عارف حق زندہ رہا ہے تو تم نقل کرنے کو بیان فرماتے ہو۔ عارف کے جوان ہونے تک ہرگز جانے نہ دوں گی۔ بار دوم بعد حصول شرف خلافت میری کے حضرت والدہ صاحبہ نے جواب میں عرض کیا کہ عارف حق کی شادی دیکھ لو۔ بار سوم حضرت والدہ صاحبہ نے جواب میں گزارش کیا کہ عارف حق کا فرزند دیکھ لیجے۔ بار چہارم حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے میری والدہ صاحبہ سے ارشاد فرمایا کہ آج شب کو بعد نماز تہجد ہم اس عالم سے رحلت کریں گے اور کل کے روز بعد نماز ظہر عارف حق کے فرزند پیدا ہوگا۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حکم عالم ارواح سے ہوا ہے کہ اس کے فرزند کا نام محمد عجیب الور محمد حبیب رکھنا"۔ یہ ارشاد سن کر میں نے عرض کیا کہ حضور والا نے آداب طریقت عالم حیات حضرت شیخ کے تعلیم فرمائے اب بعد

وصال سے بھی تعلیم فرماتے جاویں خادم آداب مزار مقدس کا کس طرح پر بجا لاوے حضرت
پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ اوّل طالب صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ
کو لازم ہے کہ مزار حضرت شیخ کو برہنہ نہ رکھے چادر کا لباس کر دیا کرے۔ دوم دو رکعت
صلوٰۃ اوابین جانب دست راست مزار حضرت کے کھڑا ہو کر رو بقبلہ حقیقی متوجہ ہو کر
ادا کرے۔ سوم سات مرتبہ سے کم طواف مزار حضرت شیخ نہ کیا کرے چہارم بعد وصال حضرت
شیخ کے زمین پر سونا اختیار کرے پنجم ہر چہار طرف مزار حضرت شیخ سے ایسی جگہ پر نہ جاوے
کہ درمیان فاصلہ اٹھائیس ۲۸ درعہ کے حضرت شیخ کے مزار سے بلند ہوئے اگر صاحب مجاز
مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ ان پانچوں آداب میں سے عمداً ایک بھی فرو گذاشت
کرے گا اسی وقت مرتبہ علو العزمی شہنشاہی ولایت کیفیت باطن کے سے محروم ہو جائیگا
چنانچہ بتاریخ پندرھویں ماہ جمادی الثانی ۱۳۰۸ ہجری کو شب دو شنبہ بعد نماز عشاء کے
حضرت پیر و مرشد برحق جناب مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندال پیر نے حضرت
ذات احدیت صرف میں وصال فرمایا۔ اور اس عالم سے رحلت کی تا نماز صبح حضرات رقبا و نقبا
و نجباء و ابدال و اقطاب۔ اغیاث۔ رجال الغیب حاضر آکر طواف حضرت ممدوح کا کر کے
ترقی کیفیت باطن کی حاصل کرتے رہے بعد نماز اشراق اکثر حضرات اولیائے ہمعصر شریک
نماز جنازہ کے ہوئے قریب نماز چاشت دفینہ حضرت موصوف کا بجائے حبس کبیر میرے
انجام اور انصرام کیا گیا اور جو حضرات اولیائے ہمعصر میں سے بعد دفینہ مبارک تشریف
لائے۔ ہر ایک صاحب سات مرتبہ طواف مزار مقدس کا کر کے اس قدر عروج کیفیت
باطن سے کامیاب ہو جاتے تھے کہ طاقت صبر و تحمل اس کیفیت کی نہیں رہتی تھی فقیر شاہ
محمد حسن صابری مؤلف کتاب گذارش کرتا ہے کہ ہر ایک عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت
علو العزم والمرتبہ خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ کو اب بھی بمجرد ادائے مراتب آداب مفصلہ
بالا کے اسی طرح عروج کیفیت باطن حاصل ہوتا ہے اور مرتبہ علو العزمی شہنشاہی ولایت
کا باستقلال عالم حیات اور ممات کے حاصل ہو جاتا ہے اور یہ فیض عام اس مزار لامع الانوار
کاشف الاسرار کا تا قیام عالم اسی طرح جاری رہے گا۔

اشعار مؤلف

اب حسن مخدوم حق تعریف کر — شاہ ہفت اقلیم کی توصیف کر
نور حق ان کا مثالی نام ہے — عبد حق ان کا جلالی نام ہے
یہ جو دونوں نام ہیں اسم عظیم — پڑھنے والا پائے ہے خلد و نعیم
محو ذات حضرت برحق ہیں وہ — حق نما حق دوست حق بیں حق ہیں وہ
وہ دیار شرقیوں کے شاہ ہیں — صوبہ ملک اودھ کے ماہ ہیں
شرق ان سے ہو رہا ہے نوریاب — نور ان کا ہے مسمّٰی مہرتاب
قدس سرہٗ خانقاہ شاہ عبد الحق تمام — نور اللہ کا رکھتی ہے جام
روضۂ دل خواہ ان کا خلد ہے — خطۂ درگاہ ان کا خلد ہے
چتر درگاہی ہے ان کا نور حق — سنگ ان کے چتر کا ہے طور حق
لن ترانی کی تجلی کا حسن — چتر سے ان کے نمایاں ہے حسن
وادی ایمن کا شعلہ دل نواز — چتر پر حضرت کے ہے صورت طراز
روز و شب مرقد پہ نور کردگار — یوں برستا ہے کہ جوں ابر بہار
جبہ سائی کو وہاں جو جائے ہے — دل سے اس کے فکر غیر اللہ جائے ہے
بے خودی بخشے ہے یاد خانقاہ — سے اڑے ہے بر فراز لا الٰہ
ڈالیوں پر ان درختوں کے طیور — شاد دل بیٹھے ہیں سب مانند حور
کوئی حق حق کوئی ہو ہو کی صدا — بر زباں رکھتا ہے ہر صبح و مسا
خانقاہ ہے کیا عجب میدان ہے — جلوہ گر ہر سو خدا کی شان ہے
جاتے ہیں اس جا پہ سب اہل نظر — مست ہو جاتے ہیں اس کو دیکھ کر
حاجت اپنی جو وہاں سے جائے ہے — شاہ کے روضہ سے حاجت پائے ہے
کوئی تعلیم شریعت کیش حق — کوئی ارشاد حقیقت کیش حق
جھومتا ہے کوئی مجذوبی شعار — کوئی سجدہ میں ہے سالک ہوشیار

کوئی دریائے انا الحق کا غریق — ایمنی آتش کا ہے کوئی حریق
شوق ہو جس کو تجلی کا حسن — دیکھ لے وہ جا کے درگاہ حسن
دیدۂ بینا جسے بخشے خدا — دیکھ لے اس جا پہ نور کبریا
ہے رہ دلی منزل دین نبی — ہر بشر اس جا بر آئین نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فیض حضرت کا عجب گل ریز ہے — اس طرف کی سب زمیں گل خیز ہے
شاہ کی اولاد سے ہر مرد نیک — قطب اپنے وقت کا ہے ایک ایک
کیا کروں ان کی محبت کا بیاں — اے حسن کرنا عیاں کا کیا عیاں
صاحب تخلیص ہے ہر ایک واں — ہے ہر ایک مستثنہ اہل جہاں
شاہ کا توشہ عجائب تیر ہے — ہر غرض کے واسطے شمشیر ہے
رضی اللہ عنہ کوئی مطلب حل نہ ہوتا ہو حسن — طالب اس مطلب کا روتا ہو حسن رضی اللہ عنہ
شاہ کا توشہ وہ جی میں مان لے — حل مشکل بالیقیں وہ جان لے
طور کے جلوے سے روشن خانقاہ — برطریق روشنی مہر و ماہ
روضۂ تقدیس پر ان کے مدام — بارش انوار حق ہے صبح و شام

اے حسن نور روضہ نوری کو دیکھ
اے حسن تو جلوۂ طوری کو دیکھ

احوال ولادت وبیعت وخلافت دلبس کبیر حضرت شاہ محمد عجیب انور محمد جیو صاحب کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ پندرھواں ماہ جمادی الثانی ۸۳۴ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت تہجد حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق باطن الولایت صاحب مکتوب نطاب عروج الوحدت کے فرزند دل بند حضرت محمد عجیب انور محمد جیو صاحب تولد ہوئے۔ آثار ولایت مادر زاد کے معائنہ ہوئے تا بیوم خلافت حضرت محمد عجیب انور محمد جیو صاحب سات سو اکیاون خرقے صادر ہوئے اور تیسرے روز یوم ولادت سے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق بطن الولایت کو عالم ارواح میں حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ اپنے فرزند کا نام کمال الدین رکھو بموجب حکم کے صبح کو کمال الدین نام مشہور کیا جب حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو صاحب بشغل علوم ظاہری اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچے۔ بتاریخ تیرھویں ماہ جمادی الآخر ۸۵۲ھ ہجری کو روز جمعہ وقت عصر کے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق بطن الولایت نے حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو کو اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ سے خاندان حقی صابریہ چشتیہ میں مشرف فرما کر تعلیم کیفیت باطن سے مستفیض کیا۔ اور حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو ترقی کیفیت باطن میں بدل وجان مشغول ہوئے۔ بارہ سال کی ورزش شغل برزخ میں قرب حضرت واحدیت سے بخوبی تمام کامیاب ہو گئے بتاریخ بائیسویں ماہ شعبان ۸۶۶ھ ہجری کو روز دوشنبہ بعد نماز عصر کے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق بطن الولایت نے حضرت شمس الدین عارف مرید سید گدار رحمان صاحب مکتوب نطاب موحد وصول اور حضرت گدار رحمان بن سید ابوالفضل صاحب

مکتوب خطاب "کہکشاں حق" اور حضرت[٣] طٰہٰ مرید سید صالح صاحب مکتوب خطاب
"سلک گوہر" اور حضرت[٤] سید احمد بن محمد افضل مکتوب خطاب "مہر سدید" اور حضرت[٥]
عبدالصمد خدانما صاحب مکتوب خطاب "صفات صلوٰۃ" اور حضرت[٦] سید ابوصالح
مرید سید عبدالقادر صاحب مکتوب خطاب "مقرب الحدود" اور حضرت[٧] محمد غیاث
نوربخش صاحب مکتوب خطاب "دید وادید" اور حضرت[٨] شیخ شوقی علی صاحب مکتوب خطاب
"حصار" اور حضرت[٩] شیخ علاؤالدین مرید شیخ صدرالدین صاحب مکتوب "معوجعفری" اور
حضرت[١٠] سید علی ترمذی، صاحب مکتوب خطاب "جلیل کاظم" اور حضرت[١١] شاہ جمال مرید
شیخ قیام صاحب مکتوب خطاب "ذات عارض" اور حضرت[١٢] سید اسمٰعیل مرید حضرت
عبدالعزیز صاحب مکتوب خطاب "امیر الخلود" اور حضرت[١٣] عبدالقدوس مرید سلسلہ
حضرت عبداللہ شطاری صاحب مکتوب خطاب "ہجوم علوی" اور حضرت[١٤] محمد مجتبیٰ صاحب
مکتوب خطاب "رویت لطائف" اور حضرت[١٥] سید علاء الدین مرید سید راجو قتال بخاری
صاحب مکتوب خطاب "ہلال احمر" اور حضرت[١٦] شاہ رزاق پاک مرید حضرت شاہ آکہ داد
صاحب مکتوب خطاب "بحر مصداق" اور حضرت[١٧] شاہ سراج الدین محمد شاہ عالم صاحب
مکتوب خطاب "ظاہر قدم" اور حضرت[١٨] مولانا جلال یونانی صاحب مکتوب خطاب "مشاہد
العجائب" اور حضرت[١٩] خواجہ مولانا شمس الدین رومی صاحب مکتوب خطاب "کلام العیوب"
اور حضرت[٢٠] شیخ متقی صاحب مکتوب خطاب "عطاء المراغ" اور حضرت[٢١] نظام الدین ابدال
اور حضرت[٢٢] شیخ علاء الدین ابدال اودھی اور حضرت[٢٣] شیخ جونتی ابدال اور حضرت[٢٤] شیخ
فخرالدین عراقی صاحب مکتوب خطاب "مزید شوق" اور حضرت[٢٥] مولوی عبدالرحمٰن جامی
صاحب مکتوب خطاب "عروس دیدار" اور حضرت خواجہ عبداللہ احرار صاحب مکتوب
خطاب "خزائن صفات"، اور اکثر حضرات اولیاء سالکین شرکا جلسہ خلافت خود واقع
تاریخ اکیسویں[٢١] رمضان المبارک ٨٣١ھ ہجری مرقوم الصدر کہ جن کے اسماء مبارک
مع مکاتیب تحریر ہو چکے ہیں محفل ترتیب دے کر حضرت شاہ کمال الدین محمد مجیب
الور محمد جیو کو اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان حقی صابریہ

ذکر جلسہ خلافت کی حضرت محمد مجیب الور محمد جیو صاحب

چشتیہ میں مشرف فرما کر کلاہ اپنی اڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا اور خرقہ پہنایا۔ اور مثال خلافت بخطاب علیے روحی کے مرحمت فرمائی اور القاب باطنی سے سب حضرات حاضرین کو اطلاع دی اور جملہ مفادضات معنونہ یعنی اسناد خلافت نامہ جات اور مکتوبات خطاب اور اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم جملہ حضرات پیران عظام سلسلہ عالیہ موصوفہ کے مرحمت فرما کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ مثل اپنے کر کے کیفیت علو العزمی مرتبہ شہنشاہی ولایت کی اسی وقت حضرت شاہ کمال الدین محمد مجیب انور محمد جیو کے باطن میں مستولی فرمادی اور امین اللہ ابدال بنگالی کو خدمت میں مامور کر دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ تم سے قدوس نام مجدد قطب عالم بہرہ یاب کیفیت باطن کا ہوگا۔ اور اسی روز سے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق لطف الولایت نے تحریر مکتوب خطاب عروج الوحدت کی موقوف فرما کر تنہائی اور تخلیہ پسند خاطر عاطر فرمایا اور حصول خلافت کے روز سے حضرت شاہ کمال الدین محمد مجیب انور محمد جیو صاحب نے تا بمدت عمر یہ عادت شریف رکھی کہ بموجب قاعدہ مستمرہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو معرفت امین اللہ ابدال بنگالی کے خیرو عافیت ان ہر دو سنگ مذکورہ کی جو مثل خس پوش جسم مطہر حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان اللہ الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ قائم تھے منگوا لیا کرتے تھے۔

احوال بیعت اور خلافت حضرت شاہ عبدالقدوس صاحب مجدد قطب عالم کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین صاحب مکتوب بخطاب تحفۃ الوحدت "کو ایام طفولیت سے بباعث صدور آثار ولایت مادر زاد کے روح پر فتوح حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب زنداں پیر رحمۃ اللہ علیہ سے مناسبت معنوی ارمعنوی حاصل تھی ماہ رجب قطب عالم صاحب ممدوح کو بتاریخ گیارہویں ماہ رمضان ۸۵۹ھ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد نماز عصر کے اپنے والد ماجد شیخ اسمٰعیل بن مخدوم صفی اللہ صاحب مکتوب بخطاب کیف الکبائر سے بموجب حکم حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب زنداں پیر کے کیفیت باطن ولایت روح جذبیہ ہر دو خاندان حنفی علوی اور سلسلہ اولیسیہ اور قادریہ مذکور الصدر کی حاصل ہوئی اس روز سے روح پر فتوح حضرت مخدوم شاہ نور الحق صاحب زنداں پیر سے ساتھ حضرت قطب عالم ممدوح کے فیضان باطنی وروحی انواع انواع ہر طرح سے ہر وقت اور ہر ساعت حاصل ہوتا رہتا تھا کہ انتظام احکامات الٰہیہ کا نسبت خلق اللہ کے فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الاول ۸۶۲ھ کو روز شنبہ بعد نماز مغرب کے حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین حاضر بارگاہ مزار مقدس حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب زنداں پیر کے ہو کر سجدۂ تعظیمی ادا کر رہے تھے۔ اور حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق بطن الولایت بھی جانب راست مزار منور حضرت مخدوم صاحب موصوف کے مراقبہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت مخدوم صاحب ممدوح نے مزار منور سے باہر تشریف لاکر حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق بطن الولایت کے شانہ

سے باتھ لگاکر ارشاد فرمایا کہ شادی قدوس مجدد کے ساتھ اپنی دختر کی کر دے اور اسی شب کو اہل خانہ حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق لطن الولایت سے حضرت مخدوم صاحب موصوف نے خواب میں صورت حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کی سامنے کرکے ارشاد فرمایا کہ "تو اپنی دختر اس شخص سے منسوب کر دے" بموجب الحکامات متواترکے بتاریخ اکیسویں ماہ ربیع الاول سنہ صد شب جمعہ کو نکاح حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین کا ساتھ بی بی صغرا عرف بلبیا۔ دختر حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق لطن الولایت کے منعقد ہوا اور بتاریخ انیسویں ماہ جمادی الثانی ۹۹ھ شمسہ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت عصر کے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح طواف مزار منور حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب نذلل پیرین معروف تھے کہ حضرت ممدوح نے تابناف مزار مقدس سے باہر نکل کر ارشاد فرمایا کہ قدوس مجدد تو کیفیت باطن مرتبہ علو العرش شہنشاہی ولایت کی شاہ کمال الدین محمد عجیب الور محمد جیو صاحب عیسیٰ روحی سے حاصل کر۔ حاضرین درگاہ عرش پناہ نے یہ معاملہ دیکھ کر حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب الور محمد جیو صاحب مکتوب لقاب تشریح المعانی سے جاکر گزارش کیا بمجرد استماع حضرت ممدوح بھی حاضر ہوئے حسب استماع معاملہ دیکھ کر سجدۂ تعظیم میں مشغول ہوئے حضرت مخدوم صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے قدوس مجدد کو حوالہ قطب عالم کیا" یہ ارشاد فرماکر روح پر فتوح اندر مزار کے تشریف لے گئی۔ اور حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب الور محمد جیو صاحب عیسیٰ روحی بھی اسی وقت سے اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ اور حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین ایک شبانہ روز دروازۂ حجرے پر دست بستہ کھڑے رہے صبح روز جمعہ سے باختلاف اوقات۔ حضرت اخون درویزہ بابا نگرہاری صاحب مکتوب لقاب مصغیر العصر، اور حضرت خواجہ عبیداللہ مرید خواجہ یحییٰ صاحب مکتوب لقاب حسترف الموحد۔ اور حضرت عاشق محمد مرید مجتبیٰ صاحب مکتوب لقاب عنت العقود اور حضرت مرتضےٰ صاحب مکتوب لقاب تلقین المذاق اور حضرت

ذکر حضرت قطب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سید یوسف مرید سید محمد صاحب مکتوب نطاب لطائف الغیب اور حضرت[۹] شاہ فضیل صاحب مکتوب نطاب خلوت المجالس اور حضرت شیخ حکیم اودھی صاحب مکتوب نطاب خلق الارواح اور حضرت عبد اللہ صاحب مکتوب نطاب مفہوم ذات اور حضرت[۹] ضیاء الدین صاحب مکتوب نطاب اشغل جمالی اور حضرت[۱۰] ولی محمد مرید محمد سعید صاحب مکتوب نطاب فکر المطلق اور حضرت محمد سعید صاحب مکتوب نطاب منفک سعیدی اور حضرت[۱۲] شیخ محمد حسن مرید شیخ محمد غیاث صاحب مکتوب نطاب امام الصبور اور حضرت شیخ محمد مرید حسن محمد صاحب مکتوب نطاب عروج مع اللہ اور حضرت[۱۴] عبد الحمید بن وجیہ الدین صاحب سلسلہ جباریہ صاحب مکتوب نطاب صدق وفا اور حضرت[۱۵] ظہور بخش مرید غیاث اللہ صاحب مکتوب نطاب "نفس الوجدان" اور حضرت[۱۶] سید احمد قادری صاحب مکتوب نطاب "معائنہ راز" اور حضرت[۱۷] عبد الکریم بربری صاحب مکتوب نطاب غیب الحق اور حضرت[۱۸] مولوی غیاث الدین بن محمد یعقوب علی صاحب مکتوب نطاب شہود اربعہ اور حضرت ظہور اللہ بن عبد الغفار صاحب مکتوب نطاب سماعت بدیع اور حضرت[۲۰] محمد ابو القاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہرت نامہ اور حضرت[۲۱] درویش محمد بن قاسم اودھی صاحب مکتوب نطاب جمال الواحدیت اور حضرت[۲۲] مولوی نظام شاہ مجذوب جون پوری اور حضرت[۲۳] علم شاہ مجذوب اودھی اور حضرت[۲۴] بلاقی مجذوب اور حضرت[۲۵] جوجو مجذوب اور حضرت[۲۶] نبیا نامحمد مجذوب دہلوی اور حضرت[۲۷] کرم علی مجذوب اودھی اور حضرت[۲۸] کرم اللہ مجذوب اور حضرت[۳۰] وجیہہ الدین ابدال اور حضرت داؤد جہنی وال ابدال اور اکثر حضرات اولیائے سالکین شرکائے جلسہ خلافت حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب النور محمد جیو صاحب سے علیہ روحی کے اور جمیع حضرات رقباء و نقباء و نجباء و ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب تا الوقت عصر تشریف سے آئے۔ بعد فراغ نماز عصر حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب النور محمد جیو صاحب علیہ روحی حجرہ سے باہر تشریف لائے اور بتاریخ بلیسویں ماہ جمادی الآخر ۱۲۶۹ھ ہجری روز جمعہ وقت مابین عصر و مغرب حضرت موصوف نے حضرات موصوف الصدر سے محفل ترتیب دے کے حضرت مشکلکشا بندگی

شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین کو اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت وارشاد سے خاندان حقی صابریہ چشتیہ میں مشرف فرمایا اور کلاہ اپنی اڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا اور خرقہ پہنایا۔ اور مثال خلافت بخطاب مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس قطب عالم دستگیر سلطان التارکین گنگوہی کے سب اہل مجلس کو سنا کر مرحمت فرمائی اور لقب باطنی سے بھی شرکاء محفل کو اطلاع دی اور کیفیت باطن مرتبہ علو العزمی شہنشاہی ولایت کی اسی وقت حضرت قطب عالم ممدوح کے باطن میں محیط فرمادی۔ اس عرصہ میں حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق لبطن الولایت بموجب حکم الہام باطن کے تخلیہ میں سے مجلس میں تشریف لائے۔ بے اختیار زبان مبارک سے کلمہ مبارک باد بار بار فرماتے تھے۔ حضرت قطب عالم صاحب موصوف بموجب حکم حضرت پیرومرشد کے جاکر قدم بوس ہوئے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ حق لبطن الولایت نے اپنے سینہ فیض گنجینہ سے مس کیا۔ معاً حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کو حال وجد طاری ہو کر استغراق ہو گیا۔ بے اختیار زمین پر گر پڑے اکتالیس روز تک ایک حال پہ غافل رہے۔ عالم وجوب میں حضرت جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے آنکھوں اور زبان کو بوسہ دے کر ارشاد فرمایا کہ اے قطب عالم محمد حنفی تجھ کو مثل علی کے مقام فنا فی اللہ کا حاصل ہوا۔ اور عالم ارواح میں حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ بندگی قدوس گنگوہی قطب عالم ممدوح حق مبارک ہو تجھ کو تیرا مرتبہ اور مہر ولایت اپنی پس پشت مبارک کی پیشانی پہ مس کر دی۔ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین نے اسی وقت آنکھیں کھول کر دیکھا اور زبان مبارک سے فرمایا الحمد للہ حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب الزمن محمد جیو صاحب علیشلی روحی نے اکتالیس روز کامل حضرت قطب عالم صاحب موصوف کے پاس قیام فرمایا تھا۔ وقت نصف کا تھا کہ حضرت قطب عالم صاحب موصوف کو افاقہ ہوا تھا

حضرت قطب عالم کے ساتھ سید عالم صلعم اور حضرت بادشاہ دوجہاں کے عنایت خاص فرمانا

اس وقت دونوں صاحبوں کو یہ معلوم ہوا کہ گویا ابھی وجوب سے امکان ہوا ہے۔ بعد نماز صبح حضرت شاہ کمال الدین محمد محبوب الوز محمد حیو صاحب عیسیٰ روحی نے تمامی اسناد مفاوضات معنونہ یعنی خلافت نامجات معتبرہ اور مکتوبات نطاب محققہ اور اوراد منضبط اوقات شبانہ روز اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران عظام اپنے سلسلہ عالیہ کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین کو مرحمت فرماکر صاحب مجاز مرفوع الاجازت جلو العزم والمرتبہ مثل اپنے فرماکر اہل اللہ ابدال بنگالی کو خدمت میں مامور کردیا اور واسطے تبلیغ احکام ارشاد تعلیم طریقت کے تاکید فرمائی اسی وقت سے طالبان خدا حضرت قطب عالم صاحب ممدوح سے شرفیاب بیعت ہونے لگے۔ گیارہ برس کامل حضرت قطب عالم صاحب موصوف بعد حصول شرف خلافت حضرت پیرومرشد کی کفش برداری میں گرم رہے اور شبانہ روز تعلیم لسانی حضرت پیرومرشد برحق سے مستفیض ہوکر حضرت ذات احدیت صرفہ سے اسفل طبیعت تک ہر ہر مرتبہ کے آداب۔ احکام۔ آثار۔ اصطلاح حسنات سیئات۔ اذکار۔ اشغال افکار۔ اسرار سے بہرہ مند ہوئے اور جمیع مراتب کیفیات باطن مستلزمات علو العزمی حاان شہنشاہی ولایت کے یعنی سات طرح کی ترکیب تلاوت دعائے حرز یمانی شریف حرز مرتضوی لقب بہ سیف اللہ سلطان الاوراد کی حاصل فرمائی۔

احوال حبس کبیر حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اور وفات حضرت شاہ عارف مصطفے احق بطن الولایت رحمۃ اللہ علیہ کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ انیسویں ماہ رجب سنہ ۱۱۸۰ ہجری کو شب پنجشنبہ بعد نماز عشاء کے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفے احق بطن الولایت صاحب مکتوب بخطاب عروج الوحدت نے حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب الانور محمد جیو عیسیٰ ارحم صاحب مکتوب بخطاب تشریح المعانی کو بجائے مزار خود قبر پختہ بنواکر واسطے ہمیشہ روز کے حبس کبیر میں مقید فرما دیا اور بتاریخ پچیسویں ماہ رمضان سنہ صدر روز دوشنبہ کو بعد نماز ظہر کے معرفت امین اللہ ابدال بنگالی کے حسب معمول حبس کبیر میں سے طلب فرمایا اور بتاریخ تیرھویں صفر سنہ ۱۱۸۲ ہجری کو روز دوشنبہ بعد فراغ نماز صبح کے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفے احق بطن الولایت نے حضرت ذات احدیت صرفہ میں وصل فرمایا اور اس عالم سے رحلت کی سب امورات بموجب دستور قدیم کے عمل میں آئے اور کفن حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر کا پہنا ہوا پہنایا گیا۔

احوال وفات حضرت شاہ عارف جیو صاحب

مختصر قصہ اس کا یہ ہے کہ بتاریخ ششم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۳۲ ہجری کو روز سہ شنبہ بعد نماز ظہر کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے اس عالم سے رحلت فرمائی تھی۔ بعد نماز جنازہ ایک عورت ضعیفہ نے بر سر جنازہ آکر دریافت حال کرکے افسوس کیا کہ زندان پیر منگل کے روز انتقال کرے تو تعجب

کی بات ہے" حضرت مخدوم صاحب ممدوح نے جنازہ پر سے اٹھ کر ارشاد فرمایا
کہ اے بی بی پھر یہ زنداں پیر، اللہ کون سے روز اس عالم سے رحلت کرے؟ اس
عورت نے جواب دیا کہ، حضرت کوئی روز اور مہینہ اور سال متبرک ہو حضرت مخدوم
صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ بہتر ہے اب ہم کسی متبرک روز اور مہینہ اور سال
میں اس عالم سے حجاب کریں گے۔ اب نہیں جاتے اسی وقت جنازہ پر سے اٹھ بیٹھے اور
اس واقعہ سے چھ برس تک حضرت مخدوم صاحب ممدوح اس عالم میں جلوہ بخش رہے
بعد انقضائے مدت شش سال کے تاریخ پندرھویں ماہ جمادی الآخر ۸۳۶ھ ہجری
روز دوشنبہ کو آپ کا وصال ہوا جو اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب الله محمد جیو صاحب علیلی ردحی نے مکتوب
لطائف شرح المعانی میں پانسو ستاون خوارق عجیبہ عمر بلوغ سے تا مدت عمر جو حضرت
شاہ عارف جیو صاحب مصطفے احق لطن الولایت سے صادر ہوئے تھے سنے اور
دیکھے تحریر فرمائے ہیں۔ اور روز وفات حضرت پیر و مرشد سے خلوت نشینی پسند کی
اور تحریر مکتوب لطائف کی ختم ہوئی۔

احوال حبس کبیر اور روانگی گنگوہ حضرت قطب عالم صاحب کا اور بیعت اور خلافت حضرت شاہ جلال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھانیسری کا

(احوال حبس کبیر حضرت قطب عالم صاحب)

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ تیرھویں ماہ ربیع الاول ۸۸۲ھ ہجری کو شب شنبہ بعد نماز عشاء کے حضرت شاہ کمال الدین محمد محب الوز محمد حبیو صاحب علیلی روحی صاحب مکتوب نقاب تشریح المعانی نے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین صاحب مکتوب تحفۃ الوحدت کو بجائے مزار خود قبر بختہ میں واسطے اکتالیس روز کے حبس کبیر میں مقید فرمادیا۔ اور بتاریخ چھبیسویں ماہ ربیع الثانی سنہ صدر کو روز چہار شنبہ وقت مغرب کے معرفت امین اللہ ابدال بنگالی کے حسب معمول قدیم حبس کبیر میں سے طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم مع اہل و عیال روانہ قصبہ گنگوہ کے ہو جاؤ امین اللہ ابدال تمہاری خدمت میں رہے گا۔ اور بتاریخ اکیسویں شعبان ۸۹۸ھ ہجری روز دوشنبہ کو فقیر اس عالم سے رحلت کرے گا۔ اور فقیر تیرے پاس موجود ہوگا۔

چنانچہ بتاریخ دوم رجب ۸۸۲ھ ہجری مرقوم الصدر کو روز پنجشنبہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین مع امین اللہ ابدال بنگالی اور اہل و عیال کے کہ حضرت شاہ عبدالحمید صاحب فرزند ارجمند تولد ہو چکے تھے اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے روانہ گنگوہ شریف کے ہوئے۔ اثنائے راہ میں تبلیغ احکام ارشاد تعلیم طریقت سے خلق اللہ کو فیض یاب بیعت کرتے ہوئے۔ بتاریخ اکیسویں ماہ مذکورہ سنہ صدر کو روز سہ شنبہ وقت نماز ظہر کے داخل قصبہ گنگوہ کے ہو کر قیام پذیر ہوئے اکثر واسطے تبلیغ احکام ارشاد تعلیم طریقت کے نواح قرب و جوار میں تشریف لے جاتے

سے قصبہ شاہ آباد میں زیادہ تر اتفاق قیام کا ہوتا بتاریخ تیرھویں ماہ صفر ۸۹۲ھ ہجری
کو روز سہ شنبہ وقت بعد مغرب کے حضرت شیخ جلال الدین صاحب بن قاضی محمود
تھانیسری سترہ سال کی عمر میں حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے پاس قصبہ شاہ آباد
میں حاضر ہوئے اسی روز حضرت قطب عالم صاحب موصوف کے ہاتھ پر بیعت توبہ سے
خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں مشرف ہو کر تعلیم کیفیت باطن سے کامیاب ہوئے۔ چودہ
سال کامل ورزش شبانہ روز شغل برزخ سے مستفیض قرب حضرت واحدیت کے
ہو گئے بتاریخ سترھویں ماہ رجب ۸۹۶ھ ہجری کو روز دوشنبہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ
عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین نے حضرت شیخ
داؤد قریشی صاحب مکتوب نطاب ظہیر الوسعت اور حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب
مکتوب نطاب ،،سکر الغروب،، اور حضرت شیخ اختیار الدین صاحب مکتوب نطاب
صوت القربت اور حضرت سید محمد کالوی صاحب مکتوب نطاب اعظم المقصود اور
حضرت مولانا علیم الدین چشتی صاحب مکتوب طویل اللوح اور حضرت مولانا سراج الحق صاحب
مکتوب نطاب سطناب الانوار،، اور حضرت شاہ علاء الحق صاحب مکتوب نطاب کفایت
نامہ اور حضرت خواجہ آدم امکنگی صاحب مکتوب نطاب معاونت شمس اور حضرت شیخ فیض اللہ
شاہ صاحب مکتوب نطاب حمید الواحد اور حضرت خواجہ عبد الحق المشتہر محی الدین صاحب
مکتوب نطاب قطب السنت اور حضرت شیخ الاسلام صاحب مکتوب نطاب صرف العون
اور حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہرت نامہ اور دفتر ہزار ایک سو دا خلان
سلسلہ سلوک روح عزیبہ اپنے سے محفل ترتیب دے کر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کو اپنے سامنے
بٹھلا کر بیعت امانت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں مشرف فرما کر کلاہ اور عمامہ
سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا اور مثال خلافت بخطاب کریم الطرفین کے شرکائے مجلس کو
سنا کر لقب باطنی سے سب اہل محفل کو مطلع فرما دیا۔ اسی وقت کیفیت باطن مرتبہ علو العرشی
شہنشاہی ولایت کی حضرت شاہ جلال الدین صاحب کریم الطرفین کے باطن میں مستولی ہو گئی
کہ تبلیغ احکام ارشاد تعلیم طریقت میں سرگرم ہو گئے کہ خلق اللہ شرف یاب بیعت ہونے لگی۔

احوال وفات حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب الانور محمد جیو صاحب کا اور حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم کے بجسم روح حاضر ہونے کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ اکیسویں ماہ شعبان ۹۵۸ھ ہجری کو بروز دوشنبہ بعد نماز ظہر کے حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب الانور محمد جیو جیسلے روحی صاحب مکتوب لقاب تشریح المعانی" نے حضرت ذات احدیت صرفہ میں وصال فرمایا اور اس عالم سے رحلت کی اس روز وقت صبح سے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم گنگوہی سلطان التارکین صاحب مکتوب لقاب تحفۃ الوحدت کو غلبہ مقام فنافی اللہ اس قدر طاری تھا کہ سترہ قسم کے القا قلب پر پے درپے علی التواتر صادر ہوتے تھے اور گیارہ قسم کے الہام لطون سے مرتبہ ظہور میں آتے تھے جب حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کو اس غلبہ سکر میں یاد آیا کہ آج روز وصال حضرت پیر و مرشد برحق کا ہے۔ دو ساعت قبل وصال حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب الانور محمد جیو جیسلی روحی نے بجسم روح حاضر ہو کر تمامی خدمات خاص کا انصرام اپنے ہاتھ سے مثل حضرت شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب ردولوی زندان پیر کے فرمایا فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ مکاتیب مفصلۂ ذیل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب دستگیر گنگوہی سلطان التارکین صاحب مکتوب لقاب تحفۃ الوحدت نے ایک جسم سے انصرام خدمت اپنے حضرت شیخ

کا قصبہ ردولی ملک پورب میں فرمایا اور دوسرے جسم سے مدینہ منورہ کا طواف ہمراہ حضرت شیخ اختیار الدین صاحب مکتوب خطاب صوت الفقریت کے کیا اور تیسرے جسم سے کوہستان تبت پر چلہ کش تھے کہ اسی روز حضرت شاہ محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہرت نامہ سے تبت دوم پر ملاقی ہوکر حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے وظیفہ کی گفتگو درمیان میں آئی اور چوتھے جسم سے اسی وقت حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری صاحب مکتوب خطاب ذفالن غوثی کو تبت سوم پر ملاقی ہوکر پانی واسطے افطار روزہ کے لاکر دیا تھا۔ اور چند نقلیات سے حسب الاستدعا ان حضرت کے مشرف فرمایا اور پانچویں جسم سے اسی وقت شاہ عبدالصمد صاحب بغدادی صاحب مکتوب خطاب "عروج حق" سے تبت ہفتم پر ملاقی ہوئے سیب واسطے افطار روزہ کے دیا تھا اور چھٹے جسم سے اسی وقت حضرت عبدالقدوس بصری صاحب مکتوب خطاب "معرفت ابیض" سے اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہندالولی شفاعت امر کے مزار مقدس پر مراقب بیٹھے ہوئے ملاقی ہوئے اور ساتویں جسم سے اسی وقت حضرت غیاث کبیر صاحب مکتوب خطاب "حاذ بہ قدرت" خلیفہ لسنم حضرت شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار سے مکنپور میں ملاقی ہوئے اسی طرح شتر جگہ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح حضرات اولیائے ہمعصر سے ملاقی ہوئے تھے بسبب طول مضمون کتاب تحریر نہیں کیا جاتا اور حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے تعلیم ترکیب اس کیفیت باطن کی اپنے مکتوب میں بعبارت عربی اس طرح تحریر فرمائی ہے ترجمہ اس کا تحریر کیا جاتا ہے۔

تعلیم طریقہ خفیہ

علوی روح جذبیہ کی اگر کسی خدا دوست کو یقین نہ ہو اور اس تحریر کو غلط پائے تو فردائے قیامت عاصی کا دامن اور طالب کا ہاتھ ہوتے لیکن اس تعلیم

میں سے کوئی دقیقہ ذرہ گذاشت نہ کرے یعنی طریقہ خفیہ علوی میں داخل ہوا اور تعلیم باطنی سے مشرف ہو جمان کے ہاتھ سے صورت اخذ کر کے اور معنی کو سلب جانتے ہوئے معائنہ وحدت کا کر کے واحدیت میں صورت کو بقا لاکے اور نفس مطمئنہ کو نفس لوامہ سے وصل کر کے ملہمہ سے ضرورت پیش لاکر نفس امارہ کو فنا سے بقا کی صورت بناکر قائم کرے جب کہ نفس انتقالی پیدا ہو جائے گا پھر روزہ طالب خدا کا نماز کعبہ میں جسم کے ساتھ ادا کرے گا۔ فقط۔ طالبان خدا کو غور فرمانا چاہیئے کہ حضرات علوالعزمان شہنشاہان ولایت نے اس طرح کی صدہا تعلیمات باطن جو آج عنقا صفت زینت الکلام کے طور پر عالم فریبی کو مشہور ہیں اپنے اپنے حضرات عمال مجازمرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ کو واسطے انجام امورات خدمات متعلقہ کیفیت باطن کے سینہ بسینہ اور سفینہ بسفینہ تعلیم فرماتے ہیں نہ برائے حصول دنیا اور نہ خواہش نفس امارہ۔

چنانچہ بموجب حکم حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا۔ مندرجہ مکتوب لغاب صحیفہ بیان صابری کی ہر ایک صاحب شرف یافتہ کیفیت باطن کو تجدید تکمیل تعلیمات موصوف الصدر کی حضرت علوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت مجدد اپنے زمانے سے ضرور ہوتی ہے حضرت مرشد برحق ہادی مطلق پیر دستگیر حضرت شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کفش بردار کو ہر گونہ تعلیم کیفیات باطن سے مستفیض فرمایا ہے اور اس کیفیت خفیہ مذکورہ کا مفصل حال مع نقشہ حضرات علوالعزمان صاحب کیفیت روح جذبیہ مع اولوالامران ظاہری کے اس کتاب کے آخیر میں بیان کیا جائے گا۔

احوال حضرت قطب عالم صاحب کی محفل میں بموجب حکم حضرت بادشاہ دو جہان کے جمال الدین ابدال کے حاضر ہونے کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ بعد وفات حضرت شاہ کمال الدین محمد
عجیب النور محمد جیو بیٹے روحی کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس قطب
قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین صاحب مکتوب نطاب تحفۃ الوحدت نو سال
کامل ارشاد تعلیم طریقت میں ایک ہزار سات سو انسان اور پچاس جن شرفیاب بیعت
ہو کر تعلیم کیفیت باطن حسب استعداد خود خلیفہ صاحب مجاز ہوئے لیکن حضرت شاہ
جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین صاحب مکتوب نطاب امانت الوحدت
مرتبۂ کمال و تمام تعلیمات کیفیت باطن شہنشاہی ولایت صاحب مجاز مرفوع الاجازت
علو العزم و المرتبہ کامیاب ہوئے اس نو برس کے عرصہ میں ایک عجیب معاملہ
دونوں حضرات کے معائنہ میں گزرا لیکن ہنگام وقوع معاملہ کسی صاحب کو علم نہ ہوا
بعد وفینہ حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری
ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے جمال الدین ابدال نے حضرت قطب عالم
صاحب ممدوح کے اجلاس میں عرض کیا کہ بعد تشریف لے جانے حضرت مخدوم
شاہ نور الحق احمد عبد الحق ردولوی زندان پیر کے حسب الحکم حضرت بادشاہ دو جہان
مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء یہ
معمول مقرر کیا گیا تھا کہ روز پنجشنبہ وقت صبح کے روح گلاب کی قطعہ جات
محفوظ مطلع الانوار میں جسم مبارک سے سات سات قدم کے فاصلہ تک چھڑک

دی جاتی تھی اور جب روح گلاب کے طلب کرنے کی ضرورت در پیش ہوتی تھی
ایک جن یک صد نفر جن متعینہ میں سے روم کو ارسال کر دیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ
بتاریخ نویں صفر سنہ ۹ ہجری کو بعد جمعہ جمال الدین ابدال نے ایک جن مسمیٰ طقتون کو
واسطے لانے روح گلاب کے روم کو ارسال کیا تھا۔ اثنائے راہ میں ایک جن قیطون
نام داخل سلسلہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر
گنگوہی سلطان التارکین کا ملاقی ہوا۔ بعد دریافت احوال باہم دگر یہ گفتگو ہوئی قیطون
نامی جن نے بیان کیا کہ مجھ کو حضرت قطب عالم صاحب ممدوح مجدد عصر کے ہاتھ پر
شرف بیعت حاصل ہے۔ طقتون نامی جن نے جواب دیا کہ تیرا شیخ اگر مجدد عصر ہے تو ہمارے
حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان
الاولیاء کا جسم مبارک درمیان دو پتھروں کے زمین کے اوپر زمانہ حضرت خواجہ شمس الدین
صاحب شمس الارض شاہ ولایت صاحب ملک دکھاتا ہے۔ اگر شیخ تیرا مجدد زمانہ
رہے گا تو دفینہ حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا کیوں
نہیں کرتا ہے۔ مجدد کی تعریف تو یہی ہے اب تو اپنے شیخ کو مجدد عصر مت کہنا
ورنہ میں تیری گردن توڑ ڈالوں گا۔ قیطون نامی جن نے بار دگر لعنہ ہو کر کہا کہ بیشک
ہمارا شیخ مجدد عصر ہے۔ طقتون نامی جن نے ایک ضرب گرز کی مار کر سر قیطون
کا زخمی کیا۔ قیطون نامی جن نے آواز دی کہ "یا شیخ مدد کر"! اسی وقت صورت
با معنی حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی
سلطان التارکین نے وہاں پہنچ کر ایک ضرب انگشت شہادت کی طقتون نامی
جن کے قلب پر ماری کہ طقتون نامی جن کا جسم پانی ہو کر بہہ گیا جب عرصہ ہفتہ
بھر کا گزر گیا۔ روز پنجشنبہ کو بھی طقتون جن روح گلاب کی روم سے لاکر حاضر نہ ہوا
تب جمال الدین ابدال کو نہایت فکر ہوئی لاچار ہو کر جمال الدین ابدال نے حضرت
بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء کی جناب میں عرض کیا۔ حضرت ممدوح نے عالم مثال میں ارشاد

فرمایا کہ جمال الدین ابدال تم نے تیرے جن کو باعث انکار مجدد زمانہ کے سر توڑ کر
مثل پانی کے اس کا جسم بہا دیا ہے۔ بخارا کے جنگل میں ہے اس پانی میں سے
بدبو آتی ہے اور تا بقیامت آتی رہے گی۔ انکار کرنے والا مجدد عصر کا زمرۂ
کفار سے ہوتا ہے جمال الدین ابدال تو بھی تائب ہوا اور کل کے روز سے مجدد
عصر کی خدمت میں دو ساعت کو حاضر ہوا آیا کر مگر اپنا اظہار احوال مت کرنا جمال الدین
ابدال نے عرض کیا کہ اگر مجدد عصر کو کیفیت باطن سے میرا علم آجاوے تب میں کیا
کروں۔ مجھ کو اب مجدد سے خوف آتا ہے۔ حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ
جمال الدین تو مجدد عصر کی محفل میں ہمارا نام تلاوت کرتے رہنا۔ ہمارے نام کی تلاوت
سے محفوظ رہے گا۔ اور مجدد پر حال وجد طاری رہا کرے گا لیکن دو ساعت سے زیادہ
ایک لحظہ قیام مت کرنا۔ جمال الدین ابدال نے عالم مثال سے بیدار ہو کر سب اجنۂ
کو خوشخبری سنائی اور دو رکعت شکریہ کی مع ننانوے جن کے ادا کیں اور تمامی
جنات اور جمال الدین ابدال نے انکار مجدد سے توبہ کی اور چھڑکنا روح گلاب کا اسی
روز سے موقوف ہو گیا اور یہ تنازعہ فی مابین دونوں جنوں کا زبانی قیطون جن کے
بھی سب جنات متعینہ کو معلوم ہوا چنانچہ اسی روز سے جمال الدین ہر شب کو بعد نماز
عشاء کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی
سلطان التارکین کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور دو ساعت تک اسم مبارک
حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان
الاولیاء کا تلاوت کرتے رہتے تھے اور حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کو دو
ساعت کامل کا حال وجد طاری رہتا تھا۔ چند سال یہی معمول رہا۔ اسی عرصہ میں بتاریخ پانچویں ماہ
ربیع الثانی ۹۰۰ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ بموجب حکم حضرت بادشاہ دوجہاں
مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء
کے جمال الدین ابدال نے مسمی سارون جن متعینہ کو واسطے لانے تختہ ہائے
سنگ زعفرانی رنگ کے کوہ پانچویں تبت پر ارسال کر دیا دوسرے دن وہ جن سارا
دن نام سات تختہ سنگ زعفرانی رنگ کے لے کر حاضر آیا۔ اتفاقاً ایک روز بتاریخ انتیسویں

ماہ رجب ۹۰۵ ہجری کو شب سہ شنبہ جمال الدین ابدال کو ہنگام حضوری مجلس اقدس حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین کے یہ خیال دل میں پیدا ہوا۔ کہ اسم مبارک حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کی تلاوت سے نجات حاصل ہے۔ ایک مرتبہ کچھ عرصہ تک تلاوت اسم مبارک نہ کرنا چاہیئے اور اگر کسی آفت میں مبتلا ہو گئے تو پھر اسم معظم تلاوت کر کے نجات حاصل کر لیں گے۔ یہ سوچ کر تلاوت اسم مبارک سے خاموش رہے۔ بمجرد خاموش ہو جانے کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین نے جمال الدین ابدال کا ہاتھ پکڑ کر حال وجد معمولی میں زبان مبارک سے لَا باواز بلند ارشاد فرمایا اسی وقت جمال الدین ابدال کے جسم کی اس محفل سے نفی ہو گئی اور ایسے عالم میں پہنچے کہ وہاں کوئی جمال الدین ابدال کو پہچانتا بھی نہ تھا عرصہ دراز تک ذلیل و خوار وہاں پر پھرا ایک روز ایک شخص نے جمال الدین ابدال سے کہا کہ تو حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کا نام مبارک تلاوت کیا کرتا تھا اب کیوں نہیں کرتا۔ یہ ہدایت سنکر معاملہ گزشتہ یاد آیا اور جلد اسم معظم تلاوت کرنا شروع کیا تب اس عالم ناسوت میں اپنے آپ کو ایک میدان لق و دق میں پاکر بے اختیار ایک سمت کو ساتھ پرواز ابدالی کے نہایت سریع السیر چلنا شروع کیا ایک پہر کے عرصہ میں نواح کلیر شریف میں پہنچے جب جنات متعینہ سے ملاقی ہوئے انہوں نے سوال کیا کہ تم کو حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا نے کس خدمت پر ارسال کیا تھا جو آج تاریخ پانچویں ربیع الاول ۹۰۶ ہجری کو نصف شب چار شنبہ حاضر آئے ہو۔ دو برس کا عرصہ ہوا۔ جمال الدین ابدال عرصہ غیر حاضری کا سنکر حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کے جسم اطہر کی طرف

متوجہ ہو کر تائب ہوگئے اور صلوٰۃ و استغفار ادا کرکے بدستور خدمت میں حاضر ہوگئے۔

نظم مؤلف

حضرت قدوۃ پیر خاص و عام — رتبہ تجرید کے پورے امام
تحفۃ الوحدت میں لکھتے ہیں یہ بات — ہوگئی جب شہ محمد کی وفات
عرصہ نہ سال کے ارشاد سے — دولت رشد خدا امداد سے
ستر و ستر انس اور پنجاہ جن — پھر جواں سن اور کوئی پیر سن
بہرہ مند اس سے خلافت سے ہوئے — بیعت تحویل سے اجلے ہوئے
پر جلال الدین تھا میرا امام — از تقاضی رشد کا سرمست جام
مجھ سے مروج الاجازت ہوگیا — محو انوار ہویت ہوگیا
میرے کل احوال سے آگاہ ہوا — ایک ہفتہ میں شہا سے ملا ہوا
اس جگہ لکھتے ہیں تھا میر جلال — یوں سنا میں نے جلال الدین سے حال
صد جا نے نور حق مخدوم کے — راز ہائے شاہ عالم یہ کھلے
ایک جن جن جمال الدین سے — معتبر جنات خوش آئین سے
پنجشنبہ روح کل کے واسطے — روم کو جاتا تھا سیدھے راستے
تھا وہ جن نامزد طقتون نام — خدمتی تھا شاہ عالم کا مدام
جن صد خدمتی سے تھا وہ ایک — جنیوں میں تھا نہایت مرد نیک
راہ میں قیطون جن اس کو ملا — دیکھ کر طقتون نے اس سے کہا
تو مجرد کا اگر ہے دستگیر — صاحب تجرید جو تیرا ہے پیر
دفن کرتا کیوں نہیں ہے شاہ کو — حضرت مخدوم حق آگاہ کو
شیخ کر اپنے مجرد مست کہو — اس کلام زاہدانہ سے چپ رہو
ورنہ گردن توڑ ڈالوں گا ابھی — ہاتھ تیرے موڑ ڈالوں گا ابھی

پھر کہا قیطون نے غصہ میں آ
سُن کے یہ طقتوں نے قیطون کو
جب کر وہ طقتوں سے زخمی ہوا
قطب عالم کے تصرف سے وہیں
آج تک طقتوں جن آیا نہیں
شاہ نے یہ سُن کر فرمایا جواب
آتب کر پھینکا بحر امیں اسے
تا قیامت اس کے اس پلی کی ہو
منکر قطب محمد کیوں ہوا
منکر تجدید کا آخر یہی
تو جمال الدین ہر شب جا وہاں
قطب کو ہم نے پلا یا ہے ایاغ
ہے ہماری شان کا وہ بھی ظہور
جب میسر ہو تجھے اس کا حضور
تا نہ ہو اس سے تجھے ایذا وبال
وجد ہوتا ہے اسے صبح و مسا
دیکھ میرے نام کو مت بھولیو
حسب تقدیر اک دن ابدال کو
نام حضرت سے کیا اس نے گذر
وجد میں تھے قطب عالم اس گھڑی
جب پکڑ دست جمال الدین کو
جا پڑا صحرائے بے پایاں میں
سال دو بھٹکا پھرا حیرت نصیب

پیر میرا ہے مجدد الف ثانی
خون سے رنگین کیا عنصر میں ہو
یاد اپنے قطب عالم کو کیا
ہو گیا طقتوں بھی زیر زمیں
میں سے اس جن کا پتہ پایا نہیں
تیرے جن کا توڑا ہم نے سر شتاب
دور تر پھینکا ہے صحرا میں اسے
گھل کے جاوے گی وہ بد بو سو بہ
مجدد سے انکار اس نے کیوں کیا
خستگی باطن کی ہے ظاہر کا بھی
نور تجدید کا ہے جلوہ یا درواں
ہے ہمارے نور سے روشن چراغ
وہ ہمارے نور کا ہے مست نور
ورد میرے نام کا رکھیو ضرور
قطب ہے وہ صاحب شان جلال
حال اس کا سیف ہے سیف خدا
یہ نہ ہو کچھ اور تیرا حال ہو
اس جمال الدین مست حال کو
ورد نام شاہ چھوڑا سر بسر
طبع تھی کچھ اور ہی جانب پڑی
لا کہا ابدال خوش آئین کو
جا پڑا وہ وادی حیران میں
مرد حیرت زا جمال الدین غریب

بعد مدت کے ملا اک مرد راہ
ہمچو خضر رہ نما عرفاں پناہ

دیکھ کر اس کو کہا اس نے شتاب
نام شاہ دوجہاں پڑھ اے خراب

سنتے ہی میں نے شتابی شاہ کا
شاہ عالم عارف باللہ کا

اسم اعظم جلد سے پڑھنے لگا
بھول سے اپنی بہت پچھتانے لگا

ہوش آیا جب مجھے تو تھی کہاں
کیا ہوا مجھ کو کہ آیا تو یہاں

سوچ کر آخر بہ تعجیل تمام
رد کیا میں نے بہ فیض ورد نام

آن کر کلیر میں جنوں سے کہا
مجھ کو اس دم کس قدر عرصہ ہوا

دیر کتنی آنے جانے میں ہوئی
کس قدر تعطیل آنے میں ہوئی

جن لگے کہنے کہ تم بعد از دو سال
آج آئے ہو یہاں پر اے جمال

یہ کہو دو سال تک تم تھے کہاں
اب جو آئے ہو پس از مدت یہاں

سن کے یہ جنوں سے میں تو حیراں ہوا
ہو کے متحیر بس حیراں ہوا

جانب جسم مبارک شاہ کے
اس شہنشاہ خدا آگاہ کے

سجدۂ تعظیم کرنے کو ادا
بے تحاشا خوف کھا کر گر پڑا

اٹھ کے سجدے سے بعجز خوف ورجا
جلد استغفار کو پڑھنے لگا!

اے حسن قدوس شاہ نامدار
ہیں مجدد فیض بخش روزگار

احوال بیعت نہ کرنے محبیب النساء کا خلفائے حضرت قطب عالم صاحب سے بباعث دفینہ نہ ہونے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صاحب کے اور حال وجد میں ایک روز غائب ہو جانے حضرت قطب عالم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ اکیسویں محرم ۹۰۲ھ ہجری بروز یک شنبہ وقت صبح کے مسجد لاہور میں ایک عورت فاضلہ مسماۃ محبیب النساء بنت سید غلام احمد بن سید عزیز اللہ بن سید نور احمد بن سید جلال بخاری مع شیرینی فاتحہ واسطے بیعت ہونے کے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں پاس حضرت شیخ عبد الصمد صاحب مکتوبات لطائف آیت القدس و خواص الواحدیت خلیفہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین کے حاضر ہو کر طالب شرف بیعت کی ہوئی جب حضرت شیخ عبد الصمد صاحب قاعدہ بیعت کرنے پر تشریف فرما ہوئے۔ اس عورت نے سوال کیا کہ حضور اوّل شجرہ صابریہ تا بہ اسم مبارک جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم تلاوت کیجیے حضرت شیخ عبد الصمد صاحب موصوف نے شجرۂ معظم تلاوت

فرمایا اس عورت نے اسمائے متبرک کو شمار کیا بعد اختتام اس عورت نے سوال کیا کہ حضور! اب مزارات حضرات سلسلہ عالیہ کے مجھ کو بتلائیے۔ بعد حصول شرفِ بیعت مجھ کو مزارات کا طواف کر کے استفادہ حاصل کرنا فرض ہے " حضرت شیخ عبدالصمد صاحب نے مزارات تمامی حضرات شجرہ کے بیان فرمائے۔ جب نام حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا آیا۔ وہ عورت فاضلہ کہنے لگی کہ "حضرت! بارہ بارہ کوس تک وہاں تو شمشیر قہاری دورہ کرتی ہے۔ وہاں پر رسائی ہونے کی کیا صورت ہے۔ یہ سوال سن کر حضرت شیخ عبدالصمد صاحب خاموش ہوئے۔ اور وہ سلام کرکے شیرینی دے کر چلی گئی اور کہنے لگی کہ "افسوس! خاندانِ صابریہ سے ہم کم بخت محروم رہے۔ اب کس تدبیر سے خاندان صابریہ کی کیفیت باطن حاصل کریں بعد اٹھ جانے کے اس عورت حبیب النساء فاضلہ نے اکثر لوگوں کو اغوا کیا کہ خاندان صابریہ میں داخل سلسلہ بیعت ہونا مناسب نہیں کہ حضرتِ بادشاہِ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی بارگاہ تک رسائی حاصل نہیں ہوتی آگے کو شجرہ کیوں کر پڑھا جائے باغوائے اس عورت فاضلہ کے اس نواح کی خلق اللہ نے خلفائے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین سے بیعت کرنا موقوف کیا بلکہ تین ہزار سات سو بیس آدمی داخلان سلسلہ خلفائے حضرت قطب عالم صاحب موصوف سے منحرف ہو کر راندۂ درگاہ ہو گئے۔ سرالغرض مندرجہ احوال مفصلہ بالا مرسلہ خلفائے اس نواح کے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کی خدمت میں پہنچیں۔ حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم العطرفین صاحب مکتوب خطاب امانت الوحدت حضرت پیرو مرشد کی خدمت میں محل اور موقع سے گزارش کر دیتے تھے اور اکثر اوقات دیگر حضرات شرکائے مجلس بھی بچشم دید خود احوال مذکورہ گزارش کیا کرتے تھے لیکن حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کسی صاحب

کو جواب اس امر کا نہیں دیا کرتے تھے۔ بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الاوّل ۹۰۶ھ کو روز جمعہ بعد نماز اشراق کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین تخلیہ حجرہ سے بعد فراغ معمولات محفل عام میں تشریف لائے اس روز اتفاق سے تمام خلفاء حضرت قطب عالم صاحب موصوف کے بتعداد ساڑھے سترہ سو حاضر بارگاہ عرش پناہ تھے اور حضرت قطب عالم صاحب ممدوح پر حال وجد طاری تھا اسی غلبۂ حال وجدان میں حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے اپنے خلفا کی جانب خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم نے اس فقیر کے وسیلہ سے خدا کو پہچانا اکثر خلفا نے باتفاق عرض کیا کہ حضرت ابھی ہم نے خدا کو نہیں پہچانا مگر ہاں اتنا پہچانا ہے کہ حضور انور کو مقام فنافی الرسول کا حاصل ہے اور بعضے خلفاء کو ہیبت حق سے طاقت جواب عرض کرنے کی حاصل نہ ہوئی۔ بار دوم حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کی طرف خطاب فرما کر ارشاد کیا کہ جلال الدین تو نے بھی فقیر کی خدمت کر کے خدا کو پہچانا۔

حضرت شاہ جلال الدین صاحب موصوف نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور انور اس غلام نے تو حضور کو پایا یہ التماس کر کے حضرت پیر و مرشد کے قدموں پر سر رکھ دیا اور حضرت قطب عالم صاحب نے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کو اپنے سینۂ فیض گنجینہ سے لگا کر ارشاد فرمایا کہ الحمدللہ اتنے لوگوں میں سے ایک شخص نے تو خدا کو پایا اور پہچانا بعد اس ارشاد فیض بنیاد کے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح پر غلبۂ کیفیت وجدان کا ترقی پذیر ہوا یہاں تک کہ رقص کرنے لگے اس وقت زبان مبارک سے ابیات تصنیف حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر یا یا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کے صادر ہوتے تھے اور تمامی خلفا سے حاضرین پر بھی حسب استعداد حال طاری تھا۔

ابیات

من نہ ام واللہ یاراں من نہ ام	جانِ جانم عقل عقلم تن نہ ام
نور پاکم آمدہ در مشت خاک	کور چشماں را اگر روشن نہ ام
اوست اکنوں سر من ظاہر شدہ	من نہ ام مسعود باللہ من نہ ام

بعد تھوڑے عرصہ کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین کی طبیعت اسلوب سلوک پر آئی اور فرحت چہرۂ مبارک پر نمایاں ہوئی حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری نے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت تمام مخلوق طعن و تشنیع کرتی ہے اس سلسلہ کے فقیروں پر اور سلسلۂ قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں بیعت ہونے سے انکار کرتی ہے اگر جسم مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا جو درمیان دو پتھروں کے موجود ہے اور وہاں شمشیر قہاری گھومتی ہے اگر مزار مقدس تیار ہو جائے تو نہایت بہتر ہے۔ یہ ارشاد سن کر حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کی زبان سے یَا ھُوَ یَا مَنْ ھُوَ یَا مَنْ لَیْسَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ اور تین بار لَا لَا لَا صادر ہوا اور زمین پر بے ہوش ہو کر گر پڑے اور جسم مبارک خرقہ اور چادر میں سے غائب ہو گیا خرقہ اور چادر زمین پر خالی پڑا ہوا تھا۔

اشعار مؤلف

قطب عالم بادشاہ شش جہات	تحفۃ الوحدت میں لکھتے ہیں یہ بات
عرضی عبد الصمد میں تھا لکھا	پیر و مرشد مجھ پر گزرا ماجرا
ایک عورت فاضلہ بیعت تلاش	سب نساؤں میں مجیبہ نام فاش

واسطے بیعت کے آئی نیک روز — مسجد لاہور میں وہ ایک روز
صابریہ سلسلہ کا ذوق تھا — اس طریقہ کا اسے بس شوق تھا
یہ لگی کہنے پڑھو شجرہ تمام — روضہ بتاں ان کے مزاروں کا مقام
بعد بیعت کے مجھے جانا ضرور — مرقدوں سے فائدہ پانا ضرور
میں نے سب کا نام تبلایا اسے — شاہ کا بھی حال سمجھایا اسے
گھومتی پھرتی ہے وہاں تیغ جلال — اس طرف جانا تو ہے از بس محال
وہ لگی کہنے کہ پھر کیا فائدہ — یہ مریدی ہے بس امر زائدہ
اٹھ گئی وہ پاس سے میرے شتاب — اور مریدوں کو لگی کرنے خراب
ہر کسی ناداں سے وہ کہنے لگی — چھوڑ دو لوگو طریق صابری
اس طریقے میں کوئی داخل نہ ہو — داخلو تم بھی طریقہ چھوڑ دو
اس قدر اس امر کی شہرت پڑی — بات یہ لاہور سے آگے بڑھی
سنہ ہزار و ہفت صد اور بست و شش — سلسلے سے پھر گئے وہ بوالہوس
صابریہ خاندان سے پھر گئے — راندۂ درگاہ سبحانی ہوئے
ایک عجائب حال شایان رقم — یوں لکھے ہے شہ جلالی کی قلم رحمۃ اللہ علیہ
گاہ گاہ اکثر خلیفے خوش لساں — قطب عالم سے یہ کرتے تھے بیاں رحمۃ اللہ علیہ
قطب عالم سن جواب اس بات کا — کچھ نہیں دیتے تھے سکتہ کے سوا
ساتویں ماہ ربیع اول کے دن — اور نو سو سات سن ہجری کے گن
چاردہ رکعت نماز اشراق کے — پڑھ کے خلوت سے تھے باہر آگئے
خادموں کے پاس فرمائی نشست — لیک جام وجد سے تھے بسکہ مست
وجد تھا اسی وقت حضرت پر تمام — سب خلیفوں کا وہاں تھا ازدحام
ساڑھے سترہ سو وہاں مرد مجاز — قطب عالم کے خلیفے سرفراز رحمۃ اللہ علیہ
اس گھڑی اس وقت اس دم تھے وہاں — اپنے اپنے حال میں تھے جانفشاں
قطب نے سب کی طرف کر التفات رحمۃ اللہ علیہ — وجد سا فرج فات میں پہنچی یہ بات

تب سبھی حضار خدمت سے بھلا
یہ کہو کس کس نے پایا ہے خدا

سب لگے کہنے کہ اے قطب زمیں
ہم نے تو باللہ خدا پایا نہیں

ہاں جناب قطب کے فیضان سے
اس تجلی رسولی شان سے

بالیقین پایا رسول اللہ کو
شافع محشر خدا آگاہ کو

ہے فنا حاصل رسولی آپ کو
ہے یہی رتبہ حصولی آپ کو

آپ کی صحبت کے فیض عام سے
ہم بھی ہیں ہاں بہرہ ور اس جام سے

آپ نے ہر ایک کا سن کر کلام
منہ کیا میری طرف با شوق تام

اے جلال الدین تو فرما بتا
تو بیاں کر تو نے پہچانا خدا

اس قدر جہد و ریاضت جو کیا
تو نے میرے رشد سے پایا خدا

میں لگا کہنے کہ اے مولائے من
اے تمام آرائش فردائے من

مظہر شان اجل شیخ کبیر
اے جناب مرشد روشن ضمیر

آپ کے اس بندۂ درگاہ نے
آپ کے اس مرد دولت خواہ نے

مظہر ذات و صفات ذوالمتین
آپ کو پایا ہے با عین الیقین

غیب سے دار شہادت کا نظام
آپ کے جلوے کا ہے اے خوش خرام

مظہر ذات و صفات حق ہیں آپ
خود تقید آزاد خود مطلق ہیں آپ

آپ کا جلوہ ہے ہر سو جلوہ گر
آپ کے جلوہ سے شام و سحر

منزل معنے سے تا امکان میں
آپ ہیں صورت نما ہر شان میں

مرکز خاکی سے تا عظمت سرا
آپ ہیں بس صورت معنی نما

آپ قادر آپ ہی مقدور ہو
آپ جابر آپ ہی مجبور ہو

آپ قمری آپ ہی شمشاد ہو
آپ ہی تم سوسن آزاد ہو

پھول کو بخشا ہے تم نے لون رنگ
مست تم نے کیا آتش بسنگ

گلفشانی دی ہے تم نے باد کو
سرفرازی سرو اور شمشاد کو

بے رضا پتا کوئی ہلتا نہیں
بے کھلائے کوئی گل کھلتا نہیں

آپ کا جب تک نہ ہو حکم قدیم — کب قلم سے ہو نمایاں حا میم
یاد کا جو ہو کا تمہارے زور سے — تاک بستہ آپ کے ہی دم سے ہے
ناطقہ کے نطق کو گویا کیا — سامعہ کو نطق کا جویا کیا
عقل کو آپ ہی نے بخشی بوجھ ہے — آنکھ کو آپ ہی نے بخشی سوجھ ہے
عرش کو کرسی سے بالا کر دیا — ہر فلک بالا سے بالا کر دیا
بوجھ سے اپنی کسی کو خوش کیا — اس سمجھ کا مایۂ بے حد دیا
آپ کو پایا ہے جو پایا ہے بس — آپ پہ ایمان یہ لایا ہے بس
آپ مولا آپ کا ہوں میں غلام — آپ کا بس روز و شب پڑھتا ہوں نام
سن کے میرا یہ کلام دل نواز — قطب عالم پر کھلا کچھ اور ہی راز رحمۃ اللہ علیہ
جھٹ لپٹ کر اس غلام خویش سے — اس غلام ایستادہ در پیش سے
پھر لگے کہنے کہ اے میرے جلال — تم نے پایا بس خدائے ذوالجلال
شکر صد شکر خداوند علا — ایک نے ان تینوں میں بس پایا خدا
وجد تھا یا رقص فرمانے لگے — اور یہی کچھ بر زبان لانے لگے
حضرت بابا کا یہ موزوں کلام — شوق میں پڑھنے لگے باہتمام

کلام حقیقت نظام حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین

قطب عالم اغیاث ہند

من نہ ام واللہ یاران من نہ ام — جان جانم عقل عقلم تن نہ ام
نور پاکم آمدہ در مشت خاک — کور چشماں را اگر روشن نہ ام
من ولیم من علی و من نبی — جم نہ ام رستم نہ ام بہمن نہ ام
نور من در تنگ نامی تن محجو — آفتابم ذرۂ روزن نہ ام
اوست اندر ستر من ظاہر شدہ — من نہ ام مسعود باللہ من نہ ام

بعد عرصہ جب طبیعت صحو پہ — جذبۂ توحید سے لائے نظر
دست بستہ ہو کے میں نے یہ کہا — اے ستہ اعلیٰ حضرت مولائے ما
اکثر لوگوں کی یہ گفتار ہے — سلسلہ قدوسیہ بیکار ہے
شاہ کا جب تک نہ ہوئے گا مزار — خلق کا ہوئے گا حضرت سے فرار
کوئی صورت شاہ کے روضہ کی ہو — جس طرح ہو دفن حضرت کو کرو
قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ میرا سن کلام — مست ہو فرمائے یہ الفاظ تام
ھو ویا من ھو ویا من لیس لھم — لآ لآ لآ لآ ویا من غیر او
یہ کلام معنی راز نہان — طبع حق آگاہ سے لا بر زبان
ہو گئے اکبارگی از خود بدر — بیخودی سے بس ہو گئے بے ہوش تر
رہ گیا جامہ ہوئے از خود نہاں — خرقہ و چادر رہے تنہا وہاں
اے حسن قطب دو عالم آں نہاں — سیر ایجابی ہیں تھے جلوہ کناں

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے خرقہ اور چادر میں آجانے کا اور مسماۃ مجیب النساء کے گنگوہ میں آنیکا اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب کا بعطائے برکات مکتوبات نطاب وغیرہ کے مرفوع الاجازت ہونے کا اور خلق اللہ کا واسطے دفینہ حضرت بابا شاہ دوجہاں مخدوم صاحب کے حد بارہ ۱۲ کوس پر حاضر ہونیکا

قطب عالم ہونا خرقہ و چادر میں اکیس دن پوشیدہ

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ جب حضرت قطب عالم (?) گنگوہی حضرت شاہ عبد القدوس صاحب عالم دستگیر سلطان التارکین گنگوہی صاحب مکتوب نطاب تحفۃ الوحدت اکیس ۲۱ روز کامل خرقہ اور چادر میں سے غائب رہے اور یہ معاملہ شہرت پذیر ہوا اسی عرصہ میں مسماۃ مجیب النساء رضا ضد بھی لاہور سے گنگوہ شریف پہنچ گئی۔ اکیس روز کامل یہ حال رہا کہ ہزارہا عوام الناس درِ دولت دائرہ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح پر جمع رہا کرتے تھے اور تمامی حضرات رقباء و نقباء و نجباء و ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب اور حضرات اولیائے ہمعصر مفصلہ ذیل اور تمامی خلفاء تعداد مرقوم الصدر اندر دائرہ شریف کے حاضر ہو کر دور سے طواف خرقہ اور چادر مبارک کا کرکے جب قریب خرقہ اور چادر متبرک کے جاتے تھے باآواز بلند جمع ہو کر سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ مَخْدُوْمٌ رَحِیْمٌ۔ پڑھتے تھے۔ تھوڑے عرصہ میں ایسا اتفاق ہوا

تھا اور قریب خرقہ اور چادر کے پہنچ کر ہیبت حق سے ہر ایک شخص متحیر ہو جاتا تھا
بائیسویں سنہ بتاریخ انیسویں ماہ ربیع الاول ۹۰۰ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت
نماز اشراق کے حضرت قطب عالم صاحب موصوف یکایک اس سرعت کے
ساتھ کہ کسی کو اٹھتے ہوئے نظر نہ آئے خرقہ پہنے اور چادر اوڑھے اس جگہ
سے اٹھ کر حاضرین سے فرمانے لگے کہ اے لوگو تم سب کیا عرض کرتے ہو کہ بباعث
ظہور ہیبت حق کے کوئی شخص جواب گزارش نہ کر سکا مگر حضرت شاہ جلال الدین صاحب
تھانیسری کریم الطرفین صاحب مکتوب خطاب امانت بالواجبیت نے دروازہ دائرہ
شریف کا کھول دیا کہ ایک مجمع کثیر مع عورت فاضلہ عجیب النساء لاہوری کے
اندر دائرہ شریف کے آئے تب حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب
عالم دستگیر گنگوہی سلطان العارفین نے ارشاد فرمایا کہ جلال الدین بابا یہ خلق اللہ فقیر
کے پاس کیوں آئی ہے حضرت شاہ جلال الدین صاحب نے دست بستہ عرض کیا
کہ حضرت یہ سب مخلوق عرض کرتی ہے کہ دفینہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم
علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری ختم اللہ الاولیاء سلطان الاولیاء کا ہو جائے کہ
خلق اللہ زیارت سے مستفیض ہو کر کامیاب ہو جائے کونین کے ہو۔ اگر حضور کے
زمانہ میں دفینہ حضرت ممدوح کا نہیں ہوا تو اور ایسے مرتبہ کا شیخ اجل عالم ناسوت
میں کہاں ہے کہ ظہور کرے گا۔ کہ جو دفینہ حضرت موصوف کو انجام فرمائے گا ورنہ خلق اللہ
فیضیابی مزار مقدس سے محروم رہے گی اور حضور کے بعد کوئی شخص خاندان قدوسیہ
صابریہ کو قبول نہیں کرے گا۔ اب بھی اکثر لوگ اس سلسلہ کو مقطوع کہتے ہیں یہ
التماس سن کر حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ جلال الدین
تیری بھی مرضی خلق اللہ کے موافق ہے۔ حضرت شاہ جلال الدین صاحب نے
گزارش کیا کہ جو مرضی حضور انور کی ہے وہی مرضی غلام کی ہے۔ حضرت قطب عالم
صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ جلال الدین داخل ہونے خاندان حقی صابریہ چشتیہ
سے کون شخص منکر ہے حضرت شاہ جلال الدین صاحب نے التماس کیا کہ حضرت ایک

عورت فاضلہ محبیب النساء نام لاہور سے یہاں تک لوگوں کو بہکاتی چلی آئی ہے حضرت قطب
عالم صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت کہاں ہے حضرت شاہ جلال الدین
صاحب نے عورت فاضلہ محبیب النساء کو حاضر کیا حضرت قطب عالم صاحب موصوف
اس عورت کو دیکھ کر واسطے تعظیم کے کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ تیرے
سبب سے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری
ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا آج سے سولھویں[۱۶] روز دفینہ ہو جائے گا وہ تاریخ
پانچویں ماہ ربیع الثانی ۹۰۰؁ہجری روز جمعہ کا ہوگا عورت فاضلہ محبیب النساء نے
حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان
التارکین سے عرض کیا کہ حضرت مجھے بیعت سے شرف کیجیے حضرت قطب عالم
صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تو اپنی بات پر قائم رہ بعد دفینہ حضرت بادشاہ دو جہاں
مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے تجھ
کو داخل سلسلہ کیا جائے گا اور اسی وقت حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب
قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین صاحب مکتوب خطاب تحفۃ الوحدت نے
حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الدین صاحب مکتوب خطاب امانت
الواحدیت کو تمامی مفاوضات معنونہ اسناد خلافت نامجات اور مکتوبات خطاب
اوراد منضبط اوقات شبانہ روزہ اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران
سلسلہ حقی صابریہ چشتیہ عالیہ کے عنایت فرما کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت
اولوالعزم والمرتبہ مثل اپنے کر کے امین اللہ ابدال کو خدمت میں مامور کر کے بالعموم ارشاد
فرمایا کہ جلال الدین جو عوام الناس میں سے واسطے شریک ہونے دفینہ ثانی
دروفنی برزخ صغرا کے حاضر ہوا اس کو واسطے قیام کرنے حد بارہ[۱۲] کوس کے اکٹھا
کر کے روانہ کر دو بھیجو اور اسی وقت یعنی بتاریخ انیسویں ماہ ربیع الاول ۹۰۰؁ھ
سے حضرت قطب عالم صاحب موصوف حجرہ خلوت گاہ میں تشریف لے گئے
اور مراقب ہو گئے اور دس روز یعنی اٹھائیسویں ماہ مذکور روز شنبہ کی صبح تک

(حضرت قطب عالم کا دس روز مراقب رہنا)

کسی سے ہم کلام نہیں ہوئے اور نہ اس حجرہ سے ایک گوشہ میں دست بستہ حاضر رہتے تھے۔ خلفائے حضور اعلیٰ واسطے سلام کے جب اندرون حجرہ تشریف لے جاتے تھے گاہے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح حجرہ میں تشریف فرما ہوتے تھے اور گاہے بغیر برآمدہ ہونے دروازہ کے حجرہ میں سے غائب ہو جاتے تھے چھٹے روز بتاریخ چوتھی ماہ ربیع الثانی ۹۰۷ھ ہجری مرقوم الصدر کو روز پنجشنبہ بعد نماز اشراق کے آمد حضرات اولیائے ہمعصر کی ہر ایک شہر و دیار کوہستان تبت وغیرہ ہفت اقلیم سے باختلاف عرصہ متواتر شروع ہوئی یہ کیفیت تھی کہ جو صاحب تشریف لاتے تھے بغیر دریافت کیے حاضرین بارگاہ سے بے تکلف حضرت قطب عالم صاحب موصوف کے سامنے حجرہ میں جاکر بیٹھ جاتے تھے اور آداب تسلیمات بھی ادا نہیں کرتے تھے حضرات خلفائے حاضرین بارگاہ نے حضرات تشریف لانے والوں سے دریافت کیا کہ آپ سب صاحب اس طرح بے تکلف کس وجہ سے تشریف لاکر بغیر ادائے مراسم سلام علیک اور آداب کے حاضر ہوتے ہیں۔ حضرات تشریف لانے والوں نے جواب دیا کہ ہم کو حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین ہر ایک جگہ سے اپنے ہمراہ واسطے شریک ہونے دفینہ ثانی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے لے کر آئے ہیں۔ اور اکثر عوام الناس سے بھی یہی امر سنا گیا حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین حضرات اولیائے ہمعصر کو مہمان رکھ کر خدمت میزبانی کی بجالاتے تھے اور عوام الناس کو واسطے قیام حد بارہ[۱۲] کوس کے ہدایت کرکے روانہ فرما دیتے تھے ساتویں روز بتاریخ پانچویں ماہ ربیع الثانی ۹۰۷ھ ہجری مرقوم الصدر کو شب جمعہ بعد نماز تہجد کے ذوالجناں شہزادہ جن مع گیارہ ہزار جنات علمائے فاضل کے کہ یہ سب گروہ جنات حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی

کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے داخل سلسلۂ طریقت کے تھے حاضر
ہوئے اور حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان
التارکین سے قدم بوس ہوکر عرض کرنے لگے کہ حضور انور کے طفیل حضرت بادشاہ
دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء
کے وجود انور کی زیارت نصیب ہوجاوے گی حضرت قطب عالم صاحب ممدوح
نے ارشاد فرمایا کہ ذوالجناں تجھ کو دمشق میں کیوں کر خبر ہوئی کہ آج کے روز حضرت
بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان
الاولیا کا مزار مقدس تیار ہوگا۔ ذوالجناں شہزادہ جن نے عرض کیا کہ حضرت آج شب
کو مجھے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر
جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم مثال میں بشارت
دی تھی کہ تو بہت جلد تختۂ آبنوسی جو میرے حجرہ غربی میں پاس سید منیرالدین بن
شہاب الدین کے رکھے ہوئے ہیں لے کر جا اور مجدد قطب عالم کو حوالے کر دے
کہ آج میرے مخدوم کے دفینہ در فنی برزخ صغرا کا یہی روز ہے اور مجدد قطب عالم
سے کہدے کہ تختۂ سنگ زعفرانی جو جمال الدین ابدال نے تبت سے منگوائے
ہیں ان کو تعمیر دوم میں اور جو مجدد نے تختہائے سنگ سرخ کے منگوائے ہیں ان کو
تعمیر سوم میں اور ان تختہائے آبنوسی کو تعمیر اول میں شامل کرنا بموجب حکم کے حاضر
ہوا ہوں اگر حکم ہو حضور انور کے ہمراہ چلوں حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس
صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین نے ارشاد فرمایا کہ ذوالجناں
ہمارے پاس بھی پانچ تختے سنگ سرخ کے امین اللہ ابدال سے منگوائے
ہوئے موجود ہیں ان تختوں کو بھی تم اپنے ہمراہ لے جاؤ اور ایک سو چھتر خلفائے
حضرات اولیائے ہمعصر مہمانان ہمارے اور سولہ ہشتاسی خلفاء ہمارے اور
تینتالیس جن خلفاء ہمارے کو بھی اپنے ہمراہ لے جاکر حد بارہ کوس زمین سوختہ
سے تین کوس کے فاصلہ پر قیام کرنا اور تا صدور حکم ثانی ہرگز اندر حد بارہ[۱۲] کوس کے

قدم مت رکھنا یہ حکم سنکر ذو الجناں شہزادہ جن حضرت قطب عالم صاحب سے قدم بوس ہوکر رخصت ہوا اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب کریم الطرفین نے پانچوں تختے سنگ سرخ کے اور حضرات ممدوح الصدر کو ہمراہ ذو الجناں شاہزادہ جن کے کر دیا اور تلاوت اسم اعظم چشتیہ کی اجازت دی۔

اشعار نتیجہ افکار مؤلف

قطب عالم حضرت شاہِ جہاں — قبلۂ اصحاب ایقانِ زماں

رحمۃ اللہ علیہ غائبیت تا حد اکیس روز — قطب عالم کے رہے معنی فروز رحمۃ اللہ علیہ

خرقہ و چادر جو تنہا تھی وہاں — دیکھ کر دونوں کو مردانِ جہاں

خوف سے نزدیک تک جاتے نہ تھے — دورت بہو دستی پاتے نہ تھے

پر طواف اس کا بہ تعظیم تمام — دور سے لاتے بجا تھے خاص و عام

غوث و قطب ابدال مردانِ خدا — بندگانِ غیب دانِ حق آشنا

کلمۂ قُدُّوسٌ سُبُّوحٌ رَحِیم — یَا لَطِیْفُ یَا وَدُوْدُ یَا کَرِیْمُ

پڑھنے لگتے تھے وہ خرقہ دیکھ کر — صاحب ہو جاتے تھے سب حیرانِ نظر

بعد روز اکیس[۲۱] کے قطب کمال — آگئے خرقہ میں پھر بہ حسب حال

خلوت اقدس سے باہر آن کر — دیکھ کر لوگوں کو بس ادھر ادھر

یہ لگے کہنے کہو کہتے ہو کیا — کیا تمہارا ہے سوال دل کشا

جو تمہارے دل میں ہے بولو شتاب — تا تمہارے حسب دلخواہ دوں جواب

پھر لگے کہنے کہ اے شیخ کبیر — خلق کو اس سلسلے سے ہے نفیر

سیکڑوں ہوں داخل طریق بارگاہ — ہو گئے حضرت کی رہ سے اور راہ

اک عجیبہ فاعلہ زن شور کار — کہتی پھرتی ہے یہ کلمہ آشکار

سلسلہ قدوسیہ استاد سے — دور تر ہے دور ہے ارشاد سے

بیعت اس میں رہنمائی حق نہیں
وزنِ یہ سزن اب آئی ہے یہاں
آپ نے سن کر کہا لاؤ اُسے
پاس حضرت کے ادب سے حاضر کیا
کرکے تعظیم اور تکریم تمام
تیرے باعث سے دفینہ شاہ کا
بالیقین باحکم حق ہو جائے گا
پانچویں ثانی ربیع اصل کار
ہجرت حضرت سے ہوئیگا یہ فضل
سن کے یہ بولی عجیبہ اے فرید
رحمۃ اللہ علیہ قطب عالم نے کہا جلدی نہ کر
دس دن بیچ شہر کے فرصت پائیگا
کہہ کے یہ اس فاصلہ سے شاہ دیں
رحمۃ اللہ علیہ اور را دسیدم حضرت شاہ جلال
رحمۃ اللہ علیہ اور کہا شاہِ جلال الدین سے
حد قہر تیغ پہ رکھیں قیام
حد بارہ کوس سے آگے نہ جائیں
جو کوئی آدم عوام الناس سے
یوم دس حجرہ میں شاہ بحر و بر
دسویں دن تک میں جلال باخدا
گاہ ظاہر گاہ غائب شاہ کو
وہ عجائب حال آتا تھا پدید
رحمۃ اللہ علیہ یا صابر و مخدوم کے تدفین کی

ارتفاع یعنی مطلق نہیں
اس نے یہ شہرت اٹھائی ہے یہاں
جلد میرے پاس پہنچاؤ اُسے
قطب عالم نے اُسے بٹھلا لیا رحمۃ اللہ علیہ
یہ کہا اس سے عجیبہ خوش کلام
سولھویں دن اس جلال اللہ کا رحمۃ اللہ علیہ
یہ فقیر اس کار کو بر لائے گا
جمعہ سنہ ہو ط ز کے شمار ر
اس گھڑی یہ نظم پہنچے کا باصل
آپ اب مجھ کو کریں اپنا مرید
تو ذرا ٹھہر اللہ اپنی بات پہ
بعد ازاں بیعت میں تجھ کو لاؤں گا
ہو گئے حجرہ میں پس فوراً الگ
سب مفاوض پا گئے ابدال حال
اس طریقت خوش آئین سے
اس زمیں پر وہ کریں اپنا مقام
زخم شمشیر جلال آرا نہ کھائیں
اس کو کر دیجو روانہ پاس سے
قطب عالم آئے سرمست نظر
دست بستہ پاس حجرہ کے رہا
حجرۂ اقدس میں دیکھا ماہ کو
جو نہیں ہے قابل گفت و شنید
دھوم عالم میں ہوئی تمکین کی

خلق و عالم جوق جوق آنے لگے / دولتِ پابوس کو پانے لگے
عام عالم کو جلال باوقار / کہتے تھے جاکر کرو حد پر قرار
خاص لوگ آتے تھے جو اہلِ کمال / ان کو ٹھہراتے تھے پاس اپنے جلال رحمۃ اللہ علیہ
خاص تھے جو مردمانِ باخدا / غوث و قطب ابدال ان کا نام تھا
حاضرانِ بزم قطب دو جہاں / پوچھتے تھے ان سے جب اے مردماں
کس سبب تم بے تکلف آگئے ہو / ترک کیوں آداب کو فرمائے ہو
وہ لگے کہنے ہمیں قطب زماں / ساتھ اپنے لائے ہیں ہم کو یہاں
شاہ کی تدفین کا ہے بس خیال / جانتا اس راز کو ہے بس جلال
گاہ گاہ ہے قطب عالم باخدا / پھر غائب ہو گئے حجرہ میں جا
پھر ہوئے ظاہر بدستورِ قدیم / گلشنِ حضار میں مثلِ نسیم
آپ کے ہوتے ہی ظاہر زود تر / ذوالجناں جن شاہ جنوں کا پسر
ہمرہے جنات تھے گیارہ ہزار / خدمتِ عالی میں آیا بے قرار
تھے یہ جن سب غوث اعظم کے مرید رحمۃ اللہ علیہ / حکم سے آئے تھے بامرِ فرید
قطب عالم محو ذاتِ حق سے مل / دولتِ پابوس کر حاصل بدل
پڑھ کے مدح اور صلوٰۃ باصفا / شاہزادہ قطب سے کہنے لگا
آپ کے باعث مجھے بھی اے نجیب / شاہ کا دیدار ہوئے گا نصیب
ورنہ یہ دولت مجھے ملتی کہاں / میں کہاں مخدوم حضرت جیو کہاں رحمۃ اللہ علیہ
ہم اگر بے آپ کے جاتے ادھر / آتشِ قہری سے جلتے سب کے پر
قطب عالم نے کہا اے ذوالجناں / تو دمشقی ملک کا شاہ جناں
شاہ کے تدفین کی اے مہرباں / کس طرح تجھ کو خبر پہنچی وہاں
وہ لگا کہنے کہ امشب شاہ نے / غوث اعظم مرشدِ آگاہ نے رحمۃ اللہ علیہ
یہ کہا مجھ سے کہ اے خدمت گزار / آبنوسی تختۂ زریں نگار
حجرۂ اقدس میں میرے غرب رو / ہیں رکھے تختے بر آئین نکو

قطب عالم پاس تو لے جا شتاب ‏ ‏ دیر مت کر شب لشب پہنچا شتاب

اور یہ کہنا محمد سے ضرور ‏ ‏ اس سخن کہنے سے مت کیجو قصور

زعفرانی سنگ کے تختے جمال ‏ ‏ کوہ تبت سے جو وہ لایا ہے حال

درجہ دو میں لگانا چاہیئے ‏ ‏ جلد سے روضہ بنانا چاہیئے

جو محمد نے کہ منگوائے ہیں اب ‏ ‏ صرف ہوں تعمیر سوم میں وہ سب

ذوالجناں نے کہہ کے یہ سارا کلام ‏ ‏ یہ کہا جاوے کہ رہوئے یہ غلام

قطب نے اس سے کہا اے ذوالجناں ‏ ‏ یہ جو سب تختے مہیا ہیں یہاں

اور یہ خلفا کے مہماں اولیا ‏ ‏ اور یہ نیتالیس جن با صفا

اور یہ میرے خلیفے خوش نما ‏ ‏ سولہ سو تیراسی آدمی با خدا

ان سبھوں کو ساتھ لیجا بے خطر ‏ ‏ شاہ کے لاشہ سے پندرہ کوس پر

حکم سے میرے وہاں کرنا مقام ‏ ‏ لنک پڑھیو شاہ کا ہر وقت نام

چل دیا وہ ذوالجناں کر کے سلام ‏ ‏ خوش ہوئے اس سے بہت قطب انام

کر دیے ہمراہ اس کے سب فہیم ‏ ‏ تھے وہاں جو جو سزاوار نعیم

قطب عالم نے حسن کس طور سے

شاہ کا روضہ بنایا غور سے

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے ہمراہی اولیائے ہمعصر واسطے دفینہ حضرت بادشاہ دوجہاں صاحب کلیر شریف کو جانے کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ پانچویں ماہ ربیع الثانی ۹۰۱ھ مرقوم الصدر کو شب جمعہ قبل نماز فجر کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین صاحب مکتوب نطاب تحفۃ الوحدت نے امین اللہ ابدال بنگالی کو پاس حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب جھنجھانوی کے ارسال فرمایا اور کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے منتظر ہیں خیر ہے تم کیوں نہیں آسکے امین اللہ ابدال نے ایک ساعت میں واپس آکر عرض کیا کہ حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب نے بعد آداب تسلیمات کے عرض کیا ہے کہ میں علیل ہوں حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ عبدالرزاق قیامت تک علیل رہے گا مخدوم کا منکر خدا کا منکر ہے معاً یہ کلمہ زبان مبارک سے صادر ہوتے ہی تمام حضرات اولیائے ہمعصر حاضرین مجلس مفصلہ ذیل کے قلب پر یکبارگی القاو الہام درجہ اول کا صادر ہوا کہ باطن عبدالرزاق کا مسخ ہوگیا اور کیفیت باطن صلب ہوگئی بعد نماز صبح حضرت قطب عالم موصوف مع جملہ تبرکات اور ملبوسات اور مکتوبات وغیرہ مغلوضات معنونہ کے ہمراہی حضرات اولیائے ہمعصر مہماناں یعنی حضرت سید بڈھن بہرائچی صاحب مکتوب نطاب زبدۃ الولایت اور حضرت سید راجی حامد شاہ صاحب مکتوبات جابن العرلفی اور حضرت شیخ اسحاق مغربی صاحب مکتوب نطاب خواص اکبر اور حضرت داؤد قسوسنی صاحب مکتوب نطاب ظہیرو سعت اور

حضرت حسن[5] سرمست صاحب مکتوب نطاب مضمن الوجوب اور حضرت[6] شاہ سالار
سرمست صاحب مکتوب نطاب جذبہ ہوحق اور حضرت[7] سید محمد کالپوی صاحب
مکتوب نطاب اعظم الصدر اور حضرت[8] مولانا علیم الدین چشتی صاحب مکتوب نطاب
طویل اللوح اور حضرت[9] مولانا سراج الحق صاحب مکتوب نطاب طناب الانوار
اور حضرت[10] شاہ علاء الحق صاحب مکتوب نطاب کفایت نامہ اور حضرت[11] خواجہ
آدم امکنگی صاحب مکتوب نطاب معاونت شمس اور حضرت[12] خواجہ اسحاق ختلانی صاحب
مکتوب نطاب سبع الوجود اور حضرت فیض[13] اللہ شاہ صاحب مکتوب نطاب حمید الواحد
اور حضرت[14] خواجہ محمد زاہد صاحب مکتوب نطاب جمال القدم اور حضرت[15] امیر سید
علی قوامی صاحب مکتوب نطاب نہایت الوجود اور حضرت[16] شیخ حسام الدین صاحب
مکتوب نطاب دقائق غوثی اور حضرت[17] خواجہ عبدالحق المشتہر محی الدین صاحب مکتوب
نطاب قطب المنت اور حضرت مخدوم[18] سالار صاحب مکتوب نطاب زجاج اور
حضرت[19] عبدالقدوس بصری صاحب مکتوب نطاب معرفت ابیض اور حضرت[20] شیخ
قطب الدین صاحب مکتوب نطاب بیاض اللون اور حضرت شیخ[21] بہاء الدین صاحب
مکتوب نطاب غوث القدم اور حضرت[22] محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہرت نامہ
اور حضرت[23] شاہ عبدالقدوس جونپوری صاحب مکتوب نطاب عتبۃ الوجود
اور حضرت[24] شیخ الاسلام صاحب مکتوب نطاب صرف العون حضرت[25] قیام الدین صاحب
مکتوب نطاب صفات اللزوم اور حضرت[26] شاہ ابوالمعالی لاہوری صاحب مکتوب نطاب
حدائق غوثیہ اور حضرت[27] شاہ جمال کوروی صاحب مکتوب نطاب عروض حقیقت
اور حضرت[28] شاہ منور علی صاحب مکتوب نطاب فقر العفیف اور تین ہزار چار سو
پچھتر ابدال کے[29] ہم عصر ہفت اقلیم کے جو صاحب مکاتیب نہیں ہیں حضرات صاحبان
مکاتیب مفصل الصدر نے صرف نام ان حضرات کے اپنے اپنے مکتوبات میں
تحریر فرمائے ہیں اور نبیرہ[31] حضرات غلغلۃ کے صاحب مکتوبات اپنی یعنی حضرت
قطب عالم صاحب ممدوح کے حضرت شیخ عبدالصمد صاحب مکتوب نطاب

آیت القدس اور حضرت سید کریم الدین صاحب مکتوب نطاب حبل الیسین اور حضرت شاہ شفقت حسین صاحب مکتوب نطاب تاج المعرفت اور حضرت غیاث اکبر صاحب مکتوب نطاب واقف الودود اور حضرت سید قمر علی صاحب مکتوب نطاب عجیب نامہ اور حضرت سید انور شاہ صاحب مکتوب نطاب محب الوسیع اور حضرت سید انوار اللہ صاحب مکتوب نطاب نوید صغرا اور حضرت شید قطب الدین صاحب مکتوب نطاب نعمت الکبیر اور حضرت شیخ قیام الدین صاحب مکتوب نطاب حقیقت الملکیت اور حضرت سید سبحان صاحب مکتوب نطاب قسط الواحد اور حضرت شیخ جلال احمد صاحب مکتوب نطاب تمیز الواجب اور حضرت شیخ ستار صاحب مکتوب نطاب خلیل الکرامت اور حضرت صاحبزادہ حمید الدین صاحب مکتوب نطاب حدیث الکرامت اور سات حضرات خلفاء سے رشید قوم جن حضرت قطب عالم صاحب موصوف صاحب مکاتیب حضرت ناصر جان بن امروان صاحب مکتوب نطاب بیاض حنفی اور حضرت یرزقون بن طمقون صاحب مکتوب نطاب صحیفہ حنفی اور حضرت میمون بن عنوان صاحب مکتوب نطاب لطائف حنفی اور حضرت مقردن بن محتون صاحب مکتوب نطاب اور رسائل حنفی اور حضرت شفحون بن سلحون صاحب مکتوب نطاب فضائل حنفی اور حضرت سلطون بن کاگون صاحب مکتوب نطاب قواعد حنفی اور حضرت قطون شاہزادہ بن امانت شاہ بادشاہ صاحب مکتیب نطاب احکام حنفی اور امین اللہ ابدال اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین صاحب مکتوب نطاب امانت الواحدیت کے اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے کلیر شریف کو روانہ ہوئے حد بارہ کوس پر پہنچ کر نماز چاشت ادا فرمائی اور حضرت شاہ عبد الحمید صاحب عرف شیخ زین گجراتی صاحب مکتوبات نطاب شجرۃ القدوس مسخر القیاس اولین ولایت روح جذبہ صاحبزاد کلاں اپنے کو مع دیگر تمامی حضرات ولایت روح جذبہ یعنی نقباء و نجباء و ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب متعینہ ہر ایک شہر و دیار افواج کو حد بارہ کوس زمین سوختہ پر حاضر پایا کہ چہار طرف حد بارہ کوس کے حلقہ کش تھے

اور بعد فراغ نماز چاشت عصاء زیتونی کو زیر زنخدان رکھ کر حضرت قطب عالم صاحب ممدوح متصل زمین سوختہ آتش قہر کے حد بارہ کوس پہ کھڑے ہوئے اور حضرات ہمراہیان موصوف الصدر پس پشت حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین کے دست بستہ باادب کھڑے ہو گئے جب حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے چاہا کہ قدم راست اپنا زمین سوختہ حد بارہ کوس کے اندر رکھوں ایک آواز مثل گرجنے رعد کے بلند ہوا اور شمشیر قہاری مثل برق کے اپنے دورہ کی جگہ پر زمین سے دو نیزہ اوپر معلق موجود ہو گئے حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے شمشیر قہاری کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ باللہ اگر تو نے فقیر پہ وار کیا تو سر یہاں ہوگا۔ اور تن حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے قدموں پر تڑپ کر جا پہنچے گا۔ بعد اس ارشاد کے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے کھڑے کھڑے مراقب ہو کر عالم وجوب میں حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی جناب میں رجوع ہو کر التماس کیا کہ حضرت مجھ کو تو حضور انور نے اجازت کر دی ہے پھر شمشیر قہاری کے حائل ہونے کا کیا باعث ہے۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی جناب سے ارشاد ہوا کہ عبد القدوس مردانوں کا ہاتھ خالی نہیں جاتا تو نفی اپنی کر کے ایک ہاتھ سیدھا اور الٹا پیر بڑھا دے یہ شمشیر وار کر کے زمین پر گر پڑے گی آستین اور تہ بند کا کنارہ تراش جائے گا تجھ پر کسی طرح کا صدمہ نہیں آئے گا تو شوق سے شمشیر قہاری کو لے کر میرے قریب چلے آنا۔

حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے تعمیل حکم کی فرمائی شمشیر قہاری وار کر کے زمین پر گر گئی کنارہ آستین خرقہ جانب راست اور کنارہ تہ بند جانب پائے چپ کا تراش گیا۔ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے شمشیر قہاری کو جزدان مجموعہ اوراد اپنے میں رکھ لیا اس روز سے یہ شناخت اولاد قدسیہ کی جاری ہوئی۔

اور بقیام عالم جاری رہے گی۔ بعد اس معاملہ کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مع جملہ ہمراہیاں موصوف الصدر کے اندر حد بارہ کوس کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک تلاوت فرماتے ہوئے چند عرصہ میں قریب احاطۂ انور جائے محفوظہ کے پہنچ گئے جمال الدین ابدال اور ننانوے جن متعینہ کو سرگرم خدمت پایا۔ اور تمامی حضرات نے معائنہ کیا کہ نور سرخ مثل لعل عالم تاب کے جائے محفوظہ میں سے آسمان کو جاتا ہے اور خوشبوئے لطیف مشک اور گلاب اور الائچی کے نہایت خوش اسلوبی سے مہک رہی ہے کہ مشام جان کو برتری قوت کیفیت باطنی معطر کرتی ہے۔ مگر اندرون احاطہ نور سرخ کے نظر کام نہیں کرتی تھی۔ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے سب مخلوق حاضرین حد بارہ کوس کو اندر احاطہ زمین سوختہ حد بارہ کوس کے طلب فرمالیا اور حکم دیا کہ اے بندگان خدا! تم سب لوگ معائنہ کرو کہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کا وجود مقدس درمیان ہر دو سنگ سرخ مذکورہ کے اوپر زمین کے مع لباس مبارک کے اس دم تک بدستور موجود ہے۔ سب لوگوں نے بچشم خود معائنہ کیا۔ جب سب لوگ معائنہ کر چکے تو حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے جمال الدین ابدال اور امین اللہ ابدال کے ہاتھوں سے ہر دو سنگ سرخ مذکورہ کو جسم مبارک حضرت بادشاہ دوجہاں ممدوح سے علیحدہ کرائے اور کل حاضرین کو امر فرمایا کہ آگے پیچھے حلقہ باندھ کر گرد بگرد کھڑے ہو جاؤ۔

چنانچہ اول حلقہ حضرات خلفائے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کا اور دوم حلقہ تمامی حضرات اولیائے ہمعصر صاحب کیفیت سلوک اور جذب کا تیسرا حلقہ عوام الناس کا۔ چوتھا حلقہ قوم جنات کا۔ اس ترتیب سے تمام مخلوق حاضرین کو سوا کوس کے گرد میں فراہم کر دیا کہ انوار جائے محفوظہ کے سبب

کو معائنہ ہوتے تھے جلال الدین اقبال مع جناب متعینہ کے خدمت کھانا کھلانے
اور پانی پلانے کے باحتیاط تمام کر رہے تھے کہ ایک متنفس کو اس ازدحام کثیر
میں کسی بات کی تکلیف نہیں ہوئی۔ حضرت قطب عالم صاحب موصوف حضرات
اولیائے ہم عصر کو حد انوار احاطہ جائے محفوظہ پر قائم کر کے خود مع حضرات خلفائے
رشید صاحب مکاتیب اپنی اور ابن اللہ ابدال بنگالی کے اندر احاطہ انوار جائے
محفوظہ کے تشریف لے گئے اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کو
ارشاد فرمایا کہ تم مکتوبات صحیفہ بیان صابری اور فردوس الوجوب اور معمور الودود
کو معائنہ کرتے رہو۔ اگر کوئی امر خلاف تحریرات مکتوبات نقاب مذکورہ صادر
ہوتے دیکھو تو اسی وقت تم مکتوب ہمارے سامنے کر دیجو۔ بعدہٗ تھوڑے عرصہ
تک حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے زیر درخت گولر قیام فرما کر اس
حدیث شریف کا جو حضرت سرور کائنات مفخر موجودات شہنشاہ دوسرا سردار
انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بطور پیشین گوئی فرمائی تھی وعظ فرمایا اور ارشاد
کیا اور وہ یہ ہے کہ بتاریخ چودھویں ماہ رجب سنہ ہجری کو بروز جمعہ بعد نماز
فجر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ
بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت مولا علی کرم
اللہ وجہہ اور بعد کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ
عنہ اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اسی وقت آگئے تھے۔ ان تو جلیل القدر
صحابہ کے روبرو حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سات نبی اللہ سے جو بالتخصیص ایک ایک معجزہ ظہور میں آیا تھا وہ صفت
اعجاز تھے۔ شاید کہ حضور کے زمانہ میں ایسے معجزات ظہور میں نہ آئیں۔
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کہا تو نے عبداللہ بن جابر پھر کہہ
انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے اولاد کی

کثرت ہونا اور حضرت ادریس علیہ السلام کا چودہ برس خورد و نوش ترک کرنا اور دنیا میں زندہ رہنا۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کا خدا سے ہم کلام ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ قاہرہ نمرود جبار میں جانا اور آگ کا بُرد ہو جانا اور حضرت عزیز علیہ السلام کا سو برس تک جسم اور گدھے اور کھانے کا بحالت اصلی قائم رہنا اور حضرت خضر علیہ السلام کا زندہ جاوید رہنا۔

یہ سُن کر حضرت صاحب علم اولین و آخرین احمد بے میم علیہ التحیۃ والتسلیم کو ایک جوش ذاتی پیدا ہوا۔ اور فرمایا کہ اسے جابر جو سات امر مذکورہ مخصوص نبیوں سے ظہور میں آئے وہ خدائے تعالیٰ نے میرے ہی نور کے پرتو سے مراتب نبوت میں ظہور پذیر کئے اور چونکہ نبوت کو رونق ولایت سے اور ولایت کو رونق نبوت سے جس طرح سات معجزے انبیاء سے بمرتبہ نبوت ظہور میں آئے اسی طرح ساتوں معجزات کے عوض میں بعد میرے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نو سو ۹۰۰ برس تک میری اُمت کے اولیاء سے بمرتبہ ولایت یہی ساتوں کرامتیں ظہور میں آویں گی بلکہ ان کے علاوہ ایک کروڑ پانچ لاکھ ستاسی ہزار سات سو ترسیٹھ (۱۰۵۸۷۷۶۳) خوارق میرے اولیاء سے صادر ہوں گے۔

حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے اس حدیث مقدس کو بیان کر کے اس کے ظہور کی تشریح اس طرح فرمائی۔

اوّل معجزہ آدمی کا عوض حضرت محی الدین عربی صاحب کی صورت مقدس سے ہوا کہ ایک روز آپ بادشاہ کے محل میں تشریف لے گئے۔ اُس روز آپ پر ولایت آدمی کا ظہور تھا۔ محل میں جو عورت بوڑھی و جوان بالغ و نابالغ آپ کے سامنے آئی نظر کے اثر سے سب حاملہ ہوگئیں۔ حتیٰ کہ جو شکم مادر میں لڑکی تھی وہ بھی حاملہ ہوگئی بعد انقضائے مدت نو مہینے کے تمام عورتوں کے فرزند زندہ تولد ہوئے، ہر بچہ بقدر وجود زچہ وجود رکھتا تھا۔ جب آپ نے دوسری

نظر ڈالی تب وہ مثل وبائے طاعون ہلاک ہو گئے۔

دوسرے معجزہ موسوی کا بدل حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے وجود سے ظاہر ہوا کہ جب آپ پر ولایت موسوی کا دور ہوتا اور کوئی طالب صادق آپ کے پاس آتا اور کہتا کہ حضرت میں چاہتا ہوں کہ اللہ جل شانہٗ کو دیکھوں اور اس کا آواز سنوں تو آپ فرماتے کہ تو دیکھنے کا متحمل نہ ہوگا۔ آواز سن لے چنانچہ آپ اس کو اپنے حجرہ میں لے جاکر آواز حق سبحانہٗ و تعالیٰ سنا دیتے اور ذکر سلطان جاری ہو جاتا اور جو طالب صادق یہی چاہتا کہ خواہ میں متحمل ہوؤں یا نہ ہوؤں مگر لقائے الٰہی سے بہرہ مند ہوؤں تو آپ اس کو پہاڑ علیق کے قریب لے جاتے نیچے طالب کو کھڑا کرتے۔ اور آپ اوپر پہاڑ کے چڑھ جاتے اور وہاں سے آپ شغل نوری بانار کرکے اس کی طرف معائنہ فرماتے تھے۔ وہ رؤیت تجلی آثار صفاتی سے ممتاز ہوتا لیکن لقائے اقدس کی تاب نہ آتی اسی وقت جل کر خاک سیاہ ہو جاتا تھا۔

تیسرے معجزہ عیسوی کا بدل حضرت مولانا شمس تبریز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وجود مطہر سے ظاہر ہوا کہ جب آپ پر ولایت عیسوی کا ظہور ہوتا تو آپ مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور مشہور شان احیائی قُمْ بِاِذْنِیْ فرماتے جس کا بیان اظہر من الشمس ہے۔

چوتھے معجزہ ابراہیمی کا بدل حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ کے وجود پاک سے ہوا۔ اور بظہور ولایت ابراہیمی آپ نے سات بار آتش تہر میں اپنی نعلین مبارک ڈال دیں اور ہر بار اپنے صاحبزادہ والا تبار میاں فخر الدین صاحب اور دیگر خدام کو بھیج کر نعلین نکلوالیں اور ہر بار نعلین اور نکالنے والے آتش تہر سے صحیح سلامت نکل آئے۔

پانچویں معجزہ ادریسی کا عوض یہ ہوا کہ حضرت شاہ شیخ فرید الدین گنج شکر

باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے چھتیس برس مجاہدہ
کیا۔ اور کچھ نہ کھایا حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب
کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے حضرت باباصاحب کے لنگرخانہ میں
بارہ سال لنگر تقسیم کیا اور کچھ نہ کھایا۔ اور بائیس برس بارہ یوم کلیر شریف میں قیام
گزیں رہے کل چونتیس برس بارہ یوم ہوئے کچھ نوش نہ فرمایا۔ لہٰذا آداب حضرت شیخ
دو برس کم رکھے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت صاحبان
صفات رحمۃ اللہ علیہ نے انیس برس اپنے ہادی برحق حضرت بادشاہ دوجہاں
ممدوح کی صورت مقدس دیکھ کر اور تین برس حالت فراق ظاہری میں کل بائیس
برس کچھ نوش نہ فرمایا۔ اور جمال حضرت واحدیت سے سیر ہے ولایت اور یسی کا
عروج بمرتبہ اتم ظاہر ہوا۔

چھٹے معجزہ عزیزی کا ظہور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد
صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے وجود اقدس سے ہوا
اور حضرت ممدوح کو بعد پردہ ازگی روح مقدس ولایت عزیزی لعروج تمام
حاصل تھی۔ کہ قریب تین سو برس کے وجود منور مع لباس مطہر کے اسی طرح قائم رہا
چنانچہ اب موجود ہے جو تم سب لوگ معائنہ کرتے ہو۔

ساتویں معجزہ خضری کے عوض اولیائے امت محمدی میں یہ ہوا کہ جس طرح
حضرت خضر علیہ السلام زندہ اور قائم ہیں اسی طرح حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب
فرزند حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے چار فرزند زندہ حیات ابدی کے ساتھ موجود
ہیں۔ اور تاقیامت زندہ اور موجود رہیں گے جس کا مفصل بیان اس کتاب کے آخر
میں ناظرین کے ملاحظہ سے گذرے گا۔

اس وعظ وارشاد کے بعد حضرت مشکلکشا سنا کی شاہ عبدالقدوس صاحب
قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین نے بموجب حکم مندرجہ مکتوب نطاب مصور المدود
تصنیف حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحبزادہ حضرت قطب ربانی

غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین
حسنی حسینی جدا مجد حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری
ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے ایک چادر رنگ گل ارمنی تبرکات حضرت محبوب
سبحانی صاحب ممدوح سے ہیں نکال کے احوال اس چادر کا مکتوب مفصلہ میں اس طرح پر
تحریر ہے کہ اس چادر حلہ بہشتی کو ملائکہ بحکم الٰہی حضرت محبوب سبحانی صاحب موصوف کی
خدمت میں بتاریخ چوبیسویں ماہ رجب ۵۱۲ھ ہجری روز شنبہ لائے تھے اور بموجب
حکم الہام باطن حضرت ممدوح نے اس چادر شریف کو واسطے کفن مبارک حضرت
بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء
کے مکتوب میں حکم تحریر فرما کر امانت رکھا تھا۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب
شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات ترک پانی پتی صاحب مکتوب مذکورہ بموجب
نے بحکم الہام باطن اس کفن ثانی کو واسطے مہیا نے مجدد عصر صاحب وغیرہ کے ملتوی رکھا
تھا۔ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین
مجدد عصر رحمۃ اللہ علیہ نے اُس چادر متبرکہ کو دو تہ کر کے نو قدم کے فاصلہ پر جسم مبارک
سے بمقابلہ جسم مبارک اور درخت گولر کے قعر زمین جائے اداے جس کبیر چھ سال
حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات ترک
پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ پر بچھادی اور بموجب حکم محررہ مکاتیب خود بھی آنکھیں بند فرمائیں
اور سب کو واسطے بند کر لینے آنکھوں کے حکم دیا۔ تھوڑے سے میں جو آنکھیں کھولیں
جسم منور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء کو چادر پر رونق افروز پایا۔ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے
اوّل بارچہ خرقہ جو نیچے مہر منور کے تہ کیا ہوا رکھا تھا مع خاک پاک زمین جائے مہر مقدس
کے اٹھا کر ایک ڈبیا چوبی سبز رنگ میں بند کر کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب
تھانیسری کے سپرد فرمایا۔ اور قبل نماز زوال چادر رنگ صابری اپنی بطور جانماز
کے بجمال آفتاب جسم مبارک سے تھوڑے سے فاصلہ پر بچھائی۔
اوّل صف میں کل ساڑھے سترہ سو خلیفہ اپنے کھڑے ہو گئے کہ صف اوّل
[illegible] گولر کے تھے۔ اور پس پشت حضرت قطب عالم صاحب موصوف کے حضرت

شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کھڑے تھے اور چپ و راست اُن کے تیرہ حضرات خلفاء صاحب مکاتیب کھڑے تھے اور۔

دوسری صف میں جملہ حضرات اولیائے ہمعصر اور حضرات رقبا و نقبا و نجبا و ابدال واقطاب ثم اغیاث و رجال الغیب کر مابین صف اول و دوم کے درخت گولر کا تھا کھڑے تھے اور حضرت شاہ عبدالحمید صاحب عرف شیخ زین گجراتی اولین و کلاں روح جذبیہ صاحبزادہ کلاں حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے صف دوم میں پس پشت حضرت شاہ جلال صاحب تھانیسری کے کھڑے تھے۔ اور

تیسری صف میں جنات اور انسان داخلان سلسلہ بیعت ہر ایک حضرات اولیائے ہم عصر کھڑے تھے یعنی اس تیسری صف میں وہ شخص نہ تھا کہ جو کسی جگہ داخل سلسلہ بیعت حضرات پیران عظام نہ تھا۔ اور یہ صف باہر احاطہ انوار کے تھی۔

اور چوتھی صف میں جن و انس عوام الناس بے تعداد اور بے شمار صف بصف کھڑے تھے۔ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر بموجب اس عبارت حکمیہ مندرجہ مکتوب مصور الودود کر نمازِ جنازہ مخدوم علی احمد صابر صاحب کے بروز دفینہ روح پُر فتوح حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی کی پڑھائی گئی کہ وہ روز اس عالم سے حجاب کا ہوگا۔ شریعت تمام و کمال سے ادا ہوگی۔ جائے نماز پر منتظر کھڑے ہوتے تھے، دفعۃً جسم مبارک حضرت قطب عالم ممدوح کا جانماز سے صف اول میں پاس حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کے آپہنچا۔ تمام حاضرین معائنہ کرتے تھے کہ چادر جانماز پر نور سفید مثل الماس کے زمین سے آسمان تک منعقد تھا اور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے جسم منور سے نور سرخ مثل لعل عالمتاب کے زمین سے آسمان تک لمعان تھا۔ اور نور سفید مثل الماس میں سے کہ جانماز پر تھا آواز تکبیروں کا بلند مسموع ہوتا تھا۔ اور بعد تکبیر اول کی آواز سلام کا بھی سب شرکاء نماز کو مسموع ہوا۔ جس وقت آواز تکبیر کا حضرات اہل باطن کے کان میں پہنچا تھا۔ معاً نفی ماسوی اللہ کی ہو جاتی تھی اور ہر ایک صاحب باطن کو عرفان تمام و کمال کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ بعد فراغ نماز اور فاتحہ کے حضرت

مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان و تمکین
محدد عصر نے ڈیڑھ اپنے ہاتھ میں لے کر نصف درعہ مٹی جسم مبارک حضرت
بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان
الاولیاء کے نیچے کی کھود لی اور اپنی چادر رنگ صابری میں باندھ کر حضرت شاہ جلال الدین
صاحب تھانیسری کے سپرد کر دی۔ اسی وقت رجال الغیب واسطے کھودنے قبر
کے حاضر آ گئے۔ تھوڑے عرصہ میں قبر عمیق سوا پانچ درعہ کھد کر تیار ہو گئی اس کیفیت
سے کہ قعرِ زمین سے گیارہ گرہ عرض قبر کا رکھ کر یک درعہ اوپر کو اور بعد یک درعہ کے
بعرض نیم درعہ کے تا لبِ فرش زمین تین درعہ کے اوپر کھودی۔ اور حضرت قطب عالم
صاحب ممدوح نے جو نصف درعہ مٹی اپنے ہاتھ سے کھودی تھی حضرات رجال الغیب
نے ایک درعہ مٹی اوّل کھود کر بطرف بائیں قبر علیحدہ رکھی کہ وہ مٹی صرف تعمیر درجہ اوّل
میں کام آ گئی اور باقی سب مٹی قبر کی جانب پائیں قبر کھود کر رکھی گئی اور حضرت قطب عالم
صاحب ممدوح موصوف نے جمال الدین ابدال کو حکم دیا کہ تم اپنے جنات متعینہ کو
کو واسطے لانے چونہ سنگِ مرمر اور سنگِ سرخ کے روانہ کر دو کہ ایک پہر کے عرصہ
میں سب سامان زیر و بالا کی تعمیر کا مہیا کر دیں۔
جمال الدین ابدال نے جنات متعینہ کو بجا بجا ارسال کر دیا۔ اور حضرت قطب
عالم صاحب ممدوح نے خلفا کے حاضرین اندر احاطہ انوار جائے محفوظہ کو واسطے
بند کرنے آنکھوں کے حکم دیا اور خود بھی آنکھیں بند فرما کر تصور درست ہو جانے
کفن مبارک کا جسم منور پر کیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد آنکھیں کھول کر کفن کو حسب
قاعدہ جسم اقدس پر درست پایا اور روح پر فتوح حضرت خواجہ شمس الدین صاحب
شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کو بھی اپنے پاس موجود دیکھا
اور معانی انوار سرخ کو جو زمین محفوظہ میں سے آسمان کو جاتے تھے اس قدر کم پایا
کہ حضرات حاضرین بیرون احاطہ انوار کو باہم دگر دیکھنا میسر نہ ہوا۔ اس وقت حضرت
قطب عالم صاحب ممدوح نے مع حاضرین اندر احاطہ انوار کے نماز ظہر کی باجماعت
ادا فرمائی۔ اور حضرات اولیائے ہمعصر نے اپنی اپنی صف میں قائم رہ کر نماز ظہر سے

فراغ حاصل کیا اور بعد نماز کے حسب دستور دست بستہ صف بصف کھڑے ہوگئے اسی طرح تمام عوام الناس اور جنات بھی نماز ظہر کی پڑھ چکے۔ بعد فراغ نماز ظہر حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے حضرت شاہ محمد ابو القاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہرت نامہ کو اپنے پاس اندر احاطہ انوار کے طلب فرمایا۔ اوّل حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے مٹی جسم مبارک کے نیچے کی نصف جو درعہ اپنے ہاتھ سے کھود کر چادر میں باندھلی تھی خود قبر میں اُتر کر بچھا آئے۔ حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کو طرف پائے مبارک حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے اور حضرت شاہ محمد ابوالقاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کو جانب کمر مبارک کے مامور فرمایا اور یہ خود حضرت قطب عالم صاحب موصوف طرف سر مبارک کے رہے تینوں حضرات والاصفات نے جسم منور کو آداب تمام قبر میں اتارا غیب سے آواز یَاھُوَ یَامَنْ ھُوَ یَامَنْ لَیْسَ لَہٗ اِلَّاھُوَ۔ کی بلند ہوئی۔ تمام حضرات اولیائے حاضرین صف بصف نے روح مطہر حضرت سرور کائنات اشرف المخلوقات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مع ارواح حضرات صحابہ عظام اور تمامی حضرات اولیائے متقدمین اور متاخرین کے برسر قبر منور تشریف فرما دیکھا اور اکثر حضرات اولیائے حاضرین اپنے اپنے حضرات شیوخ واصلین سے یعنی جو اس عالم سے رحلت فرما گئے تھے اس وقت قدم بوس ہو کر فیضیاب تعلیمات لسانی کے ہوئے جب جسم منور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا زمین قبر پر رونق افروز ہوا۔ تمام قبر نور سرخ اور سبز اور زرد سے منور ہوگئی اور خوشبوئے مشک اور عنبر سے تمام صحرا معطر ہوگیا۔ اور جب سب ارواح مقدسہ مع حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تشریف لے گئیں آسمان پر آواز مَرْحَبَا صَلِّ عَلٰی مَرْحَبَا کا نہایت شور وغل کے ساتھ سب حاضرین خاص وعام کو مسموع ہوا۔ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر نے قبر منور میں اُتر کر شاخ سبز مثل زمرد کو

بالائے ناف جسم منور ہے کہ کفنی دوم چادر رنگ گل ارمنی حلہ بہشت میں آگئی تھی نکالا اس
وقت انوار سبز مثل زمرد کے تمام قبر میں لمعان ہوگئی سرخ پر سبزی غالب آگئی حضرت
قطب عالم صاحب ممدوح نے سب حاضرین اولیائے ہمعصر کو زیارت اس شاخ
سبز کی باہر قبر منورہ سے تشریف لاکر لائی۔ پھر اس شاخ کو دو ٹکڑے کرکے ایک ٹکڑا
بدستور بالائے ناف مبارک قبر میں تشریف لے جاکر رکھا اور ایک ٹکڑا اپنے سیدھے
ہاتھ میں لے کر باہر قبر منورہ سے درجہ تعمیر اول پر تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے
تختہ ہائے آبنوسی جائے تعمیر درجہ اول پر جو بعرض گیارہ گرہ کھدی ہوئی تھی لگائے
اور پھر واسطے فراغ نماز عصر کے باہر قبر منورہ سے تشریف لے آئے۔

بعد فراغ نماز عصر حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے تختہائے آبنوسی
پر کھڑے ہوکر حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری اور حضرت شاہ محمد ابوالقاسم گنگامی
صاحب اور امین اللہ ابدال اور جمال الدین ابدال سے گارہ مٹی جانب بالین قبر کا بنوا
کر اور اٹھوا کر گرہ سنگ سرخ سے لگایا۔ اور چار گرہ اونچا چبوترہ اوپر تختہائے آبنوسی
کے لگادیا۔ اور پھر نماز مغرب کی ادا فرمائی۔ اور بعد نماز مغرب قبر تعمیر درجہ دوم چبوترہ سنگ
مرمر اور سنگ سرخ سے تیار کی۔ اس تعمیر کی خدمت میں حضرات اولیائے ہمعصر ممدوح
الصدر براہ سعادت اندوزی شریک ہوئے پھر نماز عشا کی ادا فرمائی اور بعد نماز عشاء قبر
تعمیر دوم کی استرکاری کرکے بعد نصف شب تمام حاضرین خاص وعام بادب کھڑے ہوؤں
کو واسطے بیٹھ کر آرام لینے کا حکم دیا۔ اور خود بھی حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب
قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر نے تا نماز صبح بیٹھ کر آرام فرمایا
اور تلاوت اور دیگر معمولات میں مشغول رہے۔

بتاریخ چھٹی ماہ ربیع الثانی ۹۰۰ھ ہجری مرقوم الصدر روز شنبہ کو بعد نماز اشراق
کے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے تختہائے سنگ زعفرانی تعمیر پختہ درجہ
دوم پر رکھ کر گرہ اور چار گرہ چبوترہ تا بوقت عصر تمامی تیار فرمالیا حاضرین خاص وعام کو حکم دیا کہ
اب جس طرح چاہو بیٹھ کر اور لیٹ کر آرام کرو۔ اس تعمیر کردہ اور چبوترہ کی خدمت میں
حضرت رقباء۔ و نقباء۔ و نجباء۔ و ابدال۔ و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب

حضرت شاہ عبدالحمید صاحب سرف شیخ زین العابدین ولایت روح جذبیہ صاحبزادہ کلاں حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے شریک ہوکر فیضیاب ہوگئے۔

تاریخ ساتویں ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۹ھ ہجری مرقوم الصدر روز یک شنبہ کو بعد نماز فجر کے حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے تعمیر قبر درجہ سوم کی شروع فرمائی۔ تا بہ نماز مغرب دیواریں پختہ دونوں جانب قبر کے تیار فرمائیں۔ اس تعمیر کی خدمت میں خلفائے صاحب مجاز حضرات اولیائے ہمعصر کے شریک ہوگئے۔ اور مستفید کیفیات باطن سے ہوئے۔ بعد نماز مغرب استرکاری شروع فرمائی تا بہ نماز صبح تاریخ آٹھویں ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۹ھ ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ تک فارغ ہوئے اور بعد نماز اشراق تختہائے سنگ سرخ کی تعمیر قبر درجہ سوم پر رکھی۔ اور گڑھا لگا کر تا بوقت نماز عصر تربت تیار کرلی۔ اور چادر رنگ صابری اپنی جس پر نماز جنازہ ادا ہوئی تھی اوپر تربت منور کے ڈال دی۔ جمال الدین ابدال نے گلاب کے ہار تربت پر چڑھائے۔ حضرت قطب عالم صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ فقیر نے قبر مبارک کے تین درجے بحکم حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کے تعمیر کیے ہیں مجھ کو حضرت ممدوح نے عالم ارواح میں قبل تعمیر قبر مبارک فرما دیا تھا۔ اور ارشاد کیا تھا کہ قدوس مجدد ہم نے یہ تین درجے تجھ سے اس واسطے تعمیر کرائے ہیں کہ ہم علی قدر مراتب ہر درجے میں اپنی طریقت کے محبوں اور دوستوں سے ملاقات کیا کریں گے۔

بعد فاتحہ حضرت قطب عالم صاحب موصوف مع تمامی حضرات حاضرین خاص و عام باہر حد بارہ کوس زمین سوختہ کے تشریف لے آئے اور مقیم ہوگئے حضرات خلفا اور حضرات اولیائے ہمعصر صاحب مرتبہ سلوک اور ولایت روح جذبیہ کے اور ذوالجناں شاہزادہ جن مع گیارہ ہزار جنات کے حاضر رہے اور قریب لاکھ آدمی مخلوق عوام الناس کے جو شریک ہوگئے تھے وہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ کو چلے گئے۔ روز جمع ہونے مخلوق خاص و عام کے حد بارہ کوس پر جمال الدین ابدال نے ہر ایک متنفس کو آب و طعام حسب بخواہ ہر ایک کے تقسیم کیا کہ کسی کو تجز

تین روز باادب کھڑے رہنے کے اور کچھ تکلیف کسی طرح کی نہیں ہوئی۔ بعد نماز مغرب حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے حد بارہ کوس زمین سوختہ پہ پہنچ کر چادر رنگ صابری حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کی اوڑھ کر مراقب ہو گئے اور منہ اپنا چادر سے چھپا لیا۔ لفف شاخ زمردین جو وقت دفینہ سے ہاتھوں میں تھی تا بوقت مراقب ہونے کے سب حاضرین کو معائنہ ہوئی کہ روشنی شاخ سبز سے تمام ہاتھ بنور سبز منور تھا۔

ابیات نتیجہ افکار مؤلف

قطب عالم شہ سزاوار صواب
ہمرہ اقطاب و غوث بے حساب

جانب کلیر روانہ ہو گئے
رہ روی راہ یگانہ ہو گئے

جب حد قہری پہ پہنچے قطب دیں
سوختہ دیکھی تجلی سے زمین

تیغ مخدومی چمکتی تھی وہاں
صورت بجلی چمکتی تھی وہاں

قطب نے چاہا کہ پار کھول پڑھا
حد پہ آئی تیغ قہری رو نمار

برق وش خوں کی پیاسی تھی بقہر
شعلہ وش صورت دکھائی تھی بقہر

دیکھ کر اس تیغ قہری کا طراز
قطب عالم نے کہا با صد طرانہ

تیغ تجھ سے سر اگر اڑ جائے گا
تن جناب شاہ تک تو جائے گا

کہہ کے یہ قطب نیاز آباد نے
عارف حق صاحب ارشاد نے

چند ساعت کو مراقب ہو گئے
فکر ہو میں اس طرح سے کھو گئے

بادشاہ دو جہاں کے پاس جا
سر جھکا پاؤں پہ کے اور یہ کہا

آپ نے مجھ کو بلایا ہے یہاں
ورنہ اس جانب کو آنا تھا کہاں

تیغ صورت تخش بہ حد ہو گئی
میرے آنے کے لئے سد ہو گئی

شاہ نے سن التماس قطب راز
یہ کہا اے قطب میرے غم مدار

تیغ آتش گراں نہ خالی جائے گی
جب تلک بر تن نہ وہ دکھلائے گی

آستیں تھوڑی سی ہاں اڑ جائیگی
پھر زمیں پہ سامنے گر جائے گی

تو حمائل کر مجدد بے خطر
تیغ آتش ریز سے ہرگز نہ ڈر

العرض یوں ہی مجدد نے کیا
ہاتھ آگے تیغ شہ کے کر دیا

گو فتہ تہ بند و آستیں کٹ گئی
تیغ قہری سامنے سے ہٹ گئی

رحمۃ اللہ علیہ گر پڑی وہ تیغ پیش قطب دیں
قطب نے اس کو حمائل کی وہیں رحمۃ اللہ علیہ

آگئے آگے قطب تھے مثل امام
پیچھے پیچھے تھے تمامی خاص و عام

تھوڑے عرصہ میں جناب قطب پاک
رویت شہ سے ہوئے بس بہرہ یاب

اسم اعظم شاہ کا پڑھتے ہوئے
ایستادہ پاس گولر کے ہوئے

وہاں کھڑا دیکھا جمال الدین کو
حاکم جنات خوش آئین کو

جائے محفوظہ تھی نور سرخ بار
لوبے اس کے رو بگل مشک تتار

ایک لاکھا آدم شمار آئے تمام
جن و انس از مردمان خاص و عام

قطب نے سب سے کہا لے مرسلاں
ہے یہ جائے بادشاہِ دوجہاں رحمۃ اللہ علیہ

صف بصف ترتیب سے ہو جائیے
باادب ایستادگی فرمائیے

اولیں صف خلافت مایہ گاں
ایستادہ قطب عالم کے وہاں

دوسری صف میں ستادہ خاص خاص
یک دگر باہم بطرزِ اختصاص

تیسری صف میں عوام الناس تھے
قطب عالم بھی سبھوں کے پاس تھے

سر سے اپنے صابری چادر اتار
قطب نے چاہا اسے لاؤں بکار

خوب ہے یہ بجا ہے جانماز
اس زمیں نور سے پاوے طراز

جب بچھائی قطب نے وہاں جانماز
منتظر پھر ہوگئے باصد نیاز

روح غوث پاک نے آکر وہیں
با بلند آواز تکبیریں کہیں

بار دیگر پڑھ جنازہ قطب نے
قبل ادا کرنے نماز ظہر کے

چادر ملبوس غوث پاک کی
غوث الاعظم جلوۂ افلاک کی

دی جلال الدین جلدی سے نکال — قطب عالم سے کہا اے شاہ حال

غوث اعظم نے اسے بھجوائی تھی — دہر سے بہر کفن یہ آئی تھی

حکم یہ تھا یہ محمد تک رہے — آنکھ اس پہ ہر کسی کی کم پڑے

یہ کفن داری میں شہ کے صرف ہو — اس تہیہ میں نہ فرق حرف ہو

خلد سے آئی تھی مجھ کو یہ ردا — قدسیاں لائے تھے با حکم خدا

یہ ہوا تھا حکم اے غوث زمن — یہ ردا ہو صرف مخدومی کفن

الغرض قطب دو عالم نے تمام — بر طریق شمس پہنچایا بانظام

شمس دیں کی روح اقدس ساتھ تھی — جلوہ فرمائے صفات و ذات تھی

ہمدگر تجہیز میں ہمراز تھے — خدمت تکفین میں دمساز تھے

بھاوڑا ہاتھوں میں لے کھودا مزار — حضرت مخدوم کے مدفن کا غار رحمۃ اللہ علیہ

غار کیا تھا معدن الانوار تھا — غار کیا تھا جلوۂ اسرار تھا

اس تہیہ میں شریک افلاکیاں — تھے بطور خادمان خاکیاں

قبر میں جس دم اتارا شاہ کو — اس تجلی بخش مہر و ماہ کو

غیب سے یاہو و یاہو کی صدا — فرش سے تا عرش پائی برملا

روح پاک صاحب لولاک کی — شافع ما بندگان خاک کی

جلوہ فرما تھے با نبوہ کثیر — خدمت عالی میں تھے شیخ کبیر

غوث و قطب و ابدال و اوتاد زماں — جمع تھے سب اُس گھڑی اُس دم وہاں

گرچہ ظاہر میں اتارا تین نے — قطب و بوقاسم جلال الدین نے

لیک باطن میں تھے مردان خدا — جبرئیل و مصطفیٰ و مرتضیٰ

غوث الاعظم خواجۂ ہند الولی — تھے یہ دونوں نیز ہمکار علی

اُس گھڑی تھا مرحبا کا شور و غل — سنتے والے تھے برنگ خور و گل

نور سرخ و سبز و زرد اُس دم حسن — تھا تجلی بخش بہ رنگ چمن

الغرض سہ روز گزرے تھے کہ سب — شاہ کا مرقد ہوا عالی نصب

قطبِ عالم حدِ بارہ کوس پہ — ہمرہِ یاران چندیں لکھ دگر
جا پہنچے از بہرِ رخصت فغاں — تھے جمال الدین سب کے میزبان
آب و نان سب کو دیا ہر شب و روز — حسبِ قدر جلسا کُل دل فروز
شاہ کے مہمان جتنے تھے وہاں — کھاتے پیتے روز و شب تھے آب و نان

اے حسن اب بھی مقرر ہیں وہاں
زائرانِ شاہ دیں کے میزبان

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے اکیس ۲۱ روز مراقب رہنے کا اور مزارِ مقدس حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم صاحب پر بنگلہ چوبی بن جانے کا اور حضرت قطب عالم صاحب کے گنگوہ شریف کو روانہ ہو جانے کا

مکاتیب مفصلہ بالا میں تحریر ہے کہ بتاریخ آٹھویں ماہ ربیع الثانی سنہ ۹۰۰ ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ وقت مغرب سے تا تاریخ انتیسویں ماہ مذکور سنہ صدر روز دوشنبہ تک حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر ایک حالت پر مراقب بیٹھے رہے اکیسویں روز قبل نماز اشراق جمال الدین ابدال نے حاضر آکر گذارش کیا کہ حضرت بتخانہ کعبہ اہلِ حقیقت کا تیار ہو گیا ہے۔

یہ التماس سُن کر حضرت قطب عالم صاحب ممدوح چادر سے منہ کھول کر کھڑے ہو گئے۔ اُس وقت ہاتھ میں وہ شاخ سبز زمردیں موجود نہ تھی اور اس عرصہ اکیس ۲۱ روز میں بھی جمال الدین ابدال خدمت مہمانداری حضرات حاضرین حد بارہ کوس کے دونوں وقت انجام پہنچاتے رہے۔ حضرت قطب عالم ممدوح مع جمیع ہمراہیان موصوفہ بالا یعنی ساڑھے سترہ سو ۱۷۵۰ خلفا اور حضرات ابدالیہ ہمعصر صاحب مرتبہ سلوک اور ولایت روح اور ذوالجناان شاہزادہ جن مع

گیارہ ہزار جنات فاضل کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا نام تلاوت کرتے ہوئے کلیر شریف کو تشریف لے چلے۔ زمین محفوظہ معدن الانوار میں پہنچ کر نماز چاشت ادا فرمائی۔ اور چوب زیتون کا بنگلہ چوبی خوردار پر مزار شریف کے تیار پایا کہ جمال الدین ابدال نے جنات متعینہ سے سامان منگوا کر تیار کرایا تھا۔ اور انوار سبز زمردین مزار مقدس سے تا بہ آسمان محیط دیکھا۔ حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے مع ہمراہیاں سات بار طواف مزار منور کا کیا۔ ہر ایک صاحب باطن کو کیفیت مرتبہ فنا فی اللہ کی بدرجہ تمام و کمال حاصل ہوئی۔ بعد فراغ طواف حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے مع ہمراہیاں مزار مقدس پر فاتحہ پڑھیں۔ بعد فراغ فاتحہ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے طرف جامع مسجد کلیر کے فاتحہ کو ہاتھ اٹھائے بمجرد حرکت ہاتھ اٹھانے کے دونوں ہاتھ خشک ہوگئے۔ حضرت مشکلکشا قطب عالم صاحب ممدوح نے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی جانب تائب ہو کر عرض کی کہ حضرت غلام سے خطا ہوئی معاف فرمائی جائے۔ اسی وقت حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے قلب پر القاء و الہام درجہ اول کے ہوئے کہ عبدالقدوس تو کس کی مغفرت چاہتا ہے۔ ان لوگوں کے ایمان پانسو برس قبل علم ازل میں سلب کر لیے گئے تھے بعد اس القاء و الہام کے دونوں ہاتھ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر کے صحیح و سالم ہوگئے۔

حضرت قطب عالم صاحب ممدوح دوبارہ طواف مزار مقدس کا ادائے شکریہ میں ادا فرمایا۔ اور جمال الدین ابدال کو مع ننانوے جن متعینہ کے خدمت معمول قدیم پر مامور فرما کر مع حضرات خلفائے خود و سلسلہ حضرات اولیائے ہمعصر سالکین کے روانہ طرف گنگوہ کے ہوئے اور حضرت شاہ عبدالحمید صاحب عرف شیخ زین اولین ولایت روح جذبیہ صاحب مکتوب سلطان حضرۃ القدس مع حضرت رقباء و نقباء۔ و نجباء۔ و ابدال۔ و اقطاب

داغیات و رجال الغیب کے حضرت قطب عالم صاحب موصوف سے رخصت ہو کر اپنی اپنی جگہ کو تشریف لے گئے۔ زمین سوختہ حد بارہ کوس میں حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے مع ہمراہیان اسم مبارک حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا تلاوت فرمایا۔ اور بعد کو اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے گنگوہ شریف کو چلنے لگے۔

منظوم از نتیجہ فکر مؤلف

قطبِ عالم تا حدِ اکیس ۲۱ روز
حدِ قہری پر رہے جلوہ فروز

یوں مراقب ایک حالت ہو گئے
بر در زانو سر جھکے بیٹھے رہے

اس تعین روز میں حق جمال
شاہ کے روضہ کو لائے برکمال

جب ہوا تیار روضہ شاہ کا
حضرتِ مخدوم عالیجاہ کا رحمۃ اللہ علیہ

قطب سے جا کر جلال الدین نے
یہ کہا ابدالِ خوش آئین نے

خانہ کعبہ ہوا تیار آج
نورِ حق کا ہو گیا اظہار آج

آپ اب چلئے زیارت گاہ کو
روضۂ تقدیس حضرت شاہ کو

نورِ یزدانی برستا ہے وہاں
ابرِ سبحانی برستا ہے وہاں

قطب عالم سن کے یہ مژدہ شتاب
آئے نزدِ روضۂ عالی جناب

دیکھ کر روضہ کہا اے ذوالجلال
تیرے نورِ پاک کا ہے یہ جمال

خلد اس کا ہے نمونہ بے گمان
قصرِ جنت کا ہے اس کا اک نشان

باد اس کی صحرا کی مشک آباد ہے
خاک اس وادی کی عنبر زاد ہے

کر طواف اس روضۂ دل بند کا
اس شگفتہ گلشن خرسند کا

فاتحہ کیں روضۂ انور کی طرف — منہ کیا پھر مسجد کلیر کے طرف

جانب مسجد پئے کار نجات — قطب عالم نے اٹھائے دونوں ہاتھ

فاتحہ پڑھنے نہ پائے تھے تمام — ہاتھ دونوں ہو گئے مانند لام

مثل شاخ خشک بیکاری بکار — دونوں ہاتھوں کو ہوئی بس یکبار

دیکھ کر ہاتھوں کو توبہ کی کہ شاہ — میں نہ سمجھا تھا ہوا مجھ سے گناہ

یہ صدا آئی کہ اے قطب فرید — پانصد شش ۵ لہ ہیں مردود و پلید

کوئی ان میں صاحب ایمان نہیں — ایک ان میں مغفرت شایاں نہیں

بعد توبہ دست قطب حق ندیم — ہو گئے بر حال و بر رسم قدیم

قہر صابر ہے حسن قہر اللہ
نام صابر حرز اعظم جان پناہ

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے گنگوہ پہنچکر محفلِ راگ میں حال وجد طاری ہونے کا

مکاتیب مفصلۂ بالا میں تحریر ہے کہ اسی روز بتاریخ انتیسویں ۲۹ ماہ ربیع الثانی سنہ ۹۰۷ ہجری مرقوم الصدر روز دو شنبہ کو بعد نماز ظہر حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین محمد بعد عصر گنگوہ شریف میں پہنچے حضرات سالکین اولیائے ہمعصر دائرہ شریف میں مہمان رہے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے دو رکعت صلوٰۃ الصلوٰۃ شکریہ فراغ فتیسنہ مبارک حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ میں مع تمام حضرات مہمانان ادا فرمائیں۔ اور ایک سو ایک بار حق حق باآواز بلند فرمایا اور سب حضرات نے بھی بآواز بلند تلاوت فرمایا اور بتاریخ تیسویں ماہ مذکور سنہ صدر روز سہ شنبہ کو بعد نماز اشراق کے دائرہ قدسی میں محفل راگ کی ترتیب دی گئی۔ اور اس محفل میں سوائے حضرات اولیائے اور داخلان سلسلہ حضرات اولیاء کے کوئی شخص غیر باریاب محفل نہ ہوا کہ حضرات متقدمین نے دستور تخلیہ کا مجلس راگ میں مقرر فرمایا تھا۔ قوالانِ شہر دہلی نے یہ غزل شروع کی کہ مطلع جس کا یہ تھا۔ ؎

در خانہ چہ بینی کہ بباز ار بینید
اے مدعیان دولت دیدار بہ بینید

پہلے ہی آواز میں حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کو حال وجد پیدا ہو کر غلبہ حالت

وجد میں حضرت قطب عالم صاحب نے اس قوال کا ہاتھ پکڑا۔ قوال نے خائف ہو کر دوسرے قوال کا ہاتھ پکڑا۔ اسی طرح پانچوں قوال ضم ہو گئے۔

حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تو نے کیا کہا؟ قوال نے مکرر مصرعہ اولی پڑھا حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کا جسم مبارک تڑپ کر مع پانچوں قوالوں کے دیوار ہائے دائرہ سے باہر جا پہنچا۔ اور تمام حضرات اہل محفل ہمراہ ہو گئے سر بازار راگ ہوتا چلا جاتا تھا۔ ہر ایک حضرات اولیاء شامل محفل راگ پر حسب مضمون مطلع کیفیت وجد کی طاری ہو رہی تھی۔ عوام الناس میں سے بھی جس کے کان پر وہ آواز جاتا تھا وہ متحیر اور مبہوت ہو کر گھر سے باہر آجاتا تھا۔ تمامی گنگوہ میں تہلکہ عظیم بپا تھا۔ مرد و زن گھروں سے باہر آگئے تھے۔ وہ بہ حال سب سامعین پر طاری رہا۔ اس روز سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں راگ بے پردہ استماع فرمانا معمول حضرات پیران سلسلہ عالیہ ہوا ہے۔

نظم موزوں

قطب عالم بادشاہ کن فکاں
پس از آں گنگوہ کو تشریف لائے
سجدۂ شکرانہ کر سب نے ادا
تیسویں تاریخ سہ شنبہ کے روز
حکم فرمایا نہ آوے غیر یہاں
الغرض وہاں تھے طریقت آشنا
تار بولا اور لگا بجنے رباب
قطب عالم بھی ہوئے سرمست شوق
بیت یہ گانے لگے قوال وہاں
در خانہ چہ بینی کہ بہ بازار بہ بینید
قطب عالم اس گھڑی بے ہوش تھے
ہاتھ قوالوں کا پکڑے بے خبر
گشت کرتے کوچہ و بازار میں

محرم اسرار مخفی و عیاں
ہمرہ یاراں سوئے گنگوہ آئے
یک صدو یک بار حق حق کہا
راگ کروایا بہ بزم ذوالفنون
غیر یاران طریقت سے یہاں
غیر سے خالی تھی وہ بزم صفا
بے خبر ہونے لگے سب شیخ و شاب
ہو گئے فی الفور مست جام ذوق
تھے جو وہ قوال صاحب حال وہاں
اے مدعیان دولت دیدار بہ بینید
حد امکانی سے کتنے بیش تھے
خانقاہ خاص سے آئے بدر
پھر رہے تھے بیت کی تکرار میں

تھی زباں پر سب کے وہ بیت لطیف　　مایہ عرفاں تھا سب کے نصیب
معنے بیت مے عرفان فزدش　　شوق سے کہتے تھے سب کو نوش نوش

قطب اُس دم تھے حسن تعطب ظہور
از قدم تا سر ہُو بیت زیب نور

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے ہر ماہ کلیر شریف کو تشریف لیجانے کا اور روضہ پختہ بنوانے کا

مکاتیب مفصلہ بالا اور مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر صاحب مکتوبات نطاب تحفۃ الوحدت کا یہ معمول تھا کہ ہر مہینے کی پانچویں تاریخ سے صائم ہوکر حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا۔ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر حاضر ہوا کرتے تھے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات نطاب امانت الواحدیت بلا ناغہ ہمراہ آتے تھے۔ اور سوا اُن کے جب جس کسی صاحب کو شوق ہوتا تھا چلے آتے تھے اور بغیر ہمراہی حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے کوئی صاحب حضرات اولیائے ہمعصر میں سے بھی حاضر نہ ہو سکے عوام الناس کا تو ذکر کیا ہے اور جب تک حضرت قطب عالم صاحب موصوف مزار مقدس پر تشریف رکھتے تھے جمال الدین ابدال دریا سے بنگلہ زیتونی کے پردہ ہائے زنگا رنگ سے بند رکھا کرتے تھے کہ حضرت قطب عالم صاحب موصوف
دروازہ پایں مزار منور سے اندر جاکر قدم بوس ہوتے تھے اور چادر بھی مزار منور پر باختلاف الوان معائنہ فرماتے تھے اور نور سبز مزار مقدس سے تابہ آسمان محیط دیکھتے تھے تاریخ تیرھویں اور چودھویں کو نافل بہ ترتیب مستمرہ مرعیہ کے انجام فرماکر صبح تاریخ پندرھویں کو

نوازنگوہ شریف کے ہوجاتے تھے۔

تاریخ سولھویں ماہ ربیع الثانی سنہ ۹۲۸ ہجری کو روز سہ شنبہ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے حضور میں سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودھی والئی دہلی نے آگرہ سے ایک عرضی ارسال کی کہ حضرت اگر اجازت حضور کی ہو تو فدوی کا ارادہ بیعت قدم بوسی کو حاضر ہووے۔ اور کچھ نذرانہ میرے پاس حلال کے موجود ہیں اگر حکم حضور انور کا ہو تو وہ روپیہ بھی واسطے تعمیر روضہ منورہ حضرت بادشاہ ہند جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الفتاح سلطان الاولیاء کے روانہ کروں؟ چونکہ بادشاہ مذکور خاندان صابریہ کا مطیع اور حضرت قطب عالم صاحب ممدوح سے کمال عقیدت رکھتا تھا حضرت ممدوح نے اس کی استدعا قبول فرمائی اور معرفت امین اللہ ابدال کے جواب روانہ فرمایا کہ تجھ کو فقیر کی اجازت ہے۔ باب ہدایت کھلا ہے تو شوق سے آ اور روپیہ بھیج دے۔ بادشاہ نے فی الفور تین ہزار روپیہ سکہ التمشی بدست امین اللہ ابدال بھیج دیئے اور خود حاضر ہو کر حضرت قطب عالم صاحب سے بیعت ہوا۔ اور غلامی اختیار کی۔ حضرت قطب عالم صاحب نے بموجب ہدایت حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد فرمایا کہ اے سلطان ابراہیم فسق و فجور سے بچنا۔ انصاف و عدالت سے کام لینا تاکہ خلق اللہ پر جبر و ظلم نہ ہونے پائے خاندان صابریہ چشتیہ کی اطاعت اور خلیفہ اکبر اس سلسلہ عالیہ کا فرمانبردار رہنا بادشاہ نے اس ہدایت کو بادل وجان قبول کیا۔ اور حضرت قطب عالم صاحب نے اعانت ظاہری و باطنی کا وعدہ فرما کر دعائے خیر فرمائی۔ بادشاہ رخصت ہو کر دارالسلطنت کو آیا اور مدت العمر خاندان عالیہ صابریہ چشتیہ کا مطیع و فرمانبردار رہا اور فلاح کونین حاصل کی۔ اس بادشاہ کا زمانہ جلوس بمقام دہلی و آگرہ سنہ ۹۲۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۷ عیسوی میں ہے۔ اور وفات سنہ ۹۳۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۶ عیسوی میں ہے۔

حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے مبلغ نذر کردہ بادشاہ بجنسہ خلفائے

سلطان ابراہیم [illegible] حضرت قطب عالم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہونا

توم جنات و جمال الدین ابدال کے سپرد فرمائے اور ارشاد کیا کہ اس روپیہ سے سامان
تعمیر روضۂ منورہ خرید کیا جائے اور جس روز ہم کلیر شریف کو چلیں تو سامان مذکور مہیا پائیں
چنانچہ بعد اکیس[۲۱] برس تعمیر قبر مبارک حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم صاحب سے کے بتاریخ
پانچویں ماہ جمادی الاوّل سنہ ۸۲۰ ہجری روز پنجشنبہ کو جب حضرت قطب عالم صاحب
ممدوح کلیر شریف کو روانہ ہوئے۔ تو اسباب تیاری روضہ پختہ کا بجز است
خلفائے قوم جنات ساتھ تھا۔ اور تمامی خلفائے راشدین صاحب مکاتیب اپنی
اور دیگر حضرات اولیائے ہمعصر حضرت شاہ ابراہیم صاحب بھکری صاحب مکتوب
نطاب غنچہ اسرار۔ اور حضرت شاہ احمد عرف محی الخلیفہ صاحب مکتوب نطاب
وسیلہ عافیت اور حضرت شیخ محمود چشتی صاحب مکتوب نطاب گلشن اسرار اور حضرت سید
علی ترمذی بن قمر علی صاحب مکتوب نطاب نوید مغفرت اور حضرت قاسم شاہ صاحب
مکتوب نطاب مسائل عبودیت اور حضرت شاہ نظام الدین صاحب بنادلول صاحب مکتوب
نطاب عیار الاغیار اور حضرت شیخ سلیم فتحپوری صاحب مکتوب نطاب اثر التاثیر اور
حضرت شیخ ادہن جونپوری صاحب مکتوب نطاب صراط المستقیم اور حضرت شیخ حسین
خوارزمی صاحب مکتوب نطاب تفضیل الکوائف اور حضرت شاہ حسین برہان پوری
خدانما صاحب مکتوب نطاب تعلیم رویت اور حضرت شاہ شیخ فرید بخش بھکری صاحب
مکتوب نطاب سرور عینیت ہمراہ تھے۔ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح تاریخ
تیرھویں[۱۳] اور چودھویں[۱۴] تک بدستور سابق حاضر رہے۔ تاریخ پندرھویں روز شنبہ
سے تعمیر روضہ پختہ کی شروع فرمائی۔ جمال الدین ابدال اور رامی اللہ ابدال اور جنات
متعینہ العزام خدمت تعمیر روضہ کا کرتے تھے۔ اور حضرت قطب عالم صاحب ممدوح
مع ولی الدین معمار خلیفہ صاحب مجاز اپنے کے تعمیر فرماتے تھے۔ اور حضرت شاہ
جلال الدین صاحب تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ مع دیگر خلفا اور اولیائے حاضرین کے
چونہ اور خشت دیتے جاتے تھے۔ تین مہینے سات روز کے عرصہ میں استرکاری وغیرہ
سامان تیاری روضہ منورہ سے فراغ حاصل کر کے روانہ گنگوہ شریف کے ہوئے۔

اس قدر عرصہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجتہد عصر مع ہمراہیان ممدوح الصدر مزار مقدس پر صابر تشریف فرما رہے جلال الدین ابدال خدمت مہمانداری کی بجا لائے۔ لیکن اختیاری رو منزیختہ کے گاہ گاہ حضرات اولیا کے ہمعصر میں سے جس صاحب کو ضرورت درپیش ہوتی تھی۔ بغیر ہمراہی حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے بھی حاضر بارگاہ عرش پناہ حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ہو کر مستفید مطالب ہوا کرتے تھے۔ اور حضرت قطب عالم صاحب موصوف تا بقیام عالم حیات اپنی کے پابند حاضر ہونے حسب دستور مرقومہ بالا کے رہے اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی بموجب حکم پیر و مرشد قطب عالم صاحب ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کے معمول حاضر ہونے کلیر شریف کا دستور مطرزہ بالا رہا۔

احوال مختصر خلافت اور معمول حاضر ہونے کا کلیر شریف میں چند حضرات متاخرین کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ حضرت شاہ نظام الدین بلخی وحید سلطان صاحب صاحب مکتوب نطاب صحائف الصبور بتاریخ گیارہویں ماہ شوال ۹۸۲ھ ہجری کو روز جمعہ بعد نماز عصر کے محفل حضرات اولیائے ہمعصر میں حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین صاحب مکتوب نطاب امانت الواحدیت کے ہاتھ پر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات باطنی اور اولوالعزمی شہنشاہی ولایت کے بشرائط مرعیہ اور قواعد مستمرہ فیضیاب ہو کر تمامی مفاوضات معنونہ یعنی اسناد خلافت ناجات معتبرہ اور اورادِ منضبطہ اور قات شبانہ روز اور مکتوبات نطاب مندرجہ کوائف ظاہری اور باطنی اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران عظام سلسلہ موصوفہ سے بہرہ مند ہو کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت اور اولوالعزم والمرتبہ ہوئے بموجب حکم حضرت پیر و مرشد ممدوح کے بنظر مسافت دور و دراز آمد و رفت شہر بلخ کے سال میں ایک بار بطریق مقررہ حضرت قطب العالم موصوف کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی آستانہ بوسی سے ماہ ربیع الاوّل میں مشرف ہوا کرتے تھے اور احوال مدستور مرقومہ بالا معائنہ فرماتے تھے اور حضرت شاہ ابوسعید صاحب گنگوہی دست رسول صاحب مکتوب نطاب تحائف الکوثر بتاریخ اکیسویں ۲۱ ماہ شوال ۹۹۸ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات اولیائے ہمعصر میں حضرت شاہ نظام الدین بلخی صاحب وحید سلطان کے ہاتھ پر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات

واسناد و تبرکات محررہ بالا صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ ہوئے
بموجب حکم حضرت پیر و مرشد کے بادائے لوازم و قواعد مقررہ ماثورہ آستانہ بوسی حضرت
بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء
سے ماہ ربیع الاول میں فیضیاب ہوا کرتے تھے اور احوال بدستور محررہ بالا معائنہ فرماتے
تھے اور حضرت شاہ محمد صادق صاحب گنگوہی صادق مثال صاحب مکتوب بخطاب سجود الوجود
بتاریخ سترھویں ماہ شوال ۱۰۱۲ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات اولیائے
ہمعصری میں حضرت شاہ ابو سعید جیو صاحب گنگوہی دست رسول کے ہاتھ پر بیعت
امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات اور
اسناد تبرکات مرقومہ بالا صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ ہوئے بموجب
حکم حضرت پیر و مرشد کے بادائے لوازم و قواعد مقررہ ماثورہ آستانہ بوسی حضرت بادشاہ
دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے
ماہ ربیع الاول میں مستفید ہوا کرتے تھے اور احوال بدستور محررہ بالا معائنہ فرماتے تھے
اور حضرت شاہ داؤد جیو صاحب رحیم دل گنگوہی صاحب مکتوب بخطاب شوق الکثیر
بتاریخ اکیسویں ماہ رجب ۱۰۲۲ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات
اولیائے ہمعصر میں حضرت شاہ محمد صادق صاحب صادق مثال کے ہاتھ پر بیعت امامت
اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات اور اسناد تبرکات
محررہ بالا صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ ہوئے اور بموجب حکم پیر و مرشد
کے سال میں ایک بار بادائے لوازم و قواعد مقررہ ماثورہ آستانہ بوسی حضرت بادشاہ
دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء
سے ماہ ربیع الاول میں مشرف ہوا کرتے تھے۔ سال اول سے یوماً فیوماً کثرت
حاضرین مردمان خاص و عام کی ملاحظہ فرمائی اسی عرصہ میں جمال الدین ابدال کو مع جنات
متعینہ کے مخفی رہنے کا حکم ہوا اور آبادی قصبہ کلیر کی شروع ہوئی اور حضرت شاہ
ابو المعالی صاحب صمدی صاحب مکتوب بخطاب نعمت الحق بتاریخ سترھویں ماہ

ربیع الآخر ۱۱۰۰ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات اولیائے ہمعصر میں
حضرت شاہ داؤد جیو صاحب رحیم دل کے ہاتھ پہ بیعت امامت اور ارشاد سے
خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات اور اسناد تبرکات مرقومہ بالا
صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ ہوئے۔ بموجب حکم حضرت پیرومرشد
بادائے لوازم و قواعد مقررہ ماموره سال میں ایک بار آستانہ بوسی حضرت بادشاہ دو جہان
مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے ماہ
ربیع الاوّل میں مستفیض ہوا کرتے تھے اور ترقی آثرد ہام خلائق خاص و عام کو معائنہ فرماتے
تھے اور حضرت محمد سعید عرف میران سید شاہ بھیک صاحب فی الواحد الوجود صاحب
مکتوب نقاب ظہور الوجود بتاریخ بائیسویں رمضان ۱۱۱۶ھ ہجری کو روز پنجشنبہ
وقت عصر کے محفل حضرات اولیائے ہمعصر میں حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب صمدی
انبیٹھی کے ہاتھ پہ بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ
میں بمراتب کیفیات اور اسناد تبرکات محررہ بالا صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم
والمرتبہ ہوئے بموجب حکم حضرت پیرو مرشد کے بادائے لوازم و قواعد مقررہ ماموره
سال میں ایک بار آستانہ بوسی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر
صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے ماہ ربیع مستفید ہوا کرتے
تھے اور ترقی آثردہام خلائق خاص و عام کی یوماً فیوماً ملاحظہ فرماتے تھے اور حضرت شاہ
عنایت جیو صاحب بہلول پوری ذوالقوۃ المتین صاحب مکتوب نقاب کشف معلی
بتاریخ ستائیسواں ماہ ذالحجہ ۱۱۳۱ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات
اولیائے ہمعصر میں حضرت میران سید شاہ بھیک صاحب فی الواحد الوجود کرامی کے ہاتھ
پہ بیعت امامت و ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات
اور اسناد تبرکات مرقومہ بالا صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ ہوئے
بموجب حکم پیرومرشد کے بادائے لوازم و قواعد مقررہ ماموره سال میں ایک بار آستانہ
بوسی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح

سلطان الاولیاء سے ماہ ربیع الاوّل میں کامیاب ہُوا کرتے تھے ہر سال ترقی ہجوم حاضرین خلائق خاص و عام کی معائنہ فرماتے تھے اور حضرت شاہ عبدالکریم صاحب عرف ملا فقیر اخون صاحب قطب الدین مصطفےٰ آبادی صاحب مکتوب نعاب حیث الموجود بتاریخ پانچویں رمضان ۱۲۶۱ھ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات اولیاء سے ہمعصر میں حضرت شاہ عنایت جیو صاحب ذوالقوۃ المتین بہلول پوری کے ہاتھ پر بیعت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات باطن اولوالعزمی شہنشاہی ولایت کے بشرائط مرعیہ و قواعد مستمرہ فیضیاب ہو کر تمامی معاد منات معتوقہ یعنی اسناد خلافت ناجات معتبرہ اور اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور مکتوبات نعاب مندرجہ کو الف ظاہری و باطنی اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران عظام سلسلہ موصوفہ سے بہرہ مند ہو کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والرتبہ ہو گئے بموجب حکم حضرت پیر و مرشد کے پانچویں سال باداے لوازم و قواعد مقررہ ماموزہ آستانہ بوسی حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا سے ماہ ربیع الاوّل میں مشرف ہُوا کرتے تھے اور ہر دفعہ ترقی ہجوم حاضرین خلائق خاص و عام کے معائنہ فرماتے تھے اور چونکہ حضرت شاہ عبدالکریم صاحب ممدوح کو بتاریخ گیارہویں ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۶ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات نقباء و نجباء و ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب مجاذیب صاحب ولایت روح جذبیہ میں حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب والد ماجد اپنے کے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے سوائے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ کے اور چند سلاسل میں مشرف ہو کر بشر و ط مرعیہ و قیود مستمرہ بحصول کیفیت باطن ہر ایک سلسلہ اور اسناد خلافت ناجات معتبرہ اور اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور مکتوبات مندرجہ کو الف ظاہری و باطنی اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران عظام چند سلاسل کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت ہو چکے تھے کہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب

عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر نے حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب والد ماجد اپنے سے بموجب حکم حضرت مخدوم شاہ نور الحق صاحب ژدولوی زندان پیر کے ہر دو سلسلہ حنفی اور علوی متعلق ولایت روح جذبیہ کو اور سلسلہ اولیسیہ اور قادریہ کو بقواعد و ضوابط معینہ موصوفہ بالا مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت حاصل فرمائی تھی اور قبول حصول مرتبہ اولوالعزمی شہنشاہی ولایت خاندان حقی صابریہ چشتیہ عالیہ کے سلاسل مداریہ و قلندریہ و کبرویہ و سہروردیہ و شطاریہ وغیرہ میں حضرت شاہ درویش محمد بن قاسم اودھی صاحب مکتوب نطاب جمال وحدت کے ہاتھ پر بیعت امامت و ارشاد سے مشرف ہو کر حصول اسناد و تبرکات مفصلہ بالا صاحب مجاز مرفوع الاجازت ہو چکے تھے۔ حضرت قطب العالم صاحب ممدوح نے سوائے کیفیات اولوالعزمی شہنشاہی ولایت خاندان حقی صابریہ چشتیہ عالیہ کے اور جمیع کیفیات باطنی سلاسل کے حضرت شاہ عبد المجید صاحب گجراتی حضرت شیخ زین اولین ولایت روح جذبیہ صاحب مکتوب نطاب سحرۃ القدس فرزند کلال اپنے کو تعلیم فرما کر بعطائے اسناد و تبرکات ممدوح الصدر صاحب مجاز مرفوع الاجازۃ سلسلہ حنفیہ وغیرہ میں مثل اپنے کر دیا تھا فرزند لعزیز ہو کر حضرت شاہ عبد الکریم صاحب قطب الدارین ممدوح الصدر کو حاصل تھیں اور سوائے ان دونوں مخاطبات موصوف یعنی حنفیہ کے حضرت شاہ عبد الکریم صاحب قطب الدارین ممدوح الصدر نے بموجب حکم الہام کو باطن کے ہفت اقلیم میں سیاحی فرما کر حضرات صاحب مجاز مرفوع الاجازت چند سلاسل عجیبہ سے کیفیت باطن کو مع تمامی اسناد و تبرکات مفصل الصدر حاصل فرمایا تھا با انجام مجاہدات و ریاضات و حصول کیفیات گوناگوں بموجب حکم پیش خبری ملے مندرجہ مکاتیب مثل حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین کے مجتہد تعلیم اور مجدد عصر مستفیض ہو گئے اور حضرت لی مع اللہ گاہ میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی صاحب مکتوب نطاب ہویدۃ الوجود بتاریخ بیسویں ماہ جمادی الاول ۱۱۹۵ ہجری

کو روز جمعہ وقت عصر کے محفل حضرات اولیائے ہمعصر میں حضرت شاہ عبدالکریم عرف ملا فقیر اخون صاحب قطب الدارین والد ماجد اپنے کے ہاتھ پر بیعت امامت وارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ اور دیگر جمیع سلاسل مشتقہ چاردہ پیر چودہ خانوادہ مفصل الصدر میں بمراتب کیفیات باطن اولوالعزمی شہنشاہ ولایت کے بشرائط مرعیہ وقواعد منضبطہ سے فیض یاب ہو کر بحصول تمامی مفاوضات معنونہ یعنی اسناد خلافت نامجات معتبرہ اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور مکتوبات نطاب مندرجہ کوائف ظاہری و باطنی اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران عظام ہر شش خلفائے عظام صحابہ کرام حضرات سرور کائنات خلاصۂ موجودات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے حضرات مرشدین اپنے تک بہرہ مند ہوکر صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم وبالمرتبہ ہوئے موجب حکم حضرات پیرو مرشد اپنے کے تمام عمر میں ایک بار باد ائے لوازم وقواعد مقررہ ماموره آستانہ بوسی حضرات بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے مشرف ہوئے اور حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر جناب شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد صاحب مکتوب نطاب احدیت الاسرار بتاریخ دوم ماہ شعبان سنہ ۱۲۲۹ھ کو روز پنجشنبہ وقت اشراق کے محفل حضرات اولیائے ہمعصر میں حضرت ولی مع اللہ گاہ میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی کے ہاتھ پر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں اور بھی دیگر جمیع سلاسل مشتقہ چاردہ پیر چودہ خانوادہ مفصل الصدر میں بمراتب کیفیات باطن اولوالعزمی شہنشاہی ولایت بشروط مرعیہ وقیود مستمرہ بحصول تمامی مفاوضات یعنی اسناد خلافت نامجات معتبرہ اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور مکتوبات نطاب مندرجہ کوائف ظاہری و باطنی اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران عظام جمیع سلاسل کے بہرہ مند ہوکر صاحب مجاز مرفوع الاجازت

اولوالعزم والمرتبہ ہوئے بموجب حکم حضرت پیر و مرشد کے تمام عمر میں ایک بار آستانہ بوسی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا ء سے باداے لوازم و قواعد مقررہ ماموره فیض یاب ہوئے اور فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب بتاریخ سترھویں ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ ہجری روز جمعہ بعد نماز عصر کے محفل حضرت اولیا ئے ہمعصر میں حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر جناب شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ اور دیگر جمیع سلاسل مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ مفصل الصدر میں بمراتب کیفیات باطن اُلوالعزمی شہنشاہی ولایت بشرو طرعیہ و قیود مستمرہ بحصول تمامی معاوضات معنویہ یعنی اسناد خلافت ناجات معتبرہ اور اد اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور مکتوبات مندرجہ کو الف ظاہری اور باطنی اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران عظام جمیع سلاسل کے مستفیض ہو کر علیحدہ مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ ہوا اور حضرت ہادی برحق امیر دوجہاں سنے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی قدوسی حنفی تجھ سے ارشاد بہت کثرت سے جاری ہوگا اور جس طرح پیران عظام سے مریدوں کی کثرت ہوئی ہے اسی طرح تجھ سے کثیر التعداد خلفاء صاحب مجاز مرفوع الاجازت ہوں گے۔ اور کیفیات اولوالعزمی شہنشاہی ولایت کے اوپر خلفاء تیرے کے حسب استعداد اُن کے منقسم ہوگی اور جس طرح چار پیروں سے چودہ خانوادہ اور چودہ خانوادوں سے سلسلے کثیر جاری ہوئے اسی طرح تیرے خلفاء سے سلاسل جاری ہوں گے چنانچہ بموجب ارشاد حضرت ہادی مطلق کے اسی طرح ظہور میں آیا جس کی تشریح احوال تفصیل خاندان حنفیہ روح جذبیہ میں ناظرین کے معائنہ سے گذرے گی اور بموجب حکم حضرت پیر و مرشد ممدوح کے تمام عمر میں ایک بار آستانہ بوس حضرت

بادشاہ دو جہاں سلطان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا رکا ہوگا۔ پانچ مرتبہ مجسم ظاہری اور سولہ مرتبہ مجسم روحانی اس حاضر ہونے کا علم خلفائے صاحب مجاز مرفوع الاجازت اہل باطن کو ہوگا کہ محرم راز اسرار کے ہیں۔

نظم نتیجہ فکرِ مؤلّف

(ذکر [illegible]) قطب عالم بادشاہ دستگیر — حضرت قدوس جیو روشن ضمیر قدس سرہٗ
صاحب تجدید دین احمدی — موجد تجدید فقر سرمدی
خاندان چاہ زدہ کے گلفروش — ختم فقر مرتضے کے گل فروش کرم اللہ وجہہٗ
گر نہ ہوتے وہ طلسم آباد فقر — بند ہو جاتے رہ ارشاد فقر
رشد سے ان کے جہاں آباد ہے — ہر طریقت دوست کا دلشاد ہے
خاندان چشت کے روشن چراغ — فقر کا بھر بھر کے دیتے ہیں ایاغ
بادۂ ارشاد سے ان کے تمام — مست جام فقر ہے ہر خاص و عام
سیکڑوں ابدال ہیں اُن کے مرید — سیکڑوں ان سے ہوئے قطب فرید
(ذکر [illegible]) شیخ زین عبد الحمید ان کے پسر — زینت سجادۂ فقر پدر
آفتاب عالم ہو ہیں حسن — مست جام بادہ اُو ہیں حسن رضی اللہ عنہ
فقر کے اقلیم کے سلطان ہیں — کیا کہوں میں بس خدا کی شان ہیں
شان سے ان کی نمایاں نور حق — آن سے اُن کے تجلی طور حق
وہ فنا کے اور بقا کے ماہ ہیں — دونوں اقلیموں کے حضرت شاہ ہیں
حضرت قدوس کی اولاد سے — اور اسی سلطان کے ارشاد سے
ایک شہ پیدا ہوا عبد الکریم — رہنمائے منزل باغ نعیم
مشتہر عالم میں وہ ملا فقیر — قطب داریتی لقب شیخ کبیر

فقراں کا آفتاب ہند ہے ‏— ہند سے تا سرزمین سندھ ہے

تھے انہوں کے پانچ فرزند سعید ‏— ایک ان میں طریقت کا رشید

لی مع اللہ گاہ درویش خدا ‏— سربسر معنے منزہش کبریا

محو ذات باصفات ذوالجلال ‏— پیشوائے زمرۂ اہل کمال

رشد اور روشن چراغ خاندان ‏— علم او خضر راہ گمگشتگان

خلق از ارشاد او عرفان بکار ‏— عالم از خم رشادش بادہ خوار

دانش معنے حق دیدار او ‏— مست ساز طالبان گفتار او

معنے فہمید حق فہمید او ‏— دیدن حق بالیقین دان دید او

صورت او معنی پروردگار ‏— معنی او صورت بے چون نگار

صورت وے بے صورتی از شان او ‏— بیچونی وے چونگی از آن او

ہر کہ او را او در طریقت دست داد ‏— گشت از سرمایۂ دانست شاد

مرشد عالم غلام شاہ نام ‏— شاہی او سایہ بخش ما غلام

ہر مرید او طریقت آشنا ‏— ہر غلام او حقیقت رہنما

از مریدانش حسن یک پیر ما ‏— روز و شب معروف در تدبیر ما

نام نامی نام حضرت شہ امیر ‏— شہ امیر آگاہ دل روشن ضمیر

من ز جام او سراپا مست ہو ‏— جام مستی خوردہ ام از دست او

او ز راز ہو مرا آگاہ کرد ‏— از گدائے شک مرا او شاہ کرد

او ز بے رہ رو بسوئے راہ کرد ‏— من سہا بودم مرا او ماہ کرد

از طریق چاردہ دولت بباد ‏— کرد ما را از شادت ملک شاد شاد

شاد آبادم من از شادی او ‏— بلکہ آبادم ز آبادی او

او ز صورت معنی حق وا نمود ‏— بر رخ من او در دولت کشود

رہبر کامل ہمارا ہے وہی ‏— مرشد و ہادی و مولا ہے وہی

روشنی سے اس کے روشن ماہتاب ‏— نور سے اس کے ہے ضیادار آفتاب

بس سن بس بس ہے بس آشنا بیں
راز پنہاں بس ہے کر راز عیاں

حال پر اپنے نظر کر رے شتاب
خوش نما ہے روئے زیبا پر نقاب

جلوہ ہو پردۂ امکان میں
دیکھتا ہے آپ کو ہر شان میں

یہ شہادت کا چمن پھولا حسن
گل تجلی ہے ہُو و من ہُو کا چمن

مرشد و مسترشدی اس کا ہے کام
پیر و مرشد ہے اسی مرشد کا نام

شیخ کو جب تک نہ سمجھو گے فنا
اے فنا ہرگز نہ پاؤ گے خدا

غیب گہ میں ڈھونڈتے پھرتے ہو تم
راہ دانش سے بہت بہکے ہو تم

تم خدا حاضر کو غائب مت کہو
یہ حسن کہتا ہے تم رہ پر چلو

ساکنان چرخ میرا دیکھ حال
عاشقان حق طلب فرخندہ فال

ہو گر کہتے ہیں یہ ہر دم کلام
حضرت مخدوم کا ہے یہ غلام

یہ علاؤالدین کا سرمست ہے
دست حضرت شاہ اس کا دست ہے

یہ صحیح اسناد مرد نیک ہے
یہ فن ارشاد میں ایک ہے

یہ روانے صابری بر روش ہے
یہ مئے مخدوم سے بے ہوش ہے

رنگ صابر بس خوش آیا ہے اسے
فقر صابر دل سے بھایا ہے اسے

غیب سے اس طرف جو لایا ہے اسے
اس نے بخت صابری پایا ہے اسے

یہ علاؤالدین کا پڑھتا ہے نام
یہ علاؤالدین کا پیتا ہے جام

نام اس کا ہے حسن میثاق سے
تو بھلا باور نہ ہو آفاق سے

رات دن حضرت علاؤالدین کا
ان کے بہتر دل پسند آئین کا

بندۂ دل بند ہے با جان و دل
ان کے خوشتر نام میں ہے پا بگل

راہ ان کی ہے صراط مستقیم
ان کے پابند دل کا گھر دار النعیم

طالبان حق حقیقت جان لو
تم حسن کی بات کو حق مان لو

صابریہ سلسلہ ہے شمع نور
بے حضوروں کو دکھاتا ہے حضور

اس طریقے کے مریدوں کو حسن
صاف کہنا چاہیے شاہ زمن

احوال اعتراض کرنے مولوی محمد دربانی اور مولوی احمد یمانی فاضلان کا مجلس عام روز ملاقات حضرت محبوب سبحانی اور حضرت خواجہ ہندالولی میں اور سوالات معترضین پر دونوں حضرات کے جواب دینے کا

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ احوال ملاقات حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب کربت الوحدت اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی شہنشاہ ہندالولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب آحدیت المعارف میں جو احوال اعتراض کرنے تعلیم طریقت پر مولوی محمد دربانی اور مولوی احمد یمانی فاضلان منکران طریقت کا اس محل پر تحریر نہیں کیا تھا اب مندرج کتاب کیا جاتا ہے کہ دونوں معترضوں نے دونوں حضرات والاصفات کے دربار میں حاضر ہو کر گزارش کیا کہ عرصہ سات برس سے ہم تمام صوفیان زمانہ حال کے خدمت میں دس سوال کے جواب حاصل کرنے کو حاضر ہوئے لیکن کسی بزرگ نے جواب سوالات سے تسکین ہماری نہیں فرمائی فی الحال آپ دونوں صاحبوں کو غوث پاک قطب عالم اور شہنشاہ ہندالولی سن کر حاضر ہوئے ہیں اور حجت ہماری یہ ہے کہ یا ان دس سوالات ہمارے کا جواب کافی و شافی دیجئے ورنہ

اس دعویٰ فقیری سے انکار کیجئے اور لوازمات فقر موقوف فرمائیے۔ سوال اوّل یہ ہے کہ جن لوگوں کو دعوے پیر طریقت ہونے کا ہے وہ لوگ اپنے مریدوں کو تاکید ممانعت کرتے ہیں کہ جب ایک پیر سے بیعت کر لو تو پھر دوسرے فقیر صورت کی طرف بنگاہ عظمت دیکھنا نہ چاہیئے۔ چہ جائیکہ کسی امیر کی التجا کرنا یا اس کو اپنے پیر سے زیادہ سمجھنا۔ سوال دوم یہ ہے کہ بحالت وقوع ایسے امور کے فسخ ہو جانا بیعت کا اور لاحق ہو جانا مردودیت طریقت کا ثابت کرتے ہیں۔ سوال سوم یہ ہے کہ خود سب پیروں نے دو دو چار چار پیروں سے بیعت کی ہے اور ہر ایک پیر کے نام سے اپنے مریدوں کو شجرے دیتے ہیں یہ وہ نقل ہے کہ خود میاں فضیحت اور دیگر نصیحت۔ سوال چہارم یہ ہے کہ پیر یہ بھی کہتے ہیں کہ ہر مرید کو سنت پیر کی ادا کرنا ضرور ہے مگر اس سنت ادا کرنے میں کفر ثابت کرتے ہیں۔ سوال پنجم یہ ہے کہ پیر اپنے آپ کو ہر امر میں سنت ادا کرنے والا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہتے ہیں اس صورت میں معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بھی اسی طرح ارادہ تحقیق حقیقت کا فسخ کیا ہوگا کہ جس طرح میں آیت نازل ہوئی وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى اور حدیث فرمائی ماعرفناک حق معرفتک اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا عَرَفْتُ رَبِّيْ بِفَسْخِ الْإِرَادَةِ جس طرح پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاند سورج کو دیکھ کر چند بار هٰذَا رَبِّيْ هٰذَا اَكْبَرُ کہا تھا۔ سوال ششم یہ ہے کہ اگر بموجب روایت مشہور عام ارادت یکجا و نعمت جدا کے اعتراض دور کیا جاوے تو ایک قباحت یہ لازم آتی ہے کہ جس صورت میں ایک پیر کے ہاتھ پر بیعت کی اور دیگر پیروں سے نعمت حاصل کی تو مناسب تھا کہ پیر اپنے مریدوں کا بھی ایک پیر کے سلسلے میں ہاتھ پکڑا کریں اور دیگر پیروں کے سلسلہ میں صرف نعمت دے دیا کریں۔ مگر برعکس اس امر مناسب کے پیر اپنے مریدوں کو ہر ایک سلسلہ نعمت حاصل کیے ہوتے میں بھی ہاتھ پکڑ کر اپنے نام سے اور اس نعمت دینے والے کے نام سے تا بہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام تک شجرہ دیتے ہیں پس غور کرنا چاہیئے کہ ایسے سلسلوں میں مضمون آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ
فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ اور حدیث اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ یَدِ السُّفْلٰی
کا کیوں کر درست رہا۔ سوال ہفتم یہ ہے کہ اگر فرضاً یہ متصور کیا جاتے کہ پیر نے اپنے
مرید کو ایک سلسلہ میں ہاتھ پکڑ کر بیعت کیا اور دیگر سلسلوں میں نعمت عطا کی تو یہ نقصان
توی لاحق حال ہوتا ہے کہ جن جن سلسلوں میں ایک دو مرتبہ تک یہی دستور بغیر ہاتھ پکڑے
مرید کو کے نعمت دے دینے کا مرعی اور جاری رہا تو بہر کیف وہ سلسلے سنتقاذ تسلسل ہاتھ
پکڑ کر مرید کرنے سے منقطع ہو گئے اور بباعث فوت ہونے شرط اوّل فیض بھی اس
سلسلہ کا موقوف ہو گیا۔ سوال ہشتم یہ ہے کہ کوئی سلسلہ ایسا معلوم نہیں ہوتا جس میں فتور واقع
نہ ہوا ہو چنانچہ حضرت امام خواجگان خواجہ حسن بصری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اوّل حضرت انس
بن مالک اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے بیعت کی اور حضرت سلمان فارسی نے حضرت
ابابکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت کی اور حضرت زبیر
بن واحد نے حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مکی رضی اللہ عنہ سے
بیعت کی اور حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید نے حضرت کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ اور حضرت
امام خواجگان خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور حضرت عبداللہ علم بردار نے
حضرت انس بن مالک اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد حنیف صاحب
فرزند حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے بیعت کی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
نے حضرت انس بن مالک اور حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت
علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے بیعت کی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت امام
حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت کی اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ
عنہ نے حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
سے بیعت کی اور حضرت خواجہ داؤد طائی نے حضرت شاہ جبار احمد سہیل صاحب
سے اور پھر حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ سے اور پھر حضرت زبیر بن واحد
رحمۃ اللہ علیہ اور پھر حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور حضرت
امام جعفر صادق نے حضرت امام قاسم بن محمد بن ابابکر صدیق نانا اپنے سے اور

حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے والد ماجد اپنے سے بیعت کی اور حضرت
امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی سراج الامت نے حضرت انس بن مالک اور حضرت امام
جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ اور حضرت فضیل بن عیاض نے حضرت
موسیٰ راعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور
حضرت امام موسیٰ کاظم نے حضرت خواجہ داؤد طائی اور حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
والد ماجد اپنے سے بیعت کی اور حضرت خواجہ معروف کرخی نے حضرت محمد مغربی اور
حضرت امام علی موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے
بیعت کی اور حضرت بایزید بسطامی نے سوائے نشر جگہ کے حضرت عین الدین شامی رحمۃ
اللہ علیہ اور حضرت خواجہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
سے بیعت کی۔ اسی طرح پیران متاخرین کا بھی یہی حال کتابوں میں تحریر ہے اب
خیال کیا جاتا ہے کہ چار پیر چودہ خانوادوں میں کون سا سلسلہ ثابت اور بے نقصان رہا
سوال نہم یہ ہے کہ جب سلاسل طریقت کے شرط اولیٰ میں فتور عظیم واقع ہو پھر
بیعت طریقت کیوں کر مفید مطلب حق رہی و حقیقت شناسی طالبان خدا کی ہوگی
اور پیر کیوں کر رہنمائی کامل خدا کی حاصل ہونے کا ہوگا کس واسطے کہ پیر کو باختلاف
پیروں کے مقام فنا فی الشیخ کا مشکوک اور مشتبہ ہو گیا جب مقام اوّل میں فتور
اور نقصان کامل صادر ہوا مقام اعلیٰ کیوں کر نصیب ہوگا۔ بقول شخصے پیر خود درماندہ
شفاعت کس کی کریں گے۔ سوال دہم یہ ہے کہ وجہ قوتی مشکوک ہو جانے مقام فنا
فی الشیخ کی یہ ہے کہ مجنوں لیلےٰ اپنی معشوقہ پر کس قدر مدت دراز عاشق زار رہا
اور کیا کیا مصائب شاقہ اٹھاتے تھے اخیر عمر میں گاہ گاہ اپنی زبان سے انا لیلےٰ کہتا
تھا اور اس انانیت کے حال استغراق میں بے خبر اور بے ہوش رہتا تھا۔ حالانکہ
حالانکہ مجنوں شیریں پر بھی عاشق ہو گیا ہوتا تو یہ مقام انا لیلےٰ کا اس کو کیوں کر میسر
ہوتا یہ سوالات شوخ اور گستاخ سن کر حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی
شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی
رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی شہنشاہ ہند الولی

شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے سائلو افعال تمامی حضرات صوفیہ بالا رضی اللہ تعالےٰ عنہ و رضو عنہم کے سہو اور خطا سے پاک تھے اور تا بہ قیام عالم حضرات ممدوح کے مقلدوں کا بھی وہی معاملہ جاری رہے گا اور تم مقصد اور حاسد طریقت ہو تمہاری گفتگو سے احتمال ایمان سلب ہو جانے تمہارے کا قوی ہوتا ہے ہم جواب شافی اور کافی تمہارے سوالات کے دیتے ہیں باول تم اقرار کرو کہ بعد تسکین اعتراضات ہم سالکان طریقت با شریعت کے ہاتھ پہ توبہ کروگے اور اس بدنیتی سے باز آکر سلوک طریقت با شریعت اختیار کروگے بیار شاد سن کر دونوں معترضین نے عرض کیا کہ بشرط تسکین خاطر ہم کو قبول اور منظور ہے بعد قرار داد اس امر کے اول حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے جمیع مکاتیب نقاب مندرجہ کیفیات باطنی اپنی پاس کے اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی شہنشاہ ہند الولی کے پاس کے دونوں معترضوں کے سامنے رکھ کر جواب اعتراضات میں ارشاد فرمایا کہ جمیع مکاتیب نقاب حضرات صاحبان مجاز مرفوع الاجازت اولو العزم والمرتبہ کا رفرمایا مسند ولایت سلاسل مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صاحب مکتوب نقاب شہاب المعرفت اور حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ صاحب مکتوب نقاب نقاب مجاہدۃ الوحدت اور حضرت عثمان جامع القرآن صاحب مکتوب نقاب کلیات الحیات اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ صاحب مکتوب نقاب قوی القدرت اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ صاحب مکتوب نقاب طول المعظم اور حضرت عبد العزیز مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب مکتوب نقاب قوی القربت اور حضرت سلمان فارسی صاحب مکتوب نقاب حجر القنود اور حضرت اویس قرنی صاحب مکتوب نقاب شوق الکبیر اور حضرت ابو عبد الرحمٰن صاحب حق صاحب مکتوب نقاب خروش اور حضرت امام محمد حنیف صاحب فرزند حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ صاحب مکتوب

نقاب لام المقدر اور حضرت امام خواجگان خواجہ حسن بصری صاحب مکتوب نقاب
ذوق الواحدیت اور حضرت زبیر بن واحد صاحب مکتوب نقاب انتخاب الوجود
اور حضرت امام قاسم بن محمد بن ابا بکر صدیق صاحب مکتوب نقاب لطائف الاسرار
اور حضرت ابو موسیٰ راعی صاحب مکتوب نقاب بوارق صفیا اور حضرت شیخ عاصم
صاحب مکتوب نقاب سعود نصرت اور حضرت عبدالرشید صاحب شمالی صاحب مکتوب
نقاب جزو البطی اور حضرت عبدالواحد بن زید صاحب مکتوب نقاب مثل الکبیرا اور
حضرت محمد بن ابا بکر صدیق صاحب مکتوب نقاب کفایت نامہ اور حضرت ابو عمران
راعی صاحب مکتوب نقاب بطون العشق اور حضرت شیخ حفص صاحب مکتوب نقاب
ظہور القرات اور حضرت عبداللہ علمبردار صاحب مکتوب نقاب ولی العجیب اور حضرت
خواجہ حبیب عجمی صاحب نقاب صفات وحدت اور حضرت خواجہ فضیل بن عیاض
صاحب مکتوب نقاب حقیقت المعانی اور حضرت خواجہ داؤد طائی صاحب مکتوب
نقاب فقر المامور اور حضرت عین الدین شامی صاحب مکتوب نقاب حیم الوجوب
اور حضرت خواجہ بایزید بسطامی صاحب مکتوب نقاب مدینۃ الآخرت اور حضرت امام
جعفر صادق صاحب مکتوب کشف الغیوب اور حضرت امام موسیٰ کاظم صاحب مکتوب
نقاب شق البدر اور حضرت امام علی موسیٰ رضا صاحب مکتوب نقاب سجادہ منیر اور
حضرت خواجہ معروف کرخی صاحب مکتوب نقاب نوادرات بطون و نظم الاسلام اور
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی سراج الامت صاحب مکتوب نقاب بدیع المشائخ
اور حضرت امام محمد باقر صاحب مکتوب نقاب افسلوس اور حضرت امام حسین شہید کربلا
صاحب مکتوب نقاب کلام عشق اور حضرت امام حسن صاحب مکتوب نقاب لطیف
معشوق اور حضرت محمد مغربی صاحب مکتوب نقاب تذکرۃ الانوار اور حضرت کمیل
بن زیاد صاحب مکتوب نقاب سوال الوجود۔ کہ یہ سب حضرات متقدمین اور دیگر جمیع
حضرات متاخرین حضرات صاحبان مجاز مرفوع الاجازت ہر ایک سلسلہ مروجہ اپنے اپنے
عہد کے سے باہمہ گر انتساب کیفیت باطن کا بموجب حکم مندرجہ مکتوبات نقاب حضرات
اساتذہ پیشوایان اپنے اپنے سلسلہ کے حاصل رکھتے تھے اور بعد حصول چند در چند

انتساب کیفیت باطن کے بجائے مشروط قواعد مستمرہ اور قیود ضوابط امر حنیکات اکیس
طرح کی بیعت اور دقائق چارگونہ امامت اپنے اپنے حضرات خلفاء اور امام الائمہ
کو باستحقاق انواع انواع تعلیمات کیفیات باطن سے مشرف فرمایا کرتے تھے تحریر فرماتے
ہیں کہ حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کیفیت
کاملہ باطن سے کہ مادۂ انشائے ہیژدہ ہزار عالم نام اس کا قرار دیا گیا ہے سات حضرات
والا صفات کو بحکم اَلْعُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْل کے تعلیم
حنیکات اکیس طرح کی بیعت اور دقائق چارگونہ امامت سے لعطائے چودہ قسم انوار ولایت
صفاتی بحلی متعلقہ کیفیت وجوبی ولایت ظاہری حضرات انبیاء علیہم السلام اور چودہ قسم انوار
ولایت ذاتی اصلی متعلق کیفیت شہودی ولایت باطنی اپنی کے بتفصیل ذیل کامیاب و
مشرف فرمایا اور ہر ایک نوار انوار اقسام ولایت کو سات درجہ پر منقسم کیا خارجی اور حالی
اور علمی اور کشفی اور صعودی اور ذجاجی اور سراجی چنانچہ حضرات بلال بدال کو کیفیت باطن کے
بقرار داد نام سرور بالظہور کے بوجب عطا فرمائی اور حضرات عبدالعزیز مکی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو کیفیت باطن ولایت سلیمانی کی باحکام شریعت باکیفیت کے چاروں قطب بانوار
بنجمنی لمعان کر کے بکسب مرحمت فرمائے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو کیفیت باطن ولایت موسوی کی باحکام شریعت بامعرفت کے چاروں قطب
بانوار زرد تابان کر کے بہ کسب عنایت فرمائے اور حضرت عثمان جامع القرآن رضی
اللہ عنہ کو کیفیت باطن ولایت یوسفیؑ اور خضریؑ کے باحکام حقیقت باشریعت کے
چاروں قلب بانوار کاسنی اور گلابی درخشاں کر کے بکسب ارزانی فرمائے اور حضرت
عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیفیت باطن ولایت عیسوی اور ابراہیمی اور نوحی
اور داؤدی باحکام معرفت باشریعت کے چاروں قلب بانوار سبز اور سفید اور طوسی
اور کبودی مدوّر کر کے بکسب مرحمت فرمائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو کیفیت باطن ولایت یعقوبی اور یونسی اور اسماعیلی آدمی اور شیثی اور الیاسی کی
باحکام طریقت باشریعت کے چاروں قلب بانوار گرائے اور اگری اور سرخ اور سوسنی

اور جوزقی اور نوگرائی کے مجاز کرکے بکسب عنایت فرمائے اور خود ساختہ صورت معانی
اور حقیقت معنوی مع جملہ مراتب تجلیات ہفت گونہ لمثی اور رحبی اور ذوقی اور معنوی
اور ہیچونی اور صفاتی اور ذاتی تشبیہ ساطعہ اور تنزیہ لامعہ چودہ قسم انوار ولایت ذاتی اصلی
اپنی اور جمیع مراتب موصوفہ بالا چودہ قسم انوار ولایت صفاتی ظلی مفصل المصدر کے باطن
فیض متضمن حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ میں متصرف جلوہ فرمایا اور اس کیفیت باطن
کا نام مراتب صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ شہنشاہی ولایت حقان
قرار دیا اسی طرح سوائے حضرت بلال کے چھبیوں حضرات نے بھی ساتھ انہیں شروط
اور قیود نکات اکیس طرح کی بیعت اور دقائق چار گونہ امامت کے لعطائے کیفیت
باطن ماحصلہ اپنے اپنے کے اپنے خلفاء اور امام اور امام الائمہ اور امام امام
الائمہ کو اس کیفیت باطن عرفان حقیقت سے بکسب اور بوہب مشرف فرمایا اور
ایک کو ان چاروں میں سے صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ اپنے سلسلہ
کا مقرر فرمایا اور جن حضرات کو طالب صادق میسر نہ ہوا تو ان حضرات نے ایک طالب
کو خلفاء اور امام اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ کسی حضرت کے میں سے پسند فرما کر بواسطے
لوازم شروط مستمرہ اور قیود مرعیہ نکات اکیس طرح کی بیعت اور دقائق چار گونہ امامت
کی کیفیت باطن ماحصلہ اپنے کو عطا فرمایا اور
صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ اپنے سلسلہ کا قرار دیا
جب ہر ایک زمانہ میں یہی معاملہ رواج پذیر ہوا باعث مرعی رہنے اس دستور
فیض معمور کے چند مدت میں کئی مرتبہ یہ بھی اتفاق ہوا کہ بعضے حضرات صاحب مجاز
مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ کو چار پانچ سلسلوں میں بھی اکتساب کیفیت باطن
حصول ولایت منقسمہ موصوفہ بالا کا باداے لوازم شروط مستمرہ اور قیود مرعیہ نکات
اکیس طرح کے بیعت اور دقائق چار گونہ امامت کے حاصل ہوا۔ اس جیسے صاحب
مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ نے ایک کیفیت باطن سلسلہ جداگانہ یا مجموعہ
جملہ کیفیات باطن میں حضرات خلفاء اور امام اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ بموجب

ایک صاحب مجاز مرفوع الاجازت
اپنی اپنی استعداد کے صاحب مجاز اور ان میں سے ایک صاحب مجاز مرفوع الاجازت
علوالعزم والمرتبہ کامیاب ہوئے اور بعض مرتبہ یہ بھی اتفاق ہوا کہ حضرات امام الائمہ
اور صاحبان مجاز مرفوع الاجازت بعلو ہمتی اور افضال ایزدی اپنے اپنے زمانہ میں
بحصول کیفیت باطن علوالعزم والمرتبہ شہنشاہی ولایت کے حمان بہرہ مند رہے
حضرات اس جیسی کیفیت باطن کے ہیں سے جو جو حضرات جلد کامیاب مرتبت موعود
کے ہو کر طرف تجدید تعلیم کیفیت باطن کے متوجہ ہوتے۔ ان حضرات مجددین اور مجتہدین
کے نام وہ سلسلہ منسوب ہو کر چار پیر چودہ خانوادہ شمار میں آگئے اور چند مدت کے
بعد ایک ایسے صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت حمان مجدد
تعلیم کیفیت باطن ولی مادر زاد کا ظہور ہر ایک زمانہ میں ہوتا چلا آتا ہے کہ جس کی کیفیت
باطن کی قوت جمالی اور قدرت جلالی کا احوال ہر ایک حضرات استانہ پیشوایان صاحب
مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت حمان مجدد تعلیم کیفیت باطن
مکاتیب میں مفصل تحریر کیا جاتا ہے اور بموجب اس
ولی مادر زاد نے اپنے اپنے مکاتیب میں مفصل تحریر کیا جاتا ہے اور بموجب اس
پیش خبری کے زمانہ ظہور اس ولی مادر زاد میں سنبھالت عمر طفولیت کیفیت صدور احکامات
مثالی اور عمر بلوغ میں القاء باطنی بغیر تعلیم اور مجاہدہ ریاضات کے بوہب حاصل ہوتی
ہے جب وہ ولی مادر زاد بموجب احکام مثالی اور القا باطنی کے واسطے حصول جس
کسی طرح کی کیفیت باطن جس کسی سلسلہ کی جس کسی صاحب مجاز مرفوع الاجازت
کی خدمت میں حاضر ہوا بمجرد ملاحظہ آثار چہرہ متبرک اس ولی مادر زاد کے اس صاحب
مجاز مرفوع الاجازت نے کیفیت باطن ما حصلہ اپنے سلسلہ کو اسی وقت بعد مشرف
فرمانے بیعت امامت و ارشاد سے اپنے ہاتھ پر مع عطائے تمامی اسناد خلافت
نامجات معتبرہ اور اور او منضبطہ اوقات شبانہ روز اور مکتوبات نطایب مندرجہ احوال
کیفیات ظاہری اور باطنی اور تبرکات ملبوسات وغیرہ اپنے پاس کے مرحمت فرما کر صاحب
مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا اس طرح تمامی کیفیات باطن ولایت منقسمہ
ممدوحہ بالا سلاسل چار پیر چودہ خانوادہ بعد رائج پذیرہ وغیرہ رائج سے بطور مخفی اور اعلان بادشاہ کے

لوازم شروط مستمرہ اور قیود مرجیہ نکات اکیس[1] طرح کے بیعت اور دقائق چار گونہ
امانت سے کامیاب ہو کر بخطاب صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ
شہنشاہ ولایت حان مجدد تعلیم کیفیت باطن ولی مادرزاد کے فیض بخش عالم
و عالمیان کا ہوا اور سلاسل چار پر چودہ خانوادہ کے ولی مادرزاد موصوف کے خلفا
اور امام اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ سے ساتھ الوان و تلوین کے کیفیات باطن کے
جاری ہوئے اب تفصیل نکات اکیس[2] طرح کی بیعت اور دقائق چار گونہ امانت
کے سمجھنا چاہیئے اول بیعت توبہ شرعی تعریف اس کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جو
شرف دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بہرہ مند نہ ہو وہ شخص بیعت بہ ابتدا
ایبدی شرک اور کفر سے ناراض ہو کر مشرف باسلام ہونا چاہے یا کوئی شخص مسلمان
جو مرتکب فواحش معصیت منہیات شرعی کا ہوتا ہے وہ بہدایت ہادی مطلق اپنے
افعال سے بیزار ہو کر تائب ہونا چاہیئے علمائے شرع شریف اس شخص کو بعد غسل
وغیرہ طہارت کے ہاتھ اس شخص کا بموجب دستور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے
ہاتھ میں لے کر پانچوں کلمے شرعی اور دونوں آمنت باللہ اور چند آیات و حدیث
معمولی پڑھا کر مشرف باسلام فرمادیں اور تعلیم تعمیل احکام شرعی سے فیضیاب کر
دیں یہ بیعت توبہ صرف واسطے مستعد ہو جانے امر و نواہی شرعی کے ضرور
ہے اور اس بیعت توبہ شرعی میں تعلیم اشغال اور دعا تجویز کی قید ضرور نہیں البتہ اتنا امر ضرور
ہے کہ جس عالم کے ہاتھ پر توبہ کریں اس کو طریقہ مقررہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کا یاد ہو جب وہ شخص سرفرازیافتہ بیعت توبہ شرعی طالب بیعت توبہ طریقت
باشریعت کا ہو عالم بیعت فرمانے والے سے حاجت اور ضرور حصول اجازت کی
نہیں دوم بیعت توبہ طریقت باشریعت کا پاس خلفا یا امام یا امام الائمہ یا امام امام الائمہ
یا صاحب مجاز مرفوع الاجازت یا علو العزم والمرتبہ یا شہنشاہ ولایت حان سالک طر
باشریعت کی پاس واسطے حصول شرف بیعت توبہ طریقت باشریعت کے حاضر
ہو سالک طریقت باشریعت کو لازم ہے کہ اسی وقت بلا تامل تبرک امورات

ضروری اپنے اس طالب کو اس طرح مشرف بہ بیعت کیے کہ بعد طہارت غسل اور وضو کی دو رکعت تحیت وضو اور چار رکعت صلوٰۃ استغفار پڑھا کر ہاتھ اس طالب کا بموجب دستور حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت معمولی بیعت توبہ طریقت باشریعت کے مع دو کلمہ طریقت کے پڑھاوے اور سوائے امر نواہی شرعی کے آداب طریقت اور اوراد اور اشغال طریقت باشریعت سے مع شجرہ اسمائے مبارک حضرات پیران عظام سلسلۂ اجازت یافتہ اپنے کے فیض یاب فرماویں اور صاحب مجاز شجرہ سلسلہ اجازت کلام اللہ شریف اور دلائل الخیرات اور احادیث طریقت کا فرماویں کہ یہ سلسلہ حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہٗ سے منسوب ہے۔ شرائط ضروری بیعت توبہ طریقت باشریعت کی سمجھنا چاہیے کہ اوّل طالب بیعت توبہ طریقت با شریعت کو تحقیق کر لینا اسناد صحیحہ مرتبہ کیفیت باطن سالک طریقت باشریعت کا بہت ضرور ہے کہ صاحبان مجاز مرفوع الاجازت اپنے زمانہ سے اسناد صحیحہ مثال خلافت مرتبہ کیفیت باطن ولایت منقسمہ بالا حاصل اپنے کے از شجرہ سلسلہ پاس کے ماذون اور مجاز کا مع شجرہ سلسلہ اجازت کلام اللہ شریف مذکور الصدر کے حاصل رکھتے ہیں اور عنوان سرنامہ مثال خلافت کا ہر ایک سلسلہ متعلقہ سلاسل چار پیر چودہ خانوادہ میں جداگانہ مقرر ہے مثال خلافت مصنوعی بباعث ضوابط اور قواعد مقررہ ماموره کے ہرگز جھوٹ نہیں سکتے یہ بھی امر معجزات نبوی اور کرامات حضرات اولیاء میں سے محقق ہے اور بغیر تحقیق اسناد صحیحہ سالک طریقت باشریعت کے بیعت توبہ طریقت باشریعت طالب بیعت توبہ طریقت باشریعت کو کافی المدعا ہرگز نہیں ہوگی یہ مثل اس جگہ پہ درست ہے پیر خود در ماندہ شفاعت کس کی کریں اور سالک طریقت باشریعت بغیر اسناد صحیحہ اگر کسی کو بیعت کرے گا عند اللہ ماخوذ ہوگا۔ قطاع الطریق ایسے سالکوں کو کہتے ہیں کہ مضمون حدیث الذی ما اُذِنَ یَحْصُلُھَا الّا بِالْاِذْن کو موافق اپنی سمجھ کے سمجھے ہوئے ہیں اور حاصل ہونا شرف نتیجہ اور ثمرۂ بیعت توبہ

طریقت باشریعت کا حضرات خلفاء اور امام اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ ماذون و مجاز ہر
ایک سلسلہ سے مثل شرافت اور فضیلت نتیجہ اور ثمرہ بیعت توبہ طریقت باشریعت حضرات
صاحب مجاز مرفوع الاجازت اور علو العزم و المرتبہ۔ اور شہنشاہ ولایت ممان ہر ایک سلسلہ
کے ہیں اور شرائط بیعت توبہ طریقت باشریعت عورات کے اسی قدر ہیں مگر چند مراتب
شرائط مذکورہ بالا سے زیادہ بھی انجام کیے جاتے ہیں یعنی شوہر معتقد طریقت باشریعت
عورت طالب بیعت توبہ طریقت باشریعت کا حاضر ہوا اور اگر سفر میں ہو اجازت
بذریعہ تحریر جس معتمد کے نام لکھے اس کے روبرو عورت کو اس طریقہ پر بیعت کیا جاوے
اور اگر شوہر حاسد اور منکر طریقت باشریعت ہو عورت کو درناگفتہ ہو ان صورتوں میں
حاضر ہونا باپ یا بھائی کا جوان اس عورت کا ضرور ہے اور سالک طریقت باشریعت
بیعت کرنے عورات کا وہ مجاز ہوگا جو ضعیف العمر ہو یا حضرت شیخ یعنی پیر و مرشد
اس سالک طریقت باشریعت نے تزکیہ اور تصفیہ نفس نفیس اس سالک کا دیکھ کر
اسناد صحیحہ مثال خلافت میں اجازت بیعت کرنے عورات کے تحریر کردی ہو بسبب
حاصل ہونے جمیع مراتبات مذکورہ بالا کے سالک طریقت باشریعت بیعت توبہ عورات
کو تین طرح پر انجام فرماتے موافق حال طلب اور عمر عورت طالب اور عمر سالک کے
بیعت بتقاضائے مزید احتیاط تین درجہ پر منقسم فرمائی گئی ہے اول پٹکہ یا رومال
سے دوئم عکس آئینہ سوئم عکس آب صاف یا شربت میں لیکن حجاب و نیز درمیان
میں ہونا بہت ہی ضرور ہے ششم بیعت طریقت باشریعت طالب مقیم مسافت بعید
یا معتقد کی تعریف اس کی یہ ہے کہ اگر طالب بیعت توبہ طریقت باشریعت کا کسی
سالک طریقت باشریعت سے عقیدہ کامل رکھتا ہو اور اس طالب صادق سے سالک
کو فصل مسافت بعید کا ہو یا طالب کسی کی قید شدید میں ہو ایسی حالت میں جس سالک
طریقت باشریعت کو تعلیم کیفیت باطن اس بیعت کے حاصل ہو وہ سالک مراتبات
معمولی مستلزم بیعت موصوف کے انجام فرماکر خط قبولیت بیعت کا اس طالب کے
پاس مع تفصیل احکام اور آداب اور اوراد اشغال تعلیم طریقت باشریعت کے ارسال کردے

اور جب کبھی وہ شخص طالب کیفیت باطن کا ہو اس وقت حسب استعداد قوت باطن اپنی کے کسی ذریعہ ظاہر باطن سے اس طالب کو اپنی صورت روحانی اور حقیقت معنوی کا آشنا کر کے تعلیم باطن سے فیض یاب کرے دن ہفتم بیعت توبہ طریقت باشریعت وقت نزع کے شامت اعمال میں تکلیف جان کنی کی کئی روز سے اٹھا رہا ہو اور ہوش و حواس معلق بجا نہ رہے ہوں ایسی حالت میں جس سالک طریقت باشریعت کو یہ تعلیم فرمائی گئی ہو وہ سالک لوازمات معمولی اور مراتبات محکومی انجام دے کر تصرفات کیفیات باطن صرف ہمت فرما کر لطائف اس شخص کے مجلی فرما کر بلائے شدائد جان کنی سے نجات دے اور شناخت مرتبہ ظہور اثر فعل تکمیل تصرف کے اس امر کو قرار دیا گیا ہے کہ جب سالک طریقت باشریعت اپنی دانست میں سمجھ لے کہ لطائف اس شخص کے روشن ہو گئے اور یہ سمجھ کر فارغ ہو اسی وقت وہ شخص مدہوش ہوش و حواس اقرار وحدانیت خدائے عز و جل اور نبوت حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا بشہادت حاضرین ادا کر کے رحلت کرے اور بعد وفات کے تجلیات انوار چہرہ پر معائنہ ہوں ہشتم بیعت توبہ طریقت باشریعت کو روکر و گنگ کے تعریف اس کی یہ ہے کہ اگر ایسے شخص معذور و مجبور معلق پر کسی سالک طریقت باشریعت کو رحم آوے اور ایسے شخص کو مشرف بیعت توبہ طریقت باشریعت سے فیض یاب کرنا چاہے مصداق حاصل ہو جانے شرف بیعت توبہ طریقت باشریعت کا یہ ہے کہ بقدر فاصلہ متعینہ سالک طریقت باشریعت اس شخص معذور سے علیحدہ بیٹھ کر بغیر ہاتھ لگائے یا کسی اور طرح کی اطلاع کئے تصرف کیفیت باطن صرف ہمت فرما کر عالم روحانی میں اس شخص کی روح کو تعلیم کر کے اپنے پاس بلائے کہ وہ شخص مجبور خود بخود بلا رہبری کسی کے پاس سالک طریقت باشریعت کے حاضر ہو کر اپنے ہاتھوں کو اس بزرگ کے ہاتھ میں دیدے نام اس بیعت کا طی وجوبی قرار دیا گیا ہے اب یہاں سے تفصیل ایسے اقسام بیعت کی تحریر ہوتی ہے کہ طالب شرفیابیٔ ایسے اقسام بیعت کا بعد حصول شرف قدرت کامل کے صاحب مجلس پہونچا دینے اپنی کیفیت باطن کا اپنے

طالب صادق کے باطن میں اور عطا کرنے ضوابط یومیہ اپنے کا اس طالب کو ہوتا ہے
یہ اقسام بیعت مفصلہ تحت حضرات خلفاء اور سادام اور امام الائمہ ممدوح الصدر سے بھی
علی الترتیب مراتب حاصل ہو سکتے ہیں مگر حضرات امام امام الائمہ اور صاحب مجاز
مرفوع الاجازت اور علو العزم والمرتبہ اور شہنشاہ ولایت حمان ہر ایک سلسلہ شتقہ
چار پیر چودہ خانوادہ سے استحکام تمام حاصل ہوتے ہیں بشرطیکہ اوّل بیعت توبہ طریقت
باشریعت سے سالک صاحب اسناد صحیحہ کے ہاتھ پر مشرف ہو۔ اوّل بیعت بنیاد
اقامت ہے۔ تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد جس مسترشد طالب کیفیت باطن
کو بعضے بعضے اوراد جمالی اور اذکار جلالی سے مستفیض کرکے نقل ایک قرطاس مثال
خلافت مع ایک شجرہ سلسلہ اجازت فرمودہ اور ایک شجرہ سلسلہ اجازت کلام اللہ
شریف موصوفہ بالا اور ملبوسات میں سے ایک رومال مستعملہ اپنے کے مرحمت فرما کر
صاحب مجاز فرما دیتے ہیں اس وقت وہ طالب صاحب اجازت حضرات خلفاء میں
شمار کیے جاتے ہیں۔ اور اس بیعت مجاز کو بیعت ناسوتی صفات عامہ کہتے ہیں دوئم بیعت
تفصیلی ہے تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد جس مسترشد طالب کیفیت باطن
کو بعضے بعضے اوراد اور اشغال جمالی سے مستفیض فرما کر نقل دو قرطاس باطنی مثال خلافت
ایک اپنے اور ایک بنام طالب موصوف مع شجرات دو یا ایک سلاسل اجازت
فرمودہ کے مع شجرہ اجازت کلام اللہ شریف موصوفہ بالا اور ملبوسات میں سے کلاہ
مستعملہ عطا کرکے صاحب مجاز فرما دیتے ہیں یہ صاحب بھی حضرات خلفاء میں شمار کیے
جاتے ہیں اس بیعت مجاز کو بیعت ملکوتی کہتے ہیں اور یہ بیعت بشروط حصول بیعت
اوّل کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سالک بھی صاحب مجاز بیعت طریقت باشریعت
کے ہوتے ہیں سوم بیعت اجازتی ہے تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد
جس مسترشد طالب کیفیت باطن کو بعضے بعضے اوراد اور اذکار اور اشغال اور افکار
جلالی جمالی سے فیض یاب کرکے بشرط حصول مقام ملکوت نقل تین قرطاس باطنی مثال
خلافت ایک بنام طالب موصوف اور ایک اپنی اور ایک نقل اپنی حضرت پیر و مرشد

کے مع شجرات تین یا دو یا ایک سلاسل اجازت فرمودہ کے مع شجرہ سلسلہ اجازت کلام اللہ شریف موصوفہ بالا اور ملبوسات میں سے عمامہ مستعملہ اپنا ارزانی فرما کر صاحب مجاز فرما دیتے ہیں اس جیسے صاحب کیفیت باطن کو خلیفہ کہتے ہیں اور اس بیعت مجاز کو بیعت ناسوت اور ملکوت مرکب کہتے ہیں اور یہ بیعت بشرطیکہ حصول بیعت دوم کے حاصل ہوتی ہے الا یہ دونوں بیعت حضرات خلفاء صاحب بیعت سومی مذلہ سے بکلی باستحکام حاصل ہوتے ہیں اور ان تینوں حضرات خلفاء کو بموجب اپنی اپنی استعداد کے عرفان بدلیل و بکتاب علم یہ بیعت کے مرتبہ میں حاصل ہوتا ہے مراتب سمیع اور بصیر سے محروم رہ جاتے ہیں چہارم بیعت خلافت ہے تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد حسن مسترشد طالب مقامات کیفیت باطن کو بعد تعلیم لوازمات خلافت مسطورہ بالا کی بعضے بعضے مقامات روح سراجی سے بہرہ مند کر کے نقل چار قرطاس باطنی مثال خلافت بہ ترتیب محررہ بالا مع شجرات چار سلاسل یا کم اجازت فرمودہ کے مع شجرہ سلسلہ اجازت کلام اللہ شریف مذکورہ بالا اور ملبوسات میں سے کلاہ مستعملہ اپنی اور عمامہ سبز تو تیار حرمت فرما کر صاحب مجاز ساتھ کیفیت باطنی آثاری صفاتی کے فرما دیتے ہیں یہ حضرات بھی امام شمار کیے جاتے ہیں اور اس بیعت خلافت کو بیعت ملکوتی درجہ سیومی افضل تر کہتے ہیں اور اس جیسی صاحب کیفیت باطن کے قرطاس مثال خلافت پر موا ہیر بلادران طریقت صاحبان مجاز کی ثبت ہوتی ہے اور یہ بیعت بعد حصول بیعت سوم کے حاصل ہوتی ہے اور اس جیسی صاحب کیفیت باطن سے بیعت اول و دوم و سوم باستحکام حاصل ہوتی ہے پنجم بیعت حوالت ہے تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد حسن مسترشد طالب رویت مقامات باطن کو بعد تعلیم لوازمات خلافت موصوفہ بالا کے اکثر مقامات روح سراجی اور نفس نفیس سے مستفیض فرما کر نقل باطنی پانچ قرطاس مثال خلافت بترتیب مندرجہ بالا مع شجرات پانچ سلسلہ یا کم اجازت فرمودہ کے مع شجرہ اجازت کلام اللہ شریف موصوف الصدر اور ملبوسات میں سے خرقہ مستعملہ اپنا اور عمامہ سیاہ تو تیار عطا کر کے صاحب مجاز کیفیت باطنی تجلی صفاتی کے فرما دیتے ہیں

یہ صاحب بھی امام شمار کیے جاتے ہیں۔ اور اس بیعت خلافت کو بیعت جبروتی کہتے
ہیں۔ اس جیسے صاحب کیفیت باطن کے بھی قرطاس مثال خلافت مواہیر برادران طریق
صاحبان مجاز سے مرتب ہوتی ہے اور صاحب مجاز باستحکام حاصل کرا دینے بیعت
اوّل و دوم و سوم و چہارم کے اپنے طالبوں کو ہوتے ہیں۔ اور یہ بیعت بشرط حصول
بیعت چہارم کے حاصل ہوتی ہے ششم بیعت ارشاد ہے تعریف اس کی یہ ہے
کہ حضرات مرشد جس مسترشد طالب رویت مقامات کیفیت باطن کو بعد تعلیم لوازمات
خلافت ممدوحہ بالا بشرط حصول مقام جبروت کے مراتبات نفس انتقالی اور رویت
روح زجاجی اللہ سراجی سے کامیاب فرما کر نقل باطنی چہ قرطاس مثال خلافت بترتیب
موصوف الصدر مع شجرات چہ سلسلہ باکم اجازت فرمودہ کے مع شجرہ اجازت کلام اللہ
شریف ممدوح الصدر اور ملبوسات میں سے رومال اور خرقہ مستعملہ اپنا اور عمامہ گیروا
نو تیار ارزانی فرما کر صاحب مجاز ساتھ کیفیت باطن معائنہ و تجلی کا برق کے فرما دیتے
ہیں اس جیسے صاف کیفیت باطن کو امام کہتے ہیں ان حضرات کو قرب حضرت ذات احد
بعضوں کو با آورد اور بعضوں کو با آمد حاصل ہوتا ہے۔ مراتب علیم اور بصیر سے کامیاب
ہوتے ہیں صرف مرتبہ سمیع کا باقی رہ جاتا ہے اور اس بیعت خلافت کو بیعت ملکوت
اور جبروت مرکب کہتے ہیں۔ اور قرطاس مثال اس جیسے صاحب کیفیت کا بھی
قرطاس مثال خلافت بدستور مفصلہ بالا مواہیر سے مرتب ہوتا ہے اور یہ بیعت
بشرط حصول بیعت پنجم کے حاصل ہوتی ہے ہفتم بیعت بامتالث ہے تعریف
اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد جس مسترشد طالب عرفان حقیقت کو بعد تعلیم لوازمات
حوالات موصوفہ بالا کے بعضے بعضے مقامات روح میثاقی سے بہرہ مند فرما کر نقل
باطنی سات قرطاس مثال خلافت بترتیب ممدوح الصدر مع شجرات سات سلسلہ
باکم اجازت فرمودہ کے مع شجرہ اجازت کلام اللہ شریف ممدوح الصدر اور ملبوسات
میں سے رومال اور خرقہ مستعملہ اپنا اور عمامہ سبز نو تیار مرحمت فرما کر صاحب مجاز
ساتھ کیفیت باطن امد رہ روح سراجی اور آورد زجاجی کی فرما دیتے ہیں یہ صاحب

امام الائمہ شمار کئے جاتے ہیں اس بیعت کو بیعت جبروت درجہ سوم فعل تر کہتے ہیں۔ ایسے صاحب کیفیت باطن کے قرطاس مثال خلافت پر مواہیر حضرات امام الائمہ اور امام امام الائمہ اور صاحب مجاز مرفوع الاجازت کے ثبت ہوتے ہیں اور یہ صاحب مجاز حاصل کرا دینے تمامی بیعت مذکور الصدر کا باستحکام ہوتے ہیں اور یہ بیعت بشرط حصول بیعت ششم حاصل ہوتی ہے ہفتم بیعت بامعالت ہے۔ تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد جس مسترشد طالب عرفان حقیقت کو بعد تعلیم لوازمات حوالت موصوف الصدر کے اکثر مقامات روح میثاقی سے بہرہ مند فرما کر نقل باطنی نسخہ قرطاس مثال خلافت بترتیب مذکور الصدر مع شجرات آئمہ سلسلہ باکم اجازت فرمودہ کے مع شجرہ اجازت کلام اللہ شریف ممدوحہ بالا اور ملبوسات میں سے رومال اور خرقہ اور کلاہ مستعملہ اپنا اور عمامہ سبز نو تیار عنایت فرما کر صاحب مجاز ساتھ کیفیت باطنی موصوف الصدر بحصول ہر سہ مراتب فنافی الشیخ یعنی فنائے افعالی و صفاتی و ذاتی مع صدور احکام ستر ۱۷ قسم القا باطنی کے فرما دیتے ہیں یہ صاحب بھی امام الائمہ شمار کیے جاتے ہیں۔ اس بیعت کو بیعت لاہوتی کہتے ہیں۔ قرطاس مثال ایسے صاحب کیفیت باطن بھی بطور موصوفہ بالا مواہیر سے مزین ہوتی ہے اور اس جیسے صاحب کیفیت باطن سے ساتوں قسم بیعت باستحکام حاصل ہوتی ہیں اور یہ بیعت بشرط حصول بیعت ہفتم حاصل ہوتی ہے۔ ہشتم بیعت بادصالت ہے تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد جس مسترشد طالب کیفیت عرفان حقیقت کو بعد تعلیم لوازمات حوالت و امامت موصوف الصدر کے تمام و کمال مقامات روح میثاقی سے کامیاب کر کے لوح محفوظی کو معائنہ کرا کر نقل باطنی نو قرطاس مثال خلافت بترتیب مرقوم الصدر مع شجرات نو سلسلہ باکم اجازت فرمودہ کے مع شجرہ سلسلہ اجازت کلام اللہ شریف ممدوح الصدر اور ملبوسات میں سے رومال کلاہ اور خرقہ اور جائے نماز مستعملہ اپنا اور عمامہ سبز نو تیار عطا کر کے صاحب مجاز ساتھ کیفیت باطنی موصوفہ بالا بحصول مراتبات فنافی الشیخ اور فنافی الرسول اور چودہ قسم الہام

کے فرما دیتے ہیں۔ اس جیسے صاحب کیفیت باطن کو امام الائمہ کہتے ہیں ان حضرات کو
کیفیت باطن کما حقہٗ دائرہ ولایت کی حاصل ہوتی ہے یعنی قرب حضرت واحدیت
میں عروج اور نزول قبض اور بسط ہوا کرتے ہیں اور کیفیت سلوک کی رہتی ہے اور
مراتب بحمیع بصیر علیم کے بموجب اپنی استعداد کے حاصل ہوتے ہیں اس جیسے
صاحب باطن کیفیت باطن سے آٹھ قسم بیعت موصوفہ باستحکام تمام حاصل ہوتے
ہیں۔ اس بیعت کو بیعت جبروت اور لاہوت مرکب کہتے ہیں۔ ایسے صاحب کیفیت
باطن کے فرماس مثال خلافت بطور ممدوحہ بالا مواہیر سے مرتب ہوتی ہے اور یہ
بیعت بشرط حصول بیعت ہشتم حاصل ہوتی ہے اور بشرط حصول مقام لاہوت
اور کثرت تبلیغ احکام ارشاد طریقت یہ صاحب کیفیت باطن امام امام الائمہ کہلاتے
ہیں۔ دہم بیعت عروج شہنشاہی ولایت ہے۔ تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد
اس بیعت سے بجز حضرات امام امام الائمہ اور صاحب مجاز مرفوع الاجازت اپنے
سلسلہ کے دیگر حضرات اہل مرتبت مفصل الصدر کو مشرف نہیں فرماتے ہیں۔ مسترشد
طالب رویت تجلیات انوار عرفان حقیقت ذاتی کو بعد تعلیم جمیع مراتبات اور لوازمات
مقامات موصوف الصدر کے تمام وکمال مراتب ولایت صفاتی متعلقہ ولایت
روح جذبیہ انتظام خلق اور ولایت سلوک معنائی سراجی ظہور صاف ذات سے کامیاب
فرما کر خود ساختہ صورت روحانی اور حقیقت معنوی بجمیع مراتب تجلیات ہفت گونہ
تشبیہ ساطعہ اور تنزیہ لامعہ چودہ انوار ولایت ذاتی اصلی مفصلہ ذیل اور جمیع مراتب
چودہ قسم انوار ولایت ظلی مشروح الصدر اس جیسے صاحب کیفیت باطن کے باطن
میں متصرف جلوہ فرماتے ہیں اسی وقت طالب صاحب مجاز مرفوع الاجازت اپنے
حضرت شیخ کو از روئے صورت اور معنی جانتا اور پہچانتا اور بوجھتا اور دیکھتا اور پاتا ہے
اور حقیقت ذاتیہ اور ماہیت صفاتیہ حضرت شیخ کو پہنچ کر خیالات عزیب شیونات
اضافی اور ثبوتی اور انتقالی ہستی حضرت شیخ سے درگزرتا ہے اور تجلیات ہفت گونہ
کو باشتراک اقسام آثاری اور وجوبی اور امکانی کے مظہر جامع صورت اور معنے حضرت

شیخ سے دیکھ لیتا ہے اور برزخ جامع ہے اور برزخ جامع حضرت شیخ میں از روئے
صورت اور معنے کے ہر سہ مراتب فنائے ثلاثہ یعنی فَنَافِی الشَّیخ اور فَنَافِی الرَّسُول
اور فَنَافِی اللّٰہ کے بوجہ احسن اس جیسی صاحب کیفیت باطن کو حاصل ہو جاتے ہیں
اور ہر چاروں سیر عروجی اور نزولی اِلَی اللّٰہ اور فِی اللّٰہ اور مِنَ اللّٰہ اور مَعَ اللّٰہ کے
کے سیاح ہو جاتے ہیں اور ہر چاروں قلب نیرت ابرت صنوبر مدور اٹھائیس لون
ولایت منقسمہ بالاسے تجلیات الوان و تلوین یعنی سیاہ اور نیلگوں اور نقرئی اور طلائی
اور زعفرانی اور ارغوانی اور زمردی اور یاقوتی اور قمری اور نفری اور فیروزی اور
جعفری اور قمری اور شمسی کے تاباں اور درخشاں ہو کر ہر چودہ ولایت ممدوح الصدر
کے آثار اور صفات کیفیت باطن میں منتقل ہو جاتے ہیں اور ترقی صدور آواز ذکر
سلطان کی ہر وقت ہر روز نصیب ہوتی رہتی ہے اور حضرات مرشد ایسے صاحب
کیفیت باطن کو صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے ساتھ کیفیت باطن تعلیمات
اکیس طرح کی بیعت اور دقائق چارگونہ امامت سے مع اجازت بارہ طرح کی بیعت الشد
حرز یمانی شریف ملقب بحرز مرتضوی سلطان الاوراد مفصلہ ذیل پانچ قسم تلاوت
ظاہری یعنی علمی اور عملی اور نظری اور محبوبی اور مجذوبی اور سات قسم تلاوت باطنی
یعنی ناسوتی قلبی اور ملکوتی اور جبروتی لاہوتی اور ہاہوتی اور غوثی معنوی اور
قیومی روحی سے فیضیاب فرما دیتے ہیں اور حضرات مرشد ایسے صاحب کیفیت
باطن کو بفیضان صحبت شبانہ روز اور تعلیم لسانی اپنی کے حضرت ذات احدیت مرفہ
سے مرتبہ اسفل طبیعت تک ہر ہر مرتبہ کے آداب احکام آثار اصطلاح حسنات
سیئات اذکار اشغال افکار اسرار سے بہرہ مند فرما دیتے ہیں اور حضرات مرشد ایسے
صاحب کیفیت باطن کو تمامی تبرکات مغاوضات معنونہ یعنی تمامی اسناد خلافت نامجات
معتبرہ اور مکتوبات مندرجہ احوال اور اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور تبرکات
ملبوسات وغیرہ اشیائے ہر قسم اور شجرات متحققہ اشتقاق و انتساب کیفیت باطن
سلاسل مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ اپنے پاس سے مرحمت فرما دیتے ہیں کہ کیفیات

صحو اور سکر اور فنا اور بقاء کی ہر وقت طبیعت پر طاری رہتی ہیں اس بیعت کو بیعت لاہوتی درجہ سومی افضل تر کہتے ہیں اور یہ بیعت بشرط حصول بیعت ہٰہم کے حاصل ہوتی ہے اور جس وقت کوئی شخص طالب صادق کسی طرح کی کیفیت باطن کا ایسے صاحب کیفیت باطن کے حضور میں حاضر ہوتا ہے معاً توجہ ایک گوشۂ چشم بکرم طالب اپنے مرتبہ حسب استعداد پر مستفیض ہو جاتا ہے اب تعریف حضرات علوالعزم والمرتبہ مجدد اور حضرات شہنشاہ ولایت صمان کے سمجھنا چاہیئے کہ حضرات طلبان خطاب علوالعزم والمرتبہ حضرات صاحبان مجاز مرفوع الاجازت میں سمجھے جاتے ہیں ان حضرات کو حضرت وحدت سے قرب تام حاصل ہوتا ہے اور کیفیت جذب باسلوک اور گاہے سلوک باجذب رہتی ہے اور قرب حضرت احدیت صرفہ بعضوں کو بآورد اور بعضوں کو بآمد حاصل ہوتا ہے اور حضرات علوالعزم و المرتبہ صاحب حصول کیفیت قرب حضرت احدیت صرفہ بآورد میں سے بلقب شہنشاہ ولایت صمان کے مراتب مجذوبیت اور محبوبیت اور قطب الاقطابی اور قطب الارشادی پر مشرف ہو کر فیض بخش اور زیب افزائے سلاسل کے ہوتے ہیں۔ اس جیسے حضرات کیفیت باطن کے نام پر چودہ خانوادہ قرار پذیر ہوتے ہیں اور تاقیام عالم جب ایسے صاحب کیفیت باطن کا ظہور جس سلسلہ میں ہوگا وہ سلسلہ ان کے نام سے منسوب ہوتا چلا آئے گا اور ہر ایک سلسلہ مشتقہ سلاسل چار پیر چودہ خانوادہ میں زمانہ فصل ظہور حضرات علوالعزم والمرتبہ مجدد عصر اور حضرات شہنشاہ ولایت صمان کا بالقدر استعداد قوت قویہ نسبت کیفیت باطن اپنے اپنے سلسلہ کے جداگانہ ہے اور بعضے سلسلوں میں بسبب زور نسبت قویہ کیفیت باطن کے علی التواتر بھی ظہور حضرات علوالعزم والمرتبہ مجدد عصر اور حضرات شہنشاہ ولایت صمان کا ہوتا چلا آتا ہے اور تاقیام عالم ہوتا چلا جائے گا اور بعضے سلسلوں میں کہ قوت نسبت کیفیت باطن کی درجہ مساوی اور اعتدال پر ہے ان سلسلوں میں یہ امر ماسور اور مقرر ہے کہ بعد دو مرتبہ کے تیسری مرتبہ میں ظہور حضرت علوالعزم والمرتبہ

مجدد عصر کا ہوتا چلا آیا ہے اور تا بقیام عالم بحالت ایفائے قوت نسبت کیفیت
باطن ظہور ہوتا چلا جائے گا اور بحالت عدم ایفائے قوت نسبت کیفیت باطن کے
وہ سلسلہ اپنے اپنے زمانہ کے حضرات علو العزم و المرتبہ مجدد عصر کو حاصل ہو کر بشمول
کیفیت باطن سلسلہ ان حضرات علو العزم و المرتبہ مجدد عصر کے تا بقیام عالم
جاری رہے گا اور بعضے سلسلے سلاسل غیر مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ میں صدر اوّل
ہی سے دو تین واسطہ کے بعد بسلاسل حضرات علو العزم و المرتبہ مجدد عصر
نسبت قویہ کیفیت باطن میں ضم ہو کر رواج پذیر ہیں اور تا بقیام عالم رواج پذیر رہیں گے اور
سلاسل صاحب درجہ مساوی اور اعتدال قوت نسبت کیفیت باطن میں جو بعد دو مرتبوں کے
چلا آتا ہے ان دونوں حضرات امام امام الائمہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت میں بعضے
کو کیفیت سلوک بالجذب اور بعض کو جذب باسلوک اور بعضوں کو فقط سلوک اور
بعضوں کو جذب فقط کی رہتی ہے اور حضرت و احدیت سے قرب اتم اور حضرت
وحدت سے قرب اکثر باآورد اور بعضوں کو باآمد حاصل ہوتا ہے اور قرب حضرت
احدیت صرف گاہ گاہ میسر ہوتا ہے جو حضرات صاحب قرب حضرت وحدت ہیں
وہ باآورد کے ابو الوقت اور جو حضرات صاحب قرب حضرت وحدت باآمد کے ہیں
وہ ابن الوقت کہلائے جاتے ہیں لیکن حضرات ابن الوقت میں سے جو جو حضرات عمر
طبعی پر فائز ہو جاتے ہیں بعد تکمیل مراتبات اور تتمیم مدارجات صاحب کیفیت حصول
قرب حضرت وحدت باآورد کے ہو جاتے ہیں وہ ابو الوقت کہلائے جاتے ہیں اور
قرب حضرت احدیت صرف گاہ گاہ سے جلد میسر ہوتا ہے اور حضرات صاحب
کیفیت باطن حصول قرب حضرت وحدت باآورد صاحب نسبت قویہ کیفیت باطن
میں سے جو جو حضرات صاحب قرب حضرت احدیت صرف جلد علی التواتر کے
ہوتے ہیں وہی حضرات بوہب و عنایت افضال الٰہی ابتدائے زمانہ تحصیل تعلیم
کیفیت باطن میں مراتب موصوفہ بالا سے جلد کامیاب ہو کر بہ ترقی کیفیات باطن روز
افزوں کے حضرات علو العزم و المرتبہ اور حضرات مجدد عصر ملقب ہو جاتے ہیں اب
سمجھنا چاہیے کہ بیعت ہر دو سلسلہ ہائے حنفیہ علوی متعلقہ ولایت روح جذبیہ

انتہا سے عام ہے۔ طالب کو معاً کیفیت جذب کی طاری ہو جاتی ہے اور بوقت
محنت شاقہ طے کرنے مراحل اور منازل مرتبہ سلوک کے پیش پڑتی نور اعہدے حسب
استعداد اپنے پر مامور ہو کر احکام انتظام خلق کے اس کی کیفیت باطن سے صادر ہو جاتے
ہیں اور ہر وقت ہوتے رہتے ہیں۔ ہر چند کہ عہدے حضرات صاحب ولایت روح
جذبیہ کے بہت ہیں لیکن یہی چند تمام رقبا و نقبا و نجبا و ابدال و اوتاد و اغیاث و اقطاب
و رجال الغیب مشہور و عام ہو گئے ہیں اور اس نسبت باکیفیت کے حاصل کرنے کی
ہر ایک حضرات صاحب نسبت مفصل الصدر کو حاجت پڑتی ہے بعد سمجھا دینے مضامین
مکاتیب حضرات مفصلہ بالا کے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین
ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے بدلول
فضلائے معترضین سے ارشاد فرمایا کہ زمانہ حضرت سرور انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے آج تک یہی قواعد معتبرہ اور ضوابط مرعیہ ہر ایک
خاندان مرفوع الاجازت میں ادا ہوتے اور جاری رہتے چلے آرہے ہیں اور
تا بقیام عالم چلے جائیں گے اس معمولات سے علیحدہ اگر کسی فقیر کا حال و قال ظاہر و باطن
کا دیکھا جاوے ہرگز قابل اعتبار کے نہیں اور ایسے لوگوں کے منسوب نسبت افعال
و اقوال اور احوال حضرات پیران عظام اور وابستگان سلسلہ حضرات ممدوح کے قیاس
کرنا نہایت امر بے جا ہے اب جوابات اپنے دس سوالات معترضہ کے بموجب
قواعد اور ضوابط محکومہ منقولہ مشروح الصدر کے سمجھ لینا چاہیے جواب سوال اول
و دوم حضرات پیران عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موضوعہ سلاسل چار پیر جودہ خانوادہ
کے اپنے مریدان شرف یافتہ بیعت تو بہ طریقت باشریعت کو کہ جو قلب خدا سے
بہرہ نہیں رکھتے ہیں اس باعث سے دوسرے فقیر صورت کی طرف بہ نگاہ عظمت
دیکھنے اور کسی امر کی التجا کرنے کو ممانعت کرتے ہیں کہ بوقت حصول شرف بیعت
حضرت مرشد کے اس مرید کو اوراد و وظائف واسطے عافیت ظاہری اور اشغال بنا پر
تقویت باطنی کے بجمیع شرائط و لوازم کر دیتے ہیں پابند تعمیل رہنا احکام تعلیمہ کا موجب
حفظ و امن حوادث ظاہر اور باطن کا ہو جس کسی مرید نے بخیال ہر ہیچ خواہش نفسانی

ترک یا قصر یا بضابطگی تعمیل محکومہ میں شروع کی حوادثات ظاہر و باطن نے منہ دکھایا جب گرفتار مصیبت ہوگئے دستگیری حضرت مرشد سے بدعقیدہ ہوئے اور قصور اپنا فراموش کر گئے اس حالت گرفتاری مصیبت میں اگر کسی فقیر صورت خلاف طریقت یا شریعت کی باتوں میں فریفتہ ہو کر نقصان ظاہر اور باطن اپنے کا کیا بازتکاب دو حکم عدولی افزونی مصائب کے دو چند ہوئے اور محتاجی حد سے زیادہ گزری مضمون حدیث کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا کا درست آیا۔ اس حالت میں مضمون سوال دوم کا درست ہوگیا۔ مناسب یہ تھا کہ بمجرد وقوع ترک یا قصر یا بضابطگی تعمیل تعلیم محکومہ کی حضرت مرشد یا خلفائے حضرت مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر یا عریضہ بھیج کر قصور اپنا عفو کرا لیتے اور تعمیل تعلیم میں مستعد اور سرگرم ہو جاتے جواب سوال سوم حضرت پیران تمام سلاسل چار پیر چودہ خانوادہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ نے بحالت شرف یافتگی مراتب خلفا اور امام و امام الائمہ اور امام امام الائمہ بحصول کیفیت باطن علی الترتیب مراتب مفصل الصدر مع اسناد صحیحہ کے بہنگام وقوع عذر معقول یا ضرورت قوی یا حالت استیلائے ذوق و شوق طلب خدا کی بشرط انجام مجاہدات اور ریاضت خلاف مرضی خواہش نفس امارہ توجہ فرمائی ہے کسی طرح کی خواہش نفس رہزن کو کام نہیں فرمایا ہے جواب سوال چہارم حضرت پیران سلاسل چار پیر چودہ خانوادہ اپنے اپنے حضرت مرشد کی سنت بعد حصول حکم ادائے سنت مرشد اپنے کے ادا کرتے چلے آئے ہیں اختیار کرنا فعل حضرت مرشد کا بغیر اجازت حضرت مرشد کے کمال گستاخی ہے جواب سوال پنجم بباعث صدور کلمات بے ادبانہ شان میں حضرت حبیب خدا احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے اگر تم دونوں معترض بعد تسلیم کرلینے جوابات کے تائب طریقت یا شریعت نہیں ہوئے ہماری رائے میں قابل سزا ہو بے شک تعزیر کی جاوے گی سمجھ لو کہ آیت وَمَا یُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ناطق ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے کہ جن کے اہل بیت کی شان میں آیت تطہیر نازل ہے اگر ارادہ تحقیق حقیقت کا فسخ کیا ہوتا کاہے کو مرتبہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ پر فائز ہوتے مدرکہ عقل انسان

ضعیف البیان کا سمجھ لینے اسرارات رسوخ مرتبہ نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
رازہائے باناز ونیاز حضرت جناب الٰہی سے قاصر ہے چہ جائیکہ بیان کیا
جاوے آیت وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ مخبر اس معاملہ کی ہے کہ جب
حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو عمر
اختتام مرتبہ شیرخواری میں جو اپنے مکان سے مکۂ معظمہ کو لائی بیچ اثناء راہ میں شیطان
ملعون مہار پکڑ کر بارادہ ہلاکت کسی جانب کوہسار پر لے چلا تھا کہ حضرت حافظ حقیقی
نے جبرائیل آمین کو بھیج کر راہ راست مکۂ معظمہ کی رہبری فرمائی اور معانی حدیث وما
عرفناک حق معرفتک اور قول عرفت ربی بفسخ الارادات کے رتبت
شرف یابی دولت بزوال عرفان حقیقت کے بخوبی تمام سمجھ میں آتے ہیں کہ جب
وہ معاملات اپنے اوپر گزرتے ہیں بیان اس کا کافی المدعا تسلی سائل ناموافق کے
ہرگز نہیں ہوتا جواب سوال ششم بیانی روایت مشہور عام ارادت یکجا و نعمت صدجا
کی نسبت مریدان حضرت یافتگان بیعت توبہ طریقت با شریعت جن کو طلب خدا اور
حصول کیفیت باطن اور شناخت حضرات اہل اللہ نعمت دہندگان ظاہر اور
باطن کے سے بہرہ حاصل نہیں درست نہیں آتے اور یہی معانی روایت مذکور
شایان تکمیل مراتب حضرات صاحبان مجاز مرفوع الاجازت اور حضرات علو العزم
والمرتبہ اور حضرات شہنشاہ ولایت حمان کے نہیں ہوتے لیکن حضرات خلفاء اور امام
اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ کے حسب حال درست اور راست ہوتے ہیں
ایسے موقع اور محل کہ جب اپنے حضرت پیر و مرشد کی عنایت سے باسناد صحیحہ کسی مرتبہ
پر مراتب موصوفہ بالا میں سے باداء لوازم قواعد مرعیہ اور شروط ضوابط مستمرہ
حصول حسب استعداد و طلب نکات اکیس طرح کی بیعت اور دقائق چار گونہ
امامت سے کامیاب ہو گئے بعد رحلت فرمانے حضرت مرشد کے ہنگام وقوع
معاملہ قبض و نزول زائد از معمول کے یا حضرت مرشد کسی مقام اہم میں چھوڑ کر
رحلت فرما گئے ہوں یا بروقت رحلت فرمانے حضرت مرشد کے کوئی کیفیت
باطن میں اس طرح پر طاری ہوئی کہ متحمل اس کے نہ ہو سکے اور احکام مثال
اور معال کے بباعث تزلزل کیفیت باطن میں سمجھ نہ آتے یا کسی جذاب

نے کیفیت باطن کے ناگاہ سلب کر لی ہو یا بوقوع ایسی نفسانی یا بے ضابطگی کے
بحالت غلبہ ہر اس میں یہ دستور ہے کہ بحالت وقوع ایسے معاملہ کے بغیر
حاضر ہونے بارگاہ حضرت صاحبان مجاز مرفوع الاجازت اور حضرات علوالعزم
والمرتبہ مجدد عصر اور حضرات شہنشاہ ولایت حمان کے باحسن الوجوہ اپنے مدعائے
حصول نعمت بسط اور عروج وغیرہ پر کامیاب ہونا ہرگز ممکن نہیں کس واسطے
کہ کوئی زمانہ حضرات صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت
حمان کیفیت باطن سلاسل مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ سے خالی نہیں ہوتا جملہ اہل باطن
کو علم ہوتا ہے بمجرد حصول قدم بوسی حضرت ممدوح کے عقدہ کشائی حاجت مندی کی
بغیر شرط حصول بیعت کے بخوبی تمام حسب دل خواہ ہو جاتی ہے نعمت عطا کرنا
مراد اس امر سے ہے حضرات پیران عظام رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ میں تعلیم کیفیت
باطن کا قاعدہ مقرر ہے کہ کسی دوسرے سالک طریقت باشریعت صاحب کیفیت
باطن کے مرید کو عالم حیات اس بزرگ میں بغیر ملاحظہ اسناد صحیح حسب مضمون
مرتبہ اس کے مرید نہیں کرتے ہیں اور اگر احیانا ایسا اتفاق کسی وجہ خاص سے ہو جاتا
ہے تو احکام کیفیت باطن سے استعلام معاملہ کا فرما لیتے ہیں اور بموجب حکم باطن
کے تعمیل کرتے ہیں۔ جواب سوال ہفتم کوئی سلسلہ سلاسل مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ
میں بباعث مرعی رہنے قواعدات اور معمولات مفصل الصدر کے استحقاق
تسلسل ہاتھ پکڑ کر مرید کرنے سے مقطوع نہیں ہوا اور کسی حضرات بزرگوار سے
کوئی شرط اولی بلکہ ادنی ایسی فوت نہیں ہوئی اور فیض بھی کسی سلسلہ کا تا بقیام
عالم ہرگز موقوف نہیں ہوگا البتہ اتنا امر قابل گفت ہے کہ جس کسی سالک طریقت
باشریعت سے بحالت وقوع خطائے عظیم حضرت صاحب مجاز مرفوع الاجازت
علوالعزم والمرتبہ مجدد عصر شہنشاہ ولایت حمان ولی مادرزاد ناراض ہو گئے ہوں
ایسی صورت میں کیفیت باطن اس سالک طریقت باشریعت اور اس کے خلفا اور اولاد
امام اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ کے سلب ہو کر دوسرے کسی شخص صاحب مجاز
سلسلہ پیر و مرشد اس سالک خطاوار کو مرحمت فرما دی جاتی ہے فیض سلسلہ مسدود

اور موقوف نہیں فرمایا جاتا۔ جواب سوال ہشتم بعضے حضرات والا صفات غیر موصوف الصدر کو یہ سب اقسام بیعت مفصل الصدر ایک حضرت پیر و مرشد کے ہاتھ پیا پنے اپنے محل اور موقعہ سے حاصل ہوتے ہیں اور حضرات ممدوح الصدر اور اکثر حضرات غیر موصوف الصدر کو چند حضرات مرشد سے بترتیب یکے بعد دیگرے بحالت عذر معقول حصول ہوئے ہیں لیکن منجملہ حضرات موصوف الصدر و غیرہ موصوف الصدر کے چند جگہ حصول بیعت اور کیفیات باطن مفصل الصدر کا سبب دو حضرات ایک ولی مادر زاد صاحب اخبار پیش خبری حضرات پیران عظام رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ جس کا ذکر تعریف ابتدائے تمہید جواب میں تحریر ہو چکا ہے اور دوم اس طالب صادق کا کہ جس کو کسی دیگر شیخ اجل نے بباعث نہ میسر ہونے طالب صادق اپنے کے پسند فرما کر حضرت مرشد اس طالب صادق سے طلب کر لیا ہو۔ یہ ذکر بھی تمہید جوابات میں مفصل تحریر ہو چکا مطلق حیطۂ عمر میں نہیں آ سکتا کہ کوئی فعل اس بزرگ بغیر صدور احکامات الٰہیہ کیفیت باطن کے نہیں ہوتا اور وہ طالب صادق بموجب احکام ظاہر و باطن کے دونوں جگہ کی کیفیت باطن کا بلکہ زیادہ کا بھی متحمل ہوتے ہیں اور اپنے طلبا کو دونوں کیفیات یا اور زیادہ بھی جداگانہ اور مجموعاً مرحمت فرما سکتے ہیں اور سوائے دونوں حضرات موصوفہ بالا کے جو دیگر حضرات ممدوح الصدر اور غیر موصوف الصدر نے چند جگہ سے بیعت فرما کر کیفیت باطن حاصل فرمائی ہیں وہ وجہ وقوع عذر معقول الحال حضرات صاحبان مکاتیب کیفیات باطن کی تصانیف میں بدست خود تحریر ہے معائنہ کر لیا جائے۔ جواب سوال نہم و دہم کا حضرات پیر عظام رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ سلاسل چار پیر چودہ خانوادہ میں کسی کو مقامات فَنَافِی الشیخ اور فَنَافِی الرَّسُوْل اور فَنَافِی اللّٰہ کے بدون حصول تعلیمات بیعت قسم ہشتم اور نہم اور دہم کے ہرگز حاصل نہیں ہوئی زیادہ تشریح اور تفصیل مقامات موصوفہ کی قابل تحریر نہیں لیکن شجرات سلاسل متفقہ چار پیر چودہ خانوادہ میں کسی بزرگ کا نام بغیر حصول مقامات ممدوحہ بالا تحریر نہیں

ہوُا ہے کہ رہنمائے کامل خدا کے حاصل کرا دینے کے نہ ہو سکیں کس واسطے کہ سلسلے حضرات صاحب کیفیت باطن غیر حصول مقامات موصوفہ بالا کے ایک دو واسطے تک جاری نہیں رہے چہ جائیکہ ایسے سلسلہ میں کسی حضرات صاحب مجاز مرفوع الاجازت یا حضرات علو العزم والمرتبہ یا شہنشاہ ولایت حمان کا ظہور ہوُا ہو۔ بعد اتمام جواب سوالات کے حضرت ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی دلیل راہ جوابات کی رکھتے ہو تو بیان کرو دونوں فضلائے معترض نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ بباعث متفق اللفظ والمعنی تحریر ضوابط مستمرہ اور قواعد مرعیہ کے مکاتیب حضرات ممدوح الصدر میں گنجائش کسی دلیل کی نہیں رہی اور اب ہم کو حال وقال حضرات صاحبان اسناد صحیحہ کا بخوبی معلوم ہو گیا فی الواقع بمقابلہ ایسے حضرات ممدوح الصدر کے افعال واقوال فقرائے بغیر اسناد صحیحہ کے قابل اعتراض نہیں بعد اختتام اس گفتگو کے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر نے ارشاد فرمایا کہ اے فضلائے معترض بہائیصاحب نے تم کو راہ ضلالت انکار بعیت طریقت با شریعت سے راہ راست ہدایت صراط مستقیم پر قائم فرمایا۔ مگر ایک فضیلت خاندان مرفوع الاجازت کے فقیر سبجی برائے فیض عام بیان کرتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے جناب حسنین جس مراتب باطنی اور شرف امامت ظاہری پر کہ کامیاب ہوئے ہیں مرتبہ کسی اہل مرتبت کا ہمسر اور کوئی اہل مرتبت ہم قدر ہو نہیں سکتا مگر محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب مکتوب لقاب لام المقدر اور حضرت امام خواجگان خواجہ حسن بصری صاحب مکتوب لقاب ذوق الواحدیت ایسے صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت حمان کیفیت باطن کے ہوئے کہ دونوں حضرات موصوف کے سلسلے تا قیام عالم بمراتب تعلیم اپنی اپنی کیفیت باطن جاری رہیں گے یعنی انتظام ولایت صفاتی کا متعلق بولایت ارواح جذبیہ کیفیت باطن حضرت محمد حنیف صاحب کے ہے اور اختتام ولایت ذاتی کا مختص بولایت معنا ئی

سراجی کیفیت باطن حضرات امام خواجگان خواجہ امام حسن البصری کے ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے قرطاس مثال خلافت حضرات امام خواجگان خواجہ حسن البصری صاحب میں القاب صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت جہان کیفیت باطن مع خطاب اسم باطنی بملاحظہ حصول تکمیل لوازمات مراتب موصوف کے تحریر فرمایا ہے۔ اور حضرت محمد حنیف صاحب کے قرطاس مثال خلافت میں جو القاب تحریر فرمایا ہے حضرات اہل باطن کو علم ہوتا ہے مشتہر عام نہیں ہے اسی طرح حضرت محمد حنیف صاحب ممدوح سے جو دو حضرات فرزند دل بند حضرت عبدالرشید صاحب شمالی اور حضرت عبدالجلیل صاحب جنوبی صاحب سلسلہ کیفیت باطن جس القاب اور مراتب پر کہ فیض یاب ہوئے گوش زد عام نہیں اور حضرت امام خواجگان خواجہ حسن البصری صاحب سے جو دو حضرات یعنی حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید صاحب مکتوب خطاب مثل اکبر اور حضرت خواجہ حبیب عجمی صاحب مکتوب خطاب صفات وحدت صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت جہان کیفیت باطن کے صاحب اجرائے خانوادہ مملکت ولایت کے ہوئے اور ہر ایک سے دونوں حضرات والاصفات موصوف کے سلسلے میں پانچ پانچ حضرات صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت جہان کیفیت باطن مجدد عصر صاحب اجرائے خانوادہ مسند آرائے مملکت ولایت کے ہوئے چنانچہ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید صاحب اجرائے خانوادہ زیدیان اور حضرت خواجہ فضیل بن عیاض صاحب مکتوب خطاب حقیقت المعانی صاحب اجرائے خانوادہ عیاضیان اور حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی صاحب مکتوب خطاب عزت الحسرت صاحب اجرائے خانوادہ ادہمیان اور حضرت خواجہ امین الدین ہبیرۃ البصری صاحب مکتوب خطاب واجب الکرم صاحب اجرائے خانوادہ ہبیریان اور حضرت خواجہ ابواسحاق شامی صاحب مکتوب خطاب خیر المقصود شہزادہ شہریار گازرونان صاحب اجرائے خانوادہ گازرونیان اور حضرت خواجہ ابو محمد لیسا

اویس چشتی صاحب مکتوب نطاب طمغائے ولایت صاحب اجرائے خانوادہ چشتیاں
کہ ہر شش حضرات اجرائے خانوادہ ہائے موصوفہ بالا کا کفش بردار یہ فقیر موجود ہے
اور حضرت خواجہ حبیب عجمی صاحب اجرائے خانوادہ حبیبیاں اور خواجہ طیفور شامی
بایزید بسطامی صاحب مکتوب نطاب مدینۃ الآخرت صاحب اجرائے خانوادہ کرخیان
اور حضرت اسد الدین معروف کرخی صاحب مکتوب نطاب نظم اسلام صاحب اجرائے
خانوادہ کرخیاں اور حضرت خواجہ سری سقطی صاحب مکتوب نطاب سرالاسرار صاحب
اجرائے خانوادہ سقطیاں اور حضرت شیخ الشیوخ سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی
صاحب مکتوب نطاب سرالامانی صاحب اجرائے خانوادہ جنیدیان اور حضرت خواجہ
علاؤالدین ابو الفرح طرطوسی صاحب مکتوب نطاب فرحت قلب صاحب اجرائے خانوادہ
طرطوسیاں کہ مسند نشین ہر شش حضرات صاحب اجرائے خانوادہ ہائے ممدوحہ بالا کے جناب
بھائی صاحب حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر
جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی تشریف فرما ہیں۔ اب سمجھنا چاہئے کہ حضرات
پیران عظام رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اساتذہ متقدمین میں جو چار پیر قرار دیئے گئے ہیں
اور حضرات چار پیر کی تفصیل مختلف الروایت ہے کہ با تحقیق و تسلیم مقبول خاص
اور مشہور عام یہ امر ثابت ہے کہ چار پیروں سے چودہ خانوادہ جاری ہیں منجملہ
ان کے بارہ خانوادہ کی تفصیل فقیر نے گذارش کی باقی ماندہ دو خانوادہ اور حضرت چار پیر
کی تفصیل بتحقیق و تنقیح حضرات صاحب کیفیت باطن صاحب مجاز مرفوع الاجازت
ہر ایک خانوادہ کو معلوم ہے افشائے عام نہیں۔ اس تفصیل چودہ خانوادہ میں سے
جس جس خانوادہ میں جس کسی حضرات کے قرطاس مثال خلافت میں القاب صاحب
مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت جہان کیفیت باطن اور مجدد
عصر یا ولی مادر زاد کا علی التواتر متفق الواسطہ حضرات مرشدان خانوادہ نے تحریر فرمایا
ہے بجز ملاحظہ کتبہ ہائے قرطاس مثال خلافت کے تحقیق اور تنقیح ہو کر تسکین بخش
خاطر ہر خاص و عام ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اور جس سائل کی نظر سے کہ اسنادِ صحیحہ کتب ہائے قرطاس مثال خلافت ہر ایک حضرات صاحب مرتبت موصوفہ بالا کی نہ گذری ہوں یا نہ گزرائی جاویں گفتگو تنقیح اور تحقیق مراتب حضرات موصوفہ بالا میں کرنا کسی طرح جائز نہیں اور عنقریب زمانہ میں ظہور ایک مخدوم اور ایک محبوب کا جس خانوادہ میں ہوگا اور یہ جملہ سلاسل مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ کہ جس خانوادہ کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم و المرتبہ شہنشاہِ ولایت حامل کیفیت باطن مجدد عصر قطب عالم صاحبؒ قوت نسبت قویہ کے نامزد سلسلے منسوب میں اور شامل ہو کر تا قیام عالم رواج پذیر رہیں گے۔ اس وقت مصداق قول فقیر کے بغیر معائنہ کتب ہائے قرطاس مثال خلافت حضرات پیران عظام کے ہر ایک خاص و عام کو حاصل ہو جائے گا۔ بعد اتمام اس ارشاد فیض بنیاد حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی شہنشاہِ ہند الولی شفاعت امر کے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینیؒ نے تبسم فرمایا اور مولوی محمد دریائی اور مولوی احمد یائی دونوں فضلائے معترض اسی وقت حضرت محبوب سبحانی صاحبؒ ممدوح کے ہاتھ پر بیعت توبہ طریقت با شریعت سے مشرف ہو کر تا بعالم حیات مستفیض آستانہ بوس حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے رہے اور حضرات حاضرین مفصلہ احوال ملاقات نے اس گفتگوئے معترضہ اور ارشاد کو بجنسہ حرف بحرف قلمبند فرمایا۔

احوال عجیبہ ہر دو خاندان حنفیہ ولایت روح جذبیہ وصفات کشف کونی ہب

سامعان احوال عجیبہ اور مشتاق نکات غریبہ کو مژدہ ہو کہ تفصیل خاندان ولایت روح جذبیہ کی جس کے ہر فقرے میں دلچسپی اور ہر مضمون میں اسرار الٰہی بھرے ہوئے ہیں اور اس کتاب میں اوّل کئی جگہ اس بیان کی تشریح کا وعدہ ہو چکا ہے ذیل میں لکھے جاتے ہیں تاکہ ہر ایک متنفس اس خاندان عالیہ کی کیفیت اور اولوالعزمی سے واقف ہو کر فیض ظاہری و باطنی حاصل کرے اور نیز فقیر شاہ محمد حسن صابری حنفی مولف کتاب ہٰذا گزارش پرداز ہے کہ مؤلف نے اس بیان کو مکاتیب نظاب زبان عربی اور عبرانی اور فارسی وغیرہ سے ترجمہ کر کے لکھا ہے بخوف معتوبی کم و بیش اور عبارت آرائی کو دخل نہیں دیا ہے کہ یہ حالات حضرات حاکمان باطنی اور اولیائے جلالی روح جذبیہ کا ہے ناظرین اس کو بنظر عظمت و صولت معائنہ فرمائیں۔ اور بخیال استفادہ سرور باطنی حاصل کریں۔ اور وہ یہ ہے۔

واضح ہو کہ اس خاندان والا دودمان کا احوال عجیبہ اور کیفیت غریبہ حضرت نعمان ابن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ سراج الامت رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات نظاب بدیع الصنائع اور بدیع المشائخ تصانیف اپنی میں اور ابو عامر تاریخ اجہزت الودود تالیف اپنی میں اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مکتوب نظاب طول المعظم اور کتاب ظاہری اجلال الولایت تصنیفات اپنی میں اور حضرت عبدالعزیز مکی رضی اللہ عنہ مکتوب نظاب قوی القربت اور کتاب ظاہری اجلال الکرامت تصنیف اپنی میں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کتب ظاہری مسعود النبوت اور شواہد الولادت النبوت تصنیف اپنی میں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کتاب ظاہری مدارج المشہود اور اجلال

تصنیف اپنی ہیں اور حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ مکتوب بخطاب قوی القدرت تصنیف اپنی ہیں اور حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب فرزند جناب مولا علی کرم اللہ وجہہٗ مکتوب بخطاب لام القدر تصنیف اپنی ہیں متفق اللفظ والمعنی تحریر فرماتے ہیں کہ قبل حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ششر قرطوس ولد طرغو قوان نام قوم الواجان کو قدیم سے انتظام آبادی اجنہ کا تفویض تھا۔ اور اس کے عہدہ کو بادشاہت اجنہ میں غُوَقنج بذ قغر غتوث کہتے تھے۔ اور اس کے ماتحت آٹھ عہدے تھے جن کے اسماء یہ ہیں۔ غششغرا۔ شخوغر۔ بغشماخ۔ طشغورخ۔ جوغوخ۔ قوغشغرا۔ طاغشغوش منماشغخوغر قلتش۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں ظہور فرمایا تو ششر قرطوس مذکور کو جس کی عمر پانچ ہزار برس کی تھی۔ تختہ زمین پر بعہدہ باطنی قدیمی موجود پایا اور حضرت آدم علیہ السلام نے بھی بامر الٰہی اس کو بعہدہ قدیم جن وانس پر مقرر رکھا۔ اور اس کو اس عہدہ کا مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ کر دیا۔ اور اس عہدہ کے بانی مبانی حضرت آدم ہوئے۔ اور ششر قرطوس کے بعد اس کا فرزند کبلشروغش بعمر تین ہزار سال اپنے باپ کے عہدہ پر مقرر ہوا۔ اس کے بعد غخورا قوجش ولد بلشروغش اسی عہدہ پر ممتاز ہوا۔

زاں بعد سغر قوفش ولد غخورا قوجش بعمر پندرہ سو برس کے اسی عہدہ پر منسوب کیا گیا۔ من بعد طغنث غورش ولد سغر قوفش بعمر بارہ سو پچاس سال کے اسی عہدہ پر معزز کیا گیا۔ اس کے بعد قروی جوشش ولد طغنث غورش مقرر ہوا۔ اور با احوال باطنی جو بنا بر تفویض حضرت باعث تخلیق کائنات اور موجب ایجاد موجودات شہنشاہ دوسرا حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضرت آدم علیہ السلام نے ششر قرطوش ولد طرغوقوان سے آدیہ سنگ زبرجد کے کندہ کرا دیا تھا اور وہی سنگ زبرجد کندیدہ اجنہ مذکور کی حفاظت میں بعہد نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سغر قوفش مذکورہ کے حوالہ تھا۔ اور اس نے اپنے فرزند طغنث غورش کو وصیت کر امر کیا تھا کہ اس سنگ زبرجد کو غار حرا کے درمیان دفن کر دیا اور ہنگام

ظہور حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حضور میں پیشکش کر دینا۔ اور دوسری روایت اخنوخ پیغمبر یعنی حضرت ادریس علیہ السلام کی اس طرح ہے کہ حضرت ادریس بوجہ ترک خورد و نوش اور کثرت ریاضت و یاد الٰہی کے مجسم بروح ہو گئے تھے۔ حق جل و علا نے ان کو زندہ آسمان پر بلا لیا۔ اور تمام پردے آسمانوں کے کھول دیئے۔ اور حضرت جبرائیل نے ان کے اکثر صحائف کو جن میں اسرار باطنی مرقوم تھے پانی میں غرق کر دیا صرف پانچ ورق یعنی پتر مسی کندیدہ اس غرض سے عزتوفش کے سپرد کر دیئے کہ اس احوال باطنی کو اوپر سنگ زبرجد کے کندہ کر دے اور بعد حضرت ادریس سے جو نبی ہو یہ احوال اس کی نظر سے گزار دیا جائے۔ اور جب حضرت شہنشاہ دوسرا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عالم ظہور میں جلوہ گر ہوں تو یہ راز باطنی کندیدہ اُن کے سپرد کر دیا جائے چنانچہ یہ احوال باطنی جو اہل خدمت باطنی اجنہ کی سپردگی میں چلا آتا تھا جب حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم رونق افزائے عالم ناسوت ہوئے تو ہر سہ جنات عہدیداران باطنی یعنی طغت غورش اور قردی جودش، اور غشتوش برادر عموزاد طغت غورش نے حاضر بارگاہ عرش پناہ حضرت احمد بے میم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہو کر وہ احوال آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تفویض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان تینوں جنوں کو دین احمدی کی تعلیم و تلقین سے سرفراز فرما کر طغت غورش کا نام اذن شاہ اور قردی جوشش کا نام امانت شاہ اور غشقوش کا نام صباحت شاہ رکھا۔ اور بعہدہ خدمات باطنی قدیمی تینوں کو بدستور ممتاز فرمایا۔

بتاریخ پندرھویں ماہ رجب پانچ سال قبل از ہجرت جمعہ کے روز بعد نماز عصر حضرت مولا مشکلکشا علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ کو حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ تکمیل نبوت ہو چکی تھی مکہ معظمہ میں زیر کوہ ابوقبیس کے اس خاندان روح جذبیہ کشف کونی ذاتی و صفاتی کی خلافت عطا فرمائی اور تعلیم قواعد و لوازم خاندان انہا سے آگاہ فرما کر اس سلسلہ کا سردار اور پیذرہ ولا تبول

کا شہنشاہ کیا۔ اور احوال باطنی مذکورہ پیش کردہ اجنہ آپ کے تفویض فرمایا۔ اور نیز
بطور پیشین گوئی ارشاد ہوا کہ یا علی یہ نعمت ہم سے تم میں منتقل ہو گی اور بعد تمہارے
درجہ بدرجہ تاقیامت میرے ان اولیاء میں منتقل ہوتی رہے گی جو از اول تا آخر زمانہ
میں مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ صاحب کیفیت روح جذبیہ ذاتی وصفاتی
کشف کونی وصوری ہوں گے اور ان سے منکرین دین احمدی کی سرکوبی ہو گی
اور ترقی پہنچانے عروج باطنی کے تاقیامت باقی رہیں گے اور انتظام و بند و بست
خلق اللہ کا اوپر ان کے رہے گا۔ اور وہ خدمات باطنی روح جذبیہ پر مامور ہوں گے
فقط جناب مولا علی کرم اللہ وجہہ اس نعمت لازوال سے فیض یاب ہوئے تو سات
برس آپ پر عجیب و غریب کیفیت طاری رہی جس کا اظہار قابل افشائے عام نہیں
ہے جو عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت الوالعزم والمرتبہ سردار روح
جذبیہ کشف کونی ذاتی وصفاتی کا ہوتا ہے۔ اس پر یہ راز منکشف ہو جاتا ہے۔

المختصر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس حال سے کسی قدر افاقہ ہوا تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے امر فرمایا کہ یا علی! تم اس خاندان
عالیہ کے سردار اور شہنشاہ ولایت ہو۔ تم اپنے احکام جاری کرو یعنی جو خدمات باطنی
محض اجنہ میں چلے آتے ہیں ان کو بدل دو۔ اور آج سے اس سلسلہ میں انسان اور
جنات دونوں داخل کیے جائیں۔ اور ہر دو جن وانس مشترک ہو کر انجام خدمات
باطنی اور بند و بست خلق اللہ کا کریں۔ صرف جنوں پر حصر نہ رہے کہ اجنہ جنوں
کی رعایت اور میری امت پر ظلم کریں گے۔ اور جو یہ اسمائے عہدہ ہائے خدمات
باطنی جنوں کے عہد سے موسوم چلے آتے ہیں وہ بھی بدل دیئے جائیں۔ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے اسی وقت بامر سروری احکام علوی جاری کیے یعنی اہل
خدمات باطنی میں انسان اور جنات مقرر فرمائے اور حضرات اہل خدمات
باطنی کے یہ نام قرار دیئے۔ رقباء۔ نقباء۔ نجباء۔ ابدال۔ اوتاد۔ اقطاب
اغیاث۔ رجال الغیب۔ حضرات اہل خدمت کا مفصل احوال آگے کھل جائیگا

اور حضرات رجال الغیب کا حال قابل تحریر نہیں ہے بلکہ احادیث طریقت میں حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بطور پیشین گوئی ارشاد فرمایا ہے کہ رجال الغیب کی کیفیت سوائے دجال ملعون کے اور کسی پر منکشف نہ ہوگی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارقام فرماتے ہیں کہ اس تعمیل حکم کے بعد حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے روبروئے جناب سیدۂ پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہا امر فرمایا کہ یا علیؓ! ان تینوں جنوں کو بلحاظ مراتب خدمات باطنی پر مقرر کر دو۔ میں نے حسب ارشاد عالی غشقوش کو خدمات مدینہ منورہ پر اور ملغث غورش کو خدمات مکہ معظمہ پر اور فردی جوشش کو خدمات تمام کوہستان پر مقرر کر کے بنا برقیام ملک شام کے امر فرمایا۔ اور نیز بامر سروری کہہ دیا کہ جب حضرت امام مہدی ظہور کریں تو ان کی حفاظت کرنا اور ان کے منکرین کے سر توڑتا اور ان کے دوستوں اور مقربوں کے مددگار رہنا۔ اور ان تینوں جنوں میں سے فردی جوشش کے ۳۲ فرزند اور ۵ دختر پیدا ہوئیں۔ اور وہ سب صاحب اسلام ہوگئے۔ اور خاندان حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب خدمت گزاری میں مامور رہے اور غشقوش کے اکتالیس[۱] فرزند اور بہتر[۲] دختر تولد ہوئیں۔ سب صاحب اسلام طریقت کے ہوئے اور باجازت حضرت محمد حنیف صاحب کے خاندان حضرت امام خواجگان خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں مامور ہوئے۔ اور اسی روز سے ہر دو خاندان حضرات موصوف میں مقرر چلے آتے ہیں۔ جن کی تفصیل و تقسیم اس طرح ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری سے سلسلہ صابریہ میں ۳۸۔ اور حضرت امام حسن سے سلسلہ قادریہ میں ۳۰ اور یہ ۳۴ اجنہ جو سلسلہ قادریہ میں مامور ہوئے ہیں یہ اولاد فردی جوشش سے ہیں اور جو ۳۸ اجنہ خاندان صابریہ میں مقرر ہوئے ہیں یہ اولاد غشقوش سے ہیں۔ اور چونکہ اولاد فردی جوشش سے ۲۳ مقرر ہوگئے ۱۰ باقی رہے اور اولاد غشقوش سے ۳۸ منقسم ہوکر تین باقی رہے دس[۱۰] اور تین تیرہ[۱۳]

ہوئے۔ یہ تیرہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سراج اُمت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں
مقرر ہوئے اور تا روزِ قیامت ان کے سلسلہ میں مقرر چلے جائیں گے۔ اور
مثل ابدال کے تعمیل احکام باطنی بجالائیں گے اور ان کے نام یہ ہیں (۲۳ فرزندان
قروی جوشش میں سے ۲۲ قادریوں میں مقرر کیے گئے اور باقی) چوبیسواں فرزند
مجدجون۔ اور پچیسواں فرمون مفتی۔ اور چھبیسواں غوغج جون۔ اور ستائیسواں قشرلون
اٹھائیسواں مطلوعون قاری۔ اور انتیسواں مجولون۔ اور تیسواں طباقون حافظ اور اکتیسواں
شَدَّاعون فاضل اجل۔ اور بتیسواں ذُفقرُدُنَ مُلاّ تینتیسواں قُغراموں ملا قاری قرآن۔
(اور اکتالیس فرزندان عشقوش سے ۳۸ اجنہ صابریوں میں تقسیم کرکے باقی ہوا اول
طمغرغش اور چالیسواں کگُ ہُرَش۔ اکتالیسواں عزتا طوش اور ۲۳۔ اجنہ مقررہ
سلسلہ قادریہ اور ۳۸۔ اجنہ متعینہ سلسلہ صابریہ کے اسماء وغیرہ تاریخ آئینہ
تصوف میں بضمن سلاسل قادریہ اور صابریہ مرفوع میں درج کیے جائیں گے۔

حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب کو بتاریخ ستائیسواں ماہ ربیع الاول
۲۲ سنہ ہجری روز دوشنبہ کو بعد نماز عصر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس سلسلہ
خاص کی خلافت کلی عطا فرما کر مثل اپنے کر دیا۔ اور حضرت محمد حنیف صاحب
اس سلسلہ روح جذبیہ کے سردار اور مجدد ہوئے اور یہ ہر دو سلسلہ علویہ
حنفیہ روح جذبیہ آپ کے نام سے منسوب کیا گیا۔ اور آپ سے کثیر التعداد
حضرات اہل خدمت باطنی ہوئے۔ اور آپ سے تین سردار مرفوع ولایت
روح جذبیہ کے ہوئے اور تینوں سے سلسلوں کا اجرا ہوا۔ جن میں سے ایک
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سراج اُمت ہیں۔ اور دو حضرت محمد حنیف صاحب
کے صاحبزادہ ہیں جن سے سلاسل رشیدیہ اور جلیلیہ جاری ہوئے حضرت محمد حنیف صاحب اور ان
کے صاحبزادوں کے سلاسل وغیرہ کا حال بضمن احوال حضرت بندگی عبد القدوس
صاحب قطب عالم آئندہ مفصل بیان کیا جائے گا۔ اور اس محل پر صرف حضرت
امام اعظم ابو حنیفہ صاحب کا حال قلم بند کیا جاتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سراج امت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ تاریخ

سترہویں ماہ شعبان ۸۰ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت صبح کوفہ میں پیدا ہوئے اور انیسویں ماہ شوال ۱۵۰ھ ہجری کو جمعہ کے دن تہجد کے وقت مرتبہ لاہوت میں وفات پائی۔ مزار شریف آپ کا بغداد کہنہ میں ہے۔ بالفعل آپ کے دو مکتوب نظاب ہیں۔ ایک ربیع الصنائع اور دوسرا بدیع الشائع۔ اور بتاریخ ۲۳ ماہ ربیع الآخر ۱۰۰ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب نے کلاہ اپنی اوڑھا کر اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا اور پٹکہ سرخ کمر سے بندھوایا۔ اور بعطائے مثال خلافت مع جملہ خلافت نامجات اور اوراد منضبط و تبرکات اور مکتوبات نظاب اپنے اور حضرات صحابہ کرام اور صحائف پترمی گزرائیندہ ہر سہ اجینہ مرحمت فرماکر صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا۔ اور حصول ترقی کیفیت باطن میں متوجہ فرما دیا اور آنحضرت کو جذب عجیبہ نے منہ دکھلایا۔ سات برس کامل جذب رہا اور آپ سے بکثرت حضرات نقبا۔ اور نجبا۔ اور رقبا اور ابدال و اوتاد و اغیاث و اقطاب ہوئے اور ہمیشہ اس خاندان عالیہ میں اہل خدمت باطنی موصوفہ ہوتے رہیں گے (این ہر سہ بیانات ولادت و وفات و خلافت وغیرہ منقول از نقشہ نوشیروانی و تواریخ ظہرت نامہ و مکتوب نظاب لام المقدر و بدیع الصنائع)۔

حضرت امام احمد صاحب بن حضرت امام اعظم ابو حنیفہ تاریخ بترھویں ماہ محرم ۱۳۵ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت اشراق کے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور بتاریخ بارہویں ماہ ربیع الاول ۱۸۹ھ ہجری روز جمعہ کو وقت چاشت کے آپ نے وفات پائی۔ مزار مبارک جنت المالہ میں ہے اور تاریخ بائیسویں ماہ رجب ۱۴۸ھ ہجری کو بروز چہارشنبہ وقت عصر آپ کے والد ماجد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سراج امت رحمۃ اللہ علیہ نے ہر دو خاندان حنفیہ میں مستفیض فرماکر کلاہ اپنی اوڑھائی۔ اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا۔ اور پٹکہ سرخ کمر سے بندھوایا اور خلافت نامجہ جملہ خلافت نامجات اور اوراد منضبط

اور تبرکات متحققہ اور مکتوبات نقاب اپنے اور پیران پیران عظام کے مرحمت کرکے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے فرما کر حصول ترقی کیفیت باطنی میں متوجہ کردیا۔ اسی وقت سے جذب طاری ہوگیا اور وہاں سے جانب طائف کے روانہ ہوگئے۔ سات سال کامل جذب رہا۔ بعد گزر جانے سات برس کے کوفہ میں آکر افاقہ ہوا۔ اور اپنے والد ماجد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے قدم بوس ہوئے اور حضرت موصوف نے جنوں کو جو آپ کی خدمت میں تھے وہ ان کی خدمت میں مقرر کردیئے اور فرمادیا کہ یہ اجنہ احکامات باطن سے مثل ابدال کے تم کو مطلع کرتے رہا کریں گے (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ مکتوب نقاب بدیع العصائع)

چھٹے سردار حنفیہ حضرت امام ابراہیم صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ابراہیم صاحب بن امام احمد تاریخ اکیسویں ماہ رمضان ۱۵۵ھ کو بروز سہ شنبہ وقت ظہر بعد نماز کے کوفہ میں پیدا ہوئے اور بتاریخ ساتویں ماہ ذیقعدہ ۲۰۶ھ ہجری روز دوشنبہ کو وقت چاشت کے وفات پائی۔ مزار آپ کا کوفہ میں ہے اور تاریخ اکیسویں ماہ رجب ۱۷۵ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت اشراق کے اپنے والد ماجد حضرت امام احمد صاحب سے خلافت حاصل کی۔ باقی تمام کیفیت خلافت وغیرہ کی مثل حضرت امام احمد صاحب بشرح بالا ہے۔ صرف فرق اس قدر ہے کہ یہ حضرت حالت جذب میں طرف دمشق کے چلے گئے۔ سات برس کامل جذب رہا۔ بعد گزر جانے سات سال کے شہر کوفہ میں واپس آئے۔ اور جذب سے افاقہ ہوا (منقول از نقشہ حنفیہ تواریخ ظہرت نامہ)

ساتویں سردار حنفیہ حضرت امام طاہر صاحب مثل امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام طاہر صاحب بن امام ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ تیئیسویں ماہ صفر ۱۱۵ھ کو بروز دوشنبہ وقت صبح کاذب کے کوفہ میں پیدا ہوئے۔ اور بتاریخ ۸ ماہ جمادی الآخر ۲۴۰ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت بعد زوال کے آپ نے وفات پائی مزار شریف کوفہ میں ہے اور تاریخ دوم جمادی الاول ۲ھ ہجری کو بروز یک شنبہ وقت عصر کے اپنے والد ماجد حضرت امام ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے خلافت پائی کیفیت خلافت وغیرہ مثل حضرت امام احمد صاحب مذکور الصدر ہے مگر اتنا فرق ہے کہ آپ حالت جذب میں جانب مدائن تشریف لے گئے اور بعد انقضائے مدت ہفت سال جذب شہر کوفہ میں آن کر افاقہ ہوا۔ (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

آٹھویں سردار حنفیہ حضرت امام نجم الدین صاحب مثل امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت نجم الدین صاحب بن حضرت امام طاہر رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اٹھائیسویں ماہ شوال ۲۳۵ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت اشراق کے کوفہ میں پیدا ہوئے اور تاریخ بارہویں ماہ رجب ۳۱۰ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت چاشت کے وفات پائی۔ مزار کوفہ میں ہے۔ اور تاریخ بائیسویں ماہ رمضان ۲۳۵ھ ہجری کو بروز دوشنبہ چاشت کے وقت اپنے والد ماجد حضرت امام طاہر صاحب سے خلافت پائی۔ باقی تمام

کیفیت مثل حضرت امام احمد صاحب کے ہے جو اوّل درج ہو چکی ہے۔ اس سے علاوہ اس قدر بیان اور ہے کہ یہ حضرت بحالت جذب بہ تنرکو چلے گئے اور بعد انقضائے مدت جذب سات سال کوفہ میں آن کر افاقہ ہوا۔ (منقول از نفتشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

نویں سردار حنفیہ حضرت سعدی صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سعدی صاحب بن نجم الدین علیہ الرحمۃ تاریخ بائیسویں ماہ صفر ۲۹۰؁ھ کو بروز چہارشنبہ وقت نصف شب کے بغداد کہنہ میں پیدا ہوئے اور تاریخ سترہویں ماہ جمادی الآخر ۳۸۱؁ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت عشاء کے وفات پائی مزار شریف آپ کا بغداد جدید میں ہے۔ اور تاریخ اکیسویں ماہ رجب ۳۲۴؁ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت چاشت کے اپنے والد ماجد حضرت نجم الدین صاحب سے خلافت حاصل کی۔ آپ کی تمام کیفیت مثل حضرت امام احمد صاحب کے ہیں۔ جو مندرجہ بالا تحریر ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ یہ حضرت حالت جذب میں جانب جدّہ کے تشریف لے گئے۔ اور بغداد شریف میں آن کر افاقہ ہوا۔ (منقول از نفتشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

دسویں سردار حنفیہ حضرت نصر اللہ صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت نصر اللہ صاحب بن سعدی صاحب تاریخ اکیسویں ماہ رجب ۳۳۵؁ھ ہجری

کو بروز سہ شنبہ وقت عصر کے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور تاریخ انیسویں[۱۹] ماہ ربیع الآخر ۲۵۰ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت چاشت وفات پائی۔ مزار جنت المالہ میں ہے اور تاریخ ستائیسواں[۲۷] ماہ صفر ۲۳۱ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت اشراق اپنے والد ماجد حضرت سعدی صاحب سے خلافت پائی کیفیت آپ کی مثل حضرت امام احمد صاحب کے ہے جو اوّل تحریر ہوگئی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ یہ حضرت حالت جذب میں جانب بغداد شریف کہنہ کے چلے گئے۔ اور حالت جذب سے شہر مکہ معظمہ میں آن کر افاقہ ہوا (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

گیارہویں سردار حنفیہ حضرت محمد فضل اللہ صاحب مثل امام احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

حضرت محمد فضل اللہ صاحب بن نصر اللہ صاحب بتاریخ بائیسویں[۲۲] ماہ ربیع الآخر ۲۳۰ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت اشراق کے بصرہ میں پیدا ہوئے اور تاریخ بارہویں ماہ شعبان ۲۹۵ھ ہجری بروز دوشنبہ وقت نصف شب یا صبح صادق آپ نے وفات پائی۔ مزار مقدس جنت المالہ میں ہے اور تاریخ گیارہویں ماہ محرم ۲۶۵ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت تہجد کے اپنے والد ماجد حضرت نصر اللہ صاحب سے خلافت حاصل کی۔ آں حضرت کی تمام کیفیت مثل امام احمد صاحب ہے جو اوپر تحریر ہو چکی ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ یہ حضرت بحالت جذب بیت المقدس چلے گئے اور شہر مکہ معظمہ میں آن کر افاقہ ہوا۔ (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

بارہویں سردار حنفیہ حضرت عمر صاحب مثل امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عمر صاحب بن محمد فضل اللہ صاحب تاریخ اکیسویں ماہ جمادی الآخر ۴۴۲ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت چاشت مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ اور تاریخ گیارہویں ماہ صفر ۴۹۰ھ ہجری بروز جمعہ وقت چاشت آپ نے وفات پائی۔ مزار حدود بدر میں ہے اور تاریخ ستائیسویں ماہ شوال ۴۶۵ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت صبح صادق اپنے والد ماجد حضرت محمد فضل اللہ صاحب سے خلافت حاصل کی۔ آنحضرت کی کیفیت مثل حضرت امام احمد صاحب کے ہے۔ مگر اتنا فرق ہے کہ یہ حضرت بحالت جذب شام کو چلے گئے۔ جذب سے کوہ بدر میں آن کر افاقہ ہوا۔ (منقول از لقشۂ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

تیرہویں سردار حنفیہ حضرت اسحٰق صاحب مثل امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اسحاق صاحب بن عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تاریخ گیارہویں ماہ ربیع الاول ۴۸۱ھ ہجری کو بروز دو شنبہ وقت تہجد کے بغداد شریف کہنہ میں پیدا ہوئے اور تاریخ گیارہویں ماہ رمضان المبارک ۵۳۰ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت قبل از مغرب آپ نے وفات پائی۔ مزار شریف جنت البقیع میں ہے اور تاریخ بارہویں ماہ ربیع الآخر ۵۱۳ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت اشراق کے آپ نے اپنے والد ماجد حضرت عمر صاحب

سے خلافت حاصل کی۔ اور باقی تمام کیفیت مثل امام احمد صاحب کے ہے۔ صرف اس قدر حال اُس سے غیر ہے کہ یہ حضرت حالت جذب میں جانب روم کے روانہ ہوگئے تھے۔ اور جذب سے شہر مدینہ منورہ میں آکر افاقہ ہوا (منقول از نقشہ خفیہ و ظہرت نامہ)

چودہویں سردار خفیہ حضرت عثمان صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب

حضرت عثمان صاحب بن اسحاق صاحب تاریخ گیارہویں ماہ جمادی الآخر ۵۰۰ ھ بروز سہ شنبہ وقت عصر کے بغداد شریف کہنہ میں پیدا ہوتے۔ اور تاریخ ساتویں ماہ رمضان ۵۴۵ ھ ہجری کو بروز یکشنبہ وقت عصر کے آپ نے وفات پائی۔ مزار مبارک جنت المالہ میں ہے اور تاریخ سترہویں ماہ شعبان ۵۲۵ ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت قبل عشاء اپنے والد ماجد حضرت اسحاق صاحب سے خلافت حاصل کی۔ تمام کیفیت آپ کی مثل حضرت امام احمد صاحب ہے۔ صرف اس قدر تبدل ہے کہ آپ بحالت جذب جانب قوقانیہ کے تشریف لے گئے اور کیفیت جذب سے شہر مکہ معظمہ میں آکر افاقہ ہوا (منقول از نقشہ حنفیہ اور تواریخ ظہرت نامہ)

پندرہویں سردار خفیہ حضرت عبدالغنی صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب

حضرت عبدالغنی صاحب بن حضرت عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اکیسویں ماہ شوال ۵۲۰ ھ ہجری کو بروز دو شنبہ وقت مغرب بغداد شریف میں پیدا ہوئے اور تاریخ بارہویں ماہ ربیع الاول ۵۸۱ ھ ہجری کو بروز پنج شنبہ وقت نصف شب آپ نے وفات

پائی۔ مزار شریف بقیع میں ہے اور تاریخ باہتویں ماہ ربیع سنہ ۵۴۴ھ ہجری کو بروز پنج شنبہ وقت بعد عصر کے اپنے والد ماجد حضرت عثمان صاحب سے خلافت حاصل کی۔ ان حضرت کی تمام کیفیت مثل حضرت امام احمد صاحب ہے لیکن فرق ہے کہ آپ بحالت جذب بجانب جبل اسود چلے گئے۔ اور پھر جذب سے مدینہ منورہ میں آکر افاقہ ہوا۔ (از نقشہ حفیہ و ظہرت نامہ)

سولہویں سردار خفیہ حضرت عبدالقادر صاحب مثل امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبدالقادر صاحب بن حضرت عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ گیارہویں ماہ ربیع الآخر سنہ ۵۳۹ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت عشاء مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ اور تاریخ بائیسویں ماہ شعبان سنہ ۵۸۲ھ ہجری کو بروز چہارشنبہ وقت زوال آپ نے وفات پائی۔ مزار شریف بقیع میں ہے اور تاریخ انیسویں ماہ ذی حجہ سنہ ۵۵۲ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت تہجد اپنے والد حضرت عبدالغنی صاحب سے خلافت حاصل فرمائی آپکی تمام کیفیت مثل امام احمد صاحب کے ہے۔ مگر اتنا اختلاف ہے کہ آپ بحالت جذب کوہ طغار کو تشریف لے گئے اور شہر مدینہ منورہ میں آکر اس حالت سے افاقہ ہوا۔ (منقول از نقشہ حفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

سترہویں سردار حضرت عبدالواسع صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب

حضرت عبدالواسع صاحب بن حضرت عبدالقادر صاحب تاریخ چودہویں ماہ ربیع الآخر

۵۶۰ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت عصر طائف میں پیدا ہوئے۔ اور تاریخ ستائیسویں ماہ شعبان ۵۹۲ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت ظہر آپ نے وفات پائی۔ مزار شریف جنت المعلٰی میں ہے اور تاریخ بارہویں ماہ رمضان ۵۸۰ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت اشراق حضرت عبد القادر صاحب والد ماجد اپنے سے خلافت پائی اُن حضرت کا حال بھی مثل امام احمد صاحب کے ہے فقط اس قدر فرق ہے کہ آپ غلبہ جذب میں جانب بخارا چلے گئے۔ اور شہر مکہ معظمہ میں آکر حالت جذب سے افاقہ ہوا (منقول از نقشہ خفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

اٹھارہویں سردار خفیہ حضرت احمد صاحب مثل

امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت احمد صاحب بن عبد الواسع صاحب تاریخ گیارہویں ماہ رجب ۵۰۵ھ ہجری کو بروز دو شنبہ وقت قبل ظہر طائف میں پیدا ہوئے اور تاریخ دوم ماہ محرم ۶۰۰ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت تہجد آپ نے وفات پائی۔ مزار طائف میں ہے اور تاریخ سترہویں ماہ رمضان ۵۵۵ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ یا پنج شنبہ وقت مغرب قبل نماز اپنے والد ماجد حضرت عبد الواسع صاحب سے شرف یاب خلافت ہوئے آپ کا حال بھی مثل احوال امام احمد صاحب کے ہے لیکن اس قدر تفاوت ہے کہ آپ بحال جذب جانب افطاکیہ چلے گئے اور جذب سے شہر طائف میں آکر افاقہ ہوا (منقول از نقشہ خفیہ تواریخ ظہرت نامہ)

انیسویں سردار حضرت ظہیر الدین صاحب مثل حضرت

امام احمد صاحب

حضرت ظہیر الدین صاحب بن حضرت احمد صاحب تاریخ گیارہویں ماہ محرم ۵۹۲ھ ہجری

کو بروز سہ شنبہ وقت مغرب کے کیگوان میں پیدا ہوئے اور تاریخ تیرہویں ماہ رجب ۵۵۶ھ ہجری بروز دوشنبہ وقت مغرب آپ نے وفات پائی۔ مزار شریف بخارا کہنہ میں ہے۔ اور تاریخ بارہویں ماہ رمضان ۶۰۱ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت بعد عصر اپنے والد ماجد حضرت احمد صاحب سے خلافت حاصل کی۔ آپ کی کیفیت مطابق حضرت امام احمد صاحب کے ہی ہے۔ مگر یہ حضرت بحالت جذب جانب کرشنک کے چلے گئے۔ اور شہر بخارا میں آکر جذب سے افاقہ ہوا (منقول از نقشہ خفیہ و ظہرت نامہ)

بیسویں سردار خفیہ حضرت خواجہ ابراہیم صاحب مثل امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ ابراہیم صاحب بن ظہیر الدین صاحب تاریخ گیارہویں ماہ ربیع الآخر ۶۲۵ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت اشراق بلخ میں پیدا ہوئے اور تاریخ گیارہویں ماہ شعبان ۶۹۰ھ ہجری بروز سہ شنبہ وقت عصر آپ نے وفات پائی۔ مزار شریف بلخ مدائن بیرون شہر میں ہے۔ اور تاریخ اکیسویں ماہ شوال ۶۶۶ھ ہجری کو بروز پنج شنبہ وقت عصر اپنے والد ماجد حضرت ظہیر الدین صاحب سے فیضیاب خلافت ہوئے اور کیفیت آں حضرت کی مثل امام احمد صاحب کے ہے۔ سوائے اس کے کہ جب آپ کو جذب ہوا تو بحالت جذب جانب بخارا کہنہ کے تشریف لے گئے اور شہر بلخ مدائن میں آکر جذب سے افاقہ ہوا (منقول از نقشہ خفیہ اور تواریخ ظہرت نامہ)

اکیسویں سردار حضرت شیخ نظام الدین صاحب مثل امام احمد صاحب

حضرت شیخ نظام الدین صاحب بن خواجہ ابراہیم صاحب تاریخ گیارہویں ماہ صفر

۶۶۶ سنہ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت عشار بعد نماز بخارا کہنہ میں تولد ہوئے۔ اور تاریخ اکیسویں ماہ رجب ۷۳۰ سنہ ہجری کو بروز جمعہ وقت چاشت آپ نے وفات پائی مزار شریف بلخ میں ہے اور تاریخ بارہویں ماہ محرم ۶۹۴ سنہ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت اشراق اپنے والد ماجد حضرت خواجہ ابراہیم صاحب سے مشرف خلافت سے مشرف ہوئے آپ کا احوال مثل امام احمد صاحب کے ہے جو اوپر تحریر ہے صرف اتنا فرق ہے کہ آپ بحالت جذب جانب قندھار چلے گئے اور جذب سے شہر بلخ میں آ کر افاقہ ہوا۔ منہ۔

بائیسویں سردار حضرت نصیر الدین صاحب علیہ الرحمۃ مثل حضرت امام احمد صاحب علیہ الرحمۃ

حضرت شیخ نصیر الدین صاحب بن نظام الدین صاحب تاریخ گیارہویں ماہ جمادی الآخر ۶۹۳ سنہ ہجری کو بروز جمعہ وقت تہجد کے اندر جان میں تولد ہوئے اور تاریخ انیسویں ماہ ربیع الآخر ۷۵۶ سنہ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت قریب مغرب آپ نے وفات پائی مزار مبارک بلخ میں ہے اور تاریخ سترھویں ماہ ربیع الآخر ۷۱۶ سنہ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت بعد عصر حضرت نظام الدین والد ماجد اپنے سے خلافت حاصل کی۔ آپ کا احوال بھی مثل امام احمد صاحب ہے جو اوّل مرقوم ہو چکا ہے فرق اس قدر ہے کہ آپ حالت جذب میں جانب قندھار چلے گئے اور بعد کو شہر بلخ میں آ کر سلوک پیدا ہوا۔ (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

تیئسویں سردار حضرت مخدوم صفی اللہ صاحب مثل امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم شیخ صفی اللہ صاحب بن نصیر الدین صاحب تاریخ گیارہویں ماہ

شعبان سنہ ۷۲۹ ہجری کو بروز جمعہ وقت عصر بعد نماز کے سیلان میں پیدا ہوئے اور تاریخ انیسویں ماہ شوال سنہ ۸۱۱ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت مغرب بعد نماز آپ نے وفات پائی۔ مزار مبارک آپ کا ردولی شریف میں ہے اور تاریخ انیسویں ماہ ربیع الاوّل سنہ ۷۲۹ھ کو بروز جمعہ وقت قبل از نماز اپنے والد حضرت نصیر الدین صاحب سے خلافت حاصل فرمائی۔ آپ کا حال مثل امام احمد صاحب کے ہے مگر اتنا فرق ہے کہ آپ حالت جذب میں جانب ہندوستان اور مصر کو روانہ ہو گئے اور بعدہٗ شہر ردولی شریف میں آکر آفاقہ ہوا (از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

چوبیسویں سردار حنفیہ شیخ اسمٰعیل صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب

حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب بن مخدوم شیخ صفی اللہ صاحب تاریخ بارھویں ماہ ربیع الاوّل سنہ ۷۹۲ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے ردولی شریف میں پیدا ہوئے اور تاریخ تیرہویں ماہ ربیع الاوّل سنہ ۸۶۰ ہجری کو بروز چہارشنبہ وقت فجر بعد نماز مرتبۂ ملکوت میں آپ نے وفات پائی مزار مبارک آپ کا ردولی شریف میں ہے۔ اور بتاریخ بارہویں ماہ ربیع الآخر سنہ ۸۱۲ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت مغرب کے اپنے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ صفی اللہ صاحب سے خلافت حاصل کی۔ باقی تمام کیفیت آپ کی مثل احوال امام احمد صاحب کے ہے ہاں اس قدر فرق ہے کہ آپ بحالت جانب بنگالہ چلے گئے اور ردولی شریف میں آکر جذب سے آفاقہ ہوا۔

(از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

پچیسویں سردار حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین علیہ الرحمۃ مثل

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین بن شیخ اسمٰعیل صاحب تاریخ تئیسویں ماہ جمادی الآخر سنہ ۸۶۲ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت شب ردولی شریف میں پیدا ہوئے اور ۱۴ سترہ برس کی عمر میں علوم ظاہری تحصیل فرما کر فاضل فارغ التحصیل ہوگئے اور تاریخ گیارہویں ماہ رمضان سنہ ۸۵۹ھ کو بروز پنجشنبہ وقت بعد نماز عصر آپ کے والد ماجد حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور ارشاد سے ہر دو خاندان حنفیہ منسوب بحضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب فرزند اکبر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میں آپ کو مستفید فرما کر کلاہ اپنی اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا اور پٹکہ سرخ طولاً گیارہ درعہ کا کمر سے بندھوایا اور خلافت نامہ مع خلافت نامجات حنفیہ اور اوراد منضبط اور تبرکات اور ملبوسات اور مکتوبات نطاب حنفیہ لینے اپنے اور حضرات اساتذہ نسبی ہر دو خاندان حنفیہ کے مرحمت کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے فرما کر حصول ترقی کیفیت باطن میں متوجہ کر دیا۔ اسی وقت سے آپ پر جذب طاری ہوگیا اور بحالت جذب ردولی شریف سے طرف پنڈ شریف کے روانہ ہوگئے۔ پانچ برس ستائیس روز کامل جذب رہا، ردولی شریف میں آکر افاقہ ہوا۔ بعد کو مرتبہ سلوک کی جانب متوجہ ہوگئے اب تفصیل اور تشریح ہر دو خاندان حنفیہ کی کیجاتی ہے تاکہ ہر ایک متنفس سلاسل ہذا کی کیفیت سے کماحقہٗ آگہی پائے اور مفاد ظاہر و باطن حاصل کرے۔ اور وہ یہ ہے واضح ہو کہ ہر دو خاندان

ہیں جو سلاسل چار پیر چودہ خانوادوں سے جداگانہ ہیں اوّل ان میں سے ایک سلسلہ رشیدیہ ہے جو حضرت محمد عبدالرشید صاحب شمالی فرزند حضرت محمد حنیف صاحب کے نام سے منسوب ہے حضرت عبداللہ علمبردار آپ سے مستفیض ہوئے ہیں حضرات اس سلسلہ کے خدمات عہدہ نقباء نجباء رقباء و ابدال و اوتاد و اغیاث و اقطاب مامور ہوکر صاحب کیفیت روح جذبیہ کے ہوتے ہیں اور حضرات اقطاب اس سلسلہ کے جو شہر و دیار اور افواج کے انتظام کی خدمت پر مامور ہوتے ہیں اور اپنی اپنی حد حکومت کے والیان ریاست صاحب دولت اور حشمت ظاہری کے قلب پر اپنی قوت جاذبہ روحانی کو غلبہ کے ساتھ محیط کر دیتے ہیں کہ ارادہ حضرات اقطاب کا نسبت احکام مخلوق اپنی حد حکومت کے ان کی زبان سے صادر ہوتا ہے اور اہالیان مملکت ظاہر کے جو کچھ امور خیر و شر متعلق اپنے نفس خاص اور عوام کے حاکم بالادست ہونے سے استدعا کرتے ہیں جو امر کہ قطب کو منظور نہیں ہوتا ہے اس کی منظوری حاصل نہیں ہوتی ہے اور وقت تبدیل ہو جانے قطب کے مزاج اور عادات اس جگہ کے حکام اور رعایا کا بھی بدل جاتا ہے۔ اور جس وقت قطب کسی جگہ کا اپنی حد حکومت کے رئیس اولوالامر کو بدلنا چاہتا ہے اپنی قوت جاذبہ روحانی کو اس کی قلب سے اٹھا کر جس کسی شخص کے قلب پر حکم باطن کا ہوتا ہے اسی غلبہ کے ساتھ اس کے قلب پر محیط کر دیتا ہے فوراً اسی شخص کی مسند نشینی ہوتی ہے ہیبت اور جلال قطب کا اس کی صورت سے ظاہر ہو جاتا ہے اور مخلوق اس محدود کی مطیع اور فرمانبردار اس صورت کی ہو جاتی ہے اور جب کسی قطب کو منظور رہتا ہے کہ اپنی حد حکومت کے رئیس اولوالامر کا فرزند مسند نشین نہ ہووے اوّل قرار پانے حمل میں عوارض اسقاط وغیرہ سے مخل ہوتے ہیں اور اگر فرزند موجود ہوتا ہے اس پر قضایائے معلق کا خلل طاری کر کے انواع الانواع بیماریوں میں مبتلا کرتے ہیں اور بعضے قطب کی قوت جذبیہ روحانی قلب والی ملک پر ساتھ ایسے تصرف کے محیط ہوتی ہے کہ وہ رئیس اولوالامر دائم المرض رہتا ہے۔ شفاء ان امراض

کی چارہ سازی حکمائے حاذق سے حاصل نہیں ہوتی بجز نظر عنایت حضرت عارف صاحب
مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ کے اور جس وقت کسی فرمانروائے ملک کی نسبت عارف
صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ کو کسی طرح کا ارادہ خیر و شر کا منظور ہوتا ہے اس وقت قطب اس ملک کا اپنی
قوت جاذبہ روحانی کو عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ کے قبضہ
قدرت میں دے دیتا ہے جب عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اپنے
ارادہ کا فعل انجام فرما چکتا ہے اس وقت پھر بدستور قطب اپنے مرتبہ پر کامیاب ہو
جاتا ہے اور اکثر بادشاہ اور فرمانروایان ملک نے جن کو خیر و صلاحیت سے بہرہ ہو
حضرات عارفان صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ اپنے اپنے زمانہ کی
کشف برداری سے اپنے ملک کے قطب اور رقیب نقیب نجیب غوث سے
واقف ہو کر امراض اور عوارض سے نجات پائے اور واسطے قائم رہنے ریاست کے
اپنی اولاد پر انتظام کر دیا کہ تا وہ صادر ہونے گستاخی اور بے ادبی کے خدمت میں عارف
صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ اپنے زمانہ کے کہ کوئی زمانہ عارف صاحب
مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ اور اقطاب ہر شہر و دیار و افواج سے خالی نہیں ہوتا
قیام ظاہر و باطن کا وجود سراپا جود وہ عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان
حنفیہ اور اقطاب کے موجود ہونے پر منحصر ہے اور ہر ایک زمانہ کے عارف
صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ کو اپنے اپنے عہد میں مثل حضرات
متقدمین کی قوت اور قدرت مراتب کی حاصل ہے اور یہی انتظام و اہتمام تا بہ
بقیام جاری رہے گا اور دفائن و خزائن ہر ایک محدودہ زمین کے قبضہ قدرت
اقطاب میں ہوتے ہیں. صاحب دفینہ کو وقت نکالنے دفینہ کے اگر چاہتے ہیں
تو دیتے ہیں نہیں تو نظروں سے غائب کر دیتے ہیں اور جب اپنی رائے مصلحت
اندیش میں مناسب جانتے ہیں جس کو چاہتے ہیں عنایت کرتے ہیں اور ارادہ اور
خواہش ہر ایک بشر مخلوق ہندو و مسلمان اور جملہ مذاہب کو حد حکومت اپنی میں
سے ہر وقت دیکھتے رہتے ہیں نفع اور ضرر پہونچاتے ہیں. تاثیرات اعمال نقوش
اور وظائف قاریان صاحب الغرض کے جس کسی کی حد حکومت میں تلاوت کرتے

ہیں اخذ کرکے بارگاہ حضرت قاضی الحاجات میں پیش کرتے ہیں اور بموجب حکم باطن کے اس شخص کو کھاتے میں جات میں ثمرہ اس عمل کا عنایت کرتے ہیں اور تاثیر اعمال نقوش اور وظائف قاریان صاحب الغرض بوالہوس کو اخذ کرکے اپنی طاقت روح جذبیہ کو تقویت اور ترقی بخشتے ہیں اور تاثیرات اعمال نقوش اور وظائف حضرات قاریان حسبتاً للہ کو بغیر اجازت یا ایسے شیخ کی اجازت سے جو بقوت روحانی خود پیشکش روح مقدسہ حضرت سرورکائنات اشرف المخلوقات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ذکر سکے اخذ کرکے بتوسط ملائکہ پیشکش روح مطہرآنحضرت سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کردیتے ہیں اور تاثیر اعمال اور نقوش اور وظائف حضرات عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ اور داخلان سلسلہ تعلیم طریقت عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ کے اخذ نہیں کرسکتے ہیں یہ حضرات خود بہ قوت جاذبہ روحانی تاثیر اعمال اور نقوش اور وظائف اپنے اور داخلان سلسلہ اپنے کے پیشکش روح اطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کرتے ہیں بلکہ اکثر اوقات حضرات اقطاب بعضے امور اہم متعلقہ اپنی ذات خاص میں عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ سے معاونت چاہتے ہیں اور ان کے داخلان سلسلہ کی ہر گونہ حاجات بغیر امداد ان کے بطور خود روا کردیتے ہیں اور نقیب رقیب نجیب غوث ایک ایک ہر شہر و دیار و افواج میں ساتھ ایک ایک قطب کے ہوتے ہیں ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ کا کام انجام کرتے ہیں اور حضرات ابدال خدمات حکم رسانی پر اپنے ضلع متعلقہ کے اقطاب کو مامور ہوتے ہیں جس وقت حکم حاکمان بالادست علی الترتیب مراتب اپنے سے مطلع ہوتے ہیں اسی وقت تعمیل بجالاتے ہیں اور معلق ہوا پہ نہایت سریع السیر تشریف لے جاتے ہیں اور حضرات رجال الغیب بھی کہ شمار میں تین سو گیارہ نفر ہیں۔ اسی سلسلہ عالیہ سے متعلق ہیں زیادہ تشریح کیفیات آنحضرات کی بموجب حکم امتناع افشا ہ عام کے ملتوی رکھی گئی۔ دوسرا سلسلہ

جلیلہ مشہور ہے کہ حضرت عبدالجلیل صاحب جنوبی فرزند حضرت محمد حنیف صاحب سے
حضرت مولانا شمس تبریز صاحب مستفیض ہیں یہ طریقہ وہبیہ ہے حضرات اس
سلسلہ کے مجذوب صاحب کیفیت ولایت صفاتی اور کشف کونی کے ہوتے ہیں
یعنی آنحضرت کو کشف ہیژدہ ہزار عالم کا ہوتا ہے ہر وقت مستغرق رہتے ہیں اور
بعضے اوقات حالت جذب میں وہ گفتگو جو کشف میں معائنہ کرتے ہیں زبان سے
نکل جاتی ہے اور ان آں حضرات کو شب و روز کا امتیاز نہیں ہوتا ہے اور جس عارف
صاحب مجاز مرفوع الاجازت سلاسل دیگر پر کیفیات ان سردو خاندان حنفیہ کے گذر
جاتے ہیں اس کو حالت سلوک میں ایک کیفیت عجیب اور محویت لطیف میں ہر دم
اور سراپا استغراق رہتا ہے اور مختصر احوال کیفیت باطن حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف
صاحب فرزند حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو تیرہ سال کی عمر میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے تاریخ ستائیسویں[۲۷] ماہ ربیع الآخر
سنہ ۲۲ ہجری کو بروز دوشنبہ بعد نماز عصر کے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت
اور ارشاد سے مشرف فرما کر کیفیت باطن کی تعلیم فرمائی اور کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ
سبز اپنے ہاتھ سے باندھا اور خرقہ پہنا کر پٹکہ سرخ کمر سے باندھ کر اور خلافت نامہ
عطا فرما کر جس مرتبہ پر کہ خطاب بخشا ہے آج تک سوائے عارفان صاحب حیا نہ
مرفوع الاجازت اس خاندان حنفیہ اور حضرات نقباء اور رقباء اور نجباء اور ابدال
اور اوتاد اور اقطاب اور اغیاث اور حضرات مجاذیب بادۂ وحدت کے حضرات
سالکین دیگر سلاسل عوام الناس کے گوش زد نہیں ہوا ہے اس باعث سے تحریر
نہیں کیا جاتا ہے اور جب عمر شریف حضرت محمد حنیف صاحب کی اکتالیس[۴۱] سال
کی ہوئی بتاریخ ساتویں ماہ ذلقعدہ سنہ ۵۲ ہجری کو بروز یک شنبہ بعد مغرب کے
شہر دمشق میں نکاح آپ کا مسماۃ سوغہ بنت قاسم جون شاہ جن مرید حضرت امام
حسن علیہ السلام سے منعقد ہوا ۔

اور بعد اکتیس برس کے بتاریخ یکم ماہ ربیع الاوّل ۸۳ھ ہجری کو بروز شنبہ وقت نماز فجر کے فرزند دلبند حضرت شاہ عبدالکریم صاحب تولد ہوئے اور دوسرے ہفتہ میں بتاریخ نہم ماہ مذکور سنہ صدر کو بروز یک شنبہ وقت دوپہر دن چڑھے انہیں بی بی کے شکم سے حضرت شاہ عبدالجلیل صاحب پیدا ہوئے اور حضرت عبدالکریم صاحب نے ایک ہفتہ میں مرتبہ بلوغ کو پہنچ کر اپنے والد ماجد سے عرض کیا کہ مجھ کو کیا حکم ہے۔ حضرت محمد حنیف صاحب نے بیعت امامت اور ارشاد سے مشرف کرکے کلاہ اپنی اوڑھائی اور شملہ سرخ کر سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا اور خلافت نامہ عطا کرکے کیفیت باطن کے بموجب تعلیم حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہٗ کی مرحمت فرما کر ارشاد کیا کہ تم کو حیات ابدی مثل حضرت خضر علیہ السّلام کے حضرت قادر حقیقی سے نصیب کی گئی ہے۔ بعہدۂ سلطانی جانب مغرب سے کامیاب رہو حضرت شاہ عبدالکریم صاحب اسی وقت بعد ادائے نماز مغرب اپنے جائے قیام کو روانہ ہوگئے اور تیسرے ہفتہ میں بتاریخ سترھویں ماہ مذکور سنہ صدر روز دوشنبہ کو وقت عصر کے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب تولد ہوئے اور حضرت عبدالجلیل صاحب اسی طرح بالترتیب مرقومہ کیفیت باطنی سے صاحب مجاز مستفیض ہو کر عہدۂ سلطانی جانب جنوب کے ارسال فرمائے گئے۔

اور چوتھے ہفتہ میں بتاریخ چوبیسویں ماہ مذکور سنہ صدر کو بروز دوشنبہ وقت شب بعد نماز تہجد کے حضرت شاہ عبدالرشید صاحب تولد ہوئے اور حضرت عبدالکریم صاحب اسی طرح بہ ترکیب محررۂ بالا کیفیت باطنی سے مشرف ہو کر عہدِ سلطانی جانب شرق ارسال فرمائے گئے۔ اور بعد اتمام ماہ تاریخ یکم ماہ ربیع الآخر ۸۳ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے حضرت عبدالرشید

صاحب کو بیعت امامت اور ارشاد سے حضرت محمد حنیف صاحب نے اپنے ہاتھ پر مستفید فرما کر کلاہ اپنی اوڑھا کر خرقہ پہنایا اور پٹکہ سرخ کمر سے باندھا اور خلافت نامہ مع خلافت نامہ اپنے کے عطا فرما کر تعلیم کیفیت باطنی سے مستفیض فرما کر عہدۂ سلطانی جانب شمال کو ارسال فرما دیا کہ ہر چہار حضرات موصوف بالا اسی عہدوں پر بلا عزل و نصب تا لقیام عالم قائم و دوائم رہیں۔ اکثر عوام الناس نے بھی نقش مسمّی گردنامہ میں نام ان چاروں حضرات کے معائنہ فرمائے ہوں گے۔ ان چار حضرات میں دو حضرات سے سلسلے جاری ہوئے اور دو حضرات سے سلسلے نہ جاری ہونے کا باعث قابل افشا عام نہیں طالب کیفیت باطن اس خاندان کو وقت بیعت کے تعلیم کیا جاتا ہے۔

چھبیسویں[۲۶] سردار حضرت شیخ عبدالحمید صاحب علیہ الرحمہ

الغرض جب حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین اکیس[۲۱] برس کی عمر کو پہنچے۔ بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الآخر سنہ ۸۶۳ھ کو بروز دوشنبہ وقت نماز ظہر کے فرزند ارجمند حضرت شیخ عبدالحمید صاحب تولد ہوئے مادر زاد ولایت کی کیفیات جو کچھ حضرت قطب عالم کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئی تھیں۔ معائنہ کی گئیں اکثر خوارق طفولیت ہی میں صادر ہوئے تھے۔ سترہ برس تک تحصیل علوم ظاہری میں مصروف رہے۔ بتاریخ سولہویں ماہ ربیع الآخر ۸۸۰ھ ہجری کو بروز یک شنبہ بعد اشراق کے حضرت قطب عالم صاحب نے حضرت شاہ عبدالحمید صاحب عرف شیخ زین اولیں ولایت جذبیہ کو اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے بالتخصیص ان ہر دو خاندان عالیہ حنفیہ اور

چند سلاسل دیگر میں سوائے خاندان صاحب چشتیہ کے مشرف کر کے کلاہ اپنی اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا اور پٹکہ سُرخ کمر سے باندھا اور خلافت نامہ مع جملہ خلافت نامہ جات سلسلہ حضرت محمد حنیف صاحب کے نام سے اپنے نام تک اور تبرکات اور راز منضبطہ اور مکتوبات نقاب حضرات پیران عظام کے تفویض کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا اور تیرہ اجنۃ مذکورۃ بالا جو مثل ابدالوں کے اوپر سے مقرر ہوتے چلے آتے تھے قطب عالم صاحب نے بعد عطائے خلافت اپنی خدمت میں سے آپ کے پاس مقرر فرماتے۔ اور کیفیت باطنی مرحمت کر کے حصول ترقی کیفیت باطن میں متوجہ کر دیا۔ گیارہ مہینے کے بعد حضرت شاہ عبد الحمید صاحب موصوف کو کیفیت باطنی کے ساتھ غلبۂ جذب کے تمام و کمال ماتہر ہو گئے اور محویت نامہ حاصل ہوئی حضرت قطب عالم صاحب نے ارشاد فرمایا کہ فرزند تم پر سات برس کامل کیفیت غلبۂ جذب مستولی رہے گی مگر جب تمہاری طبیعت اسلوب سلوک پہ آجاوے اور ہوش و حواس عالم امکان کے پیدا ہو جائیں تو بلدۂ گجرات ولایت افاغنہ میں قیام کرنا ولایت گجرات کی تم کو مرحمت ہوئی ہے۔ بعدہٗ حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے بتاریخ تیسویں ماہ جمادی الآخر ۹۴۵ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت بعد نماز ظہر کے مرتبۂ لاہوت میں وفات پائی مزار مبارک گنگوہ شریف میں ہے اور تاریخ چھبیسویں ماہ ربیع الاول ۸۸۱ھ کو لشب جمعہ عشاء کے وقت حضرت شاہ عبد الحمید صاحب غلبۂ کیفیت درجہ اعلائے مجذوبیت میں گنگوہ شریف سے کسی طرف کو چلے گئے اور بعد سات برس کامل کے بتاریخ سوم ماہ رجب ۸۸۸ھ ہجری کو بروز جمعہ بلدہ گجرات ولایت افاغنہ میں آکر قیام پذیر ہوئے اور شہر احمد آباد ملک گجرات میں جاکر مسمات حلیمہ بیگم

بنت سید نعیم بن شہاب الدین بن عبد الیابا بن پیر با بالیعنی سید علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے رسم عقد نکاح بجا لائے اور بعد ہو جانے نکاح کے گنگوہ شریف کو تشریف لے آئے اور سلاسل اجازت یافتہ میں تعلیم طریقت اور ارشاد ہدایت فرماتے رہے۔

ستائیسویں سردار حضرت شاہ عبد الصمد صاحب علیہ الرحمہ مثل حضرت امام احمد صاحب رح

جب آپ کی عمر شریف چھیاسی برس کی ہوئی تب بتاریخ سترھویں ماہ رجب ۹۴۹ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت ظہر کے فرزند سعادت مند حضرت شاہ عبد الصمد صاحب تولد ہوئے۔ مادر زاد ولایت کی کیفیات ظاہر تھیں اکثر خوارق طفولیت ہی میں صادر ہوتے تھے۔ تیرہ سال کی عمر میں بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الاول ۹۶۲ھ ہجری کو بروز جمعہ بعد نماز عصر کے حضرت شاہ عبد الحمید صاحب نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے ہر دو خاندان روح جذبیہ وصفات کشف کونی وہبی حنفیہ اور دیگر سلاسل اجازت یافتہ میں بدستور مرقومہ بالا مستفیض کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا اور اجنہ مقررہ مذکورہ آپ کے ماتحت کر دیئے اور کیفیت باطن تعلیم فرما کر عقد نکاح شرعی میں منسلک کر دیا اور بتاریخ چودھویں ماہ ربیع الآخر ۹۸۵ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت اشراق کے حضرت شاہ عبد الحمید صاحب نے وفات پائی مزار مبارک گنگوہ شریف میں ہے۔

اٹھائیسویں سردار حضرت شاہ فتح اللہ صاحب علیہ الرحمۃ

مثل حضرت امام احمد صاحب

اور تاریخ بارہویں ماہ ربیع الآخر سنہ ۹۶۴ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت مغرب کے حضرت شاہ عبدالصمد صاحب کے عمر پندرہ برس کے فرزند دل بند حضرت شاہ فتح اللہ صاحب تولد ہوئے ولایت مادر زاد کے آثار پیدا تھے اکثر خوارق طفولیت ہی میں صادر ہوئے اور حضرت شاہ عبدالصمد صاحب تحصیل علوم ظاہری سے فراغ حاصل کر کے سات برس تک حالت غلبہ جذب میں مستغرق شہر سیالکوٹ میں سیاح رہے اور جب طبیعت اسلوب سلوک پر راغب ہوئی بتاریخ گیارہویں ماہ شعبان سنہ ۹۸۰ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت عصر کے حضرت شاہ فتح اللہ صاحب کو کہ چودہ برس کی عمر میں تھے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے ہر دو خاندان حنفیہ اور دیگر سلاسل میں بدستور محررۂ بالا مشرف کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے فرما کر تعلیم کیفیت باطن سے بہرہ مند کر دیا اور واجبۂ مقررہ آپ کی خدمت میں متعین کر دیئے اور تاریخ گیارہویں ماہ شوال سنہ ۹۸۹ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت عصر بعد نماز کے حضرت شاہ عبدالصمد صاحب نے وفات پائی مزار مبارک گنگوہ شریف میں ہے اور حضرت شاہ فتح اللہ صاحب تحصیل علوم ظاہری اور تکمیل کیفیت باطنی میں مشغول ہو کر عرصۂ نو سال میں فاضل ہو گئے۔

اُنتیسویں سردار حضرت محمد صادق صاحب صادق مثال علیہ الرحمۃ مثل حضرت امام احمد صاحب

اور بتاریخ سترھویں ماہ ربیع الآخر ۹۸۰ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت فجر کے فرزند ارجمند حضرت محمد صادق صاحب صادق مثال پیدا ہوئے کیفیات ولایت مادر زاد کی معائنہ اور مشاہدہ ہوئیں اکثر خوارق طفولیت ہی میں صادر ہوتے تھے بعد اس کے حضرت شاہ فتح اللہ صاحب بنا بر حصول غلبہ کیفیت جذب کے مائل ہو گئے اور سات برس تک شہر قندھار میں سیاح رہے بعد سات برس کے دولت سلوک سے بہرہ مند ہو کر بتاریخ انیسویں ۱۹ ماہ رمضان ۱۰۰۰ھ ہجری کو بروز جمعہ بعد نماز مغرب کے حضرت شاہ محمد صادق صاحب کو تیرہ برس کی عمر میں اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت و ارشاد سے ہر دو خاندان روح جذبیہ و صفات کشف کون وہب حنفیہ اور دیگر سلاسل میں بدستور مرقومہ بالا فیضیاب کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے مع تقرر حبات کے کر دیا حضرت فتح اللہ صاحب نے تاریخ اٹھارہویں جمادی الآخر ۱۰۳۶ھ ہجری میں بروز یکشنبہ وقت عصر کے وفات پائی مزار شریف بمقام گنگوہ شریف ہے اور تعلیم کیفیت باطن سے کامیاب فرمایا اور حضرت شاہ محمد صادق صاحب تحصیل علوم ظاہر سے اوّل فراغ حاصل کر کے ترقی کیفیت باطن میں متوجہ ہوئے اور سات برس بحالت غلبہ جذب شہر ہرات میں مستغرق رہے اور جب وہ سادہ سلوک بر زونق افروز ہوئے تعلیم طریقت کی ارشاد فرمانے لگے۔

تیسویں سردار حضرت شاہ محمد حیات صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب

اور ترپن برس کی عمر میں بتاریخ گیارہویں ماہ ربیع الآخر ۱۰۴۰ھ ہجری کو وقت نصف شب جمعہ کے فرزند ارجمند حضرت شاہ محمد حیات صاحب تولد ہوئے کیفیات ولایت مادر زاد کی نمایاں تھیں اکثر خوارق طفولیت ہی میں سرزد ہونے لگے۔ پندرہ برس کی عمر میں تحصیل علوم ظاہر سے فیض یاب ہو کر بتاریخ سترھویں ماہ جمادی الآخر ۱۰۵۱ھ ہجری کو بروز یک شنبہ وقت عصر کے حضرت شاہ محمد صادق صاحب نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے ہر دو خاندان روح جذبیہ اور صفات کشف کون وہب حنفیہ اور دیگر سلاسل میں بدستور مرقومہ بالا مستفیض کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے فرمایا اور تیرہ جہات جو مقرر چلے آتے تھے آپ کی خدمت میں مامور کر دیئے اور تاریخ ۱۹ انیسویں ماہ محرم ۱۰۵۳ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت قبل از نماز جمعہ حضرت شاہ محمد صادق صاحب نے مرتبہ جبروت میں وفات پائی مزار مبارک گنگوہ شریف میں ہے اور محمد حیات صاحب حصول غلبہ کیفیت جذب میں سات برس شہر گجرات واقع افغانستان میں سیاح رہے اور جب مایۂ سلوک سے شادکام ہوئے اور عقد نکاح مسماۃ نیاز بی بی خاتون بنت سید احمد بن قادر علی بن اسحاق بن محمد غیاث الدین محمود عالم بن یوسف علی سید جلال بخاری سے کر کے ۲۳ تئیس برس کامل سکونت اختیار کی۔

اکتیسویں سردار حضرت شاہ برخوردار صاحب علیہ الرحمۃ مثل حضرت امام احمد صاحب

اس عرصہ میں بعمر ساٹھ سال کے دو دختر اور ایک فرزند ارجمند بتاریخ سلخ ماہ صفر سنہ ۱۱ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت دوپہر حضرت شاہ برخوردار صاحب تولد ہوئے آثار کیفیات ولایت درزاد کے ظاہر تھے اکثر خوارق جلی طفلیت ہی سے صادر ہوئے تھے جب عمر شریف آپ کی بارہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد حضرت شاہ محمد حیات صاحب نے بتاریخ تیرھویں ماہ رجب سنہ ۱۱۱۲ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اخذ امامت اور ارشاد ہر دو خاندان روح جذبیہ و صفات کشف کون وہب حنفیہ اور دیگر سلاسل میں بدستور مستورہ بالا مشرف کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا اور تحصیل علوم ظاہری اور تکمیل کیفیات باطنی میں متوجہ کر کے تیرہ جات متعینہ کو ان کے پاس مقرر کر دیا اور خود حضرت شاہ محمد حیات صاحب گنگوہ شریف کو تشریف لے آئے گوشہ نشین ہو کر کسی سے کلام نہ کیا اور بحالت گوشہ نشینی تاریخ انتیسویں ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۱۳ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے حضرت شاہ محمد حیات صاحب نے وفات پائی۔ مزار مبارک گنگوہ شریف میں ہے اور بعد رخصت ہونے حضرت شاہ محمد حیات صاحب کے سید شفیع احمد بن صفت محمد بن سید ہدایت علی بن سید محمد نبی بن سید امام قیام الدین بن سید عظیم الدین برادر زادہ شاہ دولہ صاحب گجراتی قادری نے اپنی دختر نیک اختر قمر النساء کا حضرت برخوردار صاحب کے ساتھ عقد نکاح کر دیا اور حضرت محمد حیات صاحب کو اس امر کی بمقام گنگوہ اطلاع کر دی بعدہٗ حضرت برخوردار صاحب انیس برس کی عمر میں قرآن مجید

کے حافظ اور علم ظاہری کے بخوبی فاضل ہو گئے۔

بتیسویں[۳۲] سردار حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب مثل امام احمد صاحب علیہ الرحمۃ

اور تاریخ سترھویں ماہ شعبان سنہ ۱۱۱۹ ہجری کو بروز جمعہ وقت نماز مغرب کے فرزند سعادت مند حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب تولد ہوئے الواکیفیات ولایت مادر زاد کے پیدا ہوئے تھے۔ خوارق طفولیت ہی میں ظہور کرتے تھے اور حضرت شاہ برخوردار صاحب حصول غلبہ کیفیت جذب میں متوجہ ہوئے سات برس کے بعد طبیعت اسلوب سلوک پر مائل ہوئی اور حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب کو تحصیل علوم ظاہری میں مصروف کر دیا بعد تحصیل علم بعمر سینتیس[۳۷] سال کے تاریخ گیارہویں ماہ ذلیقعدہ سنہ ۱۱۵۶ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت بعد نماز عصر کے حضرت شاہ برخوردار صاحب نے اپنے فرزند حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب کو اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے ہر دو خاندان حنفیہ صوفیہ اور دیگر سلاسل میں بدستور مذکورہ بالا مستفیض کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا اور تیرہ جنبات متعینہ قدیمہ کو آپ کی خدمت میں مقرر کیا اور تاریخ گیارھویں ماہ محرم سنہ ۱۱۶۲ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت مغرب کے حضرت شاہ برخوردار صاحب نے وفات پائی مزار مبارک شہر گجرات میں ہے۔

۲۳ تنیتسویں سردار حضرت شاہ عبدالکریم صاحب قطب الدارین عرف ملا فقیر اخون صاحب جی مثل امام احمد صاحب

اور حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب کی چوبیس برس کی عمر میں بتاریخ چوبستی ماہ رجب ۱۱۴۲ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت فجر کے آپ کے فرزند دل بند حضرت شاہ عبدالکریم صاحب قطب الدارین عرف ملا فقیر اخون صاحب جی تولد ہوئے آثار کیفیات مادر زاد ولایت کے مثل حضرت قطب عالم صاحب کے ظاہر تھے اکثر خوارق جلی طفولیت ہی میں صادر ہوتے۔ آنحضرت کو نو برس کی عمر میں آپ کے والد ماجد نے بتاریخ گیارھویں ماہ ذیقعدہ ۱۱۵۲ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے اپنا بتقریر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے ہر دو خاندان روح جذبیہ وصفات کشف کون وسب حنفیہ اور دیگر سلاسل میں مشرف کر کے کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا اور پٹکہ سرخ کمر سے باندھا اور خلافت نامہ مع جملہ خلافت نامجات اور اوراد اور تبرکات اور مکتوبات نقاب اپنی اور حضرات پیران عظام سلاسل حنفیہ کے مرحمت فرما کر دولت تعلیم کیفیت باطن سے مالامال کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا اور حضرت شاہ عبدالکریم صاحب بتحصیل علوم ظاہری اور تکمیل کیفیت باطنی میں مصروف ہوئے چند سال میں فارغ التحصیل اور فاضل اجل ہو گئے اور حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب حصول ترقی کیفیت غلبہ جذب میں متوجہ ہو گئے اور اسی حالت جذب میں بجانب دہلی تشریف لے گئے اور دہلی میں رونق افروز ہو کر حضرت شاہ رحمت اللہ قدوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بموجب حکم سروری قطب دہلی کو قدیم سے معزول کر کے بجائے اس

کے نائب قطب کو عہدۂ قطب پر مقرر فرمایا اور چند عرصہ تک قطب کی خدمات باطنی کے نگراں رہے جب حکم سرمدی طمانیت آمیز آگیا تو بعد کو حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب نے دہلی سے جانب رہیل کھنڈ مراجعت فرمائی اور چند عرصہ میں طبیعت اسلوب سلوک پذیر ہوئی اور جبات مقررہ قدیمہ کو حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب کے تفویض فرما کر تاریخ اکیسویں ماہ جمادی الآخر ۱۱۹۱ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت نصف شب حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب نے وفات پائی۔ مزار مبارک رام پور اجاغنہ میں ہے اور حضرت شاہ عبدالکریم صاحب پر کیفیت جذبے غلبہ کیا اس حالت میں آپ شہر گجرات سے سفر گزین ہوئے اور جہاں کہیں جس عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت کسی سلسلہ سے قدم بوس ہوتے اس حضرت نے بعد تعلیم اور تحویل تمام و کمال اپنے سلسلہ کی کیفیت کے خلافت نامہ مع جملہ خلافت ناجات معتبرہ اور اوراد منضبطہ اور مکتوبات نایاب مختصہ اپنے اور حضرات سلسلہ اپنے کے تفویض کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے فرما کر رخصت کیا چنانچہ آنحضرت نے چند سلاسل عجیبہ میں زیادہ حضرت قطب عالم سے مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت کا حاصل فرمایا ہے اور تاریخ پانچویں ماہ رمضان المبارک ۱۱۹۶ھ کو بروز شنبہ وقت عصر کے حضرت شاہ عنایت محمد صاحب ذو القوۃ المتین بہادر ل پوری نے حضرت شاہ عبدالکریم صاحب کو بیعت امامت اور ارشاد اور اجازت اور حوالت سے نکات ایس طرح کی بیعت اور حقائق چہار گونہ امامت کی تعلیم فرما کر خاندان قدسیہ صابریہ چشتیہ میں کہ منصب شہنشاہی ولایت کا اس خاندان عالیہ میں بوجہ کاملہ متحقق ہے مشرف کر کے کلاہ اپنی اوڑھا کر اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا اور خلافت نامہ بمضمون شہنشاہی ولایت ساتھ خطاب قطب الدارین کے مع جملہ خلافت ناجات معتبرہ اور اوراد منضبطہ اور تبرکات متبرکہ اور مکتوبات نایاب اپنے اور حضرات شہنشاہاں سلسلہ کے مرحمت فرما کر تعلیم کیفیت باطنی سے بمراتب شہنشاہی ولایت کے مستفیض فرما کر سات قسم کی

سیف اللہ حرز یمانی شریف سلطان الاوراد کی تلاوت کی اجازت دے کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ مثل اپنے فرما دیا اور بنا بر سکونت مصطفےٰ آباد عرف رام پور افاغنہ کو ارسال کر دیا۔

۲۴
چوبیسویں سردار حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی علیہ الرحمۃ

جب عمر شریف حضرت شاہ عبدالکریم صاحب قطب الدارین عرف ملّا فقیر اخون صاحب کی عمر سینتیس ۳۷ برس کی ہوئی تو بتاریخ چھٹی ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۱۸۰ ہجری کو بروز جمعہ وقت صبح کے فرزند سعادت مند حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی تولد ہوئے کیفیات مادر زاد اور ولایت کی صادر تھیں اکثر خوارق طفولیت ہی میں سرزد ہوتے تھے بارہ برس کی عمر تک تحصیل علوم ظاہر میں مشغول رہے۔ بتاریخ ستر ھویں جمادی الاول سنہ ۱۱۹۲ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت عصر کے حضرت شاہ عبدالکریم صاحب نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت سے خاندان جلیلہ حنفیہ اور دیگر سلاسل میں بدستور مورخہ بالا مشرف فرما کر مجاہدہ بحصول ترقی کیفیات غلبہ جذب میں متوجہ کیا بعد فراغ تین برس حبس کبیر کے بتاریخ سترھویں ماہ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۵ ہجری کو بروز سہ شنبہ بعد نماز عصر کے حضرت میاں غلام شاہ صاحب کو بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں بدستور مرقومہ بالا مشرف کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ مثل اپنے جملہ خاندانوں میں بخطاب معصوم قطب زمانی کے فرما کر تعلیم کیفیت باطن شہنشاہی ولایت کے باجازت سات طرح کی تلاوت سیف اللہ حرز مرتضوی شریف سلطان الاوراد

کی تکمیل کو پہنچا کر زیب مسند ہدایت اور ارشاد کر دیا اور حضرت شاہ عبد الکریم صاحب
قطب الدارین علو العزم و الرتبہ مجدد عصر رحمۃ اللہ علیہ کے برخوردار حضرت
شاہ نعمت اللہ صاحب قدوسی چند واسطوں میں اپنے اخی بزرگوار سے
اور ہر دو خاندان حنفیہ میں اپنے والد حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب سے ماذون
و مجاز تھے اور سات برس کامل مثل مرقومۂ بالا جذب رہا جب کہ افاقہ ہوا تو
بلاس پور علاقہ رام پور میں سکونت اختیار کی۔

پینتیسویں۳۵ سردار حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب قدوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب کا حال ولادت وغیرہ نقشہ قدوسیہ میں اس
طرح مرقوم ہے کہ تاریخ آٹھویں ماہ رجب سنہ ۱۱۳۸ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت
مغرب کے گجرات واقع افغانستان میں پیدا ہوئے اور بتاریخ پندرھویں ماہ
رمضان سنہ ۱۱۵۰ ہجری کو بروز چہارشنبہ وقت عصر کے ہر دو خاندان حنفیہ میں بمقام
شہر گجرات اپنے والد حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب سے خلافت پائی اور
تاریخ سترھویں ماہ صفر سنہ ۱۲۳۵ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت ظہر کے آپ نے وفات
پائی مزار شریف آپ کا قریب مزار مبارک حضرت شاہ عبد الکریم صاحب کے
رام پور میں ہے اور باقی سب احوال آپ کا مثل حضرات مرقومہ بالا ہے۔

چھتیسویں سردار حضرت شاہ محمد عبد اللہ صاحب قدوسی رحمۃ اللہ علیہ

جب حضرت نعمت اللہ صاحب کی عمر ۲۲ برس کی ہوئی تو تاریخ اکیسویں ماہ شوال سنہ ۱۱۶۰ ہجری کو بروز دو شنبہ وقت عصر کے بمقام رام پور حضرت شاہ محمد عبد اللہ صاحب قدوسی تولد ہوئے یوم ولادت سے آثار مادر زاد ولایت کے نمایاں تھے تھوڑی عمر میں قرآن مجید حفظ کر کے علوم ظاہری میں فضیلت حاصل کی اور تاریخ بیرھویں ماہ شعبان سنہ ۱۱۸۰ ہجری کو بروز چہار شنبہ بعد نماز ظہر کے اپنے والد ماجد حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب سے ہر دو خاندان حنفیہ میں بترتیب مرقومہ بالا خلافت حاصل کی۔ سات برس کامل جذب رہا جب جذب سے افاقہ ہوا تو خلق اللہ کو ہدایت فرمانے لگے۔ ہزاروں آدمی نعمت حفظ قرآن سے فیضیاب ہوگئے۔ باقی تمام حال آپ کا مثل حضرات محررہ بالا ہے اور جب عمر شریف حضرت شاہ حافظ محمد عبد اللہ صاحب پچاس برس کی ہوئی تو تاریخ یکم ماہ رجب سنہ ۱۲۲۰ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت شب یعنی شب پنجشنبہ کو بمقام بلاس پور فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی قدوسی حنفی مؤلف کتاب ہذا پیدا ہوا۔ یوم ولادت سے اس فقیر کو حضرت عمومی شفیق لی مع اللہ گاہ میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے کنار شفقت میں لے کر شبانہ روز پیش نگاہ اپنی پرورش فرما کر علم ظاہری سے بھی مستفیض کیا اور فقیر مؤلف کتاب کو ساڑھے نو برس کی عمر میں بتاریخ گیارہویں ماہ ذلحجہ سنہ ۱۲۲۹ ہجری کو بروز جمعہ بعد نماز ظہر حضرت شاہ عبد الکریم صاحب کے مزار شریف پر والد ماجد حضرت شاہ محمد عبد اللہ صاحب نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ سے ہر دو خاندان اصغری میں

بقاعدہ محررہ حنفیہ بالاستفیض فرماکر تعلیم باطنی سے بہرہ مند کیا اور تاریخ اٹھارہویں
ماہ رمضان ۱۲۵۴ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے حضرت شاہ محمد عبداللہ
صاحب نے وفات پائی مزار مبارک آپ کا بمقام جے پور احاطہ مولانا ضیاء الدین
میں ہے اور فقیر مؤلف کتاب کو حصول خلافت سے ایک برس گزر جانے کے
بعد جب کہ جذب کا غلبہ شروع ہوا تو حضرت عم مکرم میاں غلام شاہ صاحب نے
فقیر مؤلف کتاب ہذا کو ساڑھے دس برس کی عمر میں بتاریخ انیسویں ماہ جمادی الاول
۱۲۳۰ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت عصر کے اپنے ہاتھ پر بیعت حوالت اور بار ارشاد
سے مکرر بر دو خاندان حنفیہ عظمیہ اور دیگر سلاسل میں مشرف فرما کر اور کلاہ اپنی اوڑھا
کر خرقہ پہنایا اور پٹکہ سرخ کمر سے باندھا اور خلافت نامہ مع خلافت نامجات
اور اوراد اور تبرکات اور مکتوبات نطاب اپنے اور حضرات سلاسل اجازت
فرمودہ کے عطا فرما کر تعلیم کیفیت باطن سے کامیاب کرکے چند عرصہ میں تمام
وکمال کیفیت ولایت روح جذبیہ کی حاصل کرادی اور کیفیات بادشاہی ولایت
فردیت کی سے مطلع فرما دیا۔ اور کیفیات شہنشاہی ولایت اور جملہ اوراد اور
مفاوضات معنونہ حضرت شاہ عبدالکریم صاحب قطب الدارین سے اطلاع فرما
کر ارشاد کیا کہ بسبب خورد سالگی یہ جملہ مراتبات ابھی تم کو عطا نہیں کیے جاتے۔ لیکن
یہ دولت سرمدی واسطے تمہارے ابھی مدت اکتیس ۳۱ سال کا سفر برائے تکمیل کیفیت
تعلیم اور تحصیل استعداد کیفیات غیر تعلیمیہ تم کو ضرور ہے اس باعث سے احکامات
سجادہ آوردنی سے مطلع کیا جاتا ہے کہ تمہاری پیش خبری حضرت شاہ عبدالکریم صاحب
قطب الدارین نے مکتوب نطاب حب الوجود تصنیف اپنی میں تحریر فرمادی ہے
معائنہ کرلو اس کشف بردار فقیر محمد حسن صابری چشتی قدوسی حنفی مؤلف کتاب ہذا نے
بموجب فرمان اقدس کے دیکھا تو یہ مضمون تحریر تھا کہ اس خاندان شہنشاہی ولایت
میں علو العزم والمرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت کو تین واسطے پہلے سے خبر ملتی
چلی آتی ہے کہ تیسرے واسطے میں فلاں بزرگ ہوگا وہی بزرگ ہوتا ہے ۔

کرامت اولیاء حق کا مصداق ہے چنانچہ حضرت شاہ عبدالکریم صاحب تحریر فرماتے
ہیں کہ اے برخوردار میاں غلام شاہ تم سے بعد اس فقیر کے محمد امیر شاہ نامی اولاد
سید جلال بخاری میں سے مستفیض ہوگا۔ اور یہ مرتبہ شہنشاہی ولایت کا اس کو پہنچے
گا اور راسی صاحب ارشاد علو العزم والمرتبہ سے بعد کو تمہاری اولاد میں حاصل ہو دینے
گا جس کو تمہاری اولاد میں حاصل ہوگا نہ برادر زادہ فقیر مسمی حافظ محمد عبداللہ صاحب سے
۱۲۲۰ھ ہجری میں فرزند پیدا ہوگا اور اس کے نام کا تقرر تم سے کرایا جائے گا تم اس
لڑکے کو اپنی فرزندی میں لے کر نام اس کا محمد حسن رکھنا اور اس کی ولادت میں مادر
اس کی کے شیر نہ ہوگا فرزند من تم اپنی بی بی صاحبہ کی گود میں ڈال دینا اس کے دیکھنے
سے دودھ کی فوراً آمد شروع ہو جاوے گی اور پھر اخیر کو دودھ کی کمی ہوگی تو اس
سعید ازلی کو بکری کا دودھ پلانا ضرور ہے کہ یہ سنت سنیہ حضرت خیر البشر
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہے جو اللہ تعالے اس فرزند ازلی اور ارجمند ابدی
سے ادا کرادے گا یہ خبر فقیر کو اوپر سے ملتی چلی آئی ہے زیادہ راز قابل افشا نہیں ہے
اور قریب دس برس کے تمام علم ظاہر سے فیض یاب ہو کر تم سے طلب خدا کی حاصل
کرے گا تم اس لڑکے کو پہلے اس کے پدر بزرگوار سے بیعت خفیہ حاصل کرا کے ڈیڑھ
برس کے بعد بر لب دریا لے جا کر بیعت باطنی سے مستفیض کر کے روانہ طرف مقصود
اصلی کے کر دینا بعد تمہارے قریب اکتیس[۳۱] سال کے وہ واپس آئے گا اور محمد امیر
شاہ سے شہنشاہ ولایت کے مراتبات حاصل کر کے کل مکتوبات نطاب وغیرہ
وصول کر کے جو کہ اس فقیر نے اسم بزرگان دین کے اجازت یافتہ جمع کر رکھے ہیں
اس کو ترکیب دے کر ایک خلاصہ مکتوبات کا مثل تواریخ کے کر دے گا اور
مکتوبات نطاب وغیرہ بعد جمع کر دینے احوال موصوفہ کے ایک ابدال بحکم
سرور صلے اللہ علیہ وسلم آکر لے جاوے گا اور جمیع مکتوبات نطاب کو حضرت
امام مہدی علیہ السلام کے تفویض کر دے گا اور زمانہ حضرت امام مہدی علیہ
السلام کا ۱۴۰۰ھ ہجری کے قریب ہوگا اور اس فرزند ازلی سے کوئی شخص ایسا

فیض یاب نہ ہوگا جس کے مکتوبات نطاب سپرد کیے جائیں گے مگر فیض باطنی اس
کی صورت سے کثیر طالبان حق کو طرح طرح کا پہنچے گا اور علاوہ چودہ خانوادوں
کے اور چار سلسلے اور ہر دو سلاسل خفیہ علوی اسطارہ قسم کا فیض اس سے جاری
ہوگا اور جو شخص کہ اس سے فیض باطنی حاصل کرکے اس سے نسبت رکھے گا
اس کو نسبت قوی اور فیض

- - - - - - - - - - - - - -

کثیر ہوگا اور غلبۂ کیفیت میں قرب حضرت احدیت صرف اور حضرت وحدت اور
حضرت واحدیت بدرجۂ اتم حاصل ہوگا جب فقیر مکتوبات حسب الوجود معائنہ کر چکا
تو حضرت عم ممدوح نے احکامات سفر کے تعلیم فرمائے اور ارشاد کیا کہ فرزند یہ کچھ کیفیات
اور تبرکات اور اوراد و مکتوبات مع اسناد معتبرہ ایک سو چھبیس سلاسل مفصلہ ذیل کے تمہارے
گھر میں موجود ہیں اگر ان سے زیادہ کسی مجاز مرفوع الاجازت کے پاس کوئی سلسلہ دستیاب
ہو تو بہر طور ساتھ انہیں شروط مرعیہ اور قیود مستمرہ کے ضرور حاصل کرنا تفصیل سلاسل
۱۲۵ موجودہ خاندان[1] صابریہ چشتیہ قدوسیہ پندرہ واسطوں سے خاندان[2] نظامیہ چشتیہ پندرہ
واسطوں سے خاندان[3] قادریہ سترہ واسطوں سے خاندان[4] نقشبندیہ سات واسطوں
سے خاندان[5] اویسیہ پانچ واسطوں سے خاندان[6] مداریہ گیارہ واسطوں سے خاندان[7]
قلندریہ سات واسطوں سے خاندان[8] سہروردیہ نو واسطوں سے خاندان[9] شطاریہ
سات واسطوں سے خاندان[10] کبرویہ آٹھ واسطوں سے خاندان[11] شاذلیہ تین واسطوں
سے خاندان[12] حنفی یعنی منسوب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی سراج امت
اور مصدر اس سلسلہ کیفیت عجیبہ باطنی کے حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ
تعالیٰ عنہ باجازت قرآن شریف کے ہیں۔) سات واسطوں سے خاندان[13] یافعیہ
طبریزی دو واسطوں سے خاندان[14] انسیہ پانچ واسطوں سے خاندان[15] عزیزیہ ایک
واسطہ سے خاندان[16] جباریہ ایک واسطہ سے خاندان[17] عالیہ حنفیہ یعنی منسوب حضرت
محمد حنیف صاحب فرزند حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ) پانچ واسطوں سے بعدہ
حضرت عم مکرم نے ایک کاغذ تحریر فرما کر بطور تعویذ کے فقیر مؤلف کتاب کے

گلے میں ڈال کر حکم دیا کہ فرزند ارجمند جب اکتیس ۳۱ سال کے سفر میں تعمیل جمیع احکام
کی انجام دے کر وطن کو واپس آوے وقت داخل ہونے شہر رام پور کے اوّل اس
کاغذ محفوظ ماموزنہ کو کھول کر بموجب تعلیم مندرجہ کے عمل میں لانا اور بتاریخ انیسویں
ماہ جمادی الاوّل سنہ ۱۲۳۰ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت نصف شب کے ساڑھے
دس برس کی عمر میں فقیر مؤلف کتاب کو اپنی خدمت فیض درجت سے رخصت
فرمایا۔ پانچ برس کامل بموجب معمول حضرات پیران عظام کے فقیر مؤلف پر کیفیت
جذب طاری رہی اور اسی حالت جذب میں انصرام کام خدمت عہدہ ہائے نقباء
ونجباء و رقباء و اقطاب و اغیاث و ابدال کے اکثر شہر و دیار افواج میں ماموریہ کیا
کرتا رہا۔ اور قندھار میں حضرت حمداد قصوری صاحب سے ملازمت حاصل کر کے
ان کے ہمراہ قصور تک چلا گیا اور کیفیت باطن حضرات انبیاء علیہم السلام والصلوٰۃ علیٰ
نبینا کی کماں پانچ حضرات سے تعلیم طریقت کے سلسلے جاری ہوئے یعنی حضرت
الیاس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام پانچوں سلاسل میں باسناد و تبرکات و اوراد
مکتوبات اور ساتھ قیود اور شروط مرعیہ و تعلیم مقررہ کے حاصل کیے اور وہاں سے براہِ
خشکی پیادہ پا بلا سوال مایحتاج نفس بیت المقدس کو چلا گیا اور وہاں طواف صخرۃ اللہ
کا کر کے آستانہ بوسی جمیع حضرات انبیاء علیہم السلام والصلوٰۃ علیٰ نبینا سے مستفیض ہوا
اور وہاں سے مدینہ منورہ کو پہنچ کر اوّل طواف روضۂ مقدسہ کا بار اوّل دیوار سے جسم
ملا کر بعدہٗ ایک قدم کے فاصلہ سے پھر دو قدم کے فاصلہ سے بار چہارم تین قدم کے
فاصلہ سے اسی طرح ہر بار ایک قدم بڑھاتے ہوئے تا انتہائے دست قریب ساڑھے
پندرہ برس کے عرصہ میں بجا لا کر مشرف ہوا بعد فراغ طواف ایک سلسلہ کیفیت
باطن کا جو حضرت بلال ابدال کو بواسطہ حضرات بلال ابدال کے حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے حاصل ہوئے تھے اور وہ کیفیت باطن بعینہٖ
کو حضرات ابدال میں نصیب ہوئی حضرت عبداللہ بن نعمت اللہ مشہدی سے

ملاقی ہو کر مراتب مستلزمہ حاصل کیا اور ایک سلسلہ کیفیت باطن قطب المزاری کا جو
حضرت عباس علمبردار سے درختان اور ریگ صحرا کھاتا ہوا بنا بر آستانہ بوسی حضرات
پیران عظام علو العزم و المرتبہ اور امام الائمہ اور امام الائمہ ایک سو پچیس[۱۲۵] سلسلوں
کے متوجہ ہوا اور ہر ایک آستانہ کرامت نشانہ پر پہنچ کر تجدید بیعت روحی اور اجازت
اور حوالت اور خلافت اور امامت اور تحصیل تعلیم کیفیت باطن ہر صاحب مزار سے
مصداق آیت ان اولیاء اللہ لا یموتون کے مستفیض ہوا اور وہاں
سے واسطے چلہ کشی کے کوہستان ہر ہفت تبت پر کہ چلہ گاہ حضرات ہی سیاح
رہا اور اوراد کے نصاب اور زکوٰۃ دعا و سیف اللہ حرز یمانی شریف سلطان الاوراد
چودہ قسم کے اور شغل نوری اور ذکر نفی اثبات میں تین برس گیارہ مہینے کامل بموجب تعلیم
حضرت عم مکرم میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی کے معروف رہا اور اس
مدت اکتیس[۳۱] سال میں فقیر مؤلف کتاب نے بہت سے طالبان خدا کو سلاسل اجازت
یافتہ میں بیعت توبہ اور خلافت ارشاد سے مشرف کیا جن کے اسمائے ذیل میں لکھے
جائیں گے اور یہ فقیر ممالک عرب وغیرہ میں حسن عرب ہندی کے نام سے ہر ایک
جگہ مشہور رہا اور جب فقیر مدت اکتیس سال کا سفر اور تعمیل جمیع احکام دشوار تر انجام کو
پہنچا کر وطن کو واپس آیا بتاریخ یکم ماہ جمادی الآخر ۱۲۹۲ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت
مغرب کے ہنگام داخل ہونے شہر رام پور کے اس کاغذ محفوظ ماموزہ کو کھول کر دیکھا
تو اس میں تحریر تھا کہ ہم کو واپس آ کر عالم ناسوت میں نہ پاؤ گے لیکن شاہ محمد امیر قطب الارشاد
سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں بیعت کر کے اس کی تعلیم لسانی سے حضرت ذات
احدیت صرفہ سے مرتبہ اسفل طبیعت تک ہر ہر مرتبہ کے آداب احکام۔ آثار
اصطلاح حسنات۔ سئیات۔ اذکار۔ اشغال۔ افکار۔ اسرار سے مستفیض ہو کر جملہ
اسناد اور اوراد تبرکات مکتوبات مفاوضات معنونہ حضرات پیران عظام
سلاسل مذکورۂ بالا کے حاصل کر کے مسند امامت اور ارشاد پر ساتھ مناصب
اور مراتب شہنشاہی ولایت کیفیات باطن کے بادہ نوش تجلیات ذاتی کے رہنا

فقیر مؤلف کتاب ہذا تعمیل اس حکم کی کرکے شرف امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں ممتاز ہؤا اور چند طالبان خدا کو شرف خلافت سے ممتاز کیا جن کے نام ذیل میں مرقوم ہیں اور بتاریخ سترھویں ماہ ربیع الآخر ۱۲۸۰ سنہ ہجری میں بروز جمعہ عصر کے حضرت مرشد برحق ہادی مطلق پیر دستگیر روشن ضمیر شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد صاحب حق رحمۃ اللہ علیہ نے تکمیل بیعت خلافت اور اجازت اور حوالت وامامت اور ارشاد کلی مجددی سے خاندان صابریہ چشتیہ وقادریہ اور جمیع سلاسل ایک سو چھبیس واسطوں مذکورہ بالا میں مشرف فرماکر کلاہ اپنی اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا اور خلافت نامہ مع جملہ خلافت ناموں اور تبرکات ملبوسات وغیرہ اور دیگر اشیاء ہر قسم اور مکتوبات نطاب اور اجازت تلاوت دعاء سیف اللہ حرز یمانی شریف سلطان الاوراد بترکیب انیس قسم اعنی روحی قیومی عرفی معنوی لکوتی حیرتی لاہوتی. ہاہوتی. ناسوتی صابری. قادری. لفاظی. قدوسی. نظامی نارلولی. سہروردی. عملی. اورادی. جلالی. رحمانی. عرفی. انقطابی. نظری. اور دیگر اوراد منضبطہ اپنے اور حضرات پیران عظام جملہ سلاسل کے مرحمت فرماکر تعلیم کیفیت باطنی سے مراتب شہنشاہی ولایت کے بہرہ مند فرمایا اور اپنی ذرہ نوازی اور مکرمت کریمی سے اس حقیر بے توقیر کشف بردار کو عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ مثل اپنے فرما دیا ذرہ کو آفتاب بنا دیا۔ دوہا۔

حسن امیر کے واریاں اور پل میں سو سو بار
کاگ سے ہنسا کیا اور کرت نہ لاگی بار

احوال خلفائے فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی قدوسی حنفی مؤلف کتاب حقیقت گلزار صابری

حضرات پیران عظام فدا المجد والاحترام وعلی الخصوص اپنے مرشد برحق ہادی مطلق رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ نے جو نسبت فقیر مؤلف کتاب ہذا کی پیش خبریاں فرمائی تھیں کہ فقیر سے علاوہ تجدید احکام باطنی اور تالیف تاریخ آئینہ تصوف اور اشاعت احوال حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے ارشاد عظیم بھی جاری ہوگا اور جس طرح چار پیروں سے چودہ خانوادوں سے کثیر سلاسل جاری ہوئے، اسی طرح تجھ سے بہت سے خلفاء اور خلفاء سے کثیر التعداد سلسلے جاری ہوں گے۔ الحمد للہ علی احسانہ کہ بہ برکت ان پیش خبریوں کے فیضان احمدیہ کثیر جاری ہوا۔ اور فقیر کی صورت سے کہ نہیں ہے فقیر کی صورت اسی سبب صورت کی یہ صورت ہے۔ بطفیل کفش برداری اپنے ہادی برحق کے تخمیناً ایک لاکھ مریدان شہار در بیرون جات کے ممالک ہندوستان و افغانستان و ترکستان و بخارا و ایران و بغداد شریف و کربلائے معلی و نجف اشرف و بیت المقدس و مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و مصر و قسطنطنیہ و اندلس وغیرہ کے علاوہ ۱۳۲۹ھ ہجری سے آخر ماہ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ ہجری تک جس قدر خلفاء مرد و عورت و جن صاحب مجاز مرفوع الاجازت ایک سو اکتیس (۱۳۱) سلاسل میں بکیفیات مختلفہ ہوئے۔ ان کی تعداد ایک سو پندرہ (۱۱۵) ہے ان میں اکثر خلفائے صاحب خلافت مع لوازم خلافت مقررہ وقاری دعا سیف اللہ حرز مرتضوی شریف سلطان الاوراد باجازت قرأت ممتاز ہیں۔ اور ان سے خاص شہر رامپور اور ممالک مذکورہ میں ترقی تمام طریقہ ارشاد و تعلیم جاری ہے حتیٰ کہ خلفائے فقیر سے بھی طالبان خدا مرتبہ خلافت کو پہنچے ہیں۔ اور ان سے ارشاد جاری ہے۔ اور بعض خلفاء فقیر صرف

ؔ اس عجیب و غریب تاریخ آئینہ تصوف کا بیان تقریظ اول میں درج ہے ۱۲۔

صاحب مجاز ہیں۔ اور اکثر خلفاء فقیر طالبانِ حق گیارہ قسم کی بعیت سے مشرف ہو چکے ہیں اور ان کو ہر ہر مرتبہ کی بعیتوں کے آداب، احکام، آثار، اصطلاح حسنات، سیئات، اذکار اشغال، افکار، اسرار سے مطلع کرا کر معائنہ کرا دیا گیا ہے، جس کے نتیجہ میں بانفعال حضرت ہادی مطلق بعضوں کو فنائے احدیت بعضوں کو فنا و حدت، بعضوں کو فنائے واحدیت بعضوں کو فنائے الوہیت، بعضوں کو فنائے ربوبیت، بعضوں کو فنائے انانیت، بعضوں کو فنائے اثنانیت، بعضوں کو فنائے عبدیت خاص کے مراتب حاصل ہو گئے ہیں اور توحید وجودی مع حفظ مراتب اور توحید شہودی خود ساختہ صورت روحانی باطنی اور حقیقت معنوی ظاہری و باطنی الوان و تلوین سے تشبیہ بالذات و تنزیہہ بالصفات اور بعضوں کو تنزیہہ بالذات اور تشبیہ بالصفات، اور بعضوں کو تجلی آثار صفاتی اور بعضوں کو آثار ذاتی کا مشاہدہ کرا کر تشبیہ ساطعہ و تنزیہہ لامعہ مع گیارہ قسم کے انوار ولایت ذاتی و صفاتی اصلی یعنی ظلی پر قائم النار یا نور کر دیا ہے اور نہیں کیا ہے فقیر نے مگر وما توفیقی الا باللہ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اور اسی مضمون کا ایک دوہا بھی فقیر نے کہا۔

جو کچھ کری سو تیں کری اور میں کچھ کیتی نانے
میں نے سبھی جب ہی کری کہ جب تو اوگھٹ کے مانے

اب یہاں سے صرف اسماء خلفاء لکھے جاتے ہیں، باقی ہر ایک طالب خدا کی کیفیت کہ جو جس فیض باطنی سے شرف یاب خلافت ہوا ہے فقیر کے مکتوب لطائف احدیت الواحدیت اور تاریخ آئینہ تصوف مؤلفہ فقیر اور تفسیر اسرار محمدی شرح حروف مقطعات تصنیف فقیر میں مفصل قلم بند ہے۔

اسمائے خلفائے فقیر جو ہنگام سفر ممالک عرب و عجم فقیر سے فیض یاب ہوئے

خلفائے خاندان حنفیہ یعنی منسوب حضرت محمد حنیف صاحب فرزند حضرت علی کرم اللہ وجہہ (۱) شاہ عبد المجید خراسانی (۲) شاہ عبد الغفار قندھاری (۳) شاہ عبد الغنی بخاری (۴) شاہ عبد اللہ مشہدی (۵) مولوی اکرم خالی کرشکی (۶) مولوی نور الدین طبرستانی (۷) مولوی قدرت اللہ بغدادی (۸) مولوی محمد شفیع بصری (۹) مولوی محمد گلباز شاہ ایرانی (۱۰) شاہ بجیو عثمان ثمرقندی (۱۱) احمد حیدر شاہ کوفی۔

خلفائے طریقہ شاذلیہ ۱۰ درش (۱۲) ملا عجیب شاہ کابلی (۱۳) سردار ملا عمر خان کابلی (۱۴) ملا ملوک شاہ کابلی اولاد ملا رحم داد بابا (۱۵) ملا احمد گل سنڈیکھنڈی (۱۶) ملا کلو شاہ باجوڑی (۱۷) ملا گل داد شاہ کابلی اولاد حضرت شاہ عمر صاحب (۱۸) ملا ایوب شاہ کابلی اولاد پیر بودلہ بابا (۱۹) اخون یوسف خان بخاری (۲۰) اخون یار احمد شاہ بلخی (۲۱) اخون مراد خان بادری ضلع ولایت طوس اولاد سید الطائفہ شیخ الشیوخ ابو القاسم جنید بغدادی۔

خلفائے خاندان جبّاریہ ۱۰ درش (۲۲) نور احمد شاہ خان رومی (۲۳) نور الحق مغل جان رومی (۲۴) زدح سبحان خان رومی (۲۵) کیوان مغل جان رومی (۲۶) نامور مغل جان رومی (۲۷) کوک خان رومی (۲۸) جوز مغل جان رومی (۲۹) عنایت اللہ شاہ بدخشانی (۳۰) مرزا سبحان شاہ بدخشانی (۳۱) میرزا احمد مغل شاہ بدخشانی ۔

خلفائے طریقہ مداریہ ۱۰ درش (۳۲) حزب اللہ شاہ کوفی (۳۳) ماطوم مغل جان شامی (۳۴) نادر احمد شاہ شامی (۳۵) تکبیر

قدرت اللہ شاہ شامی (۳۶) طہرت مرزا شامی (۳۷) شیوان شاہ شامی (۳۸) حریم کریم شامی (۳۹) یوسف سلیمان دمشقی (۴۰) یونس خوباز دمشقی (۴۱) یودیس عثمان دمشقی۔

خلفائے سلسلۂ حنفی | یعنی منسوب بہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی سراج اُمت باجازت کلام اللہ شریف و احادیث (۴۲) مولوی عمر شاہ قندھاری (۴۳) مولوی سبحان قندھاری (۴۴) مولوی احمد قندھاری (۴۵) مولوی اسمٰعیل قندھاری (۴۶) مولوی نیاز شاہ بخاری (۴۷) مولوی اسحاق دہلوی (۴۸) مولینا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (۴۹) مولوی عنایت علی دہلوی (۵۰) مولوی فدا علی دہلوی (۵۱) مولوی غوث شاہ ہراتی (۵۲) مولوی قدرت اللہ پوربی (۵۳) مولوی فضل حق پنجابی (۵۴) مولوی حمد اللہ شاہ حیدرآباد سندھی (۵۵) مولوی اکبر شاہ پشاوری (۵۶) مولوی عبید اللہ پشاوری (۵۷) مولوی نیاز احمد شاہ پشاوری (۵۸) مولوی اکرم خاں کشمیری (۵۹) مولوی غلام احمد کشمیری (۶۰) مولوی عباد اللہ کابلی (۶۱) مولوی خدا یار خان یمنی۔

خلفائے خاندان سہروردیہ | (۶۲) شیخ احمد علی بصرت پوری (۶۳) میاں محبت علی برہان پوری

خلفائے خاندان قادریہ | (۶۴) شیخ محبوب جے پوری (۶۵) سیف اللہ خان بدایونی (۶۶) اور منور شاہ شاہجہانپوری خلیفہ سلاسل نظامیہ چشتیہ اور قادریہ ہیں اور (۶۷) عزت علی شاہ جلیلی خلیفہ سلاسل قادریہ اور سہروردیہ اور (۶۸) سدا سہاگ۔

اسمائے خلفاء جو بعد داخل ہونے فقیر کے بیچ سلسلہ عالیہ صابریہ کے خلافت سے کامیاب ہوئے

(۹۶) شیخ عثمان اجمیری کو خاندان صابریہ چشتیہ اور نظامیہ چشتیہ میں (۰۷) اور شاہ شفیع اکرم کشمیری کو سلاسل ہر دو چشتیہ موصوفہ اور قادریہ اور نقشبندیہ اور سہروردیہ (۱۷) اور سلطان شاہ خان احمد آبادی کو سلاسل صابریہ، قادریہ، نقشبندیہ میں (۲۷)، اور غلام شاہ مراد نگری کو خاندان عالیہ صابریہ چشتیہ میں (۳۷) اور اعظم الدین شاہ کانگڑھوی کو سلسلہ صابریہ چشتیہ میں (۴۷) اور غلام حیدر شاہ عجب پوری کو سلاسل صابریہ چشتیہ اور نقشبندیہ میں (۵۷) اور نیاز احمد شاہ خادم درگاہ عرش پناہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو سلاسل صابریہ اور نظامیہ اور قادریہ اور نقشبندیہ میں مع اجازت جھر زیبائی شریف کے ممتاز خلافت و ماذون مرفوع کیا۔ مگر چند عرصہ سے اس طالب نے تلاوت ورد موصوفہ ترک کر دی ہے۔

اسمائے خلفائے فقیر جو فقیر کی حصول کیفیت خلافت کلی مجددی علوالعزمی شہنشاہی ولایت کے بعد بعطائے مراتب مرفوعی لوازمہ خلافت سے فیضیاب کیفیت باطن ہوئے

(۶) شاہ محمد یوسف حسن نے سلاسل ہر دو چشتیہ یعنی صابریہ اور نظامیہ اور ہر دو قادریہ رزاقیہ و منوریہ و قلندریہ و سہروردیہ و نقشبندیہ و ہر دو سلاسل روح جذبیہ وہبیہ و حنفیہ رشیدیہ میں باجازت ہائے قرآن مجید و حرز یمانی شریف صابریہ و نادعلیہ و غوثی و قطبی شرف پایا۔ اور اشغال برزخ و نوری اور تلاوت اسم اعظم و دیگر تعلیمات سے مستفیض کیا گیا۔

(۷) شاہ محمد فاروق حسن جمیع سلاسل صابریہ نظامیہ قادریہ قلندریہ سہروردیہ نقشبندیہ اویسیہ گرگامیہ و ہر دو سلسلہ حنفیہ رشیدیہ و روح جذبیہ وہبیہ میں باجازت تلاوت دعائے سیف اللہ حرز مرتضوی شریف سلطان الاذکار جمالی و جلالی و غوثی و قطبی و اویسی و نادعلی و قرآن مجید و دلائل الخیرات و دعائے نور و دعائے نبوی و قصیدہ معترد وغیرہ اشغال برزخ و ملکوتی و خفی و روحی سے ممتاز ہوا۔ اور اسم اعظم اور دیگر تعلیم باطنی سے کامیاب کیا۔

(۸) شاہ محمد رفیق حسن کل سلاسل صابریہ نظامیہ قادریہ قلندریہ سہروردیہ نقشبندیہ اویسیہ گرگامیہ و حنفیہ رشیدیہ و روح جذبیہ میں بعطائے اجازت ورد شریف صمصام اللہ جمالی و جلالی غوثی قطبی و قرآن مجید و دعائے نبوی و دعائے نوری

وقصیدہ معزو واشغال ملکوتی و شغل خفی نظامی و تعلیم باطنی تصرف و رسب محبوبی کے ممتاز حقیقت کیا گیا۔

(۹۰) شاہ احمد حسن فقیرزادہ اوّل ہر ایک سلاسل صابریہ نظامیہ قادریہ قلندریہ سہروردیہ نقشبندیہ وغیرہ مذکورہ بالا میں مع کیفیت سلاسل حنفیہ جدیدہ غیرہ واجازت دعائے سیف اللہ سلطان الاوراد جمالی و جلالی نارنولی و غوثیہ قطبیہ و قرآن مجید و دعائے نور و قصیدہ وغیرہ سے کامیاب ہوا۔ اور دیگر اوراد جمالی و جلالی و اشغال ملکوتی و نوری و برزخ و تعلیم باطنی و اسم اعظم سے مالامال کیا گیا۔

یہ چاروں طالبان حق اور واصلین مرشد نسبتی روح فقیر مؤلف کتاب ہذا کے مرتبہ ارواح طے کر چکے اور ہر چہار سیر تمام ہونے والی ہیں۔ کیفیت ان کی سلوک بالجذب ہے اور خانہ حنفیہ میں داخل ہو کر کیفیت روح جذبیہ و صفات کشف کونی شروع ہوئی ہے عروج و نزول ان کے زیر پا ہے۔ اور قبض و بسط کا یہ سلسلہ رکھتے ہیں فقط۔

۱ (۸۰) مولانا شاہ عابد حسن فقیرزادہ دوم اور عالم جمیع علوم معقول و منقول ہے اور سلاسل صابریہ اور نظامیہ اور قادریہ و سہروردیہ و نقشبندیہ میں لعطائے اجازت حرز یمانی شریف و تلاوت قرآن مجید و اسم اعظم و اشغال برزخ و نوری میں کامیاب ہوا۔

۲ (۸۱) مولوی شاہ محمد عارف حسن فقیرزادہ سوم سلاسل صابریہ اور نظامیہ و قادریہ و سہروردیہ نقشبندیہ میں لعطائے اجازت قرآن مجید اور حرز یمانی شریف و دعائے نبوی شریف و اشغال برزخ و نوری و اسم اعظم ممتاز ہوا۔

۳ (۸۲) سید نجف علی شاہ پیرو مرشد نواب صاحب بہادر والئی رام پور سلاسل صابریہ و نظامیہ و قادریہ و سہروردیہ میں لعطائے اجازت خاتم سیف اللہ و دعائے حیدری شریف و اسم اعظم و اشغال برزخ و نوری مشرف ہوا۔

۴ (۸۳) مولوی محمد قاسم علی شاہ قاسم بدایونی سلاسل صابریہ اور نظامیہ و قادریہ و سہروردیہ میں لعطائے اجازت حرز مرتضوی شریف و قرآن مجید و دلائل الخیرات و حلیے نبوی و دعائے حیدری شریف و دعائے نبوی شریف و شغل نوری و برزخ و اسم اعظم

مفتخر کیا گیا۔

(۸۵) مولانا حاجی سید شاہ محمد عاشق علی محدث بریلوی سلاسل صابریہ اور نظامیہ وقادریہ ونقشبندیہ وسہروردیہ میں بعطائے حرز یمانی شریف صابریہ اور غوثی معنویہ اور درود شریف غوثیہ مستفیض ہوا۔

(۸۶) مولوی شاہ غلام غوث تشبیہی سلاسل صابریہ اور نظامیہ وقادریہ اور سہروردیہ میں بعطائے اجازت قرآن مجید وحاشیہ دعائے نبوی شریف وشغل نوری وبرزخ واسم اعظم کامیاب ہوا۔

(۸۷) شاہ منور علی سلاسل صابریہ ونظامیہ وقادریہ ونقشبندیہ سہروردیہ میں بعطائے اجازت قرآن مجید ~~ودرود شریف اولیسیہ~~ وشغل برزخ وشغل نوری واسم ذات واسم اعظم کے بہرہ مند ہوا۔

(۸۸) شاہ محبوب حسن عرف محمد بخش کو سلاسل صابریہ ونظامیہ وقادریہ وسہروردیہ نقشبندیہ میں بعطائے اجازت حرز یمانی شریف صابریہ نار لولیہ غوثیہ معنویہ وقرآن مجید دعائے شفا ودعائے نبوی ودعائے نوری وشغل نوری وبرزخ واسم اعظم فیض یاب ہوا۔

(۸۹) کلن شاہ سلاسل صابریہ نظامیہ قادریہ قلندریہ سہروردیہ نقشبندیہ میں بعطائے اجازت حرز یمانی شریف وقرآن مجید ودعائے نبوی ودعائے نوری وشغل نوری وبرزخ واسم اعظم کے ممتاز باطن ہوا۔

(۹۰) شاہ حسن آزاد سلاسل صابریہ وقادریہ میں بتعلیم حنفیہ جلیلہ کشف کونی وصوری مستفاد باطن ہوا۔

(۹۱) امیر اللہ شاہ آزاد سلاسل صابریہ وقادریہ وقلندریہ ورسول شاہی میں بعطائے اجازت اسم اعظم وشغل برزخ وتعلیم حنفیہ جلالیہ کے مفتخر ہوا۔

(۹۲) شاہ محمد حسین پاک پٹنی اولاد حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث سند رحمۃ اللہ علیہ مؤلف کتاب گلزار فریدی کو سلاسل صابریہ اور نظامیہ وقادریہ ونقشبندیہ وسہروردیہ میں بعطائے اجازت

قرآن مجید و دعائے حیدری شریف دعائے سیفی دعائے نبوی شریف و اسمائے
اصحاب کہف و شغل نوری و شغل برزخ کے کامیاب باطن ہوئے ۔

(۹۳) شاہ محمد فخر الدین اولاد حضرت شاہ نور الدین قطب عالم سید نبوی کو سلاسل صابریہ نظامیہ قادریہ مداریہ شطاریہ اویسیہ میں بعطائے اجازت حرز یمانی شریف صابری و نادعلی و قرآن مجید و اوراد فتحیہ و قصیدہ بردہ و قصیدہ غوثیہ و قصیدہ معز و دعائے شفاء و ترکیب اسمائے اصحاب کہف و تعلیم حنفیہ جلالیہ و شغل نوری و برزخ کے مستفیض کیفیت باطن کیا۔

اور یہ چودہ خلفاء مثل فقیر مؤلف کتاب ہیں بعضے نفسی و روح زجاجی و منقلب روح سراجی کے ہیں۔ اور بعضے طالبان خدا ان میں ایسے ہیں کہ عروج کر گئے ہیں اور بعضے بمرتبہ اوسط خروج کر گئے ہیں۔ اور بعضے سوم مرتبے میں شروع ہو کر ملہمہ ہو گئے ہیں۔ اور بعضے ہفتم مرتبے کشف صور روح جذبیہ صفات کشف کونی کے مؤثر ہیں۔ اور بعضے مؤثر بالزوال ہیں۔ اور بعضے مؤثر بارواح ہیں۔ اور بعضے مؤثر حقیقت مرشدی آگاہ ہیں اور بعضے بیچ رضا تسلیم کے آئے ہیں اور بعضے مجاہدین نفس ملہمہ کے ہیں اور بعضے کھولنے والے مطمئنہ کے ہیں اور بعضے بلندی پکڑنے والے حقیقت ذات کے ہیں۔ اور بعضے حقیقت ساذج میں مبتلا ہیں فقط۔

۱ (۹۴) مولوی سید شاہ محمد یعقوب علی نوری سلاسل صابریہ نظامیہ قادریہ سہروردیہ و ہر سہ گر گامیہ قرنیہ میں بعطائے اجازت حرز یمانی شریف و قرآن مجید و دلائل الخیرات و اوراد فتحیہ و دعائے نبوی شریف و شغل نوری و برزخ کے مستفیض کرائے گئے۔

۲ (۹۵) مولوی سید شبیر علی شاہ خلف مولوی کافی مراد آبادی سلاسل صابریہ و نظامیہ و قادریہ میں بعطائے اجازت دعائے حیدری شریف و ورد داودیہ و اسم اعظم کامیاب ہوا۔

۳ (۹۶) حافظ محمد انور شاہ سلاسل صابریہ و قادریہ میں بعطائے اجازت قرآن مجید و دلائل الخیرات و اوراد فتحیہ و دعائے نبوی و درود اویسیہ و چشتیہ کے ممتاز ہوا۔

۴ (۹۷) گمن شاہ سلاسل صابریہ اور قادریہ میں بعطائے اجازت صمصام اللہ جلالی و تعلیم حنفیہ جلالیہ و اسم اعظم و برزخ کے فیض یاب ہوا۔

۵ (۹۸) محمد علی حسین شاہ سلاسل صابریہ و قادریہ و قلندریہ میں بعطائے اجازت دعائے حیدری شریف و شغل برزخ و شغل نوری و تعلیم حنفیہ جلالیہ کے رازدار کیفیت باطن ہوا۔

۶ (۹۹) شاہ غلام حسن عرف اسفندیار سلاسل صابریہ و نظامیہ و قادریہ و سہروردیہ و نقشبندیہ میں بعطائے اجازت حرز یمانی شریف و قرآن شریف و دعائے نبوی و شغل برزخ و شغل نوری و اسم اعظم کے ماہر حقیقت کیا گیا۔

۷ (۱۰۰) محمد عبدالرحمن شاہ سلاسل صابریہ اور قادریہ میں بعطائے حزب البحر و شغل نوری کامیاب ہو۔

۸ (۱۰۱) غلام غوث شاہ سلاسل صابریہ و قادریہ و سہروردیہ و نقشبندیہ میں بعطائے حرز یمانی شریف سہروردیہ و کبرویہ اجازت قرآن مجید و شغل نوری و اسم اعظم کے مشرف ہوا۔

۹ (۱۰۲) مولوی محمد سلامت اللہ شاہ سلاسل صابریہ و نظامیہ و قادریہ و سہروردیہ میں بعطائے اجازت قرآن مجید سرفراز ہوا۔

۱۰ (۱۰۳) مولوی محمد عبدالقادر شاہ محدث ولایتی مفتی عدالت رامپور صاحب مجاز مرفوع سلسلہ اجازت قرآن مجید کئے گئے۔

۱۱ (۱۰۴) مولوی محمد حسین خان مہتمم اخبار دبدبہ سکندری رام پور سلاسل صابریہ و نظامیہ و قادریہ و سہروردیہ و نقشبندیہ میں بعطائے اجازت خاتم سیف اللہ و ترکیب حرز مرتضوی غوثی و قطبی و دعائے حیدری شریف و حاشیہ دعائے نبوی و اجازت قرآن مجید و شغل نوری کے مستفیض ہوئے۔

(۱۰۵) محمد علی حسین شاہ ثانی سلاسل صابریہ و نظامیہ و قادریہ و قلندریہ میں بعطائے اجازت خاتم دعائے سبیقی و حرز غوثی و قطبی و دعائے نبوی شریف و شغل نوری و شغل برزخ کے شرف یاب ہوا۔ ۱۲

(۱۰۶) سید احمد علی شاہ سلاسل صابریہ و نظامیہ و قادریہ و سہروردیہ میں بعطائے اجازت حرز یمانی شریف و دعائے نبوی شریف و شغل نوری و برزخ کے مشرف ہوا۔ ۱۳

(۱۰۷) شاہ محمد بشیر عرف محمد نبی سلاسل صابریہ چشتیہ و قادریہ منوریہ میں بعطائے شغل نوری و برزخ و تعلیم حنفیہ جلالیہ سے ممتاز ہوا۔ ۱۴

(۱۰۸) فتح محمد شاہ سلاسل صابریہ چشتیہ و قادریہ و منوریہ میں بعطائے اجازت اسم اعظم مفتخر ہوا۔ ۱۵

(۱۰۹) نذیر حسن سلاسل صابریہ و قادریہ میں بعطائے اجازت قرآن مجید و دعائے نبوی شریف و شغل نوری و برزخ کے مالا مال کیا گیا۔ ۱۶

اسمائے خلفائے عورات

(۱۱۰) کریم النساء بنت سلیمان قوم مغل مجاورہ درگاہ عرش پناہ حضرت امام موسیٰ رضا صاحب واقع مشہد مقدس سلسلہ نظامیہ چشتیہ میں۔ ۱

(۱۱۱) خورشید بیگم قوم مغل ساکنہ سمرقند سلسلہ سہروردیہ میں۔ ۲

(۱۱۲) اعجوبہ زمانی کابلی خاندان قلندریہ میں۔ ۳

(۱۱۳) ظہور النساء بیگم قوم سادات عظام خاندان نقشبندیہ میں۔ ۴

(۱۱۴) خدیجہ بیگم قوم افغان سلاسل صابریہ چشتیہ و قادریہ میں فیض یاب ہوئیں۔ ۵

اسمائے خلفائے جنات

(۱۱۵) زرغولش شمالی فاضل علوم دین سلاسل قادریہ و قلندریہ میں۔

ملاحظہ۔ ویہا الناظرین! اسماء خلفاء میں جن کے نام کے ساتھ مقام کا نام نہیں لکھا گیا ہے وہ سب خلفاء باشندۂ رام پور ہیں۔ باقی جو طالب جہاں کے باشندہ ہیں ان کے نام سے ظاہر ہوگا۔ ۱۲

(۱۱۶) اور بدر الجوشن شرقی سلاسل صابریہ وکبرویہ میں کیفیت باطن میں سے مالا مال ہوئے۔

تیئیس[۲۳] طالبانِ خدا مرد و عورت و جنات خلفا، صاحب مجاز مختص کئے گئے ہیں۔ قریب ہے کہ ساتھ ایک مہینہ کے کیفیت باطنی کا منہ دیکھیں۔ اور نفس لوامہ کے جہاد کو حاصل کر کے نکل جائیں۔ اور بعض کو بچشم کشف النوم کھلا ہے۔ اور بعض طے کر گئے ہیں ملکوت کو، اور بعض کو قریب ہے کہ عالم ارواح کھل جائے اور بعض فنائے ثلاثہ رسالت یعنی فنافی الرسول کی دولت سے عنقریب ممتاز ہوں اور بعضے کشف کونی و صفاتی خانہ حنفیہ میں آنے والے ہیں۔ اور بعضے آگاہ جبروت سے ہوئے ہیں۔ اور بعض نے طے کیا ہے مرتبہ روح زجاجی کا۔ اور بعض سراجی سے عروج کر گئے ہیں اور بعض کو یہی مرتبہ شروع ہوا ہے اور بعض خود سیر الی اللہ طے کر گئے ہیں۔ اور بعض سیر فی اللہ طے کر گئے ہیں اور پھر سیر الی اللہ میں نزول کر گئے ہیں اور بعض کو شروع مع اللہ ہو گیا ہے۔ اور بعضے سیر من اللہ میں مذاق اٹھا رہے ہیں۔ اور بعضے اپنی حقیقت کا ذوق رکھتے ہیں۔ اور بعضوں کے دلوں میں شوق وحدت پیدا ہوا ہے۔ اور بعضے عروج عقیدت شیخ طے کرتے ہیں۔ بعضے حقیقت شیخ سے وصل رکھتے ہیں بعض شغل نوری میں مشغول ہیں۔ اور بعضے برزخ صغریٰ سے داخل ہو کر برزخ کبریٰ میں موجود ہیں بعضے مذاق احدیت رکھتے ہیں اور بعضے مذاق واحدیت اور بعضے وصل وحدت اور بعضے وصل واحدیت اور بعضوں کی قوت ذاتی بیچ روح کے آگئی ہے اور بعضوں کو قوت صفاتی خاص درمیان ملکوت کے حاصل ہے جو اس سے عروج کرنے والے ہیں اور بعضوں کو بذات خود بیچ حقیقت مرشد کے قرب ہے۔ فعل کرنے پہ قادر نہیں ہو سکتے ہیں بعض جامع الجوامع ہیں اور بعضے سازج روحی اور بعضے نفس لطیف اور بعضے نفس نفیس ہیں۔ فقط۔

ابیات دعائیہ تصنیف فقیر مؤلف کتاب ہذا

یا الٰہی یہ خلیفے نامور — تیری درگاہ میں قبول ہوں زود تر

اور مے عرفان سے یہ سرمست ہوں — مستی کیف الست سے مست ہوں

نفس اور شیطان سے ہوئے انکو نجات — صورت شیخ اجل ہے ان کے سات

وصل ہے ان کو حقیقت سے مدام — صورت ہادی سے رہتے ہم کلام

ہر خلیفہ سے جاری سلسلے — تا قیامت رہویں باقی سلسلے

ہر خلیفہ بلکہ میرا ہر مرید — از جناب پاک مخدوم فرید

مایہ عرفان سے ہے فیضیاب — دولت دیدار سے ہے کامیاب

تو انہیں ذرہ سے کر دے آفتاب — عشق میں اپنے تو رکھ عالیجناب

یا امیر دو جہاں الطاف کی — ہو نظر ان پر کرم اعطاف کی

دین و دنیا میں تو ان کو شاد رکھ — رشد اور ارشاد سے آباد رکھ

کیفیت اپنے خلیفوں کی تمام
حسن صابہ لکھ چکا بس لا کلام

احوال حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی شہنشاہِ

ہند الولی شفاعتِ امر کے ہندوستان میں رونق افروز

ہونے کا۔ اور دین محمّدی کی ترقی اور مدد دینے کا۔ اور تمام

ممالکِ عجم میں سکّہ چشتیہ کے بٹھانے کا۔ اور حکام باطنی کے

طرزِ حکمرانی کا اور اُس میں ضرب المثل عزل و نصب شاہانِ

دہلی کا بیان کہ جس نے حضرات خواجگانِ چشت کی اطاعت

و فرمانبرداری کی وہ سرسبز و شاداب رہا اور جو اس خاندان

چشتیہ عالیہ سے منحرف ہوا اس کا سر توڑا گیا اور دین و

دنیا میں خراب ہوا

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعتِ امر صاحب مکتوب خطاب احدیت المعارف اور حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح صاحب مکتوب خطاب قربت الوحدت، اور حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاثِ ہند مکتوب خطاب سر العبودیت، اور حضرت بادشاہ دو جہاں

مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء صاحب مکتوب نطاب صحیفہ بیان صابری، اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت عمان صفات صاحب مکتوب نطاب فردوس الوجوب اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث صاحب مکتوب نطاب اسرار القرشی اور حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب ردولوی نزیل پیر صاحب مکتوب نطاب منہاج الواجدین۔ اور حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق نطق ولایت صاحب نطاب نطاب عروج وحدت۔ اور حضرت شاہ شیخ محمد عجیب الور محمد کمال الدین جیو صاحب مکتوب نطاب فناء الواجب اور حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدس گنگوہی دستگیر سلطان التارکین صاحب مکتوب نطاب تحفۃ الوحدت اور حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری صاحب مکتوب نطاب امانت الواحدیت اور حضرت شاہ نظام الدین بلخی صاحب مکتوب نطاب عجائب القبور، اور حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی صاحب مکتوب نطاب تحالف الکوثر اور حضرت شاہ محمد صادق گنگوہی صاحب مکتوب نطاب سجود الوہاب، اور حضرت شاہ داؤد گنگوہی صاحب مکتوب نطاب شوق الکثیر اور حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب مکتوب نطاب نعمت الحق حضرت میراں سید شاہ بھیک صاحب مکتوب ظہور الوجود، اور حضرت شاہ عنایت جیو صاحب مکتوب نطاب کشف المعلیٰ، اور حضرت شاہ عبدالکریم شاہ صاحب قطب الدارین عرف ملا فقیر اخون صاحب جی صاحب مکتوب نطاب عجب الوجود اور حضرت میاں غلام شاہ صاحب مکتوب نطاب ہوہیۃ الوجود، اور حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر جناب شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد صاحب حق صاحب مکتوب نطاب احدیت الاسرار۔

اسمائے مکتوبات حضرات خواجگان صابریہ چشتیہ | اور نقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی قدوسی

حنفی مؤلف کتاب ہٰذا صاحب مکتوب نطاب واحدیت الاحدیت اور

حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی قطاب دہلی صاحب مکتوب
مقناطیس الوحدت، اور حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی صاحب مکتوب نطاب
حقیقت البحر۔ اور حضرت شیخ محمد سعدی صاحب مکتوب نطاب قنوج قدس
اور حضرت شیخ اختیار الدین صاحب مکتوب نطاب صوت القربت اور حضرت سید
سالار مست صاحب مکتوب نطاب جاذبہ ہوحق۔ اور حضرت حسن سرمست صاحب
مکتوب نطاب مضمن الوجوب۔ اور حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب مکتوب نطاب
سکر العزوب۔ اور حضرت خواجہ خاتون علا انکوری صاحب مکتوب نطاب بدیع الفقر
اور شیخ نظام الدین عمر نارنولی صاحب مکتوب نطاب رمز الواجب اور حضرت
شیخ قطب الدین صاحب مکتوب زمرہ حقیقت اور حضرت محمد فرح شاہ
صاحب مکتوب نطاب مسرور الواقف اور حضرت محمد عاشق صاحب مکتوب نطاب
حقیقت عشرت۔ اور حضرت محمد صادق صاحب مکتوب نطاب واحد العرش اور

حضرت خواجہ محمد عبد الباقی صاحب مکتوب نطاب نتاما لبازغر اور حضرت شاہ
الوالفتح صاحب مکتوب نطاب بسان المحبوب متفق اللفظ والمعنی اقیم فرماتے ہیں
کہ ہنگام ورود بغداد شریف حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ
ہند الولی کو الہام ہوا کہ معین الدین! ہندوستان کو جاؤ مگر قبل جانے ہندوستان کے
مدینہ شریف حاضر ہونا۔ حضرت خواجہ غریب نواز بموجب حکم الہام باطن بغداد
شریف سے عازم مدینہ منورہ ہوئے۔ اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے۔ دوسری
محرم سنہ ۵۶۰ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت مغرب کے مدینہ شریف میں داخل ہوئے تیسری
محرم سن مذکور کو بروز سہ شنبہ وقت نصف شب کے عالم ارواح میں حضرت
شہنشاہ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت خواجہ غریب کو ایک انار
شیریں مرحمت فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ معین الدین! تو اس انار شیریں کو کھالے۔ اس کے
کھانے کی برکت سے از روئے باطن ہفت اقلیم تیری مطیع و فرمانبردار رہیں گے
اور ولایت ہند میں تو جا کر اسلام کو ترقی دے گا۔ اور دین محمدی کی مدد کرے گا

اور طریقت میری کو جاری کرے گا۔ کیوں کہ زندہ کیا ہے دین میرے کو محی الدین نے اور مدد دے گا دین میرے کو معین الدین ہند الولی۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا ہندوستان میں داخل ہونا

حضرت خواجہ غریب نواز یہ حکم پاکر بعد تکمیل مراتب حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو ہمراہ لے کر براہ خشکی اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے اور سیاحت فرماتے ہوئے عازم ہندوستان ہوئے۔ اور بتاریخ ستائیسویں ماہ محرم ۵۱۰ ہجری کو بروز جمعہ وقت اشراق کے حضرت خواجہ غریب نواز مع خواجہ قطب صاحب کے سیالکوٹ واقع ہندوستان میں رونق افروز ہوئے۔ اور حضرت خواجہ غریب نواز نے حضرت خواجہ قطب الدین صاحب کو امر کیا کہ قطب الدین بابا تم صرف ہمت کر کے معرفت فخرالدین شہاب الفور ابدال درجہ اوّل کے حضرت عبدالواسع صاحب سردار حنفیہ کو طلب کرو۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے فی الفور امر ہذا کی تعمیل کی۔ اور سردار حنفیہ مذکورہ نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت میری نسبت کیا ارشاد ہے حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ تم حضرت عبدالرشید صاحب اور حضرت عبدالجلیل صاحب صاحبزادگان حضرت محمد حنیف صاحب سردار ہر دو خاندان روحِ جزیہ و صفات کشف کونی و ہبیہ کو خبر کردو کہ معین الدین دین محمدؐی کی ترقی و اعانت کو ہندوستان میں آیا ہے آپ بھی از روئے باطن ترقی دین محمدؐی پہ کمر باندھیں اور نیز دیگر تمام ہندوستان کے رقبا اور نجبا و ابدال و اقطاب اور حضرات رجال الغیب کو حکم پہنچادو۔ اُسی وقت سردار حنفیہ نے ہر دو امر کی تعمیل کی اور بذریعہ ابدال کے احکام جاری کر دیئے۔ سات روز کے عرصہ میں تین لاکھ اٹھ ہزار ایک سو چھتر اہل خدمت باطنی حضرت خواجہ غریب نواز کے پاس حاضر ہو کر فیضیاب قوت باطن ہوئے چونکہ اُس وقت اہل خدمت باطنی مذکورہ علاوہ رجال الغیب کے قوم

جنات ہوائی سے تھے حضرت خواجہ غریب نواز نے ان کو امر کیا کہ تم سب عرب کو جاؤ اور آج سے تمہاری جگہ عجم میں خدمات باطنی پر انسان مقرر ہوں گے۔ اہل خدمت باطنی مذکور اسی وقت روانہ بجانب عرب ہو گئے۔ اور سردار خفیہ مذکور کو حضرت خواجہ غریب نواز نے امر کیا کہ تم خود بغداد شریف کو جا کر اعلیٰ سردار خفیہ عرب کو یہ حکم پہنچا دو کہ اہل خدمت باطنی مذکور قوم جنات ہوائی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ ان کو امانت شاہ بادشاہ قوم جنات کے سپرد کر دیں اور کہہ دیں کہ آئندہ سے یہ جنات ہرگز ہرگز ہندوستان میں نہ آنے پائیں اور اگر اتفاقاً کوئی آیا تو فی الفور جلا دیا جائے گا۔

سردار خفیہ مذکور نے بموجب حکم حضرت خواجہ غریب نواز اکیس روز میں جنات وغیرہ کا بندوبست کر دیا اور حضرت خواجہ غریب نواز کو اطلاع دی، ازاں بعد حضرت خواجہ غریب نواز نے سردار خفیہ مذکور کو امر کیا کہ اب ہندوستان میں اہل خدمت باطنی انسان مقرر کر دو جن کی نسبت حضرت شہنشاہ دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حکم نافذ ہو چکا ہے۔ سردار خفیہ نے فی الفور اس حکم کی تعمیل کی اور بموجب احکام باطنی حضرات اہل خدمت ہر شہر و دیار و مواضعات و افواج اندر حدود ممالک عجم میں بعرصہ گیارہ پہر کے متعین کر دیئے۔ پھر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے برائے تلقین و ہدایت اسلام عوام الناس کے توجہ فرمائی۔ چنانچہ تاریخ ۱۳ صفر ۵۶۱ھ ہجری تک خاص شہر سیالکوٹ میں سترہ سو آدمی شرف باسلام ہوئے اور آپ کے ورود مسعود کی خبر فرحت اثر ہر چہار طرف شہرت پذیر ہوئی کہ ایک بزرگ پاک صورت نیک سیرت عرب سے ہندوستان میں تشریف لائے ہیں جو ان کی صورت مقدس کو دیکھتا ہے فی الفور مسلمان ہو جاتا ہے۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ کا ملتان میں تشریف لانا

بعدہٗ تاریخ سترہویں ماہ رجب ۵۶۲ھ ہجری کو بروز دوشنبہ حضرت خواجہ غریب نواز

سیالکوٹ سے قلات میں تشریف لائے اور آپ کے فیض وہدایت وارشاد سے قلات کے انیس سو ستر ۱۹۷۰ آدمیوں نے شرف اسلام قبول کیا۔ پھر حضرت خواجہ غریب نواز نے قلات سے پشاور کو مراجعت فرمائی۔ تاریخ سولھویں ماہ شوال ۵۸۳ھ ہجری کو بروز جمعہ حضرت خواجہ غریب نواز نے پشاور میں نزول رحمت فرمایا اور بعرصہ چند وہاں دو ہزار سات سو پچانوے مسلمان ہوئے۔ ان ایام میں سلطان معزالدین محمد سام غوری رائے پتھورا سے مصروفِ جنگ تھا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا اجمیر میں تشریف لانا اور حضرت خواجہ قطب صاحب کو خلافت دینا

تاریخ سترہویں ماہ محرم ۵۸۶ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ حضرت خواجہ نواز شہنشاہ ہندالولی اجمیر میں داخل ہوئے۔ اور بعد قیام چند ماہ کے آخر سنہ مذکور میں بحکم حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوّلین الارواح کو خلافت کلی شہنشاہی ولایت علوالعزم والمرتبہ مرحمت فرما کر مثل اپنے کر دیا۔ اور گردو نواح اجمیر میں تین ہزار نو سو بائیس آدمی آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے آپ کی شہرت اور ترقی اسلام سن کر راجہ اجمیر نے ایک عرضی آپ کے حضور میں بھیجی کہ حضور عالی مجھ سے کثیر التعداد روپیہ نقد اور جواہرات لے کر اجمیر سے تشریف لے جائیں حضرت خواجہ غریب نواز نے عرضی ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ فقیر بحکم خدا ترقی اسلام کے واسطے آیا ہے تیرے روپیہ اور جواہرات کی فقیر کو کچھ پرواہ نہیں ہے، جب خدا کا حکم ہوگا۔ فقیر چلا جائے گا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا اجمیر شریف میں تشریف لانا

تاریخ ستائیسویں ماہ صفر ۵۷۶ہجری کو بروز سہ شنبہ حضرت خواجہ غریب نواز آمیر سے اجمیر شریف میں رونق افروز ہوئے۔ اور زیر قلعہ تاراگڑھ قیام فرمایا سادی دیو اور جے پال مسلمان ہوئے ان کے بڑے وقائع ہیں جو بوجہ طوالت قلم انداز کئے گئے بعدہٗ رائے پتھورا یعنی پرتھی راج خدمت والا میں حاضر ہوا۔ اور تعظیم تمام پیش آیا اور عرض کیا کہ حضرت عالی میرے حق میں دعائے خیر فرماویں تاکہ میرا راج قائم رہے اور میرا دشمن بادشاہ معز الدین محمد غوری ہمیشہ ہمیشہ کو فرمانبرداری کرے۔ حضرت غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ پرتھی راج اگر تو اسلام قبول کرے تو میں تیرے حق میں دعائے خیر کروں۔ اس کے جواب میں اس مردود پرتھی راج نے عرض کیا کہ حضرت اگر میرے ماں باپ آپ زندہ کر دیں تو میں فی الفور آپ کا دین قبول کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کم بخت گو اس قادر مطلق نے یہ قدرت فقیر کو عطا کی ہے کہ تیرے ماں باپ کو میں زندہ دکھا سکتا ہوں مگر انتظام الٰہی میں فرق آئے گا۔ مردوں کا زندہ ہونا حی و قیوم نے حشر کے روز منحصر فرمایا ہے۔ مگر ہاں اس قدر کہے دیتا ہوں کہ ماں باپ تیرے عذاب سخت میں گرفتار ہیں اگر تو ان کو دیکھنا چاہے کہ وہ کس حال سے معذب ہیں تو میں ارواح میں ابھی تجھ کو دکھا دوں مگر تو اسلام قبول کر اور جو تو بھی ایمان نہ لایا تو انہیں کی طرح تو بھی معذب ہوگا۔ اگر آج اسلام قبول کرے گا تو ہمیشہ ہمیشہ کو آرام پائے گا لیکن پرتھی راج نے قبول اسلام سے برابر انکار کیا حتی کہ حضرت خواجہ غریب نواز نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تو مسلمان نہ ہوا تو تجھ کو مع تیری فوج کے دلیران اسلام گرفتار کر لیں گے مگر اس مردود ازلی نے اس پر بھی قبول اسلام سے انکار کیا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا لاہور میں داخل ہونا

حضرت خواجہ غریب نواز اتمام حجت فرما کر بحکم باطنی اجمیر شریف سے ہجرت فرماتے لاہور آئے۔ تاریخ پانچویں ماہ ذی الحجہ ۶۰۰ھ ہجری کو چہار شنبہ کے دن لاہور کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک ارم بنایا۔ اور چند روز کی دعوت اسلام اور تلقین و ہدایت کے باعث پانچ لاکھ اٹھائیس ہزار سات سو مرد و زن مسلمان ہوئے۔

حضرت خواجہ قطب صاحب کا دہلی میں تشریف لانا

اور بعد ایک ماہ ستائیس روز قیام لاہور سے حضرت خواجہ غریب نواز نے بحکم باطن حضرت خواجہ قطب صاحب کو مع عزیزیہ اللہ ابدال درجہ دوم اور ایک سو پچاس سواران جنات کے دہلی کو روانہ فرمایا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے مع ہمراہیوں کے تین دن کے عرصہ میں رونق افروز دہلی ہوتے۔ حمید الدین نامی ایک بزرگ خلیفہ طریقہ مداریہ کے مکان پر قیام فرمایا وہ بزرگ دہلی میں بطور مخفی رہا کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت خواجہ قطب صاحب سے کہا کہ حضرت بھی یہاں پوشیدہ رہا کریں۔ اس واسطے کہ اس سرزمین پر کفار کا بہت زور ہے ایسا نہ ہو کہ کفار میں سے کوئی آپ کے دشمنوں کو شہید کر ڈالے۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے فرمایا کہ حمید الدین بابا میرے ہادی مطلق حضرت خواجہ غریب نواز شہنشاہ ہندالولی نے حکم دیا کہ ایک سال کامل اعلان شریعت اور طریقت کا ارشاد کرو۔ اور اسلام کو ترقی دو۔ اور جو کافر سر اٹھائے اس کی سرکوبی کرو۔ میں بحکم مولائی و مرشدی ظاہر رہوں گا بلکہ تم بھی میرے ساتھ ظاہر رہو۔ یہ سن کر وہ بزرگ کمال خوش

ہوئے۔ اور حضرت خواجہ قطب صاحب بزور قوت باطن اعلاناً شریعت اور طریقت
کا ارشاد شروع کیا۔ آپ کے فیض ہدایت سے عرصہ ایک سال میں ستائیس ہزار
سات سو اٹھتر مرد و زن مسلمان ہوئے اور تین سو آدمی طریقت میں داخل ہوئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا ملتان میں تشریف لانا

تاریخ بارہویں ماہ محرم ۵۷۸ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ حضرت خواجہ غریب نواز لاہور
سے ملتان میں جلوہ بخش ہوئے اور فیض ارشاد شریعت و طریقت کے باعث ملتان
میں بہتر ہزار نو سو ننانوے مرد و زن مسلمان و مرید ہوئے۔ بعدہٗ حضرت سرور دو عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حکم ہوا کہ معین الدین ملتان سے جلد دہلی کو روانہ ہو
جاؤ اور بادشاہ قطب الدین ایبک دہلی کو چھوڑ کر چلا آیا ہے اس کو واپس لے جاؤ
جب کہ حضرت خواجہ غریب نواز ملتان سے عازم دہلی ہوئے تو ۵۷۹ھ ہجری کا آخر زمانہ تھا
اور ان ایام میں معز الدین محمد نے دہلی فتح کر کے سلطان قطب الدین ایبک کے سپرد کیا
اور خود لاہور کو چلا گیا معز الدین محمد کے عقب میں قطب الدین ایبک دہلی کو چھوڑ کر
جانب غزنین روانہ ہو گیا۔ اثناء راہ میں حضرت خواجہ غریب نواز سے قدم بوس ہوا آپ
قطب الدین ایبک کو اپنے ہمراہ واپس لے آئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا دہلی میں تشریف لانا

تاریخ بائیسویں ماہ محرم ۵۸۰ھ ہجری کو جمعہ کے روز حضرت خواجہ غریب نواز
زینت بخش دہلی ہوئے نماز جمعہ ادا فرمائی۔ حضرت خواجہ قطب صاحب باریاب حضوری
ہو کر قدم بوس ہوئے۔ اور بعد طواف سجدۂ تعظیمی بجا لائے اور عرض پیرا ہوئے
کہ مولانا مے من پرتھی راج نے پھر مقابلہ کر کے قطب ایبک سے تخت دہلی چھین لیا۔

اب پرتھی راج حکمران دہلی ہے۔ آپ سن کر خاموش ہو گئے۔ تین ماہ دہلی میں قیام فرما کر چوبیس ہزار سات سو سات آدمیوں کو مسلمان کیا۔ بعد بحکم سروری دوسری بار اجمیر شریف کو مراجعت فرمائی۔ ہنگام روانگی حضرت خواجہ غریب نواز سے معزالدین محمد سام نے کہ پورب سے واپس آکر موجود خدمت تھا عرض کیا کہ اس غلام نے عالم خواب میں معائنہ کیا تھا کہ حضرت شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں کہ معزالدین محمد بحمایت معین الدین چشتی تجھ کو ہندوستان کی سلطنت ملے گی۔ اور فرمایا کہ صورت معین الدین کی یہ ہے پہچان لے۔ چونکہ وہ رویائے صادقہ تھی لہٰذا امیدوار ہوں کہ حضور میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں کہ میں بحمایت آپ کے پرتھی راج پر غالب آؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ظاہر و باطن سے تیرا معین و مددگار ہوں۔ اطمینان رکھ۔ بعون اللہ تعالٰی تو پرتھی راج پر غالب آئے گا۔ بلکہ اس کو مع اس کی فوج کے قید کرے گا۔ یہ مژدہ فتح مندی سن کر معزالدین محمد سام نے سات طواف کئے اور تین سجدے تعظیمی بجالایا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا اجمیر شریف میں تشریف لانا

اور تاریخ پچیسویں[۲۵] ماہ ربیع الثانی ۵۸۰ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت مغرب کے حضرت خواجہ غریب نواز نے اپنے قدوم سعادت لزوم سے اجمیر شریف کو رشک باغ جناں فرمایا۔ اور جہاں اب مزار مقدس ہے قیام پذیر ہوئے ادھر معزالدین محمد سام نے مع قطب الدین ایبک کے جو اس کے پاس ایک لاکھ پچیس ہزار فوج تھی پرتھی راج سے جس کے پاس اس وقت پانچ لاکھ سوار و پیادہ کا لشکر تھا پانی پت پر مقابلہ کیا اور سخت خونریزی کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز کی اعانت نے جلوہ دکھایا کہ پرتھی راج مع عساکر محصور ہو کر قید ہو گیا۔

معزالدین و قطب الدین کا دہلی فتح کرنا

تاریخ انیسویں ماہ ذی حجہ ۵۸۰ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ غازیانِ اسلام فتح کے نقارے بجواتے اور تکبیر کے نعرے مارتے ہوئے دہلی میں داخل ہوئے اور تختِ دہلی پر سلطان معزالدین محمد سام نے قبضہ کیا۔ اور بجائے خود قطب الدین ایبک کو دہلی میں چھوڑ کر ممالک کے انتظام اور دشمنوں کے زیر کرنے میں مصروف ہوا اور اطمینان پاکر ۵۸۱ھ ہجری میں بمقام دہلی جلوس کیا۔ پرتھی راج نے بحالتِ قید سلطان معزالدین محمد سام سے منت کہا کہ جس قدر روپیہ چاہو مجھ سے لے لو۔ اور ایک بار رہا کردو۔ کیوں کہ تم میری قید میں سات بار آئے اور میں نے روپیہ لے کر چھوڑ دیا۔ تم مجھ کو ایک ہی مرتبہ چھوڑ دو۔ سلطان معزالدین نے کہا کہ میں تجھ کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ کیوں کہ اوّل تو دشمن کو قید میں لاکر رہا کردینا آدابِ سلطنت اور آئینِ سیاست کے بالکل خلاف ہے۔ دوسرے تو روپیہ کا بندہ تھا زر کے لالچ سے تو مجھے چھوڑ دیتا تھا۔ میں خدا کا بندہ اور دین اسلام کا ترقی خواہ ہوں۔ تجھ کو میں قید میں رکھوں گا۔ اور اسلام کی ترقی کروں گا۔ کیوں کہ میں بندۂ معین الدین شہنشاہ ہندالولی ہوں۔ اور انہیں کی حمایت سے میں نے سلطنت پائی ہے۔ آخرکار قیدۂ اسلام ہی میں پرتھی راج مرگیا۔ اور فتح دہلی سے تھوڑے دنوں کے بعد سلطان معزالدین محمد فاتح دہلی بصد عجز و عبودیت حضرت خواجہ غریب نواز کے حضور میں حاضر ہوکر قدم بوس ہوا۔ اور بہت کچھ زر و جواہر آپ کے پیش کیا۔ آپ نے دستِ قبول کے اشارہ سے معاف فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ فقیر کو ہادی کا نام کافی ہے۔ یہ تیری دولت تجھ کو مبارک ہو۔ بعدہٗ بصد آداب حضرت کی غلامی میں آیا اور بیعتِ ارادت قبول۔ اور خواستگار دعائے خیر کا ہوا۔

حضرت خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ معزالدین محمد تیرے حق میں دعائے خیر

یہی ہے کہ ترقی اسلام کی کوشش رکھنا۔ اور وصیت نامہ مرقومہ ذیل کا کاربند رہنا۔ بلکہ اپنی اولاد میں بھی وصیت کردینا کہ جو حکمران سلطنت ہو یا جو کوئی حکمران شہنشاہ، بادشاہ راجہ، نواب، امیر، ہندو، مسلمان، یہود و نصاریٰ، مجوس، آتش پرست، بت پرست، جس پر اطلاق حکو کا ہو۔ کیوں کہ حضرت سرور عالم فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے ماتحت چار آدمی بھی ہوں اس سے بھی عدالت و انصاف کا مواخذہ ہوگا بلکہ ہر گھر والا اپنے گھر کا منصف و عادل ہے وہ بھی اس وصیت نامہ کا پابند رہے اور چونکہ حضرت شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فقیر معین الدین کو بمراتب حقیقت معنوی کے حدود محدودہ سرحد کاشغر سے کابل تک اور جنوبی کنارہ سمندر سے شمالی سمندر ربہ فان تک جس قدر ممالک اور شہر و دیار ہیں اس کا شہنشاہ کیا ہے اور وہی میری حقیقت معنوی صورت واحدیت درجہ بدرجہ میرے خاندان منبع العفا میں بصورت مقبولہ و مرفوعہ نسبتی نقل لباس آرا ہوتے ہوئے تاقیام عالم محیط الدحکمران رہے گی اور جو اس وصیت نامہ کی پابندی اختیار کرے گا وہ دین اور دنیا میں سرسبز رہے گا۔ اور جو اس سے انحراف کرے گا وہ دنیا میں حکومت کے ذائقہ سے محروم رہے گا اور عقبیٰ میں روسیاہی کا طوق ڈالا جائے گا۔ اور وہ وصیت نامہ یہ ہے۔

وصیت نامہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہندالولی شفاعت امر رحمتہ اللہ علیہ

معزالدین محمد سالئی دہلی خوش رہو۔ فقیر معین الدین چشتی بعد دعا کے ترقی ملک و دولت ظاہری و باطنی کے برائے خیر خواہی خلق اللہ تجھ کو مطلع کرتا ہوں کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عجم کا مالک کر کے بھیجا ہے اور میرے بھیجنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ضمیر عالی یہ ہے کہ دین احمدی کی ترقی اور امت محمدی کی کثرت ہو اور خلق اللہ کا ظلم و ستم حاکم اور آسیب سے محفوظ رہے چنانچہ فقیر ان سب امور کا اہتمام کر چکا اور استحکام دین اسلام میں جب تک فقیر اس عالم میں موجود ہے بدل و جان کوشش کرتا رہے گا۔ اب فقیر چار باتوں کی عام ہدایت کرتا ہے جس کی عموماً ہر ایک حاکم اور امیر اور راجہ اور بادشاہ اور شہنشاہ کو جو ممالک عجم کی حدود میں واقع ہو اتباع لازم بلکہ لازم ہے جو کوئی فقیر کی ان چار باتوں کی اطاعت کرے گا۔ وہ بلا تفریق ملت و مذہب کے عمدہ طور سے بلا خوف اعدا کے صحت جسمی کے ساتھ حکمران رہے گا۔ اور جو اس وصیت نامہ کا پابند نہ ہوگا اس کی حکومت میں فتور اور وہ دشمنوں کا مغلوب ہوگا صحت جسمی سے محروم رہے گا وہ وصیتیں چاروں یہ ہیں۔ اول۔ اللہ جل شانہ کی مخلوق پر ظلم و ستم مت کرنا کہ خالق کو مخلوق پر جبر و ستم ناپسند ہے دوم فسق و فجور سے دور رہنا کہ سیئات سبب خرابی و تباہی دنیا و دین ہے سوم حضرات خواجگان چشت یعنی میرے طریقہ والوں سے محبت و اخلاص پیش آنا۔ چہارم میرے خاندان کے خلیفہ اکبر مرفوع الاجازت علو العزم و المرتبہ شہنشاہ ولایت کے اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور بدل و جان اس کے مطیع رہنا کہ اس کی اطاعت عین میری اطاعت ہے اور آج سے تا القیام عالم ہر حکمران ممالک عجم پر ان چاروں باتوں کا ماننا فرض ہے

نظر اس محل پر فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی مؤلف کتاب ہذا عام ناظرین اور خاص محبان خاندان چشتیہ عالیہ کی دلچسپی کے واسطے حضرات خواجگان چشت کا مختصر حال اور سرداران حنفیہ کی حکومت باطنی کا مجمل بیان مکاتیب مذکورہ بالا سے ذیل میں لکھتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ سلاطین اور حکمرانان ملک اس طرح حکومت کرتے ہیں اور از روئے تصرف باطنی و حکومت حقیقت معنوی اس طور پر ان کا تغیر و تبدل ہوتا ہے چنانچہ اس جگہ صرف تمثیلاً شاہان دہلی کا عزل و نصب اور ان کا تاریخی بیان دلچسپ لکھا جاتا ہے اسی پر ناظرین قیاس فرمائیں کہ تمام ممالک عجم میں انتظام تخت نشینی و معزولی ہر شہنشاہ و بادشاہ اور امیر اور راجہ وغیرہ کا اسی طرح ہوتا ہے اور حضرات خواجگان چشت اور سرداران حنفیہ سلاطین اور حکمرانوں کو یوں حکومت کراتے ہیں اور خداوند کریم نے ان کی باطن میں ایسی قوت قویہ عطا فرمائی ہے اور وہ بیان عجیب و بدائع غریب یہ ہے۔

احوال حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ نویں ماہ جمادی الثانی سنہ ۵۲۲ ہجری کو تولد ہوئے اور تاریخ گیارہویں ماہ شوال سنہ ۵۶۰ ھ کو حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے خلافت حاصل کی اور تاریخ چھٹی ماہ رجب سنہ ۶۳۳ ہجری کو وفات پائی۔

ذکر معز الدین محمد سام عرف شہاب الدین غوری بادشاہ اول دہلی

معز الدین محمد سام عرف شہاب الدین غوری بادشاہ اول دہلی رائے پتھورا سے بعنایت الٰہی دہلی فتح کر کے باعانت حضرت خواجہ غریب نواز حکمران تخت مسند ہوا۔ جلوس اس کا سنہ ۵۸۸ ہجری میں بمقام دہلی ہوا۔ اور حضرت خواجہ غریب نواز کی خدمت

میں حاضر ہو کر بیعت ارادت حاصل کی اور آپ نے وصیت نامہ محررہ بالا عطا کیا اور ارشاد فرمایا کہ اس کا پابند رہنا قریب پندرہ سال کے وہ پابند وصیت نامہ رہا بعد کو انحراف پر کمر باندھی ظلم اور فسق فجور شروع کیا۔

ذکر تخت نشینی قطب الدین ایبک والی دہلی

اسی روز حضرت احمد بن عبدالواسع صاحب سردار حنفیہ نے بموجب فرمان حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے معزالدین محمد ۶۰۲ھ ہجری میں دنیا سے قدیم کو معزول کیا اور بجائے اس کے قطب الدین ایبک کو تخت نشینی فرمایا اور ۶۰۲ھ ہجری میں بمقام لاہور اس کا جلوس کرا کر معرفت گدا محمد ابدال کے حضرت خواجہ غریب نواز کو اطلاع دی اور ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا التحریر فرما کر اسی ابدال کی معرفت سردار حنفیہ موصوف کی خدمت میں روانہ کیا۔ سردار حنفیہ نے منظوری بادشاہت اور وصیت نامہ مذکورہ بالا حضرت عبدالرشید صاحب فرزند حضرت محمد حنیف صاحب کی خدمت میں بھیج دیا ان حضرت نے شہنشاہ ولایت روح مقدسہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے حضور میں پیشکش کیا۔ روح مقدسہ شہنشاہ ولایت نے از روئے بطون مرتبہ وحدت کبری کو احدیت صرفہ میں لوح محفوظ پر منقش کر دیا اور سلطان قطب الدین ایبک مستقبل بادشاہ ہندوستان قرار پایا وصیت نامہ محررہ بالا کا بخوبی تمام پابند رہا چار برس چند ماہ باطمینان و دلجمعی سلطنت کی مگر افسوس کہ معمر ہو چکا تھا ۶۰۷ھ ہجری میں اس نے انتقال کیا خاتمہ بخیر ہوا۔

احوال تخت نشینی آرام شاہ والی دہلی

اللہ اکبر جگہ سردار حنفیہ مذکور نے آرام شاہ بن قطب الدین ایبک کو مقرر کر کے

۶۰۰ھ ہجری میں مقام دہلی میں جلوس کرادیا اور معرفت ابدال کے حضرت خواجہ غریب نواز کو مطلع کیا اور ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کی خدمت میں روانہ فرمایا اور نیز ابدال سے ارشاد کیا کہ تم سردار حنفیہ مذکور سے کہنا کہ فقیر تمہارے پاس قطب الدین بابا کو بھیجتا ہے اور ابھی آرام شاہ والی دہلی کی اطلاع لطون میں مت کرنا۔

احوال ایام خلافت حضرت خواجہ قطب صاحب علیہ الرحمۃ

اند تاریخ پانچویں ماہ ذیقعدہ ہجری ۶۰۰ھ ہجری کو حضرت خواجہ غریب نواز نے حضرت شاہ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہٖ وسلم کے حکم سے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح رحمۃ اللہ علیہ کو بجانب دہلی رخصت فرمایا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب موصوف چوبیس ماہ رمضان ۵۸۲ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور تاریخ ستائیسویں ماہ ذالحجہ ۵۸۰ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور چودھویں ماہ ربیع الاول ۶۳۴ھ ہجری کو وفات پائی اور دم رخصت حضرت خواجہ غریب نواز نے حضرت خواجہ قطب صاحب سے ارشاد فرمایا کہ قطب الدین بابا جو قدرت وحکومت باطنی بامر سروری ممالک عجم پر اس فقیر کو عطا ہوئی ہے وہ بامر سروری آج میں نے تم کو دی اور میری صورت واحدیت حقیقت معنوی نے تیری صورت میں کہ نہیں ہے تیری صورت اسی بے صورت کی صورت ہے جلوہ فرمایا ہے تجھ سے تاقیامت تیرے سلسلہ میں یہ حکومت جاری رہے گی اور سردار دنیا میں سے خواہ ہندو ہو یا مسلمان یا کہ یہود یا نصاریٰ کوئی قوم وملت سے ہو اس پر فرض ہے کہ وہ میرے وصیت نامہ مرقومہ بالا کی اتباع کرے اور جو اس سے مخالف ہو فوراً اس کو بادشاہ سردار حنفیہ کے سپرد کردینا وہ اس کو دار دنیا سے منقلب کرکے بجائے اس کے دوسرے شخص کو حاکم کردے گا اور تجھ کو علم کردے گا۔ اور قطب الدین بابا آج سے تو بکفیات ظاہر و باطن مرفوع مثل فقیر کے کیا گیا اور جس طرح ممالک عجم فقیر کے قبضۂ قدرت میں تھے اسی طرح تیرے حیطۂ اختیار

میں بامر حضرت شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کئے گئے اور تا قیامت
تیرے سلسلہ میں یہ حکومت رہے گی الغرض جب حضرت خواجہ قطب صاحب دہلی
میں تشریف لائے تو بادشاہ آرام شاہ کی تخت نشینی کو تھوڑا زمانہ ہوا تھا مگر افسوس
کہ اس ظالم نے وصیت نامہ بالا سے انکار محض کیا فسق و فجور ظلم و ستم کی کثرت ہونے
لگی آپ نے تین بار ظاہر و باطن سے ہدایت کی کہ آرام شاہ وصیت نامہ موصوف کی
تعمیل کرو اور خلق اللہ سے بعدل و انصاف پیش آ مگر وہ بدکیش ستم اندیش حضرت خواجہ
قطب صاحب کی ہدایت کو دھیان میں نہیں لایا آخر کو سردار حنفیہ کے سپرد کیا گیا۔

احوال تخت نشینی سلطان شمس الدین التمش والی دہلی

سردار حنفیہ موصوف نے آرام شاہ کو قدم سے معزول یعنی ہلاک کر کے سلطان شمس الدین
التمش کو اسی سال ۶۰۷ھ ہجری میں تخت ہندوستان پر متمکن کر دیا اور بمقام دہلی
جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت خواجہ قطب صاحب کو اطلاع دی ان حضرت نے
معرفت اسی ابدال کے وصیت نامہ بالا تحریر فرما کر حضرت احمد بن عبدالواسع سردار حنفیہ
کے پاس روانہ فرمایا سردار حنفیہ مذکور نے منظوری بادشاہت اور وصیت نامہ مذکورہ
معرفت ابدال کے حضرت عبدالرشید صاحب کے پاس ارسال کیا اُن حضرت نے حضرت
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بادشاہت کی منظوری منگوا کر قطب دہلی کے پاس بھیج دی
قطب دہلی پابند حکم سروری ہوا اور شمس الدین التمش بالاستقلال حکمرانی کرنے لگا یوم
تخت نشینی سے ساتویں روز شمس الدین التمش حضرت خواجہ قطب صاحب کے حضور
رحمت معمور میں حاضر ہوا اور بیعت ارادت سے مشرف ہو کر داخل طریق ہوا اور عرض
کیا کہ حضور اپنے غلام کے حق میں دعائے خیر فرمائیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ دعائے
خیر تیرے حق میں یہی ہے کہ وصیت نامہ محررہ بالا کی پابندی اختیار کر خلق اللہ سے
بعدل شفقت پیش آ فسق و فجور سے باز رہ بعدہٗ تعلیم طریقت کی فرمائی حضرت خواجہ

قطب صاحب نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین التمش مجھے از روئے باطن خبر مل گئی ہے کہ تو میرے حضرت خواجہ غریب نواز شہنشاہِ ہندالولی کے وصیت نامہ کی بخوبی اطاعت کرے گا اور قول حق کا پابند رہے گا اور چھبیس ۲۶ برس بآرام تمام سلطنت کرے گا حتیٰ کہ فقیر کا انتقال بھی تیرے سامنے ہوگا اور تو ہی مجھ کو غسل دے گا اور دفینہ میں بھی شریک رہے گا بعد میں تجھ کو اختیار ہے کہ سلطنت کیجیو یا قرب فقیر میں رہیو۔ شمس الدین التمش سن کر رونے لگا اور عرض کیا کہ غلام کو ہرگز منظور نہیں ہے کہ مولائے دو عالم میں ہوں اور غلام بے ریا اس عالم میں رہے جب حضور اس عالم تاریک کو خاک دانِ وحشت سرا بنائیں تو مجھے بھی جلد اپنا قرب نصیب فرمائیں آپ نے فرمایا کہ بہتر ہے میرے جانے سے سات مہینے بعد ماہ شعبان میں تو بھی میرے پاس آجائے گا بعد استماع اس مژدہ دل فروز کے شمس الدین التمش قدم بوس ہو کر رخصت ہوا اور زندگی تمام وصیت نامہ کا پابند رہا۔

احوال حضرت احمد صاحب سردار حنفیہ

حضرت احمد بن عبدالواسع صاحب سردار حنفیہ جنہوں نے شمس الدین التمش کو تخت نشین کیا گیارہویں رجب ۵۷۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور سترھویں رمضان ۵۸۵ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور دوسری محرم ۶۰۹ھ ہجری کو وفات پائی۔

احوال حضرت ظہیرالدین صاحب سردار حنفیہ

اور آپکی جگہ حضرت ظہیرالدین بن احمد صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے حضرت گیارہویں محرم ۵۹۲ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور بارہویں رمضان ۶۰۹ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور تیرھویں رجب ۶۹۵ھ ہجری کو وفات پائی اور بموجب بشارت ...

سنہ ۶۳۴ ہجری کو حضرت خواجہ قطب صاحب نے اس عالم سے حجاب فرمایا۔ شمس الدین التمش نے غسل دیا اور تدفین میں شریک رہا۔

احوال حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب علیہ الرحمۃ

اور بجائے حضرت خواجہ قطب صاحب کے بامر سروری اس مرتبہ حقیقت معنوی نے بصورت حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ مسندِ حکومتِ باطنی پر قدم رنجہ فرمایا۔ حضرت بابا صاحب چوتھی ذی حجہ سنہ ۵۰۴ ہجری میں تولد ہوئے۔ یکم رمضان سنہ ۵۹۸ ہجری میں خلافت حاصل کی اور پانچویں ماہ محرم سنہ ۶۶۴ ہجری کو وفات پائی اور حضرت خواجہ قطب صاحب کے انتقال سے ساتویں مہینے بیسویں شعبان سنہ ۶۳۴ ہجری کو شمس الدین التمش والی دہلی نے انتقال کیا۔ خاتمہ بالخیر ہوا۔ اٹھائیس برس بعدل وداد سلطنت کی۔

احوال تخت نشینی سلطان رکن الدین فیروز شاہ والی دہلی

اور اس کی جگہ بادشاہ سلطان رکن الدین فیروز شاہ بن شمس الدین التمش کو سردار حنفیہ حضرت ظہیر الدین صاحب نے مقرر کر کے سنہ ۶۳۴ ہجری میں جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت بابا صاحب ممدوح کو اطلاع دی۔ حضرت بابا صاحب نے اسی ابدال کے ہاتھ وصیت نامہ مرقومۂ بالا تحریر فرما کر سردار حنفیہ کے پاس بھیج دیا۔ سردار حنفیہ نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے بدست ابدال حضرت عبدالرشید صاحب کے پاس بھیج دی۔ ان حضرت نے حضرت شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بادشاہِ مذکور کی تخت نشینی منظور کرا کر قطب دہلی کو حکم سروری سے مطلع کیا اور وہ حکم موصوف کا پابند ہو گیا اور رکن الدین فیروز شاہ بالاستقلال حکومت

کرنے لگا۔ دو برس چار ماہ آٹھ روز وصیت نامہ مسطورہ بالا کا پابند رہا۔ بعد کو انحراف اختیار کر کے خلق اللہ پر ظلم شروع کیا اور فسق و فجور میں مبتلا ہوا اٹھائیس روز کے عرصہ میں سردار حنفیہ مذکور نے آغاز ۶۳۴ھ ہجری میں اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کیا۔

احوال تخت نشینی رضیہ بیگم والیہ دہلی

اور اس کی جگہ رضیہ بیگم بنت شمس الدین التمش کو مقرر کیا اور ۶۳۶ھ ہجری میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت بابا صاحب ممدوح کو اطلاع دی حضرت موصوف نے وصیت نامہ مرقومہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ پاس سردار حنفیہ موصوف کے روانہ فرمایا اور آنحضرت سردار حنفیہ مذکور نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت عبدالرشید صاحب کی خدمت میں ارسال کی اور ان حضرت عبدالرشید صاحب نے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے تخت نشینی رضیہ بیگم کا حکم منظور کرا کر معرفت ابدال کے قطب دہلی کو مطلع کیا اور قطب حکم سرِ دری کا پابند ہو گیا۔ رضیہ بیگم نے تین برس چھ مہینے از روئے وصیت نامہ عدالت اور اطاعت و فرمانبرداری سے سلطنت کی بعد کو منحرف ہو کر ظلم اور فسق و فجور میں مبتلا ہوئی۔

ذکر تخت نشینی معزالدین بہرام شاہ والی دہلی

حضرت سردار حنفیہ مذکور نے چھ روز کے عرصہ میں اس کو ۶۳۹ھ ہجری میں قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ پر معزالدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کو مقرر کیا اور ۶۳۹ھ ہجری مذکور میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت بابا

صاحب ممدوح روانہ دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ مرقومہ بالا معرفت اسی ابدال
کے سردار خفیہ کے پاس روانہ فرمایا بادشاہ مذکور نے وصیت نامہ کی پابندی سے
انکار کیا ایک برس دس دن بعد فسق و فجور بکثرت کرنے لگا۔

احوال تخت نشینی سلطان علاؤالدین مسعود شاہ ثالث دہلی

سنہ ۶۴۰ ہجری میں اس کو سردار خفیہ نے قدم سے معزول کرکے اس کی جگہ سلطان
علاؤالدین مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ کو مقرر کیا اور سنہ ۶۴۰ ہجری میں
مقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت بابا صاحب کو اطلاع کی ان حضرت نے وصیت
نامہ مرقومہ بالا التحریر فرما کر اسی ابدال کی معرفت سردار خفیہ مذکور کے پاس روانہ فرمایا سردار
خفیہ نے منظوری بادشاہت کی مع وصیت نامہ کے حضرت عبدالرشید صاحب کی
خدمت میں بھیج دی ان حضرت نے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم منظوری
بادشاہ کا کرا کر فی الفور معرفت ابدال کے قطب دہلی کو بھیج دیا اور وہ قطب پابند امر
سروری کا رہا اور سلطان علاؤالدین مستقل بادشاہ قرار دیا گیا وصیت نامہ کا پابند رہا
تخمیناً چار برس سلطنت کرنے پایا تھا کہ فسق و فجور میں مبتلا ہوا خلق اللہ کے ساتھ
ظلم شروع کیا۔

احوال تخت نشینی سلطان ناصر الدین محمود شاہ والی دہلی

اسی وقت اس کو سنہ ۶۴۳ ہجری میں ایک روز کے اندر سردار خفیہ نے قدم سے
معزول کرکے اس کی جگہ پر سلطان ناصر الدین محمود شاہ بن شمس الدین التمش کو مقرر کیا اور سنہ ۶۴۳ھ
میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت بابا صاحب کو اطلاع دی ان حضرت
نے وصیت نامہ محررہ بالا اسی ابدال کی معرفت پاس سردار خفیہ کے روانہ فرمایا اور

حضرت نے تخت نشینی کی منظوری مع وصیت نامہ مذکورہ کے حضرت عبدالرشید صاحب کے
پاس ارسال کی انہوں نے بارگاہ عالی جاہ حضرت احمد بے میم علیہا التحیۃ والتسلیم سے حکم
منظوری بادشاہ مذکور کا حاصل کر کے قطب دہلی کے پاس معرفت ابدال کے روانہ فرمایا
اور قطب اس کا پابند ہو گیا اور ناصر الدین مسعود شاہ کی بادشاہت نے فروغ پایا وصیت
نامہ کی پابندی کی وجہ سے خلق اللہ کے ساتھ بالانصاف پیش آتا فسق و فجور سے اپنے آپ
کو بچاتا اور خاندان چشت سے قلبی محبت رکھتا چنانچہ جب حضرت بادشاہ دوجہاں
مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الدواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ
نے مخدول کو فی الفور تمام نذر کلیر کو تباہ کیا تو یہی بادشاہ حکمران تخت دہلی تھا یہ بادشاہ جلال
مخدومی سے نہایت خائف ہوا اور حضرت بابا صاحب کی خدمت فیض درجت میں اپنے
وزیر اعظم کو بھیجا جو بیان خاندان مذا کے صفحہ ۲۲۵ میں مذکور ہو چکا ہے اور بعد کا خود
جا کر حضرت بابا صاحب کی غلامی میں داخل ہوا بیعت ارادت سے شرف پایا اور
پھر حضرت ممدوح سے عرض کیا کہ حضور میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں آپ نے
ارشاد فرمایا کہ ناصر الدین بابا وصیت نامہ کا بیان و دل پابند رہا اس کی پابندی تیرے حق
میں دعائے خیر ہے بادشاہ نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ غلام آپ کا تمام خواجگان
چشت کا بندہ بے دام ہے کہ حضور کی توجہ اور نظر ذرہ نوازی رہی تو مدت العمر
یہ غلام آپ کے حکم کا پابند رہے گا یہ کہہ کر بادشاہ مذکور قدم بوس ہوا اور حضرت بابا
صاحب کی خدمت سے دہلی کو واپس آیا اور عمدہ عدالت و انصاف کا ڈھنگ ڈالا
بارہویں سال اس کی مسند نشینی کا تھا کہ ظہیر الدین سردار خفیہ کو جذب کا غلبہ تمام و
کمال کے پیدا ہوا۔

بیان ایام حکومت باطنی حضرت خواجہ ابراہیم صاحب سردار خفیہ

اور ۶۵۵ھ ہجری میں حضرت ظہیر الدین صاحب نے اپنے فرزند اور خلیفہ اکبر خواجہ ابراہیم

صاحب کو اپنی جگہ سردار خفیہ مقرر کیا۔ حضرت گیارہویں ماہ ربیع الآخر سنہ ۵۶۹ ہجری کو پیدا ہوئے اور اکیسویں ماہ شوال سنہ ۶۶۶ ہجری کو خلافت حاصل کی اور گیارہویں ماہ شعبان سنہ ۶۸۴ ہجری کو وفات پائی۔ بیسواں سال جلوس ناصر الدین محمود شاہ کا تھا کہ تاریخ یکم محرم الحرام سنہ ۶۶۴ ہجری کو الغ خان ملقب بہ سلطان بلبن غیاث الدین غلام شمس الدین التمش حضرت بابا صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر حصول شرف بیعت کا خواستگار ہوا جناب بابا صاحب نے اس کا اخلاص دلی معائنہ فرما کر حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سے بیعت کرا دیا۔ بعدہٗ غیاث الدین بلبن تخت دہلی کا طالب ہوا آپ نے لوحِ محفوظ میں معائنہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ سلطان بلبن بابا اس فقیر نے بامر الٰہی تجھ کو دہلی کا تخت تو دیا مگر چونکہ ناصر الدین محمود شاہ بھی میرا مرید ہے اور خلقت اس کے عدل سے غلام ہے اور خلق اللہ کے ساتھ جو اس کا برتاؤ ہے وہ عادلانہ اور پسند حضرت عادل حقیقی ہے اور ابھی اس کی زندگی کے تخمیناً ستر مہینے باقی ہیں۔ مطمئن رہو کر بعد انتقال اس کے تو ہی سلطنت دہلی کا بادشاہ ہوگا اور فقیر تیری تخت نشینی سے پانچ مہینے قبل اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو رحلت کر جائے گا۔

تاریخ انتقال حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ

چنانچہ بموجب پیش خبری حضرت بابا صاحب کے تاریخ پانچویں ماہ محرم سنہ ۶۶۴ھ ہجری کو حضرت بابا صاحب ممدوح نے اس عالم سے حجاب فرمایا اور انتظام باطنی از روئے صورت حقیقت معنوی مرتبہ واحدیت سے بطریق مرقومہ ذیل وقوع میں آنا شروع ہوا اور ناصر الدین محمود شاہ والئی دہلی نے بیس برس چند مہینے بکمال عدل و انصاف و باطاعت و عقیدت کیشی حضرت خواجگان چشت حکومت کر کے تاریخ گیارھویں ماہ جمادی الاوّل سنہ ۶۶۴ ہجری کو قضا کی خاتمہ بخیر ہوا۔

احوال تخت نشینی سلطان غیاث الدین بلبن والی دہلی

اور بجائے اس کے بموجب فرمان حضرت بابا صاحب کے حضرت خواجہ ابراہیم صاحب سردار حنفیہ نے الغ خان ملقب بہ سلطان غیاث الدین بلبن غلام شمس الدین التمش کو تخت دہلی پر بٹھا دیا اور بارھویں جمادی الاولیٰ ۶۶۴ھ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت سلطان سید نظام الدین محبوب الٰہی اقطاب دہلی کو اطلاع دی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر معرفت اسی ابدال کے سردار حنفیہ کے پاس روانہ کر دیا۔ ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات صابریہ کے پاس بھیج دی ان حضرت نے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تخت نشینی کا حکم منظور کرا کر معرفت ابدال کے حکم سروری سے قطب دہلی کو مطلع فرمایا اور وہ قطب حکم موصوف کا پابند ہو گیا اور سلطان بلبن موصوف بعلم زاحسن مستقل حکمرانی کرنے لگا۔ اور مدۃ العمر اپنے ہادی برحق حضرت سلطان سید نظام الدین محبوب الٰہی قطاب دہلی کا قلبی محب اور حضرات خواجگان چشت کا دل و جان سے مطیع و فرمانبردار رہا اور بائیس برس چند ماہ بعدالت و انصاف سلطنت کی ۶۸۶ھ میں انتقال کیا خاتمہ بخیر ہوا۔

ذکر ایام حکومت باطنی حضرت نظام الدین صاحب سردار حنفیہ

اور اس کے انتقال سے چار برس پہلے حضرات خواجہ ابراہیم صاحب سردار حنفیہ نے رحلت فرمائی اور ان کے فرزند و خلیفہ اکبر حضرت نظام الدین صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے یہ حضرت گیارہویں صفر ۶۲۶ھ ہجری میں تولد ہوئے اور بارہویں محرم ۶۹۴ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور ۲۱ تاریخ رجب ۷۳۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

احوال حضرت محبوب الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی ۲۷ شوال ۶۳۲ھ کو پیدا ہوئے اور دوسری محرم ۶۵۷ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور سترہ ربیع الثانی ۷۲۵ھ ہجری کو وفات پائی۔

احوال ایام خلافت حضرت خواجہ شمس الدین صاحب صابریہ

اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات صابریہ اکیسویں جمادی الآخر ۵۹۷ھ ہجری کو تولد ہوئے اور پندرہ محرم ۶۶۲ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور دسویں جمادی الآخر ۶۹۹ھ ہجری کو وفات پائی۔

ذکر تخت نشینی سلطان معزالدین کیقباد والی دہلی

حضرت نظام الدین صاحب سردار خفیہ نے بجائے سلطان غیاث الدین بلبن کے سلطان معزالدین کیقباد بن بغرا خان کو مقرر کیا اور ۶۸۶ھ ہجری میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی کو اس کے تقرر کی اطلاع دی اور ان حضرت نے اسی ابدال کی معرفت وصیت نامہ مرقومہ بالا ارقام فرما کر سردار خفیہ مذکورہ کے پاس بھیج دیا اور ان حضرت نے منظوری سلطنت مع وصیت نامہ کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات صابریہ کی خدمت اقدس میں روانہ کی

اور ان حضرت سے بادشاہ مذکور کا حکم حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم منظور کرا کر ہم دست ابدال قطب دہلی کے پاس بھیج دیا اور قطب دہلی بحکم سروری پاکر معزالدین کیقباد کو بادشاہت کرانے لگا۔ معزالدین کیقباد دو سال چند ماہ وصیت نامہ کا پابند رہا بعد کو منحرف ہو کر ظلم اور فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا۔

بیان تخت نشینی سلطان شمس الدین والئ دہلی

سردار خفیہ مذکور نے بادشاہ مذکور کو ۶۸۹ھ ہجری میں قدم سے معزول کر کے بجائے اس کے کیومرث الملقب بہ سلطان شمس الدین بن معزالدین کیقباد کو مقرر کیا اور ۶۸۹ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی اقطاب دہلی کو مطلع کیا اور ان حضرت محبوب الٰہی نے وصیت نامہ بالاتحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ کی خدمت میں بھیج دیا سردار خفیہ نے اسی وصیت نامہ بادشاہ مذکور کو پاس بھیجا اس نے اتباع وصیت نامہ سے محض انکار کیا سردار خفیہ نے اس انکار کو وصیت نامہ کی پشت پر تحریر کر کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جمال صفات کے پاس روانہ کیا آنحضرت نے اس انکار کو ملاحظہ فرما کر معرفت ابدال کے فی الفور سردار خفیہ کو حکم بھیجا کہ جو کوئی بادشاہ وصیت نامہ محررہ بالا سے انکار کیا کرے اس کی اطلاع ہمارے پاس بھیجنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے تم خود اس کو قدم سے معزول یعنی ہلاک کر کے دوسرا بادشاہ قائم کر دیا کرو چنانچہ بعد ورود حکم ہذا اسی طرح تعمیل کی گئی سلطان شمس الدین کیومرث مذکور نے چند مہینے سلطنت کی۔

احوال مسند نشینی سلطان فیروز شاہ والئ دہلی

اور بوجہ فسق و فجور اور ظلم و ستم اور انحراف وصیت نامہ محررہ بالا کے سردار خفیہ

مذکور نے ۶۸۹ھ ہجری میں اس کو قدیم سے معزول کر کے سلطان جلال الدین فیروز شاہ بن لیقرش خاں خلجی کو تخت دہلی پر متمکن کیا اور ۶۸۹ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا کر حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی کو معرفت ابدال کے اطلاع کی اور ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کی معرفت سردار خفیہ کے پاس بھیج دیا اور ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ معرفت ابدال کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف کے پاس روانہ کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منظور کرا کے پاس قطب دہلی کے بھیج دیا۔ اور وہ قطب پابند حکم رہا۔ اس بادشاہ نے پانچ برس پابندی وصیت نامہ کی اختیار کی۔ بعد کو منحرف ہو کر ظلم اور فسق و فجور پر کمر باندھی۔

ذکر تخت نشینی سلطان رکن الدین والی دہلی

سردار خفیہ مذکور نے اس کو قدیم سے معزول کر کے اس کی جگہ سلطان رکن الدین بن جلال الدین فیروز شاہ کو مقرر کیا ۶۹۳ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا کے ابدال کی معرفت حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی کو اطلاع دی۔ اور اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اُسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ کے پاس ارسال فرمایا۔ اُن حضرت نے بقاعدہ باطنی وہ وصیت نامہ اس بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ اُس نے پابندی وصیت نامہ سے محض انکار کیا۔

احوال تخت نشینی سلطان علاؤ الدین صاحب والی دہلی

سردار خفیہ نے چار ماہ کے عرصہ میں شاہ رکن الدین والی دہلی کو قدیم سے معزول کر کے بجائے اس کے سلطان علاؤ الدین بن شہاب الدین مسعود خلجی کو مقرر کر کے

۶۹۴ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا دیا۔ اور حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ مسطورہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کے پاس بھیجدیا۔ ان حضرت سے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت صابریہ کی خدمت میں روانہ کی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کراکر بدست ابدال قطب دہلی کے پاس بھیجدیا۔ اور وہ حکم سروری کا پابند ہوگیا۔ ایک برس کے بعد اس بادشاہ نے حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سے بیعت ارادت حاصل کی۔ اور بعد غلامی حاصل کرنے کے حضرت ممدوح سے عرض کیا کہ حضور میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے حق میں دعائے خیر یہی ہے کہ وصیت نامہ کی پابندی اختیار کر۔ اور خلق اللہ کے ساتھ بعدل وانصاف پیش آ۔ بادشاہ نے سن کر اقرار کیا کہ میں بدل وجان وصیت نامہ مذکورہ بالا کا پابند اور خواجگان چشت کا غلام رہوں گا۔ بعد قدم بوسی حضرت سے رخصت ہوا۔ اور کمال عدالت سے باطاعت حضرات خواجگان چشت حکمرانی کرنے لگا اور اسی کی عہد سلطنت میں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے ۶۹۹ھ ہجری میں اس عالم سے حجاب فرمایا۔ اور بجائے آپ کے وسادہ حکومت باطنی پر بصورت حقیقت معنوی حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیرالاولیاء قلندر ثالث خلیفہ اکبر صابریہ جلوہ گر ہوئے۔ حضرت جلال الدین صاحب موصوف تیئسویں ۲۳ ماہ شوال ۵۵۷ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور بارہویں ربیع الاول ۶۹۷ھ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور تیرہویں ربیع الثانی ۵۰۰ھ ہجری کو وفات پائی۔ اور سلطان علاؤالدین مذکور نے انیس ۱۹ برس چند ماہ بعمدگی تمام سلطنت کرکے ۷۱۴ھ ہجری میں ملک بقا کا راستہ لیا۔ خاتمہ بخیر ہوا۔

احوال تخت نشینی سلطان شہاب الدین عالی دہلی

سردار خفیہ نے بجائے اس کے سلطان شہاب الدین بن سلطان علاؤ الدین کو مقرر کیا اور ۷۱۶ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی کو اطلاع دی۔ آں حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ کے پاس بھیج دیا۔ اور ان حضرت نے وہ وصیت نامہ ابدال کی معرفت بضابطہ معینہ بادشاہ کے پاس بھیجا۔ بادشاہ مذکور نے اس کا محض کیا۔

ذکر تخت نشینی سلطان قطب الدین مبارک شاہ صاحب

تین ماہ چند یوم کے عرصہ میں سردار خفیہ نے بادشاہ کو قدیم سے معزول کر کے اس کی جگہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن سلطان علاؤ الدین کو مقرر کیا اور ۷۱۶ھ میں اس کا جلوس کر کے معرفت ابدال کے حضرت سلطان سید نظام الدین محبوب الٰہی کو اطلاع دی۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ترقیم فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ کے پاس روانہ فرمایا۔ آں حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے بدست ابدال حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثانی صابریہ کی خدمت سراپا برکت میں روانہ کی۔ اور ان حضرت نے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بادشاہت منظور کرا کر حکم سروری قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا اور وہ قطب حکم فیض شیم کا پابند رہا۔ بادشاہ حکومت کرنے لگا۔ پانچ برس ایک بادشاہی سے رواں وصیت نامہ کا پابند رہا بعد کو منحرف ہو گیا۔

ذکر تخت نشینی سلطان ناصر الدین صاحب عرف خسرو خان

جب ظلم کی شدت کی اور فسق و فجور کی کثرت ہونے لگی تب سردار خفیہ مذکور نے
۷۲۰ سنہ ہجری میں اس کو قدیم سے معزول کر کے بجائے اس کے سلطان ناصر الدین
عرف خسرو خان کو مقرر کیا۔ اور حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی کو
معرفت ابدال کے اطلاع دی۔ اور اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما
کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ مذکور کے پاس روانہ کیا۔ اور اس سردار خفیہ نے وہ
وصیت نامہ بادشاہ مذکور کے پاس بطرز باطنی بھیجا۔ لیکن افسوس اس نے اپنی بدقسمتی
سے انکار محض کیا۔

ذکر تخت نشینی سلطان غیاث الدین صاحب تغلق شاہ

سردار خفیہ مذکور نے عرصہ چار ماہ چند یوم میں بادشاہ کو قدیم سے معزول کر کے اس
کی جگہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن ملک تغلق اوّل کو مقرر کیا اور ۷۲۱ سنہ ہجری میں
اس کا جلوس دہلی میں کرا کر معرفت ابدال کے حضرت سلطان نظام الدین صاحب
محبوب الٰہی کو اطلاع دی اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ارقام فرما کر اسی
ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ مذکور کے پاس بھیجدیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت
مع وصیت نامہ بدست ابدال حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء صابریہ
کی خدمت بابرکت میں ارسال کی۔ اُن حضرت والا درجت نے حضرت سرکار دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے بادشاہ مذکور کی تخت نشینی کا حکم حاصل کر کے قطب دہلی
کے پاس معرفت ابدال کے بھیجدیا اور قطب دہلی حکم سرور کی پابند ہو کر تغلق کو
سلطنت کرانے لگا۔ تغلق چار برس وصیت نامہ کا پابند رہا اور بعد کو خاندان

نقشبندیہ میں مرید ہو کر وصیت نامہ کی پابندی اور خواجگان چشت کی اطاعت سے
منحرف ہوا۔ اور حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی کو قسم قسم کی تکلیفیں
دینا شروع کیں۔ مگر آپ نے ضبط و استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا صبر و تحمل
حد سے گزر گیا تب حضرت نظام الدین صاحب سردار حنفیہ نے معرفت ابدال کے بقاعدہ
باطنی تین مرتبہ ہدایت کی کہ تغلق! یہ خدا کے محبوب ہیں اور خدا کو ان کی خاطر منظور
ہے تو بھی ان کی اطاعت کر۔ اور ظلم اور فسق و فجور سے باز آ، ورنہ پیالہ تیری زندگی
کا لبریز ہو چکا ہے۔ سر تیرا توڑ دیا جائے گا اور سلطنت سے محروم ہو کر قدیم سے معزول
کر دیا جائے گا۔ مگر اس ظالم فاجر منحرف نے سردار حنفیہ مذکور کی فہمائش پر کچھ خیال نہ کیا
آخر اٹھائیسویں صفر ۷۲۵ ہجری کو چوتھی منزلہ مکان پر قریب مغرب یکایک آسمان
کی جانب دیکھ کر مصاحبوں سے کہا وہ چاند نظر آیا۔ مصاحبین متعجب ہوئے۔ یہ کہہ کر
کھڑا ہو گیا کہا دیکھو چاند یہ ہے یہ کہتا کہتا نیچے آ رہا۔ اور گردن دھڑ سے
ٹوٹ گئی۔ اور قدیم معزول یعنی ہلاک ہوا۔

ذکر تخت نشینی سلطان محمد عادل شاہ تغلق

سردار حنفیہ مذکور نے بجائے اس کے سلطان محمد عادل شاہ تغلق بن غیاث الدین
تغلق کو تخت دہلی پر بٹھا دیا۔ اور تاریخ ۲ ربیع الاوّل ۷۲۵ ہجری کو اس کا جلوس
کرا کر حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی صاحب کو معرفت ابدال کے اطلاع
دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار
حنفیہ مذکور کے پاس روانہ کر دیا۔ اور ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت
نامہ کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب قلندر ثالث کی خدمت سراپا برکت میں
ارسال کی۔ اور ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہت کا حضرت سرور عالم صلے
اللہ تعالےٰ علیہ و علیٰ آلہ و بارک وسلم کی بارگاہ عرش پناہ سے حاصل کر کے بہ دست

ابدال قطب کے پاس روانہ فرمایا۔ اور قطب امر سروری کا پابند ہو گیا۔ اور سلطان محمد عادل شاہ بپابندی وصیت نامہ خواجگان چشت کے اطاعت و محبت کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

سترھویں ماہ ربیع الآخر ۷۲۵ سنہ ہجری میں حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی نے اس عالم سے حجاب کیا۔ اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شیخ نصیر الدین صاحب محمود چراغ دہلوی نظامیہ مقرر ہوئے۔ یہ حضرت ستائیسویں محرم ۶۷۲ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے اور گیارہویں ربیع الثانی ۶۹۹ سنہ ہجری کو خلافت حاصل کی اور چھٹی رمضان المبارک ۷۵۶ سنہ ہجری کو وفات پائی اور ۷۳۰ سنہ ہجری میں حضرت نظام الدین صاحب سردار خضریہ نے وفات پائی۔

اُن کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت نصیر الدین صاحب سردار خضریہ مقرر ہوئے۔ حضرت گیارہ جمادی الآخر ۶۹۳ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے اور ساتویں ربیع الآخر ۷۱۶ سنہ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور اُنیسویں ربیع الآخر ۷۵۶ سنہ ہجری کو وفات پائی۔ چند عرصہ کے سلطان محمد عادل شاہ تغلق بحضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث سے داخل طریق ہوا۔ اور شرف غلامی حاصل کر کے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور غلام کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ محمد عادل شاہ! تیرے واسطے یہی دعائے خیر ہے کہ خلق اللہ پر ظلم مت کیجیو۔ اور فسق و فجور سے باز رہیو اور داخلان خاندان صابریہ چشتیہ سے محبت بدل و جان رکھیو اور خلیفہ اکبر سلسلہ عالیہ صابریہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور وصیت نامہ کا بخوبی پابند رہنا۔ یہ سن کر بادشاہ حضرت سے قدم بوس ہو کر رخصت ہوا۔ اور مدۃ العمر وصیت ہائے مذکورہ کا پابند رہا۔ نہایت عمدگی کے ساتھ ستائیس برس بادشاہت کی۔ آخرکار ۷۵۲ سنہ ھ میں وفات پائی۔ خاتمہ بخیر ہوا۔

ذکر تخت نشینی حضرت سلطان فیروز شاہ

اور بجائے اس کے سلطان فیروز شاہ بن سالار رجب برادر خورد تغلق ثالث تخت دہلی پر متمکن ہوا۔ اور ۷۵۲ھ ہجری میں سردار خفیہ مذکور نے بادشاہ مذکور کا دہلی میں جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شیخ نصیر الدین صاحب چراغ دہلوی نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر معرفت اسی ابدال کے سردار خفیہ کے پاس روانہ کیا۔ ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کی خدمت سراپا برکت میں ارسال کی۔ اور ان حضرت نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم سے بادشاہت کا حکم منظور کرا کر قطب دہلی کے پاس بدست ابدال روانہ کیا اور قطب امر سروری کا پابند ہو گیا۔ بعد سات مہینے کے بادشاہ مذکور نے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث سے شرف غلامی حاصل کیا اور بعد حصول بیعت ارادت عرض کیا کہ حضور انور میرے حق میں دعا فرمائیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ فیروز شاہ بابا تیرے حق میں دعائے خیر یہی ہے کہ وصیت نامہ کی پابندی کرنا اور خلق اللہ کو ظلم و ستم سے بچانا اور فسق و فجور سے احتراز رکھنا۔ اگر اس کا پابند رہے گا تو سلطنت قائم رہے گی اور خاتمہ بخیر ہوگا۔

بادشاہ نے حضرت ممدوح کا فرمان بدل و جان قبول کیا۔ اور قدم بوس ہو کر دار السلطنت میں آیا۔ اور وصیت نامہ کی پابندی اختیار کی۔ اس بادشاہ کے عہد میں یہ واقعات ظہور میں آئے۔

احوال حکومت باطنی حضرت مخدوم صفی اللہ سردار خفیہ

ایک یہ کہ ۸۰۶ھ میں حضرت نصیرالدین صاحب سردار خفیہ نے رحلت فرمائی اور آپ کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت مخدوم شیخ صفی اللہ صاحب سردار خفیہ مقرر ہوئے یہ حضرت گیارہ شعبان ۷۲۹ھ کو پیدا ہوئے۔ اور انیسویں ماہ ربیع الآخر ۷۳۹ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور انیسویں شوال ۸۱۸ھ ہجری کو وفات پائی۔

بیان ایام خلافت حضرت شاہ عبدالحق صاحب صابریہ

دوم یہ کہ ۸۰۰ ہجری کو حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیرالاولیا قلندر ثالث نے اس عالم سے حجاب فرمایا اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب ردولوی زندان پیر صابریہ مقرر ہوئے۔ یہ حضرت الکیسویں ذیقعدہ ۷۳۰ ہجری کو پیدا ہوئے۔ اور ستائیسویں رجب ۷۵۵ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور پندرہویں ماہ جمادی الثانی ۸۳۲ ہجری کو وفات پائی۔ اور سلطان فیروز شاہ مذکور نے بڑے عدل وانصاف کے ساتھ اڑتیس برس ہفت ماہ بست یوم سلطنت کی آخر کار ۷۹۰ھ میں قضا کر گیا۔ خاتمہ بخیر ہوا۔

اس کے بعد چار بادشاہوں یعنی غیاث الدین محمد تغلق شاہ۔ فتح خاں فیروز شاہ۔ ناصرالدین محمد شاہ فیروز شاہ۔ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ رابع کو یکے بعد دیگرے عرصہ دو برس میں تخت دہلی پر سردار خفیہ موصوف نے مقرر کیا۔ اور یہ چاروں بادشاہ وصیت نامہ محررہ بالا سے منحرف رہے ظلم اور فسق وفجور کی کثرت ہوئی۔

ذکر تخت نشینی سلطان ناصر الدین محمد شاہ ملک دہلی

بالآخر سردار خفیہ مذکور نے بادشاہ آخر الذکر کو قدیم سے معزول کر کے اس کی جگہ سلطان
ناصر الدین محمد شاہ بن فیروز شاہ کو تخت نشین کیا اور سنہ ۷۹۲ ہجری میں سردار خفیہ مذکور
نے دہلی میں اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شیخ نصیر الدین صاحب
نظامیہ چراغ دہلوی کو اطلاع دی۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ بالا تحریر فرما کر اسی
ابدال کی معرفت سردار خفیہ مذکور کے پاس روانہ کیا۔ اُن حضرت نے منظوری
بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب
ردولوی زندان پیر صابریہ کی خدمت بابرکت میں بھیج دی اُن حضرت نے بادشاہ
مذکور کی منظوری کا حکم حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم سے کرا کر
معرفت ابدال کے قطب دہلی کے پاس بھیجدیا۔ اور قطب مذکور حکم سروری کا
پابند ہوگیا۔ اور بادشاہ نے تین برس نو ماہ پابندی وصیت نامہ اختیار کی بعدہٗ منحرف
ہو کر ظلم پر کمر باندھی اور فسق و فجور میں مبتلا ہوا۔

ذکر تخت نشینی علاؤ الدین سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ

سردار خفیہ مذکور نے چند یوم میں اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے سنہ ۷۹۶ ہجری
میں اس کی جگہ علاؤ الدین سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کو مقرر کیا۔ اور اس کی
اطلاع حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب ردولوی زندان پیر صابریہ
کو کر دی مگر اس نے ظلم و فسق و فجور اختیار کیا۔

احوال تخت نشینی ناصر الدین محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ

سردار خفیہ نے فوراً اندر ایک سا چند یوم کے اس ظالم کو قدیم سے معزول کر کے اُسی سنہ میں ناصر الدین محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کو مقرر کر دیا اور ۷۹۶ھ ہجری میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شیخ نصیر الدین صاحب نظامیہ چراغ دہلوی کو اطلاع کر دی۔ ان حضرت نے وصیت محررہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کی معرفت سردار خفیہ کے پاس روانہ کیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب ردولوی زندان پیر صابریہ کے پاس بھیجدی اور اُن حضرت نے حکم منظوری بادشاہت کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم سے کرا کر معرفت ابدال کے قطب دہلی کے پاس بھیجوا دیا اور وہ قطب دہلی حکم سرداری کا پابند ہو گیا۔

آٹھ مہینے کے بعد بادشاہ مذکور نے بیعت ارادت حضرت شاہ نور الحق صاحب موصوف سے حاصل کی اور عرض کیا کہ حضور میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے حق میں یہی دعائے خیر ہے کہ خلق اللہ پر ظلم مت کرنا اور فسق و فجور سے باز رہنا۔ اور وصیت نامہ محررہ بالا کی پابندی اختیار کر کے دوستان خاندان صابریہ چشتیہ سے بدل و جان محبت رکھنا۔ اور خلیفہ اکبر خاندان صابریہ چشتیہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔

بادشاہ نے سُن کر مستحکم وعدہ کیا اور حضرت موصوف سے قدم بوس ہو کر دہلی میں آیا۔ اور وصیت نامہ کی کما ینبغی تعمیل کی۔ ۷۹۸ھ ہجری میں حضرت شیخ نصیر الدین صاحب نظامیہ چراغ دہلوی نے رحلت فرمائی۔

احوال ایام خلافت حضرت محمد سعدی صاحب نظامیہ

اور ان حضرت کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت شیخ محمد سعدی صاحب نظامی مقرر ہوئے حضرت شیخ محمد سعد صاحب محی الدین سولہ شوال سنہ ۷۳۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور سولہ رجب ۷۶۵ سنہ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور بارہویں محرم ۸۰۹ سنہ ہجری کو وفات پائی۔ اور سلطان ناصر الدین محمود شاہ نے بپابندی وصیت محررہ بالا انیس سال آٹھ ماہ چند یوم بخوبی تمام بادشاہت کی۔ اور ۸۱۵ سنہ ہجری میں انتقال کیا اور زمام حکومت بخیر انجام

ذکر تخت نشینی ناصر الدین نصرت شاہ بن شہزادہ فتح خان

اس کے بعد سرداران خفیہ مذکور نے یکے بعد دیگرے ناصر الدین نصرت شاہ بن شہزادہ فتح خان اور اقبال خان عرف ملو خان پٹھان۔ ان دو بادشاہوں کو بعرصہ سات ماہ تخت دہلی پر مقرر کیا۔ بوجہ انحراف وصیت نامہ محررہ بالا قدیم سے معزول کیے گئے۔

بیان تخت نشینی امیر تیمور بن امیر طراخان

ان کے بعد شاہ امیر تیمور بن امیر طراخان کو سرداران خفیہ نے تخت دہلی پر متمکن کیا لیکن پانچ مہینے کے بعد اس بادشاہ نے وصیت نامہ سے انحراف کر کے ظلم اور فسق و فجور پر کمر باندھی۔

احوال تخت نشینی دولت خاں لودھی

سردار حنفیہ نے فی الفور اس کو دہلی سے بخارا کی جانب روانہ کر کے اس کی جگہ ۸۱۶ھ ہجری میں دولت خاں لودھی کو مقرر کر دیا۔ اور دہلی میں جلوس کرا کر معرفت ابدال کے منظوری بادشاہت کی حضرت شاہ نور الحق صاحب موصوف کو ارسال کی ان حضرت نے اس منظوری بادشاہت پر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے حکم لے کر پاس قطب دہلی کے بھجوا دیا۔ اور وہ قطب حکم سروری کا پابند ہوگیا۔ دولت خاں نے ایک سال دو ماہ چند یوم سلطنت کی بعد کو منحرف ہو کر ظلم پر کمر باندھی۔

ذکر بادشاہت خضر خاں بن ملک سلیمان

سردار حنفیہ مذکور نے فوراً اُس کو ۸۱۷ھ ہجری میں قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ خضر خاں بن ملک سلیمان قوم سادات کو مقرر کیا اور ۸۱۷ھ میں بمقام دہلی جلوس کرا کر سردار حنفیہ نے معرفت ابدال کے حضرت شیخ محمد سعدی صاحب نظامیہ کو اطلاع دی اور اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر معرفت اسی ابدال کے سردار حنفیہ کے پاس روانہ کر دیا۔ اور اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت شاہ نور الحق صابری صاحب موصوف کو بھیج دیا۔ اور اُن حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مسطور کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے کرا کر معرفت ابدال کے قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا۔ اور وہ اس حکم سروری کا پابند ہوگیا ۸۱۸ھ ہجری میں حضرت مخدوم شیخ صفی اللہ صاحب سردار حنفیہ نے رحلت فرمائی۔

احوال ایام خلافت شیخ اسمٰعیل صاحب سردار حنفیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب بارہویں ربیع الاوّل ۷۹۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور بارہویں ربیع الآخر ۸۱۲ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور تیرہویں ربیع الاوّل ۸۶۰ھ ہجری میں وفات پائی اور ۸۱۹ھ ہجری میں حضرت شیخ محمد سعدی صاحب نظامیہ نے رحلت کی۔

ذکر ایام خلافت شیخ اختیار الدین صاحب نظامیہ

اور آپ کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت شیخ اختیار الدین صاحب نظامیہ مقرر ہوئے شیخ اختیار الدین صاحب موصوف اکیسویں رمضان ۸۰۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور سوم صفر ۸۱۹ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور بارہویں ذی الحجہ ۸۳۵ھ ہجری کو وفات پائی۔ خضر خان مذکور والئی دہلی سات برس دور ہینے تک وصیت نامہ کا پابند رہا۔ بعد کو منحرف ہو کر ظلم پر کمر باندھی۔

احوال سلطنت مبارک شاہ بن خضر خاں

سردار حنفیہ حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب موصوف نے اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے بجائے اس کے معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ بن خضر خان کو مقرر کیا اور ۸۲۴ھ ہجری میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے شیخ اختیار الدین صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی

ابدال کے مانند سردار حنفیہ مذکور کے پاس روانہ کر دیا۔

ان حضرت نے منظوری سلطنت مع وصیت نامہ کے بدست ابدال حضرت شاہ نور الحق احمد عبد الحق ردولوی زندان پیر صابریہ کے پاس ارسال کی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم سے حاصل کر کے قطب دہلی کے پاس بھیج دیا۔ اور وہ قطب حکم سروری کا پابند ہو کر معز الدین کو سلطنت کرانے لگا تیرہ برس ایک ماہ چند یوم بادشاہ مذکور وصیت نامہ محررہ بالا کا پابند رہا۔ بعد کو منحرف ہو کر ظلم پہ کمر باندھی اور فسق و فجور میں مبتلا ہوا۔

احوال تخت نشینی سلطان محمد شاہ

تب سردار حنفیہ مذکور نے معز الدین کو ۸۲۴ھ ہجری میں قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ سلطان محمد شاہ بن فرید خاں بن خضر خاں کو تخت دہلی پر تمکین کیا۔ اور اسی سنہ میں مقام دہلی اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شیخ اختیار الدین صاحب نظامیہ کو اطلاع دی اور ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے مانند سردار حنفیہ کے پاس روانہ کیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ مذکور کے ہم دست ابدال حضرت شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب ردولوی زندان پیر صابریہ کے حضور میں ارسال کی ان حضرت نے شہنشاہ دوسرا حضرت محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم سے بادشاہ مذکور کی بادشاہت کا حکم منظور کرا کر قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا۔ اور وہ حکم سروری کا پابند ہو گیا ۸۳۷ھ ہجری میں حضرت شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب ردولوی زندان پیر نے رحلت فرمائی۔

ذکر ایام خلافت حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب ولایت صابریہ

اور آپ کی جگہ خلیفہ اکبر آپ کے حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق بطن الولایت صابریہ مقرر ہوئے یہ حضرت تیسویں ماہ صفر سنہ ۸۱۲ ہجری کو پیدا ہوئے۔ اور اکیسویں ماہ رمضان سنہ ۸۲۹ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور سترہویں صفر سنہ ۸۴۲ ہجری کو وفات پائی۔ اور سنہ ۸۴۳ ہجری میں شیخ اختیار الدین صاحب نے جاب کیا۔

ذکر ایام خلافت حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ

اور آپ کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت تیرہویں شوال سنہ ۸۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور سولہویں رمضان سنہ ۸۲۱ ہجری کو خلافت حاصل کی اور یکم صفر سنہ ۸۹۹ ہجری کو وفات پائی اور سلطان محمد شاہ مذکور والی دہلی بارہ سال چند ماہ وصیت نامہ کا پابند رہا بعد کو منحرف ہو کر ظلم شروع کیا۔

احوال تخت نشینی سلطان علاؤالدین عالم شاہ ثانی

فی الفور سردار حنفیہ مذکور نے سلطان محمد شاہ کو تدبیر سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ سلطان علاؤالدین عالم شاہ ثانی بن سلطان محمد شاہ کو تخت دہلی پر بیٹھا دیا اور سنہ ۸۴۳ ہجری میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ مسطورہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کے پاس روانہ کر دیا۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ موصوف

مع منظوری سلطنت معرفت ابدال کے حضرت شیخ مصطفیٰ عارف حق لطیف الولایت
صابریہ کی خدمت بابرکت میں ارسال کیا۔ اُن حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے حاصل کر کے قطب دہلی کے
پاس روانہ فرمایا۔ اور وہ حکم سروری کا پابند ہو گیا۔ یہ بادشاہ چھ برس چند ماہ وصیت
نامہ مذکورہ بالا کا مطیع و منقاد رہا۔ بعد کو منحرف ہو کر ظلم اور فسق و فجور پر کمر باندھی۔

ذکر تخت نشینی سلطان بہلول لودھی

فی الفور سردار حنفیہ مذکور نے اس کی سرکوبی کر کے قدیم سے معزول یعنی ہلاک کیا
اور اس کی جگہ سلطان بہلول لودھی بن ملک کالا بہادر کو مقرر کر کے ۸۵۵ھ ہجری میں
بمقام دہلی جلوس کرا دیا۔ اور معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ
کو اس کیفیت سے مطلع کیا۔ اُن حضرت نے فوراً وصیت نامہ بالا ارقام فرما کر اسی
ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کے پاس روانہ کیا۔ اور اُن حضرت نے منظوری بادشاہت
مع وصیت نامہ کے بدست ابدال حضرت شاہ مصطفیٰ عارف حق لطیف الولایت صابریہ
کی خدمت میں ارسال کیا۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے حاصل کر کے قطب دہلی
کے پاس بھجوا دیا۔ وہ حکم سروری کا پابند ہو گیا۔ اس بادشاہ نے چند سال کے بعد خواجہ
حسن سالار نظامی صاحب سے بیعت قبول کی۔ بعد کو عرض کی کہ حضرت! میرے
حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ سلطان بہلول تیرے حق میں دعا کے
خیر یہی ہے کہ ظلم خلق اللہ پر مت کرنا اور فسق و فجور سے محترز رہنا۔ داخلانِ خاندان
نظامیہ چشتیہ سے محبت رکھنا۔ اور خاندان صابریہ چشتیہ کے خلیفہ اکبر کا مطیع و فرمانبردار
رہنا چنانچہ بادشاہ مذکور نے با مر مرشدی عدل و انصاف سے کام کیا۔ اور حضرات
خاندانِ چشت کا دل سے غلام رہا۔ ۸۶۰ھ ہجری میں حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب

سردارِ حنفیہ نے رحلت فرمائی۔

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے سردارِ حنفیہ ہونیکا

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین سردارِ حنفیہ مقرر ہوئے حضرت قطب عالم صاحب موصوف بیسویں جمادی الآخر ۸۴۲ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ اور تاریخ گیارہویں رمضان ۹۰۰ھ ہجری کو اس سلسلہ حنفیہ کی خلافت حاصل کی اور تئیسویں جمادی الآخر ۹۴۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ اور ۸۶۲ھ میں حضرت مصطفےٰ عارف حق بطن الولایت صابریہ نے اس عالم سے حجاب فرمایا۔

احوال ایام خلافت حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب الانور محمد جیو صاحب صابریہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب الانور محمد جیو صاحب مسندِ حقیقت معنوی پر مقرر ہو گئے۔ یہ حضرت پندرہ جمادی الآخر ۸۳۶ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور بائیسویں شعبان ۸۶۶ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور اکیسویں ماہ شعبان ۹۰۰ھ ہجری میں وفات پائی اور سلطان بہلول لودھی نے اڑتیس سال پانچ ماہ سات یوم بخوبی تمام سلطنت کی۔ ۸۹۴ھ ہجری میں انتقال کیا خاتمہ بخیر ہوا۔

احوال تخت نشینی سلطان سکندر بہلول لودھی

اور بجائے اس کے سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کو حضرت قطب صاحب موصوف سردارِ حنفیہ نے مقرر کیا اور ۸۹۴ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا کے حضرت خواجہ

حسن سالار صاحب نظامیہ کو معرفت ابدال کے خبر کر دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ مذکور کے پاس روانہ فرمایا۔ ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بدست ابدال کے حضرت شاہ کمال الدین محمد محبیب الور محمد جیو صاحب صابریہ کی حضور میں ارسال کی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ بارک وسلم سے حاصل کر کے معرفت ابدال قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا۔ اور وہ حکم سرداری کا پابند ہوگیا بادشاہ سلطنت کرنے لگا۔ بعد دو برس کے ۸۹۴ھ ہجری میں بادشاہ مذکور نے حضرت شاہ کمال الدین محمد محبیب الور محمد جیو صاحب صابریہ سے بیعت ارادت حاصل کی اور عرض کیا کہ حضور غلام کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ دعائے خیر تیرے حق میں یہی ہے کہ خلق اللہ پر ظلم نہ کرنا۔ اور فسق و فجور سے باز رہنا۔ خلیفہ اکبر خاندان صابریہ چشتیہ کا مطیع و فرمانبردار اور دوا خلاص خاندان صابریہ سے بدل و جان انس رکھنا۔ بادشاہ نے ہدایت موصوفہ بسر و چشم قبول کی اور تا دم مرگ حضرات خواجگان چشت کا مطیع و فرمانبردار رہا۔ چار برس بعد ۸۹۸ھ ہجری میں حضرت شاہ کمال الدین محمد محبیب الور محمد جیو صاحب صابریہ نے اس عالم سے حجاب کیا۔

احوال حضرت قطب عالم صاحب کا مسندِ صابریہ پر جلوہ افروز ہونا

اور بجائے آپ کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین رونق افزائے مسند سادہ حکومت صابریہ چشتیہ بعوث حقیقت معنوی موصوف ہوئے۔ اور آپ کی ولادت اور وفات کا حال بذیل خفیہ اول مرقوم ہو چکا ہے۔ اور سلسلہ صابریہ عالیہ کی خلافت بیسویں جمادی الآخر ۸۹۹ھ ہجری کو حاصل کی۔ اور جب خاندان صابریہ اور کیفیت خفیہ کی ایک ہی حضرت قطب عالم

صاحب موصوف علوالعزم والمرتبہ ہوئے۔

حضرت عبدالحمید صاحب کے سردارِ خفیہ ہونیکا بیان

تو حضرت موصوف نے اپنی جگہ اپنے فرزند اکبر حضرت شیخ عبدالحمید صاحب عرف شیخ زین الدین ولادت روحِ جذبیہ کو عہدہ سردارِ خفیہ عطا فرمایا۔ اور آپ خاندان صابریہ چشتیہ کے شہنشاہ ولایت علوالعزم والمرتبہ ہیں حضرت شیخ عبدالحمید صاحب موصوف سترہویں ماہ ربیع الآخر ۸۶۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور سولہویں ماہ ربیع الآخر ۸۸۰ھ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور چودہویں ماہ ربیع الآخر ۹۸۵ھ ہجری میں وفات پائی۔

الغرض سلطان سکندر مذکور خواجگان چشت کا کامل محب تھا چنانچہ ۹۰۰ھ میں روضہ ثانی حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت قطب عالم صاحب نے اسی کے عہد میں کیا۔ حضرات خواجگان چشت کی اطاعت و محبت کے باعث اس بادشاہ نے اٹھائیس ۲۸ برس پانچ مہینے بخوبی تمام سلطنت کی۔ اور یہ بادشاہ ۹۲۳ھ ہجری میں انتقال کے وقت خدا کا عارف ہو کر ملک لقا کو روانہ ہوا۔

سلطان ابراہیم کی تخت نشینی کا بیان

حضرت شیخ عبدالحمید صاحب سردارِ خفیہ نے بجائے اس کے سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر کو تخت ہندوستان پر متمکن کیا۔ اور ۹۲۳ھ ہجری میں بمقام آگرہ اس کا جلوس کرا کر ابدال کی معرفت حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا اسی ابدال کے ہاں سردارِ خفیہ مذکور کے

پاس روانہ کیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ معرفت ابدال کے حضرت قطب عالم صاحب موصوف صابریہ کے حضور میں ارسال کیا۔ اُن حضرت نے حکم منظوری بادشاہ کا حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے کرا کر ابدال کی معرفت قطب آگرہ کے پاس بھجوا دیا۔ اور وہ قطب حکم عالی کا پابند ہو گیا۔ یہ بادشاہ آٹھ برس چند ماہ وصیت نامہ کا پابند رہا۔ اور ۹۲۸ھ سنہ ہجری میں حضرت قطب عالم صاحب موصوف سے بیعت ہوا۔ اور تعمیر روضہ شریف حضرت بادشاہ دو جہاں ممدوح کے لیے قوت حلال کا روپیہ ارسال کیا جس کا بیان کتاب ہذا میں درج ہو چکا ہے۔ بعد کو یہ بادشاہ منحرف ہو کر ظلم اور فسق و فجور میں بکثرت مبتلا ہوا۔

سلطان ظہیر الدین محمد بابر شاہ چغتائی کا تخت نشین ہونا

۹۳۲ سنہ ہجری میں سردار حنفیہ مذکور نے اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اسی کی جگہ سلطان ظہیر الدین محمد بابر شاہ بن عمر شیخ مرزا چغتائی کو مقرر کیا اور ۹۳۲ سنہ ہجری میں اس کا جلوس دہلی میں کرا کر معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ موصوف کے پاس بھیجدیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بدست ابدال حضرت قطب عالم صاحب ممدوح صابریہ کے حضور میں ارسال کیا ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے نافذ کرا کر قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا۔ اور وہ حکم سرداری کا پابند ہو گیا۔ یہ بادشاہ چار سال دس ماہ وصیت نامہ کا پابند رہا۔ بعدہٗ فسق و فجور میں مبتلا ہوا۔ ظلم کثرت سے ہونے لگا۔

ہمایوں بادشاہ کا اوّل بار پایۂ تخت پر بیٹھنا

فی الفور سردار خفیہ مذکور نے ۹۳۷ھ ہجری میں اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ نصیر الدین ہمایوں بادشاہ اوّل بن بابر شاہ کو مقرر کیا اور ۹۳۷ھ ہجری میں بمقام آگرہ و دہلی اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع کی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تسطیر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ مذکور کے پاس روانہ کیا۔ ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے ابدال کی معرفت حضرت قطب عالم صاحب ممدوح صابریہ کے حضور میں ارسال کی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اجرا کرا کر معرفت ابدال کے قطب دہلی کے پاس بھیجدیا۔ اور وہ قطب حکم سرور کا پابند ہو گیا۔ اور بادشاہ حکمرانی کرنے لگا۔ ۹۴۵ھ ہجری میں حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے حجاب کیا۔

حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کا احوال

اور آپ کی جگہ آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین مسند حقیقت پر جلوہ آرا ہوئے۔ یہ حضرت یکم رجب ۸۶۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ستر ہویں رجب ۸۹۷ھ کو خلافت حاصل کی۔ اور پندرہویں ذی حجہ ۹۸۹ھ ہجری کو وفات پائی۔

بادشاہ مذکور گیارہ برس وصیت نامہ کا پابند رہا۔ بعد کو منحرف ہو کر فسق و فجور میں مبتلا ہوا۔ سید زادوں کو قید کیا۔ بعرصہ پانچ ماہ سردار خفیہ مذکور نے فوج غیبی بھوائی اور ۹۴۷ھ میں بادشاہ مذکور کو تخت دہلی سے جدید کو معزول کر کے باغات افواج غیبی قید سادات عظام کی پاداش میں اول زد و کوب کرایا۔ بعد کو چار پائی پر کا منایا کر دہلی سے باہر نکال دیا۔

ذکر تخت نشینی محمد فرید الدین شیر شاہ

اور بجائے اس کے محمد فرید الدین شیر شاہ بن حسن کو سردار خفیہ مذکور نے مقرر کرکے ۹۴۷ھ ہجری میں بمقام آگرہ دہلی اس کا جلوس کرا دیا۔ اور معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ مذکور کے پاس روانہ کیا۔ اور ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے ہم دست ابدال حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابری کے حضور میں ارسال کی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کرا کر معرفت ابدال کے قطب دہلی کے پاس روانہ کیا اور وہ قطب دہلی حکم کا پابند ہو گیا۔ یہ بادشاہ چار برس چار ماہ وصیت نامہ کا پابند رہا۔ بعد کو منحرف ہو کر ظلم پر کمر باندھی۔

اسلام شاہ کا تخت پر بیٹھنا

پندرہ یوم کے عرصہ میں واقع ۹۵۲ھ ہجری میں سردار خفیہ مذکور نے قدیم سے معزول یعنی ہلاک کرکے بجائے اس کے جلال خاں ملقب بہ اسلام شاہ بن شیر شاہ کو مقرر کیا۔ ۹۵۲ھ ہجری میں سردار خفیہ مذکور نے اس کا جلوس دہلی میں کرا کر معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ اور ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ مذکور کے پاس بھیج دیا۔ اور ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت بدست ابدال کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کے پاس بھیج دی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم سے حاصل

کر کے قطب دہلی کے پاس ارسال فرمایا۔ اور قطب دہلی حکم سروری کا پابند ہوگیا بادشاہ مذکور نے آٹھ برس دو ماہ سلطنت کی۔ وصیت نامہ کا پابند رہا۔ بعد کو انحراف کر کے ظلم پر کمر باندھی فسق و فجور میں مبتلا ہوا۔

فیروز شاہ کا تخت نشین ہونا

فی الفور سردار خفیہ نے بعرصہ دس یوم ۹۶۰ھ میں اس کو قدم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ فیروز شاہ بن اسلام شاہ کو تخت نشین کرنا چاہا تھا کہ تین روز کے عرصہ میں اس نے اپنی حقیقی بہن سے زنا کیا۔ اسی وقت اس کو قطب دہلی نے قدم سے معزول یعنی ہلاک کر کے سردار خفیہ مذکور کو اطلاع دی۔

مبارز خاں ملقب بہ محمد عادل شاہ کا تخت پر بیٹھنا

سردار خفیہ نے فیروز شاہ کی جگہ پر مبارز خاں ملقب محمد عادل شاہ بن نظام خان سور سہسوانی کو مقرر کر کے ۹۶۰ھ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا دیا۔ اور معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ اور ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ مذکور کی خدمت میں بھیجدیا۔ ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے بدست ابدال حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابری کے پاس بھیجدی۔ اور ان حضرت نے منظوری بادشاہ مذکور کا حکم حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و بارک وسلم سے منظور کرا کر قطب صاحب دہلی کے پاس بھجوا دیا۔ اور وہ قطب امر سروری کا پابند ہوگیا۔ بادشاہ مذکور ایک سال گیارہ مہینے وصیت نامہ کا پابند رہا۔ بعد کو مرتکب فسق و فجور رہا۔

سلطان ابراہیم سور پٹھان کا تخت پر بیٹھنا

سردار خفیہ مذکور نے بعرصہ دس یوم ۹۶۲ھ ہجری میں اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کرکے بجائے اس کے سلطان ابراہیم سور پٹھان کو مقرر کیا اس نے تین ماہ تین یوم بادشاہت کی۔ اور نہ ظلم و ستم بکثرت کیا۔

احمد خاں ملقب بہ سکندر شاہ کا تخت پر بیٹھنا

سردار خفیہ نے اس کو قدیم سے معزول کرکے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کو یہ اطلاع دی۔ اور فوراً اس کی جگہ احمد خاں ملقب بہ سکندر شاہ بن حسین خاں سور پٹھان کو مقرر کر دیا۔ مگر اس نے بھی ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں بہت ظلم اور فسق و فجور کیا۔

ہمایوں بادشاہ کا بار دوم تخت پر بیٹھنا

فوراً سردار خفیہ نے اس کو قدیم سے معزول کرکے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کو اطلاع دی۔ اور اس کی جگہ پر نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ کو مرتبہ دوم ۹۶۲ھ ہجری میں فارس سے بلا کر مقرر کیا۔ چھ مہینے سلطنت کی مگر ظلم اور فسق و فجور سے پھر بھی باز نہ آیا۔ اور فہمائش سردار خفیہ کو خیال میں نہ لایا۔ اسی واسطے اس بادشاہ کی اطلاع حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو نہ کی۔ صرف حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کو اطلاع کرکے چھ مہینے کے عرصہ میں سردار خفیہ مذکور نے ۹۶۳ھ ہجری میں اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر دیا۔

اکبر بادشاہ کا تخت نشین ہونا

اور اس کی جگہ پر ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ بن ہمایوں کو مقرر کیا۔ اور ۹۶۳ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا دیا۔ بعدہٗ سردار خفیہ مذکور نے معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ اور ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ مذکور کے پاس بھیج دیا آن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کو بھیجدی۔ اور ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کرا کر قطب آگرہ کے پاس بھجوا دیا اور وہ قطب حکم سروری کا پابند ہو گیا۔ اور یہ بادشاہ ۹۶۵ھ ہجری میں حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کا مرید ہوا۔ بعد حصول شرف ارادت عرض کیا کہ حضور غلام کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ اکبر بابا ظلم خلق اللہ پرمت کرنا اور فسق وفجور سے باز رہنا۔ اور اولادِ خاندانِ صابریہ چشتیہ سے بدل وجان محبت رکھنا اور خلیفہ اکبر خاندان صابریہ کا مطیع و فرمانبردار رہنا یہی تیرے حق میں دعائے خیر ہے۔ اکبر نے یہ ہدایت سن کر بدل وجان قبول کی اور وعدہ کیا کہ غلام بوجہ احسن اس نصیحت پر عمل کرے گا۔ یہ کہہ کر حضرت ممدوح سے قدم بوس ہو کر دارالسلطنت کو واپس آیا۔ اور بکمال عدل و انصاف اور نہایت محنت اور جفاکشی کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ جس کا احوال اور آئین حکمرانی ہر کہ ومہ پر ظاہر ہے۔ اسی بادشاہ کے عہد میں یہ چار واقعے وقوع میں آئے۔

احوال تقرر حضرت عبد الصمد صاحب سردار حنفیہ

ایک یہ کہ ۹۸۵ سنہ ہجری حضرت شیخ عبد الحمید صاحب سردار حنفیہ نے حجاب کیا اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شیخ عبد الصمد صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے یہ حضرت سترھویں ماہ رجب ۹۵۹ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور ساتویں ربیع الاوّل ۹۶۳ سنہ ہجری خلافت حاصل کی۔ اور گیارہویں ماہ شوال ۹۸۹ سنہ ہجری کو وفات پائی۔

ذکر حضرت فتح اللہ صاحب سردار حنفیہ

دوم ۹۸۹ سنہ ہجری میں حضرت شیخ عبد الصمد صاحب نے وفات پائی۔ اور اُن کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت شیخ فتح اللہ صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے

حضرت شیخ فتح اللہ صاحب موصوف بارہویں ربیع الآخر ۹۶۴ سنہ ہجری کو پیدا ہوئے اور گیارہویں ماہ شعبان ۹۸۰ سنہ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور اٹھارہویں ماہ جمادی الآخر ۱۰۳۶ سنہ ہجری میں وفات پائی۔

بیان حضرت نظام الدین صاحب بلخی صابریہ

سوم یہ کہ ۹۸۹ سنہ ہجری میں حضرت جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین صابریہ نے اس عالم سے حجاب فرمایا۔ اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ نظام الدین صاحب بلخی نے جامہ حقیقت معنوی ملبوس فرمایا۔ یہ حضرت بارہویں رجب ۹۱۲ سنہ ہجری کو پیدا ہوئے اور گیارہویں شوال ۹۸۲ سنہ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور ساتویں رجب ۱۰۱۰ سنہ ہجری میں وفات پائی۔

ذکر حضرت سالار سرمست صاحب نظامیہ

چہارم یہ کہ ۹۹۹ھ ہجری میں حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ نے اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو مراجعت کی۔ اور بجائے انکے حضرت خواجہ سالار سرمست صاحب نظامیہ مقرر ہوئے۔ یہ حضرت تاریخ تیرہویں محرم ۹۰۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے بارہویں شوال ۹۷۱ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور نویں رجب ۱۰۵۰ھ ہجری کو وفات پائی اور شاہ اکبر مذکور نے اکیاون سال دو ماہ گیارہ یوم بخوبی تمام سلطنت کرکے ۱۰۱۴ھ میں انتقال کیا۔ اور شرف بیعت کی برکت سے خاتمہ بخیر ہوا۔

نورالدین جہانگیر شاہ کا تخت نشین ہونا

فوراً حضرت شاہ فتح اللہ صاحب سردار خفیہ نے اس کی جگہ نورالدین محمد جہانگیر شاہ ابن جلال الدین اکبر شاہ کو مقرر کیا اور ۱۰۱۴ھ ہجری میں بمقام آگرہ اس کا جلوس کرا کے معرفت ابدال کے حضرت سالار سرمست صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا رقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ مذکور کے پاس بھیجدیا۔ ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بدست ابدال کے حضرت شاہ نظام الدین صاحب بلخی صابری کو روانہ کیا۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے حاصل کرکے قطب آگرہ کے پاس بھجوا دیا۔ اور وہ قطب حکم سروری کا پابند ہوگیا۔ اور جہانگیر بادشاہ حکمرانی کرنے لگا۔ وصیت نامہ کی پابندی اختیار کی۔ عدالت وانصاف کو ہاتھ سے نہ دیا اس بادشاہ کے عہد میں ۱۰۳۱ھ ہجری میں حضرت شاہ نظام الدین صاحب بلخی صابریہ نے وصال فرمایا۔

احوال حضرت ابوسعید صاحب صابریہ کا

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شیخ ابوسعید صاحب گنگوہی صابریہ مسندِ حقیقت پر مقرر ہوئے۔

یہ حضرت چودہویں شعبان ۹۵۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور اکیسویں ماہ شوال ۹۹۸ھ کو خلافت حاصل کی۔ اور پہلے ربیع الآخر ۱۰۴۳ھ ہجری میں وفات پائی ۱۰۲۵ھ ہجری میں جہانگیر بادشاہ حضرت شاہ ابوسعید صاحب صابریہ کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہو اشرف بیعت سے ممتاز ہو کر دعائے خیر کا طالب ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نورالدین محمد جہانگیر ہے۔ میں تیرے حق میں دعا بھی کروں گا۔ لیکن تیرے واسطے یہی دعا ہے کہ تو وصیت نامہ محررہ بالا کا پابند رہنا۔ خلق اللہ سے بعدل و انصاف پیش آنا ظلم اور فسق و فجور سے باز رہنا خواجگان چشت کی اطاعت کرنا اور خاندان صابریہ کے خلیفہ اکبر کا مطیع و منقاد رہنا۔

جہانگیر نے یہ سن کر مستحکم وعدہ کیا کہ میں بدل و جان عدالت و انصاف میں مالوف رہوں گا۔ بعدہٗ دارالسلطنت کو واپس آیا۔ اور اچھی طور سے حکومت کرنے لگا۔ ۱۰۲۶ھ ہجری میں بماہ شعبان اس بادشاہ نے بالواسطہ اپنے پیر و مرشد صاحب کے روضہ شریف حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا جو شکستہ ہو گیا تھا اس کی مرمت کی اور ۱۰۳۶ھ ہجری کا میں حضرت شاہ فتح اللہ صاحب سردار حنفیہ نے وفات پائی۔

حضرت محمد صادق صاحب کا سردار حنفیہ مقرر ہونا

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت محمد صادق صاحب گنگوہی سردار حنفیہ مقرر ہوئے

یہ حضرت سترہویں ربیع الآخر ۹۸۳ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور انیسویں رمضان ۱۰۱۱ھ ہجری میں اس سلسلہ خفیہ کی خلافت حاصل کی۔ اور انیسویں محرم ۱۰۵۳ھ ہجری کو وفات پائی بعدہٗ جہانگیر اکیس برس آٹھ مہینے تیرہ دن سلطنت کر کے ۱۰۳۶ھ ہجری میں روانہ ملک بقا ہوا۔ دنیا سے با ایمان گیا۔

مرزا بلاقی ملقب بہ سلطان داور بخش کا تخت پر بیٹھنا

اور فوراً حضرت محمد صادق صاحب سردار خفیہ نے اس کی جگہ مرزا بلاقی ملقب بہ سلطان داور بخش بن سلطان خسرو چغتائی کو مقرر کر کے منتظر صدور حکم باطن رہے لیکن یہ بادشاہ بدبخت ازلی تخت نشین ہوتے ہی ظلم و فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا۔

شاہ جہان بادشاہ کا تخت نشین ہونا

عرصہ دو ماہ ایک یوم میں انہوں نے اس کو قدیم سے معزول کر کے اس کی جگہ شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ بن نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کو تخت ہندوستان پر متمکن کیا ۱۰۳۷ھ ہجری میں بمقام آگرہ اس کا جلوس کرا کر حضرت سالار مست صاحب نظامیہ کو معرفت ابدال اطلاع دی۔ ان حضرت نے اسی ابدال کے ہاتھ وصیت نامہ محررہ بالاتحریر فرما کر سردار خفیہ مذکور کے پاس روانہ کیا۔ ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بوساطت ابدال کے حضرت شاہ ابوسعید صاحب گنگوہی صابریہ کے حضور میں ارسال کی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نافذ کرا کے قطب آگرہ کے پاس بھیج دیا۔ اور وہ قطب حکم سروری کا پابند ہو گیا۔ اور شاہ جہان بادشاہ سلطنت رانی کرنے لگا۔

سنہ ۱۰۴۰ ہجری میں شاہ جہاں بادشاہ حضرت شاہ ابو سعید صاحب گنگوہی صابریہ کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہو کر داخل طریقت ہوا۔ اور استدعا کی کہ اب حضور غلام کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ شاہ جہاں با وصیت نامہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ پر عمل درآمد رکھنا۔ ظلم اور فسق و فجور سے باز رہنا۔ عدالت و انصاف کو آئین بنانا۔ داخلانِ سلسلہ چشتیہ اور خلیفہ اکبر خاندانِ صابریہ کی دل سے اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ عمدہ طور سے حکمرانی کرے گا اور یہ فقیر کی فیضانِ صحبت کا اثر تیری صورت سے ظاہر ہوگا کہ تو جو کام کرے گا اس میں خدا برکت عطا فرمائے گا۔ اور جو عمارت تو تعمیر کرے گا وہ قائم رہے گی۔ اور خواجگانِ چشت کی الفت و محبت میں تمام سلاطین پر تو سبقت لے جائے گا۔ یہ سن کر شاہ جہاں نے اپنے حضرت ہادی برحق کے اقدام رہبر انام پر سر رکھا اور بکمال الحاح و زاری سے عرض کیا کہ اب غلام کو حضور اپنے قدموں سے جدا نہ فرمائیں، جس قدر کہ حیات مستعار میری باقی ہے وہ آستانہ بوسی میں صرف ہو۔ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور شفقتِ مرشدی سے فرمایا کہ شاہ جہاں بابا بمصداق حدیث مقدس

المرءُ مع من احب	یعنی جو کوئی جس سے محبت رکھتا ہے وہ اس کے ساتھ ہے۔

تو فقیر سے محبت رکھتا ہے فقیر تیرے ساتھ ہے۔ اور تجھ کو خدا کا حکم حکمرانی کرنے کا ہے بادشاہ مذکور بموجب ارشاد مرشدی گنگوہ شریف سے رخصت ہو کر دار السلطنت کو آیا۔ سنہ ۱۰۴۳ھ میں حضرت شاہ ابو سعید صاحب گنگوہی صابریہ نے وصال فرمایا۔

حضرت محمد صادق صاحب کا مسندِ صابریہ پر جلوہ دینا

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ محمد صادق صاحب گنگوہی صابریہ

مسند حقیقت معنوی پر مقرر ہوئے۔ اُن حضرت کی ولادت و وفات بعینہٖ کیفیت حنفیہ اول مرقوم ہو چکی ہے اور اس سلسلہ صابریہ کی خلافت سترھویں شوال سنہ ۱۰۱۲ ہجری کو حاصل کی اور سنہ ۱۰۵۳ ہجری میں حضرت محمد صادق صاحب گنگوہی نے وفات پائی۔

حضرت محمدؐ داؤد جی صابریہ کا حال

اور بجائے آپ کے سلسلہ صابریہ میں خلیفہ اکبر حضرت شاہ شیخ محمد داؤد جی صاحب گنگوہی صابریہ مسند حقیقت پر حکمران ہوئے۔

حضرت محمدؐ حیات صاحب سردار حنفیہ کا حال

اور سلسلہ حنفیہ میں خلیفہ اکبر اور فرزند آپ کے حضرت شیخ محمد حیات صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے۔ حضرت شیخ محمد داؤد جی صاحب صابریہ پچیسویں ربیع الآخر سنہ ۱۰۲۵ ہجری میں پیدا ہوئے اور اکیسویں رجب سنہ ۱۰۴۲ ہجری کو خلافت حاصل کی اور چھٹی رمضان سنہ ۱۰۸۰ ہجری میں وفات پائی۔ اور حضرت شیخ محمد حیات صاحب سردار حنفیہ گیارہویں ربیع الآخر سنہ ۱۰۴۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور سترھویں جمادی الآخر سنہ ۱۰۵۱ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور ستائیسویں ربیع الاول سنہ ۱۱۱۳ ہجری کو وفات پائی۔ اور شاہ جہان بادشاہ نے بڑی عمدگی اور ناموری سے اکتیس سال چار مہینے تک سلطنت کی۔

اورنگ زیب عالمگیر کا تخت نشین ہونا

لیکن سنہ ۱۰۶۸ ہجری میں جدید سے معزول کیے گئے اور بجائے اس کے حضرت

شیخ محمد حیات صاحب سرداحنفیہ نے ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بن شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ کو تخت ہندوستان پر متمکن کیا۔ اور ۱۰۶۹ہجری میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت سالار سرمست صاحب نظامیہ کو اطلاع دی اُن حضرت نے وصیت نامہ لکھ کر اسی ابدال کے ہاتھ سرداحنفیہ مذکور کے پاس ارسال کیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے بدست ابدال حضرت شاہ شیخ محمد داؤد صاحب گنگوہی صابریہ کے حضور میں ترسیل کی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے صادر کرا کر قطب دہلی کے پاس ارسال فرمایا۔ وہ حکم سرداری کا پابند ہو کر عالمگیر کو سلطنت کرانے لگا۔ عالمگیر نے تخت نشینی سے بارہ برس بعد ۱۰۸۱ہجری میں حضرت شاہ شیخ محمد داؤد جی صاحب گنگوہی صابریہ کی غلامی میں داخل ہو کر طالب دعائے خیر ہوا حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ عالمگیر! خلق اللہ پر ظلم مت کرنا فسق وفجور سے باز رہنا۔ داخلان خاندان صابریہ چشتیہ سے محبت رکھنا۔ اور خلیفہ اکبر سلسلۂ عالیہ صابریہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا۔ لیکن افسوس ہے کہ فقیر کے وصال کا زمانہ قریب آیا۔ اور تیری نفسانیت کے آثارات ترقی پر نظر آتے ہیں زنہار ان وصیتوں کے خلاف کوئی امر نہ کرنا۔ اگر اس وصیت نامہ سے کوئی بات خلاف ظاہر ہوئی تو دہلی نصیب نہ ہوگی۔ اور خواجگان چشت کے دربار سے مردود ہو جائے گا۔

عالمگیر نے ارشاد مرشدی بدل وجان قبول کیا۔ اور دہلی کو واپس آیا۔ اور اس کے عہد میں یہ واقعات وقوع میں آئے۔

حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب صابریہ کا حال

اوّل ۱۰۸۱ہجری میں حضرت شاہ شیخ داؤد جی صاحب گنگوہی نے اس عالم سے حجاب کیا۔ اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب صمدی صابری

جلوہ بخش مسند حقیقت معنویہ ہوئے۔ یہ حضرت گیارہویں شوال ۱۰۲۵ھ ہجری میں
پیدا ہوئے اور سترھویں ماہ ربیع الآخر ۱۰۴۰ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔
اور گیارہویں ربیع الاول ۱۱۶۰ھ ہجری کو وفات پائی۔

ذکر حضرت محمد اسمٰعیل صاحب نظامیہ

دوم ذیقعدہ ۱۰۸۰ھ ہجری میں حضرت سالار رحمت صاحب نظامیہ نے انتقال فرمایا
اور بجائے آپ کے خلیفہ حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت
سولھویں رجب ۹۹۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ستائیسویں شعبان ۱۰۲۲ھ ہجری کو خلافت
حاصل کی۔ اور پانچویں صفر ۱۰۹۸ھ ہجری میں وفات پائی۔

احوال حضرت خاتون علا انکوری نظامیہ

اور بجائے اُن کے خلیفہ اکبر حضرت خاتون علا انکوری نظامیہ مقرر ہوئے۔ یہ
حضرت سترھویں ربیع الآخر ۱۰۲۲ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور تیرہویں ذی الحجہ
۱۰۵۰ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور نویں شوال ۱۰۹۸ھ میں وفات
پائی۔

ذکر حضرت نظام الدین عمر نارنولی نظامیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ حضرت نظام الدین عمر نارنولی نظامیہ مقرر ہوئے یہ
حضرت تیرھویں رجب ۱۰۵۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور سولہویں
محرم ۱۰۹۸ھ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور ستر ہویں صفر ۱۱۵۱ھ ہجری
کو وفات پائی۔

احوال حضرت شاہ قطب الدین صاحب نظامیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ قطب الدین صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت تیرہویں شعبان ۱۰۹۰ھ سنہ ہجری کو پیدا ہوئے۔ اور بارہویں رمضان ۱۱۱۴ھ سنہ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور گیارہویں رمضان ۱۱۲۱ھ سنہ ہجری میں وفات پائی۔

۱۱۰۶ سنہ ہجری تک عالمگیر وصیت نامہ محررہ بالا کا پابند رہا۔ اور خواجگان چشت کا مطیع و معتقد تھا لیکن جب ستارہ اس کے اقبال کا برج نحوست میں آیا تو آغاز محرم ۱۱۰۷ سنہ ہجری میں اس نے ایک فقیر نقشبندیہ سے بیعت کی اور پیر نقشبندی کے اتباع میں حضرات خواجگان چشت سے منحرف اور خاندان صابریہ عالیہ سے سرکشی اختیار کی شہنشاہ ولایت سے منہ موڑا۔ تیسری صفر ۱۱۰۷ سنہ ہجری کو قاضی قوی کے کہنے سے حضرت سید اسمٰعیل عرف نظام سرمد صاحب کیفیت خاندان روح جذبیہ سلسلہ جلبلیہ تبریزیہ کا سر مبارک کٹوایا اور اسی سال میں عالمگیر کو حضرت محمد حیات صاحب سردار خفیہ نے بحکم سروری جدیدہ کو معزول کر کے دہلی سے جانب دکن نکال دیا ۱۱۱۳ سنہ ہجری میں حضرت محمد حیات صاحب گنگوہی قدوسی سردار خفیہ نے وفات پائی۔

احوال حضرت حافظ برخوردار صاحب سردار خفیہ

اور بجائے اُن کے خلیفہ اکبر حافظ برخوردار صاحب گنگوہی قدوسی سردار خفیہ مقرر ہوئے یہ حضرت سلخ صفر ۱۱۰۰ سنہ ہجری کو پیدا ہوئے اور تیرہویں رجب ۱۱۱۴ سنہ ہجری میں خلافت حاصل کی اور گیارہویں محرم ۱۱۴۳ ہجری کو وفات پائی۔

معظم شاہ عالم بہادر شاہ کا تخت نشین ہونا

اور ۱۱۱۸ھ ہجری میں جب عالمگیر کی حکمرانی کو پچاس برس اور چند مہینے پورے ہوئے تو حضرت حافظ برخوردار صاحب سردار خفیہ نے اس کی صورت مسخ کر کے تدبیر سے معزول یعنی ہلاک کر کے بجائے اس کے محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ بہادر بن اورنگ زیب عالمگیر کو تخت ہندوستان پر بٹھایا اور ۱۱۱۸ھ ہجری میں بمقام لاہور اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شاہ قطب الدین صاحب نظامیہ کو اطلاع دی ان حضرت نے وصیت محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ موصوف کے پاس بھیج دیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بوساطت ابدال کے حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب صمدی صابریہ کے حضور میں ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر کرا کر قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا اور وہ حکم سرداری کا پابند ہو گیا اور معظم شاہ حکمرانی کرنے لگا اور اسی کے عہد میں ۱۱۲۱ھ ہجری میں حضرت قطب الدین صاحب نظامیہ نے اس عالم سے حجاب فرمایا۔

احوال حضرت فرخ شاہ صاحب نظامیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت محمد فرخ شاہ صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت سولہویں ذوالحجہ ۱۰۹۹ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور تیرھویں شعبان ۱۱۱۵ھ میں خلافت حاصل کی اور چوتھی رجب ۱۱۲۳ھ ہجری کو رحلت فرمائی۔

حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کا حال

اور ان کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت تیسری ذیقعد سنہ ۱۱۴ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ اور پنجم صفر سنہ ۱۱۲۲ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور ساتویں محرم سنہ ۱۱۹۹ھ ہجری کو وفات پائی اور یہ بادشاہ پانچ برس ایک مہینہ پابند وصیت نامہ کا رہا بعد کو اس نے منحرف ہو کر ظلم کثرت سے شروع کیا اور فسق و فجور میں مبتلا ہوا۔

محمد معز الدین جہاندار شاہ کا تخت پر بیٹھنا

اور ۱۱۲۴ھ میں حضرت سردار حنفیہ موصوف نے اس کو قدیم سے معزول کر کے اس جگہ محمد معز الدین جہاندار شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ کو تخت نشین کیا اور سنہ ۱۱۲۴ھ میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر بذریعہ حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تسطیر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ موصوف کے پاس روانہ کر دیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ محررہ بالا بوساطت ابدال کے حضرت شاہ ابو المعالی صاحب صمدی صابری کے حضور میں ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ کا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرا کے قطب دہلی کے پاس بھیج دیا اور وہ قطب سروری کا پابند ہوگیا۔ بادشاہ مذکور نے گیارہ مہینے آٹھ دن وصیت نامہ کی پابندی کی بعد منحرف ہو کر ظلم کی کمر باندھی فسق و فجور میں مبتلا ہوا حتیٰ کہ بھانجی بھتیجیوں سے منہ کالا کیا۔

محمد فرخ سیر بادشاہ بن عظیم الشان کا حال

اسی سال میں حضرت سردار حنفیہ نے یہ بے جا حرکتیں دیکھ کر ایک پہر کے عرصہ میں اس ظالم زانی بدکار کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ جلال الدین محمد فرخ سیر بادشاہ بن عظیم الشان بن بہادر شاہ کو مقرر کیا۔ اور آغاز سنہ ۱۱۲۵ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر سردار حنفیہ مذکور نے بوساطت ابدال کے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے اسی ابدال کے ہاتھ وصیت نامہ محررہ بالا التحریر فرما کر سردار حنفیہ مذکور کی خدمت میں ارسال کیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ موصوفہ بدست ابدال کے حضرت شاہ ابو المعالی صاحب صمدی صابری کے حضور میں ارسال کی۔ آنحضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرا کر قطب دہلی کے پاس بھیج دیا۔ اور قطب دہلی پابند حکم سروری ہو گیا بادشاہ حکمرانی کرنے لگا چھ برس تین مہینے پندرہ دن وصیت نامہ کا پابند رہا بعد کو ظلم کثرت سے کیا۔

سلطان رفیع الدرجات کا تخت نشین ہونا

سردار حنفیہ مذکور نے چند پہر کے عرصہ میں سنہ ۱۱۳۱ ہجری میں اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ محمد ابو البرکات سلطان رفیع الدرجات ابن رفیع الشان بن بہادر شاہ کو مقرر کیا اور سنہ ۱۱۳۱ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر سردار حنفیہ نے معرفت ابدال کے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا التحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کے پاس بھیجا اس کم بخت بادشاہ نے اس کی تعمیل سے انکار محض کیا۔

شاہ جہان ثانی کا حال

قطب دہلی نے تین ماہ گیارہ یوم کے عرصہ میں اس کی صورت مسخ کر کے قدیم سے معزول یعنی ہلاک کیا اور فوراً سردار حنفیہ مذکور نے شمس الدین رفیع الدولہ شاہ جہان بادشاہ بن رفیع الشان بن بہادر شاہ کو مقرر کیا اور ۱۱۳۱ھ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع کی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تسطیر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ حضرت سردار حنفیہ موصوف کے پاس بھیج دیا اس بادشاہ نے تخت پر متمکن ہوتے ہی ظلم اور فسق و فجور شروع کیا سردار حنفیہ نے ہدایت کی کہ کم بخت ظلم سے باز آ نہیں تو قدیم یا جدید کو معزول کر دیا جائے گا۔ بادشاہ بدبخت ازلی ان کی ہدایت پر متوجہ نہ ہوا۔ فرمان چشتیہ سے تین مہینے آٹھ دن کے بعد انکار مسخ کیا۔

محمد شاہ بادشاہ کا بیان

انہوں نے اس کو قدیم سے معزول کر کے روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ بادشاہ ابن خجستہ اختر بن محمد معظم شاہ بادشاہ کو تخت ہندوستان پر متمکن کیا اور ۱۱۳۱ھ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے سردار حنفیہ نے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا لکھ کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کی خدمت میں بھیج دیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ موصوفہ بوساطت ابدال کے حضرت شاہ ابو المعالی صاحب صمدی صابری کے حضور میں ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قطب دہلی کے پاس بھیج دیا اور قطب حکم سروری کا پابند ہو گیا محمد شاہ حکمرانی

کرنے لگا۔ اور خواجگان چشت کی بدل و جان اطاعت شروع کر دی چنانچہ تخت نشینی سے
دو برس کے بعد ۱۱۳۳ ہجری میں محمد شاہ بادشاہ حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب صمدی صابری
کے حضور رحمت معمور میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے ممتاز ہوا۔ اور عرض کیا کہ حضور
اپنے غلام پر بندہ نوازی فرما کر غلام کے حق میں دعائے خیر فرمائیں حضرت ممدوح نے
ارشاد فرمایا کہ محمد شاہ فقیر اوّل لوح محفوظ کو دیکھ چکا ہے کہ تو محمد شاہ ہے دونوں عالم میں
محمد شاہی کرے گا خواجگان چشت کی غلامی میں رہے گا دین و دنیا میں فلاح پائے گا لیکن
پھر بھی فقیر ہدایت کرتا ہے کہ تیرے لیے دعائے خیر یہی ہے کہ تو وصیت نامہ محررہ
بالا کا کاربند اور حضرات خواجگان چشت کا مطیع و منقاد رہنا محمد شاہ بادشاہ نے دست
بستہ عرض کیا کہ ہادی برحق غلام کی کیا طاقت ہے کہ آقا سے سرتابی کر سکے۔ غلام
مدۃ العمر وصیت نامہ عالی کا مطیع رہے گا اور شرف غلامی خود بخود حضور کی محبت میں
حلقہ بگوش رکھے گا حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب صمدی صابری محمد شاہ کے عجز و محبت
سے نہایت خوش ہوئے۔ اور یہ قدم بوس ہو کر دہلی کو واپس آیا۔ رعایا پروری اور عادل و
انصاف اس کا آئین تھا خواجگان چشت کے غلاموں کی اطاعت کرنا اس کا مشرب تھا۔
روشن الدولہ ظفر خان رستم جنگ اس کا وزیر اعظم تھا وہ اس سے بڑھ کر محب الفقرا
اور حضرت میراں سید شاہ بھیک صاحب سے مرید تھا اور دن رات بھیک
بھیک پڑھا کرتا تھا۔

میراں سید شاہ بھیکہ صاحب اور روشن الدولہ کا حال

ایک سال خشک سالی واقع ہوئی بادشاہ نے روشن الدولہ سے کہا کہ پانی برسنے
کی دعا کرو اس نے انکار کیا بادشاہ نے خوف سلطانی سے دھمکایا روشن الدولہ
جمنا کی ریت میں برہنہ سر سجود ہو کر بھیکہ بھیکہ کہتا تھا اور روتا تھا۔ روشن الدولہ
چھ پہر کامل ریت میں پڑا رہا اسی حالت میں نیند آ گئی دیکھا کہ عالم ارواح میں حضرت

میاں سید شاہ صاحب سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کل خواجگان چشت سر برہنہ سر بسجود ہیں باور باران رحمت کے واسطے دعا فرمارہے ہیں۔ روشن الدولہ یہ معاملہ دیکھ کر بیدار ہوا کہ گھنگھور گھٹا اٹھی اور اس قدر پانی پڑا کہ قحط رفع ہوگیا اس شکریہ میں بادشاہ نے چوبیس گاؤں روشن الدولہ کو بعطائے سند دوامی دیئے اس نے بجنسہ حضرت میراں صاحب کے نذر کیے کہ اس سے طالبان خدا کے لیے لنگر جاری کیا جائے چونکہ روشن الدولہ آپ کا محب صادق تھا۔ بوجہ صادق الارادی اس خوشی کو رد نہ کیا اور اسناد مذکور اپنے ہادی برحق کی نذر کردیں لیکن فرمایا کہ اسے سگ دنیا تو نے بخوف بادشاہ بارش کے لیے تمام حضرات کو تکلیف دی اگر خدا کی طلب میں اس قدر اضطراری قلب ظاہر کرتا تو خدا مل جاتا لیکن خبردار پھر ایسی دعا نہ کرنا کہ اس میں مرضی الٰہی سے تخالف پیدا ہوتا ہے اور بندہ خاص کا کام تسلیم و رضا ہے بعدہٗ روشن الدولہ اپنے خطے سے دہلی کو واپس آیا اور چند عرصہ کے راہی ملک بقا ہوا دنیا خوند دیں تمہ اس کی انتقال کی تاریخ ہے ۱۱۵۲ھ میں نادر شاہ بادشاہ والی ایران کی آمد آمد سن کر محمد شاہ نے حضرت شاہ ابو المعالی کو عرضی بھیج دی کہ قبلۂ عالم نادر شاہ یہاں آتا ہے غلام کی نسبت کیا حکم ہے حضرت ممدوح نے ارقام فرمایا کہ آنے دے وہ تیرے تخت کا مزاحم نہ ہوگا بلکہ خلق اللہ میں جو معصیت ہو رہی ہے اس کی تعذیب و تہدید کا باعث ہوگا۔ اس کو کسی قدر روپیہ دے کر رخصت کر دینا اور اس کی کاروائی پر تعرض نہ کرنا اور از روئے باطن قطب دہلی کو بوساطت آمد ان حکم دیا کہ جو امر سر دری ہدایت خلق اللہ کی نسبت صادر ہوا ہے اس کی تعمیل کرا دینا اور تخت دہلی کی حفاظت کرنا اور نادر شاہ و محمد شاہ کے قلبوں پر امن و امان کا ظل محیط رکھنا چنانچہ اسی طرح وقوع میں آیا۔

نادر شاہ کا دہلی میں آنا

پندرہ ذیقعد ۱۱۵۱ھ ہجری کو نادر شاہ دہلی میں آیا محمد شاہ نے دوستانہ استقبال

کیا پچاس کروڑ روپیہ بطریق دعوت محمد شاہ نے نادر شاہ کو دیا وہ دوستانہ برتاؤ و مدارت
سے نہایت خوش ہوا ۔ اور نسبت محمد شاہ کے لقب شہنشاہ مکرم استعمال کیا بائیسویں
ذوالحجہ کو خلق اللہ نے نادر شاہ کی نسبت ایک افواہ بد مشتہر کی وہ اس کو ناپسند آئی اور
روشن الدولہ کی مسجد میں آکر قتل کا حکم دیا ایک ہزار آدمی قتل ہوئے جب بطون میں
السداد معصیت ہوگیا تو خلق خدا تائب اور امان کی خواستگار ہوئی قطب دہلی نے
تلوار میان ڈالی قتل موقوف ہوا ۔ اور آٹھویں صفر ۱۱۵۲ھ ہجری کو نادر شاہ نے دہلی
سے مراجعت کی اور ۱۱۶۰ھ ہجری میں راہی ملک عدم ہوا اور ۱۱۶۰ھ ہجری میں حضرت
شاہ ابوالمعالی صاحب صمدی صابری نے ذات احدیت صرفہ میں وصال فرمایا ۔

احوال ایام خلافت حضرت میراں شاہ سید بھیکہ صاحب صابریہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت میراں سید شاہ بھیکہ صاحب الواجد الوجود
صابریہ مسند حقیقت پر مقرر ہوئے یہ حضرت تیرھویں جمادی الثانی ۱۰۵۵ھ ہجری
کو پیدا ہوئے اور بائیسویں رمضان ۱۱۱۶ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور پانچویں
رمضان ۱۱۶۹ھ ہجری کو وفات پائی المختصر محمد شاہ بادشاہ نے نہایت عدل و انصاف
اور اطاعت حضرت خواجگان چشت کے ساتھ انیس برس سات مہینے سلطنت کی
اور ۱۱۶۱ھ ہجری میں رہگزائے ملک بقا ہوا دولت ایمان سے مالا مال گیا ۔

احمد شاہ بادشاہ کا حال

حضرت سرور اخفیہ مذکور نے فوراً اس جگہ مجاہد الدین ابوالنصر احمد شاہ بادشاہ
بن محمد شاہ کو تخت دہلی میں متمکن کیا اور ۱۱۶۱ھ میں اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدالی کے
حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی ان حضرت نے وصیت نامہ مخلوبا

تحریر فرما کر اسے ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس بھیج دیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بوساطت ابدال کے حضرت میران سید بھیکہ صاحب صابریہ کے حضور میں ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کراکر قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا اور وہ حکم سروری کا پابند ہو کر بادشاہ کو حکمرانی کرانے لگا بسنہ ۱۱۶۲ھ میں حضرت حافظ برخوردار صاحب گنگوہی قدوسی سردار حنفیہ نے انتقال فرمایا۔

حضرت شاہ شیخ رحمت اللہ صاحب سردار حنفیہ کا حال

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب قدوسی گجراتی سردار حنفیہ مقرر ہوئے یہ حضرت سترھویں شعبان سنہ ۱۱۱۹ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور گیارھویں ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۶ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور اکیسویں جمادی الآخر سنہ ۱۱۹۹ھ کو وفات پائی۔ احمد شاہ مذکور نے چھ برس نو مہینے سلطنت کی بعد کو وصیت نامہ سے انحراف کیا اور ظلم و فسق پر کمر باندھی۔

عالمگیر ثانی کے جلوس کا احوال

فوراً سنہ ۱۱۶۷ھ ہجری میں حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب سردار حنفیہ نے اس کو تدبیر سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ عزیز الدین عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ کو تخت ہندوستان پر شرف بخشا اور سنہ ۱۱۶۷ھ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر سردار حنفیہ مذکور نے معرفت ابدال کے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی ان حضرت سنے وصیت نامہ محررہ بالا لکھ کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کے پاس بھیج دیا ان حضرت نے منظوری

بادشاہت مع وصیت نامہ موصوف کے بتوسط ابدال پاس حضرت میراں سید شاہ بھیکہ صاحب صابریہ کے ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے منگا کر معرفت ابدال کے قطب دہلی کے پاس بھیج دیا۔ اور وہ حکم سروری کا پابند ہوگیا۔ عالمگیر ثانی حکمرانی کرانے لگا ۱۱۶۹ ہجری میں حضرت میراں سید شاہ بھیکہ صاحب صابریہ نے حضرت احدیت صرفہ میں وصال فرمایا۔

احوال ایام خلافت حضرت شاہ عنایت جیو صاحب صابریہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ عنایت جیو صاحب ذوالقوۃ المتین مسند حقیقت پر جلوہ افروز ہوئے یہ حضرت ستائیسویں رجب ۱۱۰۹ھ کو پیدا ہوئے اور ستائیسویں ذوالحجہ ۱۱۳۱ھ میں خلافت پائی اور پانچویں رمضان ۱۱۹۵ھ کو وفات ہوئی اس بادشاہ عالمگیر ثانی نے پانچ برس سات ماہ اٹھائیس دن سلطنت کی بعد کو وصیت نامہ مذکور سے منحرف ہو کر ظلم رکھ کر باندھی فسق و فجور میں مبتلا ہوا ۱۱۷۳ھ ہجری میں سردار خفیہ مذکور نے اس کو قدم سے معزول یعنی ہلاک کر دیا اور بذریعہ ابدال کے حضرت شاہ عنایت جیو صاحب صابریہ کو اطلاع دی ان حضرت نے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عرش پناہ میں عرض کیا لیکن وہاں سے کچھ جواب نہ ملا چند ماہ کو اس شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا دو مہینے تخت دہلی خالی رہا کوئی بادشاہ مقرر نہ ہوا۔

محی الدین شاہ جہان کا حال بلا حال

بعد کو باضابطہ حکم سروری نافذ ہوا کہ محی الدین شاہ جہان ثانی بن شہزادہ کام بخش

کو عالمگیر ثانی کی جگہ تخت دہلی پر کرید و حضرت سردار حنفیہ مذکور نے بقصد و حکم سرفرری
جو معرفت ابدال درجہ اول کے وصول ہوا تھا محی الدین شاہ جہان ثانی کو تخت
دہلی پر بیٹھا دیا ۱۱۷۳ھ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر بذریعہ ابدال کے حضرت
شاہ عنایت جیو صاحب صابریہ کو اطلاع دی لیکن اس ظالم نے تخت نشین ہوتے
ہی خواجگان چشت سے انحراف کیا اسی سال میں یہ شکار کو سوار ہوا جب روضۂ اقدس
حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء کے قریب اس کی سواری آئی تو لوگوں نے کہا کہ حضرت ممدوح
کی درگاہ عرش پناہ قریب ہے اور آپ کی جلالی شان ہے سواری سے اتر جانا
چاہیئے اس معزور نے کہا کہ ہم مخدوم صاحب کو نہیں جانتے یہ کہنا تھا کہ سردار حنفیہ نے
فوراً جدید سے معزول یعنی حواس سلب کر لیئے اور عارضہ جنون میں مبتلا کر دیا ایک
پہر کے عرصہ میں سواری منتشر ہوگئی بادشاہ سواری سے غائب ہوگیا اکتیس برس
یہ بادشاہ مجنون و پریشان سرگرداں رہا اور صورت مسخ ہوگئی اور اسی سرگردانی میں
جنگل کوہ بیابان میں حق النار و السقر خسر الدنیا و الآخرہ ہوا۔

احوال تخت نشینی احمد شاہ دُرانی

شاہ جہان ثانی کے واقعہ سے ایک ہفتہ بعد حضرت سردار حنفیہ مذکور نے
احمد شاہ دُرانی کو طلب کر کے تخت دہلی پر بیٹھا دیا۔ اور ۱۱۷۳ھ ہجری میں جلوس
اس کا کرا کر معرفت ابدال کے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی
اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا التحریر فرما اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ
مذکور کی خدمت میں بھیجدیا۔ اُن حضرت نے منظوری کا حکم احمد شاہ کا پیش گاہ
حضرت شاہ عنایت جیو صاحب صابریہ سے چاہا۔ اُن حضرت نے بامر سرفرری
حضرت سردار حنفیہ کو مطلع کیا کہ یہ قابل سلطنت ہندوستان کے نہیں ہے۔

انہوں نے فوراً تخت دہلی سے اس کو جدا کر کے تیرہ برس ہندوستان میں سرگرداں پھرا کر حدود ہندوستان سے باہر نکال دیا۔

بیان سلطان ابوظفر جلال الدین عالی گوہر محمد شاہ عالم بادشاہ بن عالمگیر ثانی

اور واقعہ شاہ جہان ثانی سے دو ہفتہ کے بعد حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب سردار خفیہ نے بجائے احمد شاہ درانی کے ابوظفر جلال الدین عالی گوہر محمد شاہ عالم بادشاہ بن عالمگیر ثانی کو مقرر کیا اور ۱۱۷۳ھ ہجری میں بمقام پٹنہ عظیم آباد اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی ان حضرت نے اسی ابدال کے ہاتھ وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر سردار خفیہ مذکور کے پاس بھیج دیا۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہت معہ وصیت نامہ معرفت ابدال کے حضرت شاہ عنایت جیو صاحب صابریہ کے حضور میں ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرا کر قطب دہلی کے پاس بھیجدیا اور وہ حکم سروری کا پابند ہو کر عالی گوہر بادشاہ کو حکمرانی کرانے لگا اور بادشاہ فی الفور حضرت شاہ عنایت جیو صاحب صابریہ کے پاس آیا اور شرف بیعت حاصل کر کے حضرت ممدوح سے طالب دعائے خیر کا ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ عالی گوہر بابا خلق اللہ پر ظلم نہ کرنا فسق و فجور سے باز رہنا و اخلاف سلسلہ چشتیہ سے محبت رکھنا اور حضرت خواجگان چشت اور خلیفہ اکبر سلسلۂ عالیہ صابریہ کا مطیع و فرمانبردار رہنا اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو سلطنت جاتی رہے گی شاہ جہان ثانی کا واقعہ ہو چکا ہے اس ظالم کے تخت خالی ہونے سے باطن میں تجویز تھی کہ تخت دہلی کو شاہان مغلیہ سے چھین لینا چاہیئے کہ یہ بادشاہ بے ادب ہوتے ہیں

اور رعایا سے غافل عیش و عشرت میں مصروف رہتے ہیں ظلم اور فسق و فجور کثرت سے ہوتا ہے اور بجائے ان کے قوم نصاریٰ کو مسلط کر دو لیکن چونکہ فقیر کے یہاں تیرا حصہ تھا اس لیے فی الحال فقیر صابری کی سفارش سے وہ تجویز موقوف ہو کر تیری تخت نشینی عمل میں آئی تجھ کو لازم ہے کہ پابندی وصیت نامہ محررہ بالا کا بہت خیال رکھنا بلکہ اپنے جانشین کو بھی تاکید کر دینا کہ وہ بھی وصیت نامہ موصوفہ کا پابند رہے اور خلق اللہ پر ظلم نہ ہونے پائے فقیر کو باطن سے خبر مل گئی ہے کہ آئندہ جو کوئی وصیت نامہ سے انحراف کرے گا وہ جدید سے معزول ہو کر شاہ فرنگ کے ماتحت کر دیا جائے گا عادل حقیقی کو عدل و انصاف پسند ہے خواہ کسی ملت و مشرب میں ہو اس محل پر یہ جملہ معترضہ بیان کیا جاتا ہے جس سے ناظرین اور سامعین اس حال کو بخوبی سمجھ جائیں اور ارباب حکومت باطنی عرب و عجم سے وقوف پائیں۔

بیان حکومت باطنی عرب و عجم

واضح ہو کہ حضرت قطب ربانی غوث صمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر قدس سرہما کے اس عالم میں جلوہ گر ہونے سے قبل انتظام حکومت باطنی کا آبادی دنیا میں اور طرز پر تھا جب یہ دونوں افتخار عالم اس عالم میں رونق بخش ہوئے تو حضرت احدیت صرفہ نے اپنی آبادی دنیا کا اس طور پر انتظام مقرر کیا کہ تمام آبادی دنیا کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ایک حصے کا نام عرب اور دوسرے حصے کا عجم قرار دیا اور مرتبہ حضرت وحدت کی دو مسندیں بہزار حکمت و آراستگی فرش زمین پر بچھائیں ایک مسند پر مرتبہ حقیقت معنوی جلوہ دے کر حضرت محبوب سبحانی صاحب ممدوح کو شرف بخشا اور اول حصہ عرب کی جس میں تمام ممالک روس شام روم جرمن اسٹریا فرانس انگلستان ایران بخارا چین وغیرہ داخل ہیں حکومت عطا فرمائی اور تا لقیام عالم ان کے عالیہ خاندان میں یہ حکومت درجہ بدرجہ خلفائے اکبر کے ساتھ قائم رہے گی دوسری مسند مرتبہ حقیقت ساذج جلوہ افروز ہو کر حضرت خواجہ غریب نواز کو متمکن کیا اور ممالک عجم کی جس کی تعریف اسی بیان کے اول میں قلمبند ہے حکمرانی باطن عطا فرمائی جو تا بقیام لیل و نہار آپ کے سلسلہ عالیہ کی نسبت دار الاولیا خلفائے اکبر میں رہے گی حکومت عجم کا حال ناظرین کو شاہان دہلی کے عزل و نصب سے واضح ہوا ہوگا اب چونکہ قوم فرنگ کو ارباب باطن عرب و عجم ہند کو بھیجنے لگے اور ان کو حکومت ظاہری کرانے لگے اس لیے شاہان فرنگ کے تغیر و تبدل کا حال بھی اس بیان میں لکھنا ضرور ہوا فلہذا الطریق اختصار یہ احوال بھی قلمبند کیا جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ ممالک عرب میں عزل و نصب بادشاہوں اور ہر صاحب حکومت کا قاعدہ اسی طرح ہے جس طرح عجم میں ہے۔

ذکر احوال حضرت عبد الرشید صاحب

سردار خفیہ اکبر عرب و عجم دونوں کے حضرت عبد الرشید صاحب لبعطلے
حیات ابدی ایک ہیں جن کا احوال صفحہ ۵۱۲ ہامیں درج ہے اور ان سے دو
سلسلے عہدہ ہائے سردار خفیہ کے اجرا ہوئے ایک حاکم عرب اور دوسرے
حاکم عجم چنانچہ سنہ ۱۱۰۳ ہجری میں عجم کے سردار خفیہ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب
تھے جن کا احوال اوپر تحریر ہو چکا ہے۔

ذکر سردار خفیہ حضرت صادق احمد صاحب

اور عرب کے سردار خفیہ حضرت صادق احمد بن غلام قادر دمشقی تھے حضرت
ساتویں رمضان سنہ ۱۱۰۸ ہجری کو پیدا ہوئے اور دوسری محرم سنہ ۱۱۲۲ ہجری میں خلافت
حاصل کی اور دسویں ذوالحجہ سنہ ۱۲۲۱ ہجری کو وفات پائی۔

ذکر احوال حضرت شاہ منور علی صاحب

اور اسی زمانہ میں مسند قادریہ پر حضرت شاہ منور علی صاحب جو حضرت شاہ
دولہ صاحب گجراتی کے خلیفہ اکبر تھے اور شاہ دولہ صاحب حضرت محبوب سبحانی
صاحب کے خلیفہ اکبر تھے ۔ ان تینوں حضرات کا حال صفحہ ۱۲۶ میں قلمبند ہے مگر اس
جگہ اس قدر لکھنا ضرور ہے کہ حضرت شاہ منور علی صاحب گیارہویں رمضان سنہ ۱۰۴۹ھ
میں پیدا ہوئے اور سترھویں ماہ ربیع الآخر سنہ ۱۰۸۵ھ میں خلافت حاصل کی اور
چوتھی جمادی الآخر سنہ ۱۱۹۹ ہجری کو وفات پائی اور شاہ جارج سوم بن جارج دوم

کو اس کے باپ کی جگہ سردار خفیہ عرب حضرت صادق احمد نے تخت انگلستان پر متمکن کیا اور سنہ ۱۱۷۳ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۰ عیسوی میں اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شاہ منور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادریہ کو اطلاع دی۔ اُن حضرت نے بادشاہ کے واسطے وصیت نامہ لکھا کہ خلق اللہ پر ظلم نہ کرنا انصاف و رعایا نوازی کو اپنا آئین بنانا معصیت سے باز رہنا۔ یہ وصیت نامہ رقم فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ مذکور کے پاس بھیج دیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ ابدال کے توسط سے حضرت عبدالرشید صاحب سردار اکبر خفیہ عرب و عجم کے پاس ارسال کیا ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا باطن سے کرا کر بلوٹن نامی قطب لندن کے پاس بھیجدیا قطب لندن نے بوقت نصف شب شاہ جارج کو وصیت نامہ سنا دیا اور خود امر باطن کا پابند ہو کر شاہِ جارج کو حکومت کرانے لگا۔ شاہ جارج نے بپابندی وصیت نامہ باطنی نہایت انصاف و عدالت کے ہاتھ میں لی سنہ ۱۱۹۵ ہجری میں حضرت شاہ جید صاحب نے حضرت احدیت میں وصال فرمایا۔

ذکر احوال حضرت شاہ عبدالکریم شاہ صاحب

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ عبدالکریم شاہ صاحب قطب الدین صابریہ و سادہ حقیقت معنوی پر جلوہ بخش ہوئے۔ یہ حضرت چوتھی رجب سنہ ۱۱۴۳ھ کو پیدا ہوئے اور پانچویں رمضان سنہ ۱۱۹۶ھ میں خلافت حاصل کی اور دوسری شعبان سنہ ۱۲۰۶ھ کو وفات پائی اور رعایا گو ہر آپ کا کمال مطیع رہا سنہ ۱۱۹۹ ہجری میں حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب قدسی گجراتی سردار خفیہ نے وفات پائی۔

ذکر احوال شیخ نعمت اللہ صاحب سردار حنفیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شیخ نعمت اللہ صاحب سردار حنفیہ عجم کے مقرر ہوئے یہ حضرت آٹھویں رجب ۱۱۳۵ھ ہجری کو میں پیدا ہوئے اور پندرھویں رمضان ۱۱۵۰ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور سترھویں صفر ۱۲۲۵ھ ہجری کو وفات پائی اور اسی سال ۱۱۹۹ھ ہجری میں حضرت شاہ منور علی صاحب قادریہ نے حضرت احدیت صرفہ میں فرمایا اور بجائے آپ کے بعطائے خلافت اکبری حضرت شاہ عبدالکریم شاہ صاحب صابریہ موصوف مسند آرائے حکومت قادریہ ہوگئے اور ایک علو العزم والمرتبہ دو مسندوں صابریہ و قادریہ پر جلوہ فرمانے لگے اور احدا صورت و احدیت نے عرب و عجم کی حکمرانی شروع کی من بعد ۱۱۹۹ھ ہجری میں حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ نے اس عالم سے حجاب فرمایا۔

ذکر احوال حضرت شاہ محمد صادق صاحب نظامیہ

اور بجائے ان کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ محمد صادق نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت تیرھویں شعبان ۱۱۲۳ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور چودھویں ربیع الآخر ۱۱۸۰ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور سولھویں شوال ۱۲۰۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

ذکر احوال حضرت شاہ عبدالباقی صاحب نظامیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ عبدالباقی صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت ستائیسویں رجب ۱۱۸۰ھ کو پیدا ہوئے اور ستائیسویں رمضان ۱۱۹۶ھ

خلافت حاصل کی اور گیارہویں محرم ۱۲۰۱ھ ہجری میں وفات پائی۔

ذکر احوال حضرت شاہ ابوالفتح صاحب نظامیہ

اور بجائے آپ کے خلیفۂ اکبر شاہ ابوالفتح صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت تیسری رجب ۱۱۱۱ھ ہجری کو میں تولد ہوئے اور ستائیسویں رمضان ۱۱۹۴ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور نویں محرم ۱۲۰۳ھ ہجری کو وفات پائی اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر شاہ عبدالکریم شاہ صاحب موصوف ہوئے کیفیات صابریہ قادریہ نظامیہ ایک علو العزم والمرتبہ میں مجتمع ہوگئیں۔ گویا ہر دو محبوب و مخدوم واحد نے مرتبہ نزول واحدیت سے ذات احدیت پر ظہور فرمایا کر عرب و عجم کے انتظام باطنی کا انصرام فرمایا اور ان حضرات کا حال کہ ہر بادشاہ نہایت عجب رہا ۱۲۰۶ھ ہجری میں حضرت شاہ عبدالکریم شاہ صاحب صابریہ قادریہ ونظامیہ نے حجاب فرمایا۔

ذکر احوال حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم

اور بجائے آپ کے حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی صابریہ وقادریہ ونظامیہ مسند آرائے سلطنت عرب وعجم بصورت حقیقت معنوی ہوئے یہ حضرت چھٹی جمادی الثانی ۱۱۸۰ھ ہجری کو تولد ہوئے۔ اور بیسویں جمادی الاوّل ۱۱۹۶ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور ساتویں جمادی الآخر ۱۲۴۳ھ ہجری میں حضرت احدیت صرفہ میں انتقال فرمایا۔ ۱۲۱۸ھ ہجری میں بعہد عالی گوہر خلق اللہ پر ظلم ہونے لگا۔

قوم فرنگ کا دہلی پر محیط ہونا

سنہ ۱۲۱۹ ہجری میں سردار خفیہ عجم نے بامر باطن عالی گوہر بادشاہ کو قوم فرنگ کے ماتحت کر کے انگریزوں کو دہلی پر محیط کر دیا سنہ ۱۲۲۱ ہجری میں عالی گوہر نے قضا کی۔

حضرت عثمان مغربی سردار خفیہ عرب کا حال

اور اسی سنہ ۱۲۲۱ ہجری کا میں حضرت صادق احمد بن غلام قادر دمشقی سردار خفیہ عرب نے انتقال فرمایا اور بجائے ان کے خلیفہ اکبر حضرت عثمان مغربی محمد احمد سردار خفیہ عرب مقرر ہو گئے۔ یہ حضرت بارہویں ربیع الاول سنہ ۱۲۰۷ ہجری کو پیدا ہو گئے اور ستائیسویں شعبان سنہ ۱۲۲۰ ہجری میں خلافت حاصل کی اور پانچویں شوال سنہ ۱۲۹۴ ہجری کو وفات پائی۔

احوال انتقال عالی گوہر و تقرر اکبر شاہ ثانی

اور اسی سال سنہ ۱۲۲۱ ہجری میں عالی گوہر بادشاہ کے انتقال کے بعد حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب سردار خفیہ عجم نے ابو النصر معین الدین محمد اکبر ثانی بن شاہ عالم عالی گوہر بادشاہ کو برائے نام تخت دہلی پر متمکن کیا اور معرفت ابدال کے حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی صابریہ قادریہ و نظامیہ کو اطلاع دی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ مذکور کے پاس بھیج دیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت پھر

حضرت میاں غلام شاہ صاحب صابریہ کے پاس ارسال کیا ان حضرت نے بادشاہ
مذکور کی منظوری کا حکم حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منگالیا تھا لیکن
اس کو جاری نہیں کیا اس واسطے کہ حضرت میاں غلام شاہ صاحب کو باطن سے
علم ہو گیا تھا کہ بادشاہت اس خاندان سے نکل کر قوم فرنگ کو عطا ہو چکی ہے صرف
نام اور عزت چندے باقی رہی ہے کیوں کہ اس خاندان میں فسق و فجور بکثرت ہوتا
ہے جو موجب تباہی اس قوم کا ہے سات مہینے پندرہ دن کے عرصہ میں
جب فسق و فجور کی زیادہ کثرت ہوئی تو سنہ ۱۲۲۲ ہجری میں یہ دیکھ کر حضرت نعمت اللہ
صاحب سردار حنفیہ نے بحکم باطن اس بادشاہ کو بعید سے معزول و حکومت سے
معذور کر کے بوساطت قطب لندن شاہ جارج سوم والی انگلستان کی فوج دہلی پر
بخوبی مسلط کر دی اور بادشاہ مذکور کو قطعی قوم نصاریٰ کا ماتحت کر دیا ابوالنصر معین الدین
محمد اکبر شاہ ثانی بہت ذلیل و خوار رہا آخر کو حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین
صاحب محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر تائب ہوا حضرت
ممدوح نے عالم امثال میں بشارت دی کہ اکبر تو بادشاہ دو جہان حضرت مخدوم علاؤالدین
علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث ہند کے
آستانہ کرامت نشانہ پر جا اور سخت توبہ کر امید ہے کہ خطا تیری عفو ہو گی لیکن حکومت
نصیب نہ ہو گی اس واسطے کہ حکمرانی تمام ہندوستان کی بامر شاہ فرنگ کو دی گئی
ہے اب بادشاہت دہلی ماتحت شاہ فرنگ رہے گی اکبر شاہ بموجب ہدایت
حضرت محبوب الٰہی صاحب کے بارگاہ عرش پناہ حضرت مخدوم دوجہاں کے حاضر
ہوا حضرت ممدوح نے عالم رویا میں ارشاد فرمایا کہ تیری معذرت ہم نے قبول
کی تو ایک عرضی میاں غلام شاہ صاحب صابریہ مصطفےٰ آبادی کی خدمت میں معرفت
سید عبد القادر شاہ جہانپوری کے جو تیری توشہ خانہ کا داروغہ ہے بھیج دے
وہ تیری بادشاہت برائے نام کر دیں گے مگر حکومت تمام ہندوستان پر زمانہ حضرت
امام مہدی علیہ السلام تک شاہان اسلام کی نہ ہوگی اکبر شاہ یہ سن کر پیران کلیر شریف

سے دہلی آیا اور معرفت سید عبدالقادر صاحب کے حضرت میاں غلام شاہ صاحب صابریہ کے حضور میں عرضداشت بھیجی ان حضرت نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عرضی پر مناصب بادشاہت کی منظوری کا حکم قبول کرا کر معرفت ملک جن ہکوائی کے سردار حنفیہ مذکور کے پاس روانہ کر دیا حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب سردار حنفیہ نے لعبدو حکم سرور ی ۱۲۲۱ سنہ ہجری میں ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی کا ماتحت قوم فرنگ کیلوس کرا کر حضرت میاں غلام شاہ صاحب صابریہ قادریہ نظامیہ کو بوساطت ابدال اطلاع کر دی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ترقیم فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس بھیج دیا اور وصیت نامہ مرقومہ بالا میں یہ اور لکھ دیا کہ قطب دہلی بوقت نصف شب بادشاہ مذکور کے پاس جائے اور ہدایت کر دے کہ وصیت نامہ کی بخوبی پابندی کی جائے ورنہ اس قدر نام بادشاہت جو باقی ہے یہ حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الدراج سلطان الاولیاء کا عطا کیا ہوا ہے یہ بھی جاتا رہے گا اور اولاد بھی اس سے محروم رہے گی الغرض یہ وصیت نامہ سردار حنفیہ مذکور نے قطب دہلی کے پاس روانہ فرمایا قطب دہلی نے بموجب حکم مصدورہ بالا بادشاہ کو اس ہدایت سے مطلع کیا لیکن افسوس ہے کہ اکبر شاہ مذکور نے وصیت نامہ کی پوری پوری تعمیل نہ کی سنہ ۱۲۳۴ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۰ میں شاہ جارج سوم والی انگلستان نے ساٹھ برس حکومت کر کے قضا کی۔

احوال تخت نشینی شاہ جارج والی انگلستان

حضرت عثمان مغربی بن محمود احمد سردار حنفیہ مغرب نے فوراً اس کی جگہ شاہ جارج چہارم بن جارج سوم کو تخت انگلستان پر بٹھا کر سنہ ۱۲۳۴ ہجری میں اس کا جلوس کرا دیا اور معرفت ابدال کے حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم

قطب زمانی کو اطلاع کردی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ موافق انتظام باطنی مشتمل بر ہدایت رعایا پروری تحریر فرماکر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ عرب کے پاس بھیج دیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ ابدال کے حضرت عبدالرشید صاحب سردار اکبر حنفیہ عرب و عجم کے پاس ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا باطن سے کرا کر قطب لندن کے پاس بھیج دیا اس نے بوقت شب تخلیہ میں جاکر وصیت نامہ سنادیا اور وہ پابند وصیت نامہ ہوکر حکمرانی کرنے لگا۔ ۱۲۳۵ھ میں شاہ نعمت اللہ صاحب سردار حنفیہ عجم نے رحلت فرمائی۔

احوال ایام حکومت باطنی حضرت محمد عبداللہ قدوسی سردار حنفیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ محمد عبداللہ صاحب قدوسی گنگوہی سردار حنفیہ عجم مقرر ہوئے یہ حضرت اکیسویں شوال ۱۱۶۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور تیرھویں شعبان ۱۱۸۰ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور ۱۲ اٹھارویں رمضان ۱۲۵۲ھ میں وفات پائی اور ۱۲۴۳ھ ہجری میں حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی صابریہ قادریہ نظامیہ نے حضرت احدیت صرفہ میں وصل اتم فرمایا۔

احوال ایام خلافت حضرت شاہ محمد امیر صاحب صابریہ قادریہ نظامیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد

صاحب حق صابریہ ونظامیہ قادریہ نے سلطنت حقیقت معنوی پر نزول اجلال فرمایا یہ حضرت چوتھی رجب ۱۲۰۲ھ ہجری کو اس عالم ظہور میں جلوہ گر ہوئے اور دوسری شعبان ۱۲۳۹ھ کو شرف خلافت حاصل کیا اور تیئیسویں صفر ۱۲۹۰ھ کو حضرت احدیت صرفہ میں وصال فرمایا ۱۲۴۲ھ میں شاہ جارج چہارم نے دس برس حکومت کرکے قضا کی یہ بادشاہ اوّل تو پابند وصیت نامہ کا رہا بعد کو انحراف کیا عیاشی میں بکثرت معروف ہوا۔

ذکر تخت نشینی شاہ ولیم چہارم

یہ دیکھ کر فوراً سردار خفیہ عرب نے اس کو قدم سے معزول یعنی ہلاک کرکے اس کی جگہ شاہ ولیم چہارم کو تخت انگلستان پر بٹھا کر ۱۲۴۴ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا دیا اور معرفت ابدال کے حضرت شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد صابریہ قادریہ نظامیہ کو اطلاع دی ان حضرت نے بقاعدہ وصیت نامہ متضمن ہدایت عدالت و رعایا پروری ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ حضرت عبدالرشید صاحب سردار خفیہ عرب وعجم کے پاس روانہ کیا ان حضرت سے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا باطن سے حاصل کرکے قطب لندن کے پاس بھیج دیا اور شب کے وقت لندن کے قطب نے اپنی قوت روحانی جاذبہ سے وصیت نامہ بادشاہ کو سنا کر اس کا پابند کرا دیا بادشاہ نے وصیت نامہ کا اقرار کیا اور سات برس عمدہ طور سے سلطنت کرکے مرگیا۔

ذکر تخت نشینی ملکہ کوئن وکٹوریہ

بجائے اس کے ملکہ کوئن وکٹوریہ کو سردار خفیہ عرب نے تخت انگلستان پر متمکن کیا اور ۱۲۵۲ھ ہجری مطابق ۱۸۳۷ء میں جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت

شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد صابریہ قادریہ نظامیہ کو اطلاع کی ان حضرت نے وصیت نامہ اس مضمون سے کہ خلق اللہ پر ظلم نہ ہو ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ عرب کے پاس روانہ کیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بذریعہ ابدال کے حضرت عبد الرشید صاحب سردار اکبر حنفیہ عرب و عجم کے پاس ارسال کیا ان حضرت نے حکم منظوری ملکہ کوئن وکٹوریہ کا باطن سے نافذ کرا کر قطب لندن کے پاس بھیج دیا وہ حکم باطنی کے موافق ملکہ موصوفہ کو سلطنت کرانے لگا اور اپنی قوت روحانی جاذبہ سے ملکہ مذکورہ کو وصیت نامہ سنا دیا اور بتصرف انصاف و عدالت کا وعدہ کرایا ۱۲۵۳ھ میں ابو النصر معین الدین محمد اکبر شاہ نے بتیس برس تخت بادشاہ انگلستان کی بادشاہت کر کے قضا کی اور اس وجہ سے کہ مرنے سے چار برس قبل حضرت شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد ممدوح کی غلامی میں داخل ہو گیا تھا۔ باایمان دنیا سے گیا اور خاتمہ بخیر ہوا۔

ذکر احوال تخت نشینی ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ

حضرت شاہ محمد عبد اللہ صاحب سردار حنفیہ عجم نے بادشاہ مرحوم کی جگہ ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بن اکبر شاہ کو مقرر کیا ۱۲۵۳ھ میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شاہ محمد امیر شاہ صاحب صابریہ قادریہ و نظامیہ کو اطلاع کی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ موصوف کے پاس بھیج دیا ان حضرت نے وصیت نامہ مذکورہ بادشاہ مذکور کو سنا کر پابند وصیت نامہ کا کر دیا بعدہٗ بادشاہ مذکور کے اقرار و پابندی وصیت نامہ کے احوال سے معرفت ابدال کے حضرت عبد الرشید

صاحب سردار اکبر حنفیہ عرب و عجم کو اطلاع دی آنحضرت نے حکم ماتحتی فرنگ منظوری
بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلعم سے صادر کرا کر ابدال درجہ اول کے توسط سے
حضرت علو العزم والمرتبہ صابری و قادری کے بھیج دیا ان حضرت نے قطب دہلی کے
پاس مرسل کیا وہ امر سروری کا پابند ہو گیا سنہ ۱۲۵۴ ہجری میں حضرت شاہ محمد عبداللہ
صاحب قدوسی گنگوہی سردار حنفیہ نے رحلت پائی -

ذکر تخت نشینی حضرت عرب حسن صاحب سردار حنفیہ

اور بجائے آپ کے حضرت عرب حسن صاحب سردار حنفیہ مقرر ہو گئے یہ
حضرت عزوجب سنہ ۱۲۲۰ میں پیدا ہوئے اور گیارھویں ذوالحجہ سنہ [illegible] کو خلافت
حاصل کی ان حضرت کی وفات ابھی نہیں ہوئی اس واسطے مرفوع القلم نہ آئی بادشاہ مذکور نے
ستائیس سال چندماہ سلطنت کی اور بادشاہ کے نام سے اس عالم میں موسوم رہا لیکن پندرہ
برس تک یہ بادشاہ مع متعلقین کے وصیت نامہ کا پابند رہا بعد اس کے بارہ برس
تک مع متعلقین کے اطاعت وصیت نامہ سے انحراف کیا اور چونکہ امر
سروری صادر ہو چکا تھا کہ یہ سلطنت ماتحت قوم فرنگ کے باقی رہے گی
اس لیے بادشاہ مذکور کو سردار حنفیہ موصوف نے قدیم سے معزول یعنی ہلاک نہیں
کیا صرف کثرت فسق و فجور دیکھ کر جدید سے معزول کر دیا اور بموجب فرمان حضرت
علو العزم والمرتبہ صابریہ قادریہ و نظامیہ کے حضرت عبدالرشید صاحب سردار
اکبر حنفیہ عرب و عجم کو ہر سال اس کی کیفیت سے اطلاع دیتے رہے، وہاں سے
ہر سال یہی حکم صادر ہوتا تھا کہ نہا ہر سے ہدایت کر دیا کرو اور ہر قطب دہلی ہر روز
بادشاہ کے احوال کو معرفت ابدال درجہ اول کے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضور میں عرض کرتا رہتا وہاں سے ہر روز یہ حکم ہوتا کہ یہ بادشاہ داخل طریق ہے
اور مجھ کو اپنے اولیاء کی خاطر منظور ہے شاید یہ اپنی حرکات ناشائستہ
سے کل باز آجاوے حتیٰ کہ بارہ برس تک مہلت دی کہ اس عرصہ میں راہ راست
اختیار کرے اگر اس مہلت میں بھی یہ بادشاہ اپنی حرکات بد سے باز نہ آوے تو اس
معصیت زدہ کو مع متعلقین کے حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی کے سپرد کر دیا
جاوے ان کو اختیار ہے کہ جو چاہے کرے آخر الامر جب بادشاہ مذکور نے بعد انقضائے
مدت بارہ سال کے راہِ راست پر قدم نہ رکھا تو ١٢٧٩ھ میں حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلطان سید نظام الدین محبوب الٰہی کے اس کو سپرد کر دیا
ان حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان
الاولیا قطب عالم اغیاث ہند برادر رفیق طریق حقیقی اپنے کے تفویض کیا ان حضرت
نے اپنے خاندان کے علو العزم والمرتبہ مرفوع الاجازت حضرت شاہ محمد امیر شاہ صاحب
قطب الارشاد کو مطلع فرمایا۔ ان حضرت نے معرفت ابدال درجہ دوم کے حکم نامہ باطنی
پاس سردار حنفیہ حضرت عرب حسن صاحب کے جاری کر دیا اور میعاد بھی مقرر فرمادی
کہ اس عرصہ میں تخمیناً دو لاکھ چند ہزار چند صد و چند نفر سختی کے ساتھ بلکہ سختگی قدم یعنی قدیم
سے معزول یعنی ہلاک کیے جائیں اور بادشاہت ماتحت فرنگ بھی موقوف کر کے
قوم فرنگ مستقل حکمراں کر دی جائے کہ زمانہ امام مہدی علیہ السلام کا قریب ہے
کفر ترقی پکڑے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن خلق اللہ ظلم سے محفوظ رہے اور فسق و فجور
کی سزائے کامل حضرات اقطاب و اغیاث حدود عرب و عجم دیا کریں گے اور ہر
زمانہ کے علو العزم والمرتبہ صابریہ شہنشاہ ولایت سے اس کا عہدہ مقرر ہو
جائے گا کہ فلاں قطب عالم اغیاث ہند کے ماتحت حضرات اقطاب و اغیاث
و نقبا و نجبا و رفقا و ریوان و اولاد عشقوش و جماعت رجال الغیب و اولاد قہر دی چونسٹھ
ہیں اور فلاں نام کے فلاں فلاں مقام میں مقرر ہے اور ان تو جماعتوں کا حال سلسلۂ
حنفیہ کے بیان میں اوّل تحریر ہو چکا ہے۔ الغرض ١٢٧٣ھ ہجری مطابق ١٨٥٧ء

تک بہادر شاہ بادشاہ کا بموجب حکم سروری انتظار کیا گیا کہ یہ راہ راست اختیار کرے لیکن وہ مع اپنے متعلقین کے معصیت سے باز نہ آیا اور وصیت نامہ سے منحرف رہا۔ تب سنہ ۱۲۷۳ھ میں حضرت علو العزم والمرتبہ صابریہ و قادریہ و نظامیہ موصوف پر ولایت عیسوی سے ولایت ابراہیمی کا ظہور ہوا بعد چند ماہ کے ولایت ابراہیمی کا نزول ہو کر بکیفیت تمام و کمال ولایت موسوی کا عروج شروع ہوا۔ عروج ولایت موسوی پر ولایت محمدی جوش میں آئی ولایت جوش محمدی میں ولایت آدمی نے عروج و نزول پکڑا اس وقت حضرت علو العزم والمرتبہ ممدوح کے قلب صنوبری سے سولھویں مرتبہ کا ارتقا ہوا اور اوّل درجہ کے الہام کے ساتھ امر ربی نے ظہور کیا کہ حسب صدور القا و الہام پیشین گوئی مخدومی مرقومۂ بالا کو جاری کرو حضرت علو العزم والمرتبہ موصوف نے فوراً معرفت ابدال درجہ دوم کے حضرت سردار حنفیہ مذکورہ کو امر ہدایت کیا انہوں نے اسی وقت سر اقطاب و اغیاث متعینہ ملک و دیار و افواج انگریزی کو احکام الٰہی سے مطلع کیا اقطاب و اغیاث وغیرہ نے فی الفور انگریزی فوج کے قلبوں میں فساد ڈال دیا جس کے باعث کشت و خون ہونے لگا جب کشت و خون بموجب احکام اغیاث ہند قطب عالم کی حد کو پہنچ گیا تو عرصہ ایک سال پانچ ماہ میں ولایت محمدیہ کا بھی جوش فرو ہو گیا حضرات اقطاب و اغیاث وغیرہ نے اپنی قوت روحانی جاذبہ اس کا ظل ڈالا اور بجہت ظلم و فسق و فجور مسلمانوں کے (جو نام کے مسلمان تھے اور اسلام کے پردہ میں گوناگوں ظلم کرتے تھے اور مبتلائے فسق و فجور رہتے تھے) بامر حضرت شہنشاہ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم مفسدوں کو سزا دی گئی حضرت سردار حنفیہ نے بعض کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کرا دیا اور بعض کو مع ابو ظفر بہادر شاہ والی دہلی کے جدید سے معزول یعنی قید فرنگ میں مقید کیا اور بحکم حضرت محمد عبد الرشید صاحب سردار اکبر حنفیہ عرب و عجم کے قوم فرنگ کو مستقل حکمرانی ہندوستان کی کرا دی گئی اور سنہ ۱۲۷۴ھ سے بوساطت حضرت علو العزم والمرتبہ صابریہ و قادریہ نظامیہ نے بامر باطن مستقل بادشاہت ہندوستان کی ملکہ کوئین وکٹوریہ کو دی گئی اور حضرت

سردار حنفیہ عجم نے حضرات اقطاب اغیاث وغیرہ کو فرمان سری احکام پہنچا دیئے کہ گو فسق و فجور کی کثرت ہو جس کی سزا وہ آپ پائیں گے لیکن خلق اللہ پر ظلم نہ ہونے دیں اور جو اس کے خلاف کرے فی الفور اس کی سرکوبی کی جائے اور بلا اطلاع حضرت علو العزم والمرتبہ موصوف و حضرت سردار اکبر حنفیہ ممدد رح کے اس کو قدیم یا جدید سے معزول کر دیا اور بعد کو اطلاع کیا کرو۔ الحاصل جب ظفر شاہ کو ستائیس برس پورے ہو گئے اور یہ راہ راست پر نہ آئے تب حضرت سردار حنفیہ مذکور نے سنہ ۱۲۷۹ھ میں ابوظفر سراج دین محمد بہادر شاہ کو قید فرنگ میں قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے شاہان مغلیہ حکمرانان ہندوستان کا خاتمہ کیا مرد شاہ ہند در قید فرنگ کسی نے خوب لکھا ہے اور شہزادہ جواں بخت ولی عہد بہادر شاہ اور زینت محل میں حضرت عثمان مغربی بن محمود احمد سردار حنفیہ عرب نے انتقال کیا۔

ذکر احوال حضرت شہاب الدین اسودی بن سہیل طبری سردار حنفیہ

اور بجائے ان کے خلیفہ اکبر حضرت شہاب الدین اسودی بن سہیل طبری سردار حنفیہ عرب مقرر ہوئے یہ حضرت پانچویں صفر سنہ ۱۲۲۹ ہجری کو پیدا ہوئے اور تیرھویں محرم سنہ ۱۲۴۶ ہجری میں خلافت حاصل کی اور پانچویں رجب سنہ ۱۳۰۱ھ میں وفات پائی اور اس کیفیت حنفیہ عرب سے بھی فقیر ممتاز ہوا سلاسل کیفیت حنفیہ عرب و عجم کا جس میں اہل خدمات باطنی ہوتے ہیں عجیب مذاق ہے جو اس کیفیت کا صاحب مذاق ہوتا ہے وہی اس حکومت کا ذائقہ جانتا ہے زیادہ تشریح کی ممانعت ہے مگر جو طالب صادق اور در اصل مرشد ہوتا ہے اس پر اس کا انکشاف ہو جاتا ہے اور اس کا کشف بعض کو بوہب عطا کیا جاتا ہے سنہ ۱۲۹۰ھ میں حضرت

مرشد ہادی مطلق پیر دستگیر حضرت شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد صاحب حق صابریہ و قادریہ و نظامیہ نے حضرت احدیت صرف میں وصال فرمایا اور جس کیفیات علوالعزمی سے بجمیع نعمائے باطنی مسند آرائے حقیقت صابریہ و قادریہ و نظامیہ وغیرہ آپ نے شرف بخشا پایا تھا بجنسہ اپنی نعلینوں کو اس فقیر بے توقیر کفش بردار سید محمد حسن صابری چشتی قادری قدوسی نظامی حنفی مؤلف کتاب ہذا پر سایہ فگن فرمایا اور جو دوسری طرح سے دربار شاہان ہفت اقلیم کلاں وخورد راجستان و ہند و امرایان عرب وعجم وغیرہ کے احکامات جاری ہوتے ہیں وہ کچھ بحکم ارواحی اور کچھ بامر القاء والہام اور کچھ بوساطت تیرہ جنات مذکورہ کے عمل میں آتے ہیں اور رفقہ احکام بالا کا اجرا چار صورتوں سے ہوتا ہے جن میں ایک اکبر ایک اصغر ایک نائب ایک نقیب ہے یہ جملہ معترضہ اجمالی قلم بند کیا گیا تفصیل کی ممانعت ہے اور علاوہ کیفیت بالا کے اس امیر دوجہاں نے اپنی ہستی ذاتی جذبہ سا ذرج سے اس کفش بردار کی خودی کو کھو دیا مولا غلام میں اور غلام مولا میں پوشیدہ ہو گیا ذرہ کو آفتاب بنا دیا وہم ہستی دوئی جاتا رہا قول مؤلف ۔ ؎

نہ لو دھوکہ سے نام تم اس کا حسن
اس میں تجلی ذات ہے مبین
میرا جسم و جان ہے امیر کا تن

بلا شبہ یہ جسم حسن نہ رہا۔ فقیر مؤلف کتاب ہذا اختتام بیان پر بعد آداب گزارش پرداز ہے کہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۷ء ایام غدر سے احکام و انتظام باطنی اور قاعدہ پر جاری ہوئے ہیں کیوں کہ وہ ولایت عیسوی کا دور ہے اب وہ قاعدہ نہ رہا جو شاہان دہلی کے حال میں لکھا گیا ہے لہذا بنظر خیر خواہی خلائق تحریر کیا جاتا ہے کہ ہر صاحب حکومت پر خواہ کوئی مذہب رکھتا ہو فرض ہے کہ خواجگان چشت کا محب رہے اور رفقائے صابریہ عالیہ کے خلیفہ اکبر کی دل سے اطاعت کرے کہ اس میں موجب خوشنودی حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم

علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث ہند متصور ہے اور ہندوستان میں آپ کی خوشنودی اور ناراضگی کا نتیجہ بہت جلد مرتب ہوتا ہے چنانچہ اس بیان کے بعد چند خوارق جو مزار مقدس سے ہمیشہ صادر ہوتے رہتے ہیں تحریر کیے جائیں گے ان سے واضح ہوگا کہ شان رحم اور قہر دونوں مزار معلّے سے جاری ہیں جو محب اور ہوا خواہان خاندان صابریہ ہیں وہ فلاح دارین پاتے ہیں اور جو ذرا بھی آپ یا آپ کے طریقہ والوں سے مخالف رکھتا ہے فوراً اس کا سر توڑ دیا جاتا ہے پس لازم ہے کہ ہر ایک شخص عموماً فقیر یہ جو حسبنا للہ ہے خیال رکھے اور آپ سے محبت و ارادت دلی پیدا کرے۔

خمسہ مؤلف

یہی پڑھتا ہے ہر مرد بہشتی　یہی کہتا ہے ہر فرد کنشتی　بدل خوبی سے ہو سب میری زشتی
بگرداب بلا افتادہ کشتی　مدد کن یا علاؤالدین چشتی

تمہارا نام ہے وہ اسم اعظم　کہ مٹ جاتا ہے جس سے درد اور غم　وظیفہ ہے میرا ہر لحظہ ہر دم
بگرداب بلا افتادہ کشتی　مدد کن یا علاؤالدین چشتی

بھلا میں کیا کہوں تم سے کہ کیا ہے　جناب عشق کا یہ ولولہ ہے　جو ابدل سے یہی آتی صدا ہے
بگرداب بلا افتادہ کشتی　مدد کن یا علاؤالدین چشتی

کسی دم تفرقہ بکھڑے ہے دامان　کبھی جمعیت خاطر فراواں　غرض اس حال میں ہوں سخت حیراں
بگرداب بلا افتادہ کشتی　مدد کن یا علاؤالدین چشتی

تحیر بخش ہے ملک طلسمات　کبھی کچھ ہے کبھی کچھ اور حالات　اسی باعث یہ پڑھتا ہے مناجات
بگرداب بلا افتادہ کشتی　مدد کن یا علاؤالدین چشتی

طریقت بحر بے پایاں ہے یا شاہ　حقیقت سخت ترمیداں ہے یا شاہ　حسن اس واسطے حیراں ہے یا شاہ
بگرداب بلا افتادہ کشتی　مدد کن یا علاؤالدین چشتی

حسن دل سے تمہارا ہوگیا ہے حسن تم پر انل سے مبتلا ہے حسن کا ورد یہ صبح و مسا ہے
بگرداب بلا افتادہ کشتی مددکن یا علاؤ الدین چشتی

احوال صدور خوارق عجیبہ مزار مقدس حضرت مخدوم صاحب کے بنظر خاتمہ کتاب حقیقت گلزار صابری

مکاتیب مفصلہ بالا حضرت متاخرین میں سات ہزار تین سو چھپن خوارق عجیبہ اور کرامات غریبہ جو بعد دفینہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے مزار مقدس پر صادر ہوکر گوش زد خاص اور عام کے ہوئے تحریر میں بسبب طول مضمون کتاب کے تحریر اُن سب خوارق سے باز رہ کر بنظر خاتمہ کتاب صرف خوارق زمانہ حال کے تحریر کیے جاتے ہیں اگر روز دفینہ مبارک سے تا لقیام عالم ہر روز ہر لحظہ ہر ساعت ہر دم صدور کرامات و ظہور خوارقات کا مزار مقدس پر ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ امواج دریائے رحمت الٰہی لا متناہی کو کون شمار کرسکتا ہے۔

اوّل خرقہ مولوی محمد نور اللہ صاحب ساکن چھپرا اُول کہ ایک مدت تک مشرف اندور آستانہ بوسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رہے بچشم دید خود فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب ہذا سے بیان فرماتے تھے کہ لشکر راجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کا قرب و جوار کلیر شریف میں پہنچ کر بعمارت چشم سے محروم

ہوگیا آخر الامر خائف و متعذر ہو کر پسپا عازم مراجعت کا ہوا حصول بار دوم بعبارت اہل لشکر کو عنایات حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے سمجھ کر سجدہ شکر ادا کر تا واپس روانہ ہوا۔

دوسرا خرقہ ایک روز درخت گولر متبرک میں سے ایک شاخ سبز ٹوٹ کر گری اور اس کے ٹوٹنے میں صدائے تکبیر حاضران بارگاہ کو مسموع ہوئی اور شاخ شکستہ میں سے خون تازہ جاری ہوا بالصواب دید رائے حاضرین اس شاخ کو کفن پہنا کر قبر میں دفن کیا۔

تیسرا خرقہ۔ ایک مرتبہ قریب زمانہ ہنگامہ عرس شریف میں حاضران بارگاہ کو خیال ہوا کہ اس قدر ہجوم خلق کے صرف کے واسطے پانی کہاں سے میسر ہوگا بعد اس گفتگو کے مولوی انوار اللہ صاحب موصوف سو گئے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے عالم مثال میں ارشاد فرمایا کہ سقاوہ مسجد کا پانی سے بھر دیا جائے چشمہ بہشت کا اس سے منسوب کر دیا جاوے گا وہ پانی سقاوہ کا تمام مخلوق کو کافی ہوگا چنانچہ وہی سقاوہ حسب الحکم پانی سے بھر دیا گیا اور زائران کعبہ طریقت کو وہ پانی سقاوہ مسجد کا کافی ہوا۔

چوتھا خرقہ۔ ایک مرتبہ دو انگریز شکار کھیلتے ہوئے طرف بارگاہ عرش پناہ کے گذرے ایک انگریز نے بندر پر بندوق کی چوٹ کی ضارب و مضروب دونوں قضا کے شکار ہوئے۔ دوسرا انگریز خائف ہو کر پسپا فرار ہوا۔

پانچواں خرقہ۔ ایک مرتبہ ہنگام تیاری نہر گنگا کے دا غ بیل نہر کی نقار خانہ بارگاہ عالیہ پر ایک انگریز لایا۔ شب کو تمام رات چوب شامیانہ سے خود بخود ڈنکا رہا۔ صبح کو حاضر آستانہ ہو کر خانقاہ مبارک پر روشنی اور نذر کا سامان کیا اور نہر میں خم ڈالا۔

چھٹا خرق۔ ایک معاملہ فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب نے بچشم خود معائنہ کیا کہ ایک شخص ساکن رام پور محلہ گھیر احمد خاں رزلہ مسمی حضرت نور خاں حضرت پیرو دستگیر روشن ضمیر شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد سے مع اہل و عیال خود مشرف اندوز بیعت و بہ طریقت باشریعت کا ہوا تھا۔ اتفاقاً حسن خاں سوداگر کا ملازم ہو کر واسطے خرید گھوڑوں کے میلہ ہردوار کو گیا تھا عقب اس کے اس کی زوجہ داخل سلسلہ نے خواب میں دیکھا کہ میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے۔ تھا خائف سے وحشت خاطر حضرت پیر و مرشد ممدوح کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے عرض کیا قبلہ انامی نے ارشاد فرمایا کہ غم نہ کر شوہر تیرا زندہ تیرے پاس آجائے گا۔ دوسری شب کو پھر اس عورت نے خواب میں دیکھا کہ ایک حضرت مجھ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارا نام مخدوم صابر ہے تیرا شوہر ہمارے قرب و نواح میں اقتضا فوت ہو گیا تھا مگر ہم تیرے پاس اس کو زندہ پہنچائے دیتے ہیں چنانچہ سات روز کے بعد حضرت نور خاں ڈکور یا ہو پر سوار زندہ اپنے مکان پر پہنچا اور مکان پر پہنچ کر چارپائی پر سوار رہا اس عالم سے انتقال کر گیا حسن خاں سوداگر سے دریافت ہوا کہ میں وقت جانے میلہ ہردوار کے اول آستانہ بوسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے مشرف ہوا اور شب کو بر لب تالاب مقیم رہا حضرت نور خاں دو تین روز سے علیل تھا اس روز شب کو شدت مرض میں غافل ہو گیا مجھ سے عالم خواب میں حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ حضرت نور خاں یہاں پر مر گیا ہے اس کو بیدار کر کے اپنے ہمراہ وطن کو واپس لے جا چنانچہ بیدار ہو کر جو حضرت نور خاں کو دیکھا آثار مرگ کے معائنہ ہوئے بموجب حکم کے آواز دے کر بدقت تمام جگایا اور یابو پر سوار کر کے اپنے ہمراہ وطن کو واپس لایا اثنائے راہ میں صحت کلی حاصل تھی مطلق آثار مرگ کے ثابت نہیں ہوتے تھے۔ صرف خواب و خورش موقوف

تھی اور کسی سے ہم کلام نہ ہوتے تھے۔

ساتواں خرقہ۔ یہ ہوا کہ ہنگام عرس شریف حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ تیرھویں ماہ ربیع الاول ۱۲۷۸؁ھ ہجری کو سعید ازلی برخوردار شاہ رؤف حسن نے اس کتاب حقیقت گلزار صابری کو از اوّل تا آخر جلسہ عام میں پڑھا جس میں صاحبزادگان حضرت مشکلکشا بندگی عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم اور بہت سے فقراء اور عوام الناس جمع تھے ہر ایک متنفس اس بیان معجز نشان کو سن کر مسرور و شاد ہوا لیکن اس کتاب کے بعض بیان سے غلام علی شاہ مجاور درگاہ عرش پناہ نے انکار کیا تھوڑے عرصہ کے بعد تمام جسم اس کا کوڑی ہو گیا اور بدن سے نہایت بدبو آنے لگی جس کو تمام ساکنان کلیر نے معائنہ کیا اور ہر ایک نے صاف صاف منہ پر اس کے کہہ دیا کہ غلام علی شاہ وہ جو تو نے بعض احوال سرکار عالی جاہ حضرت بادشاہ دوجہاں سے انکار کیا تھا یہ اسی کا نتیجہ مرتب ہوا ہے اسے کم بخت توبہ کر اور اپنے خیال بد سے باز آ۔ آخر کار غلام علی شاہ تائب ہوا لیکن اسی حالت خراب میں قضا کر گیا۔

نظم مؤلف

حضرت مخدوم مخدوم انام
دستگیر ہے یکساں خاص و عام

شاہ کی حاجت روائی شان ہے
مظہر فیض الٰہی آن ہے

دست حضرت دین پناہی کی کفیل
مہر حضرت حق رسائی کی دلیل

صبر حضرت مایہ حاجات خلق
نام حضرت دافع آفات خلق

گر کسی مشکل سے تم حیرت میں آؤ
نام حضرت کا زبان پر جلد لاؤ

خرق عادت شاہ کی ہر دم عیاں
آنکھ جس کی ہو وہ جا دیکھے وہاں

سینکڑوں ان کی کراماتیں جلی
ہو گیا ہے ہر زمانہ کا ولی

آج بھی مرقد پہ جاکر دیکھ لو | خانقاہ کی حد پہ جاکر دیکھ لو
لشکر رنجیت جب آیا اُدھر | ہو گیا اِک آن میں وہ بے بصر
ٹوٹ کر اِک شاخ گولر کی گری | کان میں آئی صدائے اکبری
خوں جب دینے لگا اس کا بدن | گور میں رکھا اسے دیکر کفن
اِک فرنگی نہر گنگا کے اُدھر | شہر کے نوبت خانہ پہ لایا مگر
چوب خیمہ سے وہ مزارات کو | صبح کو تا شب ہوا بیتاب ہو
اِک سقاوہ آب سے جب بھر گیا | سینکڑوں کو وہ کفایت کر گیا
اک فرنگی نے کری بند پہ چوٹ | چوٹ سے اس کی گیا بند جو ٹوٹ
وہ فرنگی بھی اُسی دم مر گیا | دوسرا ہمراہ اس کا ڈر گیا
اِک مردہ سات دن زندہ رہا | سات دن کے بعد وہ زندہ ہوا
ایک خادم آپ کی درگاہ کا | اس کتابی حال کا منکر ہوا
اور لگا کہنے کہ اس کے چند بیاں | وہ رہیں صحت سے جب تھا لبسان
بادشاہِ دو جہاں کو اس کی بات | ناپسند آئی بہت اس کی یہ بات
اس سزا میں اس کا تن کوڑھی ہوا | آتش قہری سے خوں پانی ہوا
لوسے بدا اس کے بدن سے ہوئی عیاں | خوفِ مخدومی سے تھرایا جہاں
لوگ کہتے منکر احوال کو | دیکھ لو پیر و جواں تم دیکھ لو
ہے یہ خرقہ آپ کی سرکار کا | یہ نتیجہ اس کے ہے انکار کا
جو کہ منکر ہوتا ہے مخدوم کا | اس کو ثمرہ ملتا ہے مخدوم کا
یہ کراماتیں ہزار دن روز و شب | ہیں گزشتہ میں رہی باقی ہیں اب
طوافِ کعبہ ہے طوافِ خانقاہ | گنبد حضرت سے ہے نور لا الٰہ
جو تجلی طور پر تھی ایک شب | وہ تجلی ہے وہاں ہر ایک شب
آتش اِک چمکتی ہے وہاں | برق ایمن کی چمکتی ہے وہاں
جن و انس اس روضۂ اقدس کا | طواف کرتے ہیں ہر صبح و مسا

خلق ارضی کا وہاں پہ ہے ہجوم ۔۔۔ جو جنوں کی بھی وہاں بستی ہے قوم
آسماں سے قدسیاں آتے ہیں نور ۔۔۔ روضۂ حضرت حسن ہے رشک طور
نور وہ جس نور سے روشن جہاں ۔۔۔ سایہ وہ جس کا چمن جنت نشاں
نور وہ جس نور کا جلوہ حسن ۔۔۔ خار وہ جس کا صاف کرتا ہے چمن
خشک بوٹا کو شہنشاہ کی نظر ۔۔۔ مثل شاخ تازہ کر دیتی ہے تر
دیکھ لے گر ان درختوں کی بہار ۔۔۔ کافرِ دیرینہ نہ تار دار
بھول جائے وہ روش تکثیر کو ۔۔۔ یاد کر لے کلمۂ تکبیر کو
گولری گولر کی ہے طوبا ثمر ۔۔۔ ہر شجر اس جا کا ہے ایمن شجر
خاک کلیر چشم کی ہے طوطیا ۔۔۔ برگ گولر ہے مریضوں کی دوا
اس مکاں خلد روش کا ہر طیور ۔۔۔ ذکر و فکر حق میں ہے بس مسرور
اس فضائی پاک کا ہر اک شجر ۔۔۔ ہو بہو گویا ہے طوبا کا ثمر
ہے اس صحرا کا ایسا ہے بھلا ۔۔۔ بخشتا ہے آب حیواں کو صفا
خانقاہ کی حول میں اک حوض آب ۔۔۔ حوض کوثر کا نمونہ ہے شتاب
اُس کے آب صاف سے آبحیات ۔۔۔ مانگتی ہے واسطے اپنے حیات
جو فنائے شالۃ جا ہے حسنی ۔۔۔ کلیری صحرا کو وہ جانے حسن
کلیری صحرا کا ہر برگ گیاہ ۔۔۔ حال سے پڑھتا ہے کلمہ لا الٰہ
قید نوری ہے وہ رشک خانقا ۔۔۔ جھم جھماتا ہے وہاں نور الٰہ
روضۂ خوش رنگ مخدوم انام ۔۔۔ قبۂ انوار الٰہی ہے تمام
ہے ملائک گاہ رشک خانقاہ ۔۔۔ جھم جھماتی تھی وہاں تیغ الٰہ
طوف اس کا طوف اقدس بارگاہ ۔۔۔ طوف اس کا طوف درگاہ الٰہ
طوف سے اس کے طہارت آئے ہے ۔۔۔ طوف سے اس کے گنہ مٹ جائے ہے
طوف اس کا طوف کعبہ جان لو ۔۔۔ طوف اس کا طوف کعبہ مان لو
ہے وہی نور تجلی بخش طور ۔۔۔ آج تک روضہ پہ صوری تجلی تازہ

دیدۂ بینا جسے بخشے خدا
دیکھ لے جا کر وہاں یہ ماجرہ

جلوہ انی اناللہ صبح و شام
دیکھتے ہیں دشت ایمن کا مدام

خانقاہی طوف کو ہر صبح و شام
معشر جنات آتے ہیں مدام

خطۂ پیران کلیر طور ہے
جس طرف دیکھو اُدھر اک نور ہے

سر بسر پیران کلیر کی فضا
وادیٔ ایمن کا بخشے ہے پتا

دولتِ عرفان جسے درکار ہو
وہ علی احمد کا خدمت گار ہو

جس نے حضرت کی حقیقت جان کر
دیدۂ عرفاں سے دیکھا اک نظر

رازِ الا اللہ سے آگاہ ہوا
بالیقیں وہ عارف باللہ ہوا

عارفوں کا ہے وہ صحرا سیرگاہ
عاشقوں کا ہے وہ صحرا سیرگاہ

قطب الابدال رہتے ہیں وہاں
میزبان حضرت ہیں وہ ہیں مہمان

چادرِ مرقد پہ نور اللہ ہے
دیکھتا وہ ہے کہ جو آگاہ ہے

ہر مجاور صابری درگاہ کا
جان و دل سے دوست ہے اللہ کا

خدمتِ صاحب اوتادوں کو ہے
تیلِ تپی آسماں نادوں کو ہے

ہر مجاور شاہ کی درگاہ کا
ہر مرید اس غوثِ حق آگاہ کا

بادشاہِ آسمان و ہم زمین
صاحبِ عین الیقین حق الیقین

دیکھنا جس کو ہو جنت کا چمن
شاہ کے روضہ کو وہ دیکھے حسن رضی اللہ عنہ

آب اس وادی کا نور آتی نظر
آبِ حیوانی کا رکھتا ہے اثر

پیتے والوں کو وہاں سیل و نہر
بخشتا ہے دل کو نورِ کردگار

اس زمینِ پاک کا جو ہے شجر
شاخ شاخ اس پہ اللہ کا ثمر جل شانہٗ

ہر ثمر کا ذائقہ حلوا سرشت
ہر شجر کا برگ ہے برگِ بہشت

کون سا لو نشہ ہے اس درگاہ کا
ذکر جو کرتا نہیں اللہ کا جل شانہٗ

برگ برگ اس جا کے بوٹوں کا حسن
خوشنوا ہیں مثلِ مرغانِ چمن

جس نے کھایا ہو نہ حلوا ثمر
گولی گولر کی کھائی بے خطر

گولری حضرت کے گولر کی حسن
صاف کر دیتی ہے نورانی بدن

گر نہ ہو باور تو جا کر دیکھ لو
گولری گولر کی کھا کر دیکھ لو

گولری گولر کی جو کھائے حسن
خوبرو فرزند وہ پائے حسن

یہ کرامت شاہ کی مشہور ہے
گولری گولر کی تخم نور ہے

برگ اس کے دفتر تعلیم ہیں
تخم اس کے مایۂ تفہیم ہیں

شاخ اس کی حرف الا اللہ ہے
بیخ اس کی ریشۂ اللہ ہے

سایہ اس کا سایۂ طوبیٰ نما
پایہ اس کا پایۂ ہفتم سما

باد سے ہر شاخ اس کی بیگماں
رقص کرتی ہے بشکل طالباں

ذوق اس کا شوق بخش کاملاں
شوق اس کا ذوق بخش عارفاں

خانقاہ حضرت صابر علا
جنت الماوی کا بخشا ہے پتا

ہر درخت کلیری ہو بر زباں
خانقاہ ہر شجر تو بر زباں

عالم ہو سے وہاں ہو ہو کا شور
غیب گہ سے ہے وہاں تو تو کا شور

طائر درگاہ ہیں حق حق بجوش
شاخ شاخ ہر نخل ہے یا ہو خروش

خوشنوائی ان کی سن سن ہر بشر
صاف ہو جاتی ہے بیخود بیخبر

الغرض ہر اک پرندہ صبح و شام
ذکر و فکر حق میں رہتا ہے مدام

طائر اس کے یاد حق میں غرق ہیں
غرق پا سے نور میں تا فرق ہیں

خانقاہ شاہ میں جو ہے درخت
طوبیٰ و سدرہ کا وہ رکھتا ہے بخت

پوچھ لیوے جو کوئی شہ کا کمال
دیکھ لیوے جو کوئی شہ کا جمال

عارف باللہ ہو جائے حسن
منزل مقصود کو پائے حسن

انتساب شاہ ہے جام شراب
خاک کو بخشے ہے نور آفتاب

ہر مرید شاہ عرفاں دستگاہ
فرش سے تا عرش رکھتا ہے نگاہ

شہ کلید باب جنت ہیں حسن
شہ صحیفہ راز کے شرح و متن

ہے تصرف ہر گھڑی ہر دم عیاں
حضرت مخدوم صابر کا وہاں

فیض شاہنشاہ اس جا عام ہے — شاہ کا لطف و کرامت کام ہے

بس حسن اپنی زباں کو تھام لو — اب خموشی سے کوئی دم کام لو

ناطقہ سے کہہ کہ کر قطع کلام — جذبۂ ساذج کا پی اس وقت جام

حد نہیں رکھتا حسن ہے یہ بیاں — اس بیاں سے تھام تو اپنی زباں

بس حسن اس کو کرو اب تم تمام — نوش کر تو ختم خاموشی کا جام

حضرت صابر کا تجھ پر ہو کرم
ہو حسن تو مظہر شانِ اَتم

قطعات تاریخ انطباع حقیقت گلزار صابری نتائج شعرائے نامدار

من تصنیف مرشدزادۂ آفاق جناب حکیم احمد حسن صاحب وحدت صاحبزادہ کلاں حضرت مؤلف صاحب کتاب ہذا۔

طبع گردید چو شد اتمام این نادر کتاب	شد عزیز خلقت مقبول درگاہ صمد
فکر تاریخش نمودم ناگہاں رشتہ زمن	گفت ہاتف در اصابت پاک مخدوم احمد

۱۳۰۴

من نتائج افکار گہربار مرشدزادۂ آفاق جناب مولانا شاہ عابد حسین صاحب عابد صاحبزادہ دوم حضرت مؤلف صاحب کتاب ہذا در صنعت زبربینات و تعمیہ

مولائے جہاں چونکہ دریں سلک کتاب	در ہائے مضامین عجائب سفتہ
سال طبعش از سر بیعت عابد	مولود شریف صابریہ گفتہ

۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ در صنعت تخرجہ من تصنیف لطیف مرشدزادۂ نامدار عالی تبار میاں عارف حسن صاحب عارف صاحبزادہ سوم حضرت مؤلف صاحب کتاب ہذا

علاقمتمام ہوچکی چھپ کر جو یہ کتاب | کی میں نے فکر سال بطرز سخنوری
ہاتف پکارا بے سر جبل اس کا مادہ | کہہ حبذا حقیقت گلزار صابری

تاریخہائے طبع کتاب نتیجہ افکار شاعر شیریں بیان منشی محمد فیروز شاہ خاں فیروز

یہ وہ کتاب عجیب و غریب آج چھپی | عیاں ہوئی ہے زمانہ میں جس سے شوکت فقیر
ہوئی جو فکر مجھے سال طبع کی فیروز | کہا یہ دل نے کہ لکھ آفتاب دولت فقیر
۱۳۰۴ھ

ایضاً

فکر سال طبع کی مجھ کو ہوئی فیروز جب | غیب سے آواز آئی فیض عام صابری
۱۳۰۴

ایضاً

مادۂ تاریخ وظیفہ صابری
۱۳۰۴

تاریخ نتیجہ طبع برادر عزیز محمد قاسم علی خاں قاسم تخلص صابری چشتی

واہ کیا رنگین چھپی ہے یہ کتاب | رنگ ہے عرفان کا اس سے آشکار
میرے مرشد نے یہ ہے تالیف کی | باوفور حسن سعی بے شمار
حضرت مخدوم کا حال جلال | اس میں ہے مرقوم سب تفصیل وار
الغرض یہ نسخہ نایاب ہے | معرفت کا بحر ناپیدا کنار
حظ اٹھائیں گے سراسر اس سے وہ | ہیں جو عارف باکمال و ذی وقار
فکر جب تاریخ کی مجھ کو ہوئی | غیب سے قاسم بفضل کردگار
مصرعہ موزوں زباں پہ آگیا | صابری گلزار ہے رشک بہار

١٣٠٤ھ

تاریخ انطباع از فہامہ عصر جناب حافظ محمد حسن شاہ صاحب عاجز تخلص

واقعات حضرت مخدوم پاک | طبع گردیدہ چو شد محبوب دل
طبع عاجز فکر تاریخش نمود | ہاتف گفتہ زہے مرغوب دل

١٣٠٤ھ

ایضاً

چوں حال جناب پاک مخدوم | شد طبع بعہد ہزار تزئین
عاجز بنمود فکر سالش | ناگاہ سروش نیک آئین
گفت از سر حرف ہائے ہر لفظ | تالیف شریف حبیر و دین

١٣٠٤ھ

قطعہ تاریخ از نتائج افکار شیریں گفتار جامع کمالات صوری ومعنوی مصدر حسنات جلی و خفی جناب میاں محمد فاروق حسن صاحب خادم تخلص مصطفے آبادی

مطبوع الحدقوں میں کیا طرز خوشنما ہے
فیض اس سے سب کو ہوگا جس نے کہ اس کو دیکھا
کی میں نے فکر تاریخ اس کی تو بولا ہاتف
بے ساختہ یہ کہہ دے مصراع سال اس کا

تاریخ حال حضرت مخدوم ہوگئی
اس کو حقیقت حق معلوم ہوگئی
کیوں طبع تیری خادم مغموم ہوگئی
شمشیر صابری کی جو دھوم ہوگئی

۱۳۰۴

تاریخ طبعزاد پاکباز نیک نہاد محمد علی حسین خاں تخلص علی

طرفہ نسخہ چھپا ہے اس میں
کہی تاریخ اس کی یوں نے علی

انتخابات نکتہ ہائے صمد
معدن فیض کبریائے ابد

۱۳۰۴ھ

تاریخ یگانہ دہر شاہ محمد رفیق حسن صاحب عارف رفیق تخلص

واہ کیا نسخۂ نادر یہ چھپا | طرز رنگیں سے بہ نیک اسلوبی
فکر کی میں نے کہ یا رب موزوں | کوئی تاریخ ہو عمدہ اس کی
دی میں ہاتف نے کہا اس کو رفیق | گلشن راز حدیث قدسی

۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ حقیقت گلزار صابری کہ مملو از اخبار صابری

مؤلفہ حضرتے

کہ نامش بزبان گفتم از بے خبر دلیست لباس شریعت مغز طریقت گلدستہ معرفت سواسرار حقیقت سیاح گلشن رنگین بہار ناسوت بالملکہ عرفانی مقیم بالا خانہ ملکوت ہمہ تن قدسی قدسی کشور جبروت آگہ لا الہ الا ہو بعرصہ لاہوت حق گو حق شنو حق حق بین حق دان باحق مرشد برحق ہادی دین و مرشدنا بتخلق حسن شیخ حسینی صفی الاصفیا امام الاولیا حضرت مخدوم شاہ محمد حسن زاد ارشادہم و دعام امدادہم آمین ثم آمین۔ نوشتہ محمد شفیق احمد عفی عنہ

با حسن خلق شاہ محمد حسن امام | اندر صفت کمال بانوار صابری
تعلیم اور ادب رہ گرہ براہ فقر | ذاتش بعد صفات نمودار صابری
تصنیف کرد او کہ کتاب ہے معرفت | آں گل کند ز گلشن اسرار صابری
گلزار صابری حقیقت کہ نام آں | آئینہ است نسخۂ اخبار صابری
مشکل کشا ثنا گفت از شفیق سنہ | حسن ادب حقیقت گلزار صابری

۱۳۰۴ھ

الف

مطبع خوشنما میں یہ مولود | چھپ کے جس وقت ہو چکا تیار
اس کی شہرت سے سارے عالم میں | فیض عرفان حق ہوا اظہار
اس کی تاریخ طبع میں نے شفیق | کہی دریائے وحدت ستار

۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ طبع از برخوردار محمد ارشد حسین خان ارشد تخلص

خوب مولود صابری چھپ کر | ہوا مقبول طبع اہل صفا
مظہر فیض ہے یہ اسے ارشد | مشرق آفتاب صبح عطا

قطعہ تاریخ ختم کتاب از احقر العباد محمد حسین خان مہتمم مطبع ہذا

ہیں جو میرے مرشد برحق شہ عالیجناب | بادشاہ ملک عرفان چرخ دیں کے آفتاب
اس نظر سے تا ہو حاصل فیض عرفان خلق کو | آپ نے تالیف فرمائی ہے اک عمدہ کتاب
اسکے ہر فقرہ سے ہے مضمون وحدت آشکار | اپنی زیبائی میں ہے یہ بے مثال و انتخاب
طبع ہو کر ہو چکی تمام جب وہ سر بسر | فکر کی میں نے کہ کی تاریخ کہدیجے شتاب
ناگہاں ہاتف پکارا کچھ نہ حاصی فکر کر | لکھدے یہ تاریخ اس کی گلشن فیض وہاب

۱۳۰۴

قطعہ تاریخ طبع از برادر نامدار منشی غلام حسن صاحب اسفندیار

ہے مؤلف کی کتاب دھوم بر عرش علا | لیتے ہی نام حسن خورشید محمد ہو گئے
پیش حق کہتے تھے حضرت از سر الطاف واہ | کیا بیاں ہے صاحب الولد کے جوہر ہو گئے

حق حق حق حق

حق حق حق

رسالہ برزخیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ سچ ہے کہ خدائے عز و جل مرتبہ وجود میں بصورت بیچون و بے چگون بے مثل بے مانند ہے لیکن مرتبہ شہود میں جو صورت ہے اسی بے صورت کی صورت ہے نبی اس کا کہ نام اس کا احمد مرتبہ ملکوت میں اور محمدؐ مرتبہ ناسوت میں ہے از روئے حقیقت ذاتیہ سرمدیہ کے عین اس کا اور وہ عین اس کا ہے مرتبہ وجوب میں صلوٰۃ ہو اور سلام دائم اُس پر اس کی آل و اصحاب پر کہ برگزیدہ انفس اور آفاق ہیں۔ بعد حمد الٰہی اور ثنائے محمدی کے کہ ذات اس کی اور آل اور اصحاب اس کے کی شایان صلوٰۃ ہے کہتا ہے درویش بے خویش محمد حسن صابری چشتی مشرب حنفی مذہب اولاد قدوسیہ کہ کوئی شغل بہتر تر شغل برزخ سے نہیں ہے زمانہ اعتکاف شغل سایہ میں یہی معلوم ہوا حضرت ذات احدیت اور وحدت اور واحدیت سے کہ اے فقیر طالب خدا جل و علا کے شغل برزخ میں اپنی نفی کر اور ثابت کر ہستی پیر و مرشد اپنی کے اور ایسا فنا ہو اس حضرت میں کہ سوا اس کے سب بھول جائے۔ جیسے حضرت سرور کائنات رحمت ہوا ان پر اور ان کی آل و اصحاب پر اپنے آپ کو بھولے تھے وقت بیعت کے فرماتے تھے ھذا ید اللہ۔ جو پیر و مرشد حضرت صلوٰۃ علیہ کا جناب الٰہی تھے حضرت صلوٰۃ

علیہ وقت بیعت کے ہاتھ اپنے کو ہاتھ اللہ پاک کا بتاتے تھے پس ہر صاحب
ارشاد کو چاہیئے کہ ہاتھ اپنے کو وقت بیعت کے ہاتھ اپنے پیر و مرشد کا بتانے
کہ سنت نبی علیہ السلام ترک نہ ہو سن لے اے طالب خدا کی شغل برزخ سے
نسبت حضرت الوہیت سے پیدا ہوتی ہے کہ حضرت الوہیت مرتبہ ہی نام رکھا
گیا مرتبہ واحدیت کا کہ تفصیل ہے مرتبہ وحدت کی بمنزلہ متن ہے اور واحدیت اس
کی شرح فرق درمیان حضرت وحدت کے اور حضرت واحدیت کی تفصیل اجمال کا
ہے جب تک حضرت واحدیت سے مناسبت پیدا نہ ہوگی حضرت وحدت
سے ہرگز ہرگز آشنائی نہ ہوگی اول آشنائی حضرت واحدیت سے ضرور ہے
کہ بغیر وسیلہ حضرت واحدیت کی آشنا ہونا حضرت وحدت سے ممکن کو ممکن نہیں
ہے جس طرح بے ملاحظہ لفظ کے حصول معنی کا ہونا خلاف قیاس ہے جو یہ
رسالہ بیان فوائد برزخ میں ہے اس رعایت سے نام رکھا گیا ہے۔ رسالہ برزخیہ
ہے برزخ۔ بالطہ واسطہ مرشد چاروں نام مرشد کے ہیں اسم مرشد کا خبر دیتا ہے
چاروں حرف سے اپنے مظہر ربوبیت کی شہود کا دال سے دلالت شین سے شہود
رے سے ربوبیت میم سے مظہر کا اشارہ ہے یہ نکتہ ہے کہ بوجہ اس نکتہ کی
سوائے عارف کے غیر کے واسطے نہیں ہے۔

جو اس نکتہ کی بوجھ کا طالب ہو چند روز شغل برزخ کا استعمال کرے
تو اس نکتہ کے بھید سے آگاہ ہو دے سن لے اے طالب خدا کی رویت مرشد
کی شاغل برزخ کو تین صورت پر ہوتی ہے مرتبہ ملکوت اور جبروت اور لاہوت
میں مرتبہ ملکوت میں بصورت مرشد مرتبہ جبروت میں بصورت محمدی علیہ وعلی آلہ
الصلوٰۃ والسلام مرتبہ لاہوت میں بصورت معنی حق تبارک و تعالیٰ حضرت حبیب معراج
شریف سے تشریف لائے حضرت بی بی عائشہ کے جواب میں فرمایا۔ رأیت
ربی علی صورۃ عائشۃ ۔

اور جواب بعض اصحاب میں فرمایا۔

رَاَیْتُ رَبِّیْ عَلٰی صُوْرَۃِ الْاَمْرَدِ۔

اے طالب خدا سن لے حضرت حق جل و علیٰ نے بھی شغل برزخ کی تعریف میں اپنے کلام مجید میں فرمایا ہے۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

سن لے اے طالب خدا کے ہمارے پیر و مرشد سید شاہ بھیک کو فنافی الشیخ تھے فرماتے ہیں. دو ہو ہر دو تھے گرہ پہر مناتے اور اگرمرشد تھے نہیں ٹھور۔ بھیکا دہ ترکو ٹر میں جو گر کو جانیں اور ۔ امیر خسرو علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی میکند

آرے آرے میکنم با خلق عالم کار نیست

حقیقت مرشد کی الوہیت ہے اگر نہ ہوتی تو آدم مسجود ملائک کیوں ہوتا حضرت مولوی روم رحمۃ اللہ علیہ کہ عارف باللہ تھے فرماتے ہیں۔ ؎

گر نبودی ذات حق اندر وجود

آب و گل را کے ملک کردی سجود

شیخ مغربی خدا دان عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اچھی بیت تعریف برزخ میں فرمائی ہے۔ ؎

درمیان جان و جاناں چیست دانی مغربی

برزخ جامع خط موہوم حد فاصل است

برزخ جامع خط موہوم حد فاصل سے اشارہ ہے طرف برزخ کے یعنی جب تک فنافی الشیخ کا مرتبہ حاصل نہ ہوگا کہ حقیقت شیخ کی برزخ ہے درمیان مرتبہ وجوب اور امکان کے حصول دولت فنافی الرسول اور فنافی اللہ امر محال ہے جیسے حصول معنے کا بے ملاحظہ لفظ کے ممتنع الوجود ہے اسی طرح بے واسطہ صورت حضرت مرشد کی کہ جلوہ بخش تشبیہ صفات اضافی کا ہے صفات ثبوتی سے کہ ظہور تنزیہ حضرت واجب الوجود کا ہے آشنا ہونا

ممکن کو ممکن نہیں۔ سن لے اے طالب خدا کے اور توجہ دے اس خطِ مستقیم سے مراتب ذات اور صفات کے کہ لطریق مثال لکھا جاتا ہے مرتبہ ذات احدیت سے اسفل طبیعت تک۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مرتبہ اوّل، مرتبہ ذات، مرتبہ احدیت صرفہ
مرتبہ دوم، مرتبہ صفات، مرتبہ حقیقت محمدیہ
مرتبہ سوم، مرتبہ اسماء، مرتبہ حقیقت مرشد
مرتبہ چہارم، مرتبہ جبروت، مرتبہ فعل ذاتیہ
مرتبہ پنجم، مرتبہ ملکوت، مرتبہ اثر فعل
مرتبہ ششم، مرتبہ ناسوت، مرتبہ ظہور اثر فعل

اس سلطان ملک لایزال نے چاہا کہ شبستان غیب الغیوب سے بازار ظہور میں آکر اپنی تجلی کا تماشہ دیکھوں اور اپنی آپ کو آپ پر شیدا کروں پہلے برزخ وحدت میں روپوش ہو کر نام اپنا احمد رکھا۔ بار دوئم برزخ واحدیت میں ظہور فرما کر مرشد برحق ہادی مطلق کہلایا۔ بار سوم۔ مرتبہ جبروت میں کہ مقام فعل ہے۔

قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي کہہ دو کہ روح میرے رب کے حکم میں سے ایک امر ہے

کا سرود بجا کر آپ اپنے نغمہ سے سرمست ہو کر مرتبہ ملکوت میں جلوہ دکھا کے ستائش و ثنا اپنی میں مشغول ہوا جب چاہا کہ تجلی ملمسی حسی ذوقی کا اپنی تجلی خلقی کو مزا چکھا دے اور مرتبہ ناسوت میں آکر کہ مقام غفلت ہے کسی قالب میں آکر وعدہ

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب نے کہا ہاں

کا بھلا دیا اور کسی قالب میں یاد کر طالب ہوا پھر منزل اصلی کا کہ جا کہ مقام اوّل منزل اپنی کو پھر دیکھوں تب اپنی صفت ہدایت کا طالب ہو کر طریقہ پیری اور مریدی کا مرشدی و مسترشدی کا جاری کیا۔ کعبہ واسطے اہل تکبیر کے اور بت خانہ واسطے ارباب تکبیر کے اپنی حقیقت جمالی جلالی سے بنایا۔

ابیات

آپ کو دارِ شہادت گاہ میں لایا ہے وہ
اپنی صورت کا تماشہ دیکھنے آیا ہے وہ

حسبِ جلال آیا کہ دیکھوں حسن کے جلوے تمام
عشق کی باتیں سناؤں آپ کو ہر صبح و شام

حسن کی صورت دکھانے آ کے شکلِ گل ہوا
عشق کا نالہ سنانے صورتِ بلبل ہوا

کوہکن کی شکل بن کر جا رہا کہسار میں
قیس کی صورت بنا کر وادیٔ پرخار میں

سرو بالا کی شباہت میں دکھایا آپ کو
دلپسند آواز قمری کا سنایا آپ کو

سبز جامہ پہن کر اپنے کمالِ شوق میں
نیشکر کے شوق میں طوطی ہوا اس ذوق میں

روم میں دیکھا جب اس نے اک بتِ زنار دار
بت پرستی کا طریقہ خوش کیا بے اختیار

شاہ یثرب کو بنایا اپنے نورِ پاک سے
برترین رتبہ دیا اس شاہ کو افلاک سے

کون تھا وہ شاہ تھا اس کی تجلی کا ظہور
نور سے اپنے کیا تھا جس نے ظاہر کوہِ طور

سر زمینِ غیب سے آ کر شہادت گاہ میں
احمد مختار کہلایا شہادت گاہ میں

ہفت ارض و نہ فلک کا حکمراں وہ شاہ ہے
زیر و بالا جس طرف دیکھو ادھر وہ ماہ ہے

دور کر یا الوقر و دل سے فکرِ غیر کو
کفر کی باتوں سے سمجھو نہ ذکرِ غیر کو

غیر کا ہرگز پتا لگتا نہیں اے دوستو
ذکرِ غیر آشنا اچھا نہیں اے دوستو

شمس ہے یا مشتری زہرہ ہے یا ماہ تمام
ہیں یہ چاروں بدنما بے جلوۂ تقدیس تام

الغرض کون و مکاں میں جو کہ آتا ہے نظر
دیکھ لو ختمِ حقیقت سے وہی ہے جلوہ گر

سن لے اے طالبِ خدا کی احدیت صرفہ سے جو مرتبہ اسفل طبیعت تک ہے ہر مرتبہ کے آداب و احکام آثار اصطلاح حسنات سیئات اذکار اشغال افکار اسرار غیر غیر ہیں دریافت کرنا ان سب باتوں کا موقوف ہے دو باتوں پر ایک بات ان میں سے نسبت شغل برزخ سے پیدا کرنا معلوم ہو

تعلیم روحانی پیر و مرشد کیسے تعریف ان سب باتوں کی دوسری بات صحبت ظاہری
ہادی اپنے کے ہے کہ تعلیم لسانی اس کی ہے من وعن ہر ہر مرتبہ کے آداب احکام
آثار اصطلاح حسنات سیئات اذکار افکار اشغال اسرار مرید معلوم کرے کہ بسبب
ان دونوں باتوں کی دریافتگی سے ناسوت سے لاہوت تک اور لاہوت سے
ناسوت تک سیر عروجی اور نزولی کا سیاحی ہووے اور ہر تجلی صعودی اور ہبوطی
سے بہرہ مند ہووے ہر زمانے میں ان دس باتوں کے سمجھ لینے سے ہر طالب
خدا کا غوث قطب قلندر بدل رقیب نجیب ولی ہوا اور اس نے اپنے خدا کو پایا
اور مرتبہ فنا فی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی اللہ کا حاصل کیا اور سیر الی اللہ فی اللہ
مع اللہ من اللہ سے آگاہ ہوا۔

مثنوی

آپ کو یکسر بھلا دے اے فقیر
ہو نہ ہو ورد و وظائف کا اسیر

گر تجھے منظور ہے وصلِ خدا
زود تر ہو بود و ہستی سے جدا

جس نے اپنے آپ کو فانی کیا
رومی و تبریز کا ثانی کیا

وہم ہستی بدلا ہے بد بلا
یہ بلا باللہ ہے شایانِ لا

دور بھاگو اس بلائے وہم سے
دور رکھو آپ کو اس فہم سے

حضرت حق کی کرو ہر دم تلاش
یاد مولیٰ کی کرو پیدا معاش

یادِ مولیٰ دولتِ دارین ہے
یاد مولیٰ دو جہاں کا چین ہے

یاد مولیٰ ہے فقیر و خوب کام
یاد مولیٰ میں رہو ہر صبح و شام

دولتِ بہبود ہے یادِ خدا
دولت مقصود ہے یادِ خدا

اس خودی کا بھول جانا یاد ہے
نقشہ ہستی مٹانا یاد ہے

ہو جسے منظور وصل کبریا
آپ کو وہ بھول جائے اے فتا

روضۂ جنت کا جس کو ہو خیال | شیخ کی برزخ سے ہو وابستہ حال
خوبیٔ برزخ سے پیوند شجر | بازبان حال کرتا ہے خبر
دیکھو جا کر سمندر میں جہاز | ہو بہو برزخ کا ہے افشائے راز
قد خلی سے خود خدا فرما چکے | معنی برزخ ہمیں سمجھا چکے
ہم اگر اس کو نہ سمجھیں ہے خطا | یہ خطا تو لیس بلا ہے لیس بلا
بوجھ لینا اس خطا کا اے فتا | لیک ہے موقوف یہ فضل خدا

سن لے اے طالب خدا کے اشتقاق اعراب نحو کا صرف کا نتیجہ منطق کا ہر ایک خبر دینے والا ہے شغل برزخ کا لیکن سمجھ لینا اس کا موقوف ہے ارشاد مرشد برحق اور فضل الٰہی پر ہے بلکہ جو فرد کہ موالید ثلاثہ سے یا ز مساکہ علوی سفلی ہے تجلی شہود میں موجود ہے فضیلت اور شرافت اپنی حال اور آثار سے اس شغل سریع التاثیر کے بیان کرتا ہے جس خدا دوست کا یقین نہ ہو چند روز تصور اس شغل شریف کی میں اپنے آپ کو فنا کرے تا ظاہر اور باطن اس کا ظاہر اور باطن پیر و مرشد کا ہو جاوے یعنی افعال اور اقوال اس کے تمام تر رنگ دلو اس گلزار واحدیت کا پیدا کرے کہ مظہر مقدس مرشد فنافی الرسول کا بہار چمن الوہیت ہے ۔ ف

آں خیالاتے کہ دام اولیاست
عکس مہرویان بستان خداست

اشارہ مہرویان بستان خدا سے مولوی روم علیہ الرحمۃ نے طرف حقیقت آگاہ مرشد خدا کے کیا ہے کہ بستان خدا تجلی الوہیت ہے کہ ظہور شیون ذاتیہ صفاتیہ حضرت وحدت بمنزل برزخ ہے درمیان حضرت احدیت کے اور حضرت واحدیت کے اور حضرت واحدیت برزخ ہے درمیان حضرت وجوب اور اور امکان کے طالب خدا کو جو نسبت حضرت واحدیت سے حاصل ہے یعنی

وہی نسبت حضرت احدیت اور حضرت وحدت سے ہے یہ راز منکشوف نہیں ہوتا ہے جب تک مرید فنافی الشیخ نہ ہووے یہ دولت عظمیٰ چند روز کی درزش شغل برزخ سے حاصل ہوتی ہے اور شغل سے سال در سال میں بھی ہو جانا احتمال رکھتا ہے۔

مثنوی

شغل برزخ رات دن کرتے رہو
نام مرشد ہر گھڑی پڑھتے رہو

نام پیر و مرشد آگاہ کا
اے فقیرو نام ہے اللہ کا

صورت بے مثل پیر باخدا
معنی حق ہے سمجھ لے اے فتا

بے وسیلے لفظ کے اے ہوش مند
کوئی معنے سے ہوا ہے بہرہ مند

لفظ کا جب تک نہ آوے گا خیال
کوئی معنے سے نہ ہوگا شاد حال

عرش سے تا فرش اے صاحب شعور
جلوۂ مرشد کا ہے سارا ظہور

جب بوجھ لیا کہ مرشد جلوہ حضرت واحدیت ہے یعنی حقیقت مرشد حضرت حضرت واحدیت ہے اور حضرت واحدیت تجلی تفصیلی حضرت وحدت ہے کہ حقیقت محمدی صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ نام اس کا ہے اور حقیقت محمدی اللہ علیہ وآلہ ظہور علمی حضرت احدیت سے ہے اور حضرت وحدت برزخ ہے درمیان حضرت احدیت اور حضرت واحدیت برزخ ہے درمیان حضرت وجوب اور امکان کے کہ ظہور حضرت صفات وجوبیہ کا تجلی صفات امکانیہ ہے پس معلوم ہوا اور تحقیق کو پہنچا کہ تمام عالم امکان مرتبہ فعل سے تا ظہور اثر فعل آئینہ نمائش ہے تجلی حضرت واحدیت کا کہ ظہور حقیقت مرشد عبارت اس سے ہے

نظم

بات جو سچی تھی کہہ دی صاف صاف
تم اسے سچی سمجھ لو یا کذاب

راز مرشد کا بیان کرنا نہ تھا | بھید ہادی کا عیاں کرنا نہ تھا
کیا کریں لیکن زبان پہ آگیا | کلکِ معنی سنج سے لکھا گیا
پوچھنے والا ہے پوچھے گا اسے | پوچھنے والا ہی پوچھے گا اسے
یہ طلسمِ راز ہے بس راز ہے | یہ سرودِ عشق کا آواز ہے
کب سمجھتا ہے اسے ہر بوالہوس | بات پکی ہے جو پکا سمجھے بس
فقر کچھ ایسا نہیں آسان ہے | یہ متاعِ شائقانِ ایمان ہے
ہاتھ لگنا اس متاعِ خوب کا | دوست بن جانا ہے اس محبوب کا
نام جس کا امیرِ دوجہاں | نام جس کا رسولِ مرسلاں
خوابگاہ اس کی اگرچہ فرش ہے | سیرگہ اس کی ولیکن عرش ہے
منزلِ اقدس سے آیا ہے ادھر | سیر کو تشریف لایا ہے ادھر
یہ تجلی جو دکھاتی ہے تمہیں | سب تتبے اس کے بتاتی ہے تمہیں
عالمِ تشہید ہے اس کا ظہور | اس کے جلوہ کا ہے فرش عرش طور
وہ ادھر سے اس طرف آتا نہیں | کوئی اپنے آپ کو پاتا نہیں
کون کرتا سیرِ گلزارِ شہود | کون آتا جانبِ ملکِ وجود
نیستی سے کون ہستی دیکھتا | کون یہ بالا و پستی دیکھتا

سن لے اے طالبِ خدا کے حضرت رب حق جل علا فرماتا ہے اگر نہ پیدا کرتا میں تجھ کو اے نبی صلواۃ اللہ علیہ وآلہ ہرگز پیدا نہ کرتا میں آسمان و زمین یہ جو کچھ جلوۂ شہود میں دیکھتا ہے یہ سب تیرے ہی واسطے پیدا کیا ہے اس پیدائش سے مقصود تیرا ہی ظہور میں لانا تھا تیرے پاس خاطر میں نے اپنی ربوبیت کو ظاہر کیا ہے مقصود میرا اس ظہور سے فقط موجود کرنا تیرا تھا یعنی حضرت احدیت صرف سے کہ شبستان بطون تیری ہستی اور ہے اگر تجھ کو دار شہادت میں نہ لاتا سب شیونات صفاتیہ ثبوتیہ اور اضافیہ اپنی کو ہرگز ہرگز غیب الغیوب سے بہارستان

ظہور در ظہور میں نہ لاتا حافظ غیب اللسان نے یہ بیت اسی مضمون میں فرمائی ہے سہ

صبا بلطف بگو آں غزال رعنا را
کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادہٴ ما را

حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے جبرئیل کہدے جاکر اس نبی میرے سے صلی اللہ علیہ وآلہٖ کہ اس مراتب سبعہ میں اپنی تجلی کے ظاہر کرنے کا باعث تو ہی ہے تو ہی میں شاہد مستور تھا جب تیرے حسن کا میں عاشق ہوا تو میرے معشوق ہوا اور میں تیرا عاشق پس واس خاطر تیرے میں نے اپنے آپ کو ظاہر کیا۔

ابیات

تیری خاطر اس طرف آیا ہوں میں — جلوہ گاہ میں آپ کو لایا ہوں میں
اس شہادت گاہ میں آئے خوش خرام — دیکھنا منظور تھا تیرا انتظام
میرے نور پاک کا ہے تو ظہور — عرش و فرش و ہر فلک تیرا ہے طور
تیرے جلوہ سے ہے روشن آفتاب — نور سے تیرے منور ماہتاب
حسن سے تیرے ہوا یوسف حسین — تیرے جلوہ سے ہوا روشن جبین
طور پہ تیری تجلی کا اثر — موسیٰ عمران کو آیا تھا نظر
عیسیٰ مریم سُنا تیرا کلام — قُم باذن اللہ کہتے تھے مدام
نور سے تیرے ہوئی نار خلیل — گلشن فردوس اے نور جلیل
مرکز خاکی سے تا عظمت سرا — تیرے جلوہ کا ہے جلوہ جا بجا
میری تیری راہ میں دو سو نہیں — میری تیری ذات میں میں تو نہیں

سن لے اے طالب خدا کے جب روح حضرت مرشد اور روح مسترشد میں رابطہ منزہی اور ضابطہ تقدیسی پیدا ہوتا ہے نفس الامری

اور شیطان قطاع الطریق سو سو رنگ کے وسوسے اور ہزار ہزار صورت کے
خدشے ہر ایک ان دونوں میں سے روئداد کرتا ہے تا وقفہ طریق عروجی
میں واقع ہووے اور مسلک انسلاک مسدود ہو اور درمیان حضرت مرشد اور مسترشد
کے گوناگوں صورت مفارقت اور حجابات پیدا ہوں اور مقصود اصلی سے کہ
قربت حضرت حق تبارک و تعالیٰ ہے مسترشد محروم رہے اس وقت میں
طالب کو چاہیئے کہ اپنی حال سے اور مناسبت سے خبردار رہے اور خطرات
ان دونوں کے سے آگاہ رہے خطرے کو خطرہ سمجھے صلاح کے غیبی نہ جانے
کہ صلاح غیبی قیاس اور حدیث اور آیۃ سے مطابق ہوتی ہے اور خطرہ مخالف ہوں
باتوں سے یکسر ہوتا ہے نعوذ باللہ منہا خدا نخواستہ اگر خطرات ان
دونوں کے اندر ایسے واقع ہو جائیں کہ وقفہ اور رخنہ زوال اقدام پیش آوے اگر
حضرت مرشد بقید حیات ہو ضرور بالضرور تجدید بیعت کر دے اور اگر بقید حیات
نہ ہووے تو اس صورت میں اس ہادی طریق رفیق شفیق کے جانب سے بیعت
کرے ورنہ ہلاکت راہ سلوک میں واقع ہو جائے گی اور طالب منزل مقصود سے
محروم رہے گا اور سلسلہ اس کا جاری نہ ہو گا کہ اجرائے سلسلہ موقوف ہے مناسبت
روح حضرت مرشد پر کہ مناسبت روح حضرت مرشد کی سے ہو بہو مناسبت ارواح
اساتذہ سے ہے اور مناسبت ارواح اساتذہ بعینہ مناسبت روح
مقدس جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور یہی مناسبت من
وعن رب العزت سے ہے۔

ابیات

رابطہ روح جناب پیر سے | رابطہ ہے حضرت تقدیر سے
یعنی ذات پاک سے ہے رابطہ | حضرت لولاک سے ہے رابطہ
نسبت حسبی سے روحی پوچھ لے | اس قیاس رہنما کو پوچھ لے

ایک نقطہ کو سمجھتا ہے عقل | ایک کیا سو لاکھ باتوں کی دلیل
جس کو اللہ نے دیا قلب سلیم | راہ اس کی صراطِ مستقیم
ہاتھ اس کا ہاتھ ہے اللہ کا | ہاتھ اس کا احمدِ آگاہ کا
منزل تقدیس کا راہی ہے وہ | قلزم توحید کا ماہی ہے وہ
جسم اس کا ہے زمیں کی فرش پر | روح اس کی پھرتی ہے عرش پر
ہر گھڑی کرتا ہے کعبہ کا طواف | اس سخن میں کچھ نہیں کذب و گزاف
بات میری نکتۂ ابہام ہے | بات میری بادۂ بے جام ہے
ہر کسی کی کب سمجھ میں آئے ہے | خام اس کو کب یقیں میں لائے ہے
یہ معما راز کا ہے دوستو | یہ ترانہ ساز کا ہے دوستو
اس گرہ کو کھولتا ہے ہوشیار | یہ ترانہ بوجھتا ہے مردِ کار
مردِ کار آگاہ وہ ہے اسے فنا | زندگی میں جس کو حاصل ہے فنا

سن لے اے طالب خدا کے نزدیک حضرات صوفیہ صافیہ کے راضی ہوا اللہ ان سے اور وہ اللہ سے خلق کو خالق سے کئی نسبت میں انتساب متحقق ہے ان میں سے ایک نسبت خلقی دوسری نسبت عبدی تیسری نسبت معرفت چوتھی نسبت آشنائی پانچویں نسبت قربت کہ اس نسبت کہ آیت شریف۔

نَحنُ اَقرَبُ اِلَیہِ مِن حَبلِ الوَرِید

گواہ ہے ہر نسبت اس نسبت خمسہ سے بالترتیب فضیلت رکھتی ہے بیان تفصیلی اس پانچویں نسبت کا درازی رکھتا تھا اس رسالہ مختصر میں اس کی گنجائش نہ تھی اس واسطے تفصیل کو ترک کر کے اجمال قلم بند ہوا ہے سمجھنے والا سمجھ لے گا۔

ابیات

خلق کو خالق سے نسبت بر ملا
ایک نسبت اہل عرفان کی فقیر
نسبت عرفان بیان کرتا تمام
یہ رسالہ مختصر لکھا ہے
یہ شراب معرفت ہے خوش گوار
تھے اس مئے سے کئی مے خوار مست

اس شراب معرفت سے جن و ناس
اے فقیر و ہر کس سے بیزار ہو
بادۂ عرفان جو نشہ لائے ہے
تھا اسی مئے کی تجلی کا ظہور

یہ عجائب بادۂ توحید ہے
یہ پیالہ جس گھڑی کرتا ہے مست
تم نہ کہہ بیٹھو اسے بادہ کہیں
سالکوں کے واسطے یا آب ناب
خم بخم پیتا ہے یہ سالک مدام
مرد مجذوب اس کی لو سے سو گیا

چند صورت پر ہے اے مرد خدا
سیکڑوں صورت پہ ہے صورت پذیر
مست کرتا خلق کو دے دیکھے جام
اس بیان سے اس لیے انکار ہے
ساقی اس کا احمد عالی تبار
شیخ شبلی رومی و عطار مست
ایک دو کیا سیکڑوں ہیں بے حواس

اس شراب ناب سے سرشار ہو
فرشیوں کو عرش پر پہنچائے ہے
جل گیا ٹکڑے ہوا ہر سنگ طور

اس کا نشہ سر بسر تجرید ہے
پیئے والا نیست کو کرتا ہے ہست
جذبۂ سالک ہے یہ بادہ نہیں
عہد احمد میں کھنچی ہے یہ شراب
آپ کو کرتا ہے خود یہ تیغ لام
حیرت آباد طریقت ہو گیا

سن لے اے طالب خدا کے عبادت نردبان ہے کہ پہونچاتی ہے
عابد کو حضرت واحدیت کے محل تک اور عشق کمند ہے کہ لے جاتی ہے
عاشق کو بام حضرت وحدت پر اور معرفت نسیم سحر خیز فیض الٰہی ہے کہ بہ گلزار

حضرت احدیت سے نسبت کر دیتی ہے۔ طالب اپنے آپ کو اور اس ستی میں
اَنَا الحق لَیْسَ فِی جُبَّتِی سُبْحَانِی مَا اَعْظَمُ شَانِی
اس طرح کے ہزاروں کلمے زبان طالب سے جلوہ ظہور میں آتے ہیں بوجہ لے اسے
طالب خدا کے حضرت وحدت کی تفصیل حضرت وحدت آئینہ ہے حضرت وحدت
کا اور حضرت وحدیت آئینہ ہے حضرت واحدیت کا اور حضرت ملکوت آئینہ ہے
حضرت جبروت کا اور حضرت ناسوت آئینہ ہے حضرت ملکوت کا حضرت ناسوت
مظہر جامع ہے اسی واسطے حضرات صوفیہ صافیہ نے رضی ہو اللہ ان سے اور
وہ اللہ سے شغل برزخ کو جمیع اشغال سے بہتر اور خوب تر قرار دیا ہے اس
شغل کی ورزش سے نسبت حضرت ذات واجب الوجود سے اور صفات ثبوتی
اور اضافی حضرت رسالت پناہ اور روح مقدس سے پیدا ہوتی ہے یعنی صورت
حضرت مرشد کی آئینہ ہے معنی حضرت ذات اور صفات الٰہی کا اور آئینہ ہے حضرت
حقیقت محمدی کا رحمت ہو اللہ کی اس پہ اور اس کی آل و اصحاب پہ۔

ابیات

صورتِ مرشد صمد کا آئینہ
ہے یہ شکل احمد احد کا آئینہ

شغل برزخ رات دن کرتے رہو
نام مرشد ہر گھڑی پڑھتے رہو

یہ عجائب شغل ہے اے دوستو
یہ معما ہے اسے تم بوجھ لو

یہ کمند عرش ہے پہچان لو
یہ سمند لامکاں ہے جان لو

فرش سے پہنچاتی ہے یہ عرش پر
عرش سے لے آتی ہے پھر فرش پر

اے فقیرو یہ کمند شوق ہے
اے فقیرو یہ سمندِ ذوق ہے

یہ عجب دریا ہے دریائے کریم
یہ عجائب کنز ہے بحرِ رحیم

غش گھڑی اس بحر میں گھس جاؤ گے
گوہر نایاب عرفان پاؤ گے

توجہ مرشد کی خدا کی توجہ ہے ‏ ‏ ‏ توجہ اس کی مصطفےٰ کی توجہ ہے
صورت بے مثل اس کی طور ہے ‏ ‏ ‏ معنی بے ریب اس کی نور ہے
ہادی مطلق ہے یہ اطلاق کا ‏ ‏ ‏ جلوۂ بے شک ہے یہ آفاق کا
یہ چمن راز الٰہی ہے فقیر ‏ ‏ ‏ یہ گلستان کا ہی ہے فقیر
توجہ اس کی ہے کتابوں میں مگر ‏ ‏ ‏ چاہیئے اس توجہ کو کامل بشر
نور اس کا ہے زمین و آسمان ‏ ‏ ‏ طور اس کا ہے مکان ولامکان
اصل اس کی واحدیت اے فتا ‏ ‏ ‏ فرع اس کی منزل امکان سرا

بس ہے اے طالب خدا کے مرشد نائب رسول پاک کا ہے بیشک لیکن وہ مرشد کہ شریعت اور طریقت اور حقیقت سے آگاہ ہے اور آداب احکام آثار ان عقول کے اس سے ادا ہوتے ہیں اور ہاتھ اس کا ہاتھ ہے اس حضرت کا رحمت حق ہو اس پہ اس کی آل پاک پہ بلاشک بیعت اس مرشد محمدی مشرب سے بیعت ہے اور اس ہادی آفاق سے کہ جس کا ہاتھ ہاتھ ہے رب العزت کا صلوٰۃ اللہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ودلیل قاطع اور برہان ساطع اس بات کی یہ ہے کہ وہ مرشد مرفوع الاجازت ہے کہ طالب خدا کا اس کے ارشاد سے خدا کو پہنچتا ہے اور یہ دولت ہے موقوف فقط عنایت ایزدی پر طالب بے چارہ کیا سمجھتا ہے کہ یہ مرشد مرفوع الاجازت ہے یا نہیں حق تعالےٰ جس شخص کو اپنی معرفت بخشنا چاہتے ہیں اس شخص کا اعتقاد آتا ہے مرشد کامل پر اور جس شخص کو اپنی دولت معرفت سے محروم رکھتا ہے اس کا اعتقاد آتا ہے ناقص پر۔

ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

ابیات

مرشد کامل خدا کی داد ہے | یہ رسول پاک کی امداد ہے
مرشد کامل فنا فی اللہ ہے | مرشد کامل بقا با اللہ ہے
ہے یہ نائب احمد آگاہ کا | ہاتھ اس کا ہاتھ ہے اللہ کا
کشتی دریائے ہو یہ شیخ ہے | ہادی صحرائے ہو یہ شیخ ہے
شیخ پیر با صفا کا نام ہے | شیخ خضر راہنما کا نام ہے
شیخ وہ جو راہی اسلام ہے | شیخ وہ جس کا شریعت کام ہے
شیخ وہ جس شخص کا ہر صبح و شام | قول و فعل احمدی ہو زیب تام
شیخ کامل مجمع الانوار ہے | شیخ کامل مخزن الاسرار ہے
شیخ کامل میں فنا حاصل کرو | شیخ کامل میں بقا حاصل کرو
شیخ کامل معنی مستور ہے | شیخ کامل صورت پُر نور ہے
شیخ کیا ہے شیخ ہے نور خدا | شیخ کیا ہے شیخ ہے طور خدا
شیخ کی صورت ہے نور مصطفےٰ | شیخ کا معنٰی ہے سر کبریا

سن لے اے طالب خدا کے حق تعالےٰ نے اپنے کلام مجید میں فرمایا ہے وتبغون الیہ الوسیلہ وابناء السبیل۔

اس آیت شریف سے صریح اشارہ پایا جاتا ہے شغل برزخ کا جس طرح بے ملاحظہ لفظ کے حصول معنی کا ممکن نہیں اسی طرح بے شغل برزخ کے حصول حضرت رب العزت کا ممتنع الوجود ہے اس شغل کو اے طالب خدا کے فرض طریقت جان لے اور شب و روز ہر ساعت ہر لحظہ ہر دم ہر آن ہر وقت ہر لمحہ اس شغل کی ورزش میں اپنے آپ سے بیخویش ہو

اس قدر کہ فنا فی الشیخ کا مذاق حاصل ہو جائے یعنی فنائے ثلاثہ کی دولت سے بہرہ مند ہو جائے تو اور انوار لطائف ستہ کے جلوۂ ظہور بخشیں تجھے حضرت شیخ کی صورت با معنی کا بھید تجھ پر کھُل جاوے اور جانے تو کہ حقیقت حضرت شیخ کی حضرت واحدیت ہے کہ معبود خلائق ہے حضرت شیخ برزخ جامع ہے بین الوجوب والامکان حضرت شیخ از روئے صورت حادث ہے اور باعتبار معنی قدیم مانند لفظ اور معنی کے جس نے حضرت شیخ کو از روئے صورت اور معنی کے جانا اور پہچانا اور بوجھا اور پایا اس شخص نے خدا و رسول کو پایا اور بوجھا اور جانا کہ حقیقت ذاتیہ اور صفاتیہ اضافیہ اور ثبوتیہ حضرت شیخ کی برزخ جامع ہے۔

حضرت شیخ مغربی کہ مرد کامل تھے رحمت ہو اللہ کی اُن پر کیا اچھی وضع سے تعریف برزخ شیخ میں یہ شعر کہہ گئے ہیں۔

درمیان جان و جانان چیست دانی مغربی
برزخ جامع خط موہوم حد فاصل است

یعنی حضرت شیخ از روئے معنے اور صورت کے مظہر جامع ہے تجلی وجوبی اور امکانی کا اور غیریت ہستی اس کی کا خیال نزدیک عوام الناس محض خط موہوم ہے اور ماہیت ذاتیہ اس کی حد فاصل ہے درمیان اطلاق انتفاعی اور ثبوتی کے یہ نکتہ راز ہے کہ سوائے عارفوں کے کوئی اس کو بوجھ نہیں سکتا۔

ابیات

شیخ سر مصطفےٰ ہی جان لو	شیخ راز کبریا ہی جان لو
شیخ کو بوجھو تمہیں گر بوجھ ہے	شیخ کو دیکھو تمہیں گر سوجھ ہے
وصل مولا ہے فقیر وصل شیخ	فصل مولا ہے فقیر و فصل شیخ
محو شغل برزخی جو ہو گیا	قطب اپنے وقت کا وہ ہو گیا
شیخ کا تدریس درس مصطفےٰ	شیخ کی تعلیم تعلیم خدا

شیخ نے مجھ کو کیا آگاہ حق
راہ سے بے راہ تھا میں اے عزیز
قدسیوں کی بزم میں پہنچا دیا
علم بخشا عالم بے شمار کا
جذبۂ یا ہو دیا مجھ کو تمام
راز حق مجھ پہ ہویدا کر دیا
شکر اس سلطان دین کی داد کا
کب بھلا میری لساں سے ہو بیان

شیخ نے مجھ کو دکھائی راہ حق
شیخ نے مجھ کو کیا صاحب تمیز
علم اُنکا یک بیک سمجھا دیا
فقر بخشا سید مختار کا
جاہلوں کا کر دیا مجھ کو امام
آن میں بندہ سے مولیٰ کر دیا
شکر اس کے دولت ارشاد کا
خامۂ کج مج زباں سے ہو بیاں

کنت کنزاً مخفیاً

سن لے اے طالب خدا کی اس سلطان غیب نے کہ حسن کا قول ہے جب
چاہا کہ اپنے نور کو دیکھوں لہذا اپنے آپ کو اپنے نور [illegible]
اول منزل مجمع الانوار میں آ کر تمام اس نور کا حضرت وحدت رکھا اور تماشہ اپنے
نور پر ظہور ہویت کا کیا اور اس تجلی قدس کا نام حقیقت محمدی قرار دیا رفتہ رفتہ
منزل تقدیس اس منزل آخر میں کہ تجلی جامع ہے حسن اور عشق کو کہ دونوں اس
کی صفات اضافیہ اور ثبوتیہ کی شان ہے ناز گوناگوں اور نیاز بے پایاں کی
تعلیم سے حسن کو کرشمہ عشوہ و ناز سکھایا عشق کو آہ و نالہ سوز نیاز کی باتیں بتائیں حتیٰ
اب کوئی فرد افراد امکانی سے ایسی نہیں ہے کہ حسن اور عشق سے وہ خالی ہے
اور حسن کے انوار اور عشق کے اطوار اس سے نمایاں نہیں ہیں۔ ہر مظہر آئینہ
دار حسن ہے اور ہر صورت جلوہ بخش عشق ہے۔ یہ جلوۂ مشہود تمام تر
عالم حسن اور عشق کا ظہور ہے حسن مشتبہ صورت دار بمنزلہ لفظ ہے اور عشق منزہ
بمنزل معنی جہاں حسن ہے وہاں عشق ہے اور جہاں عشق ہے وہاں حسن ہے
یہ دونوں آپس میں حکم لازم اور ملزوم کا رکھتے ہیں۔

ابیات

حسن کا جلوہ تجلی زاد ہے
عشق کا شعلہ نیاز آباد ہے

حسن کا ہم بزم ہمدم ناز ہے
آہ و نالہ عشق کا دمساز ہے

عشق بلبل کو ملا میثاق سے
حسن گل کو عالم اطلاق سے

حسن ہے شان جمال ایزدی
عشق ہے شان جلال سرمدی

حسن و عشق آپس میں دونوں یار ہیں
معنی و صورت کے دو سردار ہیں

حسن کیا ہے جلوۂ تشبیہ ہے
عشق کیا ہے شعلۂ تنزیہ ہے

عشق کو دیکھو حسن کی سرکار میں
حسن دیکھو عشق کے انبار میں

عشق کی ہر بات ہے سوز و گداز
حسن کی ہر گھات ہے انداز و ناز

عشق وہ ہے عاشقوں کو صبح و شام
حسن کے جلوے دکھاتا ہے تمام

عشق سے آدم مقام خاک سے
اڑ گیا بالائے افلاک سے

عشق سے صنعاں ہوئے زنار دار
عشق سے منصور پہنچے سوئے دار

عشق سے حضرت جنید باخدا
صاف کہتے لیس فی دلقی سوا

عشق سے حضرت زبان پاک سے
لی مع اللہ وقت فرمانے لگے

عشق سے حضرت تعالیٰ پاک ذات
غیب سے آئی بدار شش جہات

سن لے اے طالب خدا کے اللہ پاک بیچون و بیچگون کو جب
عشق محمدی صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ سید اٹھا اپنے نور سے احمد کو رحمت ہو اللہ
کی ان لیا اور آل پاک ان کی پیدا ظہور میں لایا نام اس ظہور کا حضرت وحدت رکھا
اور حضرت وحدت کے نور سے حضرت واحدیت کو نور بخشا اور نام حضرت
واحدیت کا حضرت مرشد قرار دیا اور ملائکہ کو فرمایا کہ اس نور کو سجدہ کرو جس
نے سجدہ کیا وہ مقبول حق تعالیٰ ہوا اور جس نے نہ کیا وہ مردود ابدی ٹھہرا اب اس

وارد نیا ہیں اس نور الٰہی کا ظہور حضرت مرشد محمدی مشرب کی صورت ہے اور یہ لطیفہ راز دراز ہے۔ شغل برزخ کی ورزش سے مدت بسیار میں معلوم ہوتا ہے اور بعض بعض کو جلد یہ شاذ ہے۔

ابیات

شغل برزخ خوب تر ہے اے عزیز — اس لیے محبوب تر ہے اے عزیز
شغل برزخ کو نہ چھوڑو رات دن — اس طرف سے منہ نہ موڑو رات دن
کوئی دن میں باخدا ہو جاؤ گے — پیر و مرشد خلق کے کہلاؤ گے
پاؤ گے تم بھی امامت کا مقام — دیکھ لیگے تم قدامت کا مقام
زندگی جاگیر اپنی پاؤ گے — خلد کو تعمیر اپنی پاؤ گے
سید ابرار کے دربار سے — احمد مختار کی سرکار سے
رتبۂ غوثی و قطبی پاؤ گے — بادشاہ دوجہاں ہو جاؤ گے
بس حسن بس اب قلم کو تھام لو — خامۂ معنی رقم کو تھام لو
چپ رہو اس قصۂ بسیار سے — باز آؤ اس طرح کی گفتار سے
یہ بیان ہے مرشد آگاہ کا — یہ بیان ہے حضرت اللہ کا
یہ بیان ہے سید ابرار کا — یہ بیان ہے احمد مختار کا
پیشوائے اولیائے انبیاء — مقتدائے انبیاؤ اولیاء
اہل ظاہر رو بقال خویش شاد — اہل باطن رو بحال خویش شاد
رحمت حق باد دائم اے حسن — بر رسول و بر آل آن شاہ زمن

ایں رسالہ برزخیہ شد تمام
از طفیل آن شفیع خاص و عام

تمام شد رسالہ برزخیہ

حق حق حق

رسالۂ تعلیماتِ نکاتِ حسنیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً ظاہراً و باطناً و ظاہراً اسرار خفی خفی انظروا۔

از حکم جناب امیر علیہ السلام و ہادی وقت بر قلب القادر باشد از حضرتِ قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ و دریں وقت فنائے محبوب کلی از برزخِ کبری بصورت **محمد حسن چشتی صابری قدوسی** نیست صورت باصلی و برزخی سلطانی باطن نیست نمودِ نفسانی و نیست حرص با رحانی بماین و الکیف و جدانی و آید بصورتِ جسمانی ضمیر سراپا تفسیر محمد حسن صابری غلام جناب امیر علیہ السلام برائے برخوردار محمد فاروق حسن صاحب اجازت اکبری صاحب مجاز تحریر میکنم و لیعون او شان دیگران صاحبِ سلسلہ فہامی باشند تعلیمات و نکاتِ ہدایتِ باطنی و ظاہری نصائح اول و آخری برائے برخورداران باطن و ظاہر تحریر شدہ است این است۔

تعلیم نکاتِ ہدایتِ باطنی حصہ اوّل

اے برخوردار من چوں برق شہود از صدق عام فیض یَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ درخشیدن گیرد و دپنج اصول از وہب عنایت یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ دردو زیدن آید و ریاحین و ریاض قلوب بشگفتد و بلابل شوق در لب تین ہاز ولح بنغمات یا اسف علی یوسف چوں ہزار دستان در ترنم آید و نیران اشتیاق در کونین سر بر شعلہ بر نفد و اعلیا یا افکار در فضائے عظمت از عنایتِ

طیران بے پر شوند فحول عقول در وادی معرفت بے گم کنند و قواعد ارکان افہام از خدمت ہیبت در

تزلزل آیند و سفن عزائم در بحار وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ بلج وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ

کشتی می برد ایشاں را در موج دریا

سفینہ

كَالْجِبَالِ در موج حیرت فرو مانند امواج دریائے عشق يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ تلاطم آید

مانند کوہ ہا دوست میدارد ایشاں را و دوست میدارند او را امواج

ہر یکے بزبانِ حال ندا کند رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ

اے رب فرود آر کشتی فرود آوردنی بابرکت و تو بہترین فرود آرندگانی

وسابقہ عنایت إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ در رسد و ایشاں را ساحل جودی مقعد

بدرستی تا آنکہ پیش گرفتہ است برائے ایشاں نکوئی

حق

صدق فرود آرد در مجلس مستانِ بادۂ الست رساند مائدۂ نعم لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ

آنہا کہ نیکی کردہ اند نکوئی است

سنن را کشتی

وَزِيَادَةٌ در پیش کشند و ہر کس بادہ وصول از جام قرب باید بے سقات وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ

و زیادہ ساقیاں جمع کند پروردگار آنہا

شَرَابًا طَهُورًا گردان شود و ملک ابدی و دولت سرمدی وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا

آب پاک چونکہ بینی تو در آنجا بینی نعمت

وَمُلْكًا كَبِيرًا مشاہدہ گردد وجود حق قدیم است۔

گوناگوں و ملک

نکاتِ تعلیم وہدایت باطنی حصۂ دوم

اے برخوردارِ من سببِ طلب خود یکے در آیت وَالَّذِينَ

آنانکہ

جَاهَدُوا فِينَا و بیاش وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ

کوشش کردند در راہ ما بترساند خدا شما را از ذات خود

بگذار و خالص کن تا شایانِ مہر تہدیتہم سبلنا گردد و در بازار إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ

تحقیق خدا بقیمت قدر خرید کردہ است

الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ او را از کشتی باشد و بداں سرمایہ

از مومناں نفس ہائے ایشاں را و اموال ایشاں را باآنکہ ایشاں راست بہشت

توانی کہ بضاعت دینِ خالص أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ حاصل کنی و شاید رمزے و

بدانید مر خدا راست دین خالص از شرک

الْمُخْلَصُونَ عَلَىٰ خَطَرٍ عَظِيمٍ بکشاید و از انوار زمرہ أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْإِسْلَامِ

آنکہ نیک کشادہ خدا سینہ او را برائے اسلام

فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِنْ رَبِّهٖ بر تو تابد و از ندائے داعی ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ باعث ر دل

پس او بر نوراست از رب خود بخوانید مرا اجابت کنم دعا شما را

تو پیدا آید و از حضیض قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ پائے ہمت بیرون نہی و از أَوْجِ وَالْآخِرَةُ

بگو اے محمد متاع دنیا قلیل است آں جہاں

خبر و آگہی جو کنی و از نسیمِ قرب نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ در مشامِ جان
و باقی تر
تو رسد و شجرِ قلب از آں در اہتزاز آید و از بادِ خزاں قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ در بوستانِ تجرید فَلَا تَدْعُ
بگو الله پس بگذار ایشاں را ... بستاں را — پس مخوان
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ بے برگ شود و ریاحِ فصلِ بہار اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى
با خدا معبودِ دیگر را — بدرستی آنانکہ پیش گرفتہ است برائے ایشاں نیکوئی
در وزیدن آید و سحابِ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ بمطراوتِ فیض باز ابرِ فضل باریدن گیرد

و اراضیِ ریاضِ قلب از نباتاتِ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ہر سر سبز شود و اشجارِ بساتینِ ارواح

اَثْمَارِ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ حمل بار در گیرد و عیونِ وصول از سر چشمہ
تحقیق رحمتِ خدا قریب است از نیکوکاراں
عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ الْمُقَرَّبُوْنَ در اودیہ سرور روان آید و بحرِ اقبال ذٰلِكَ فَضْلُ
چشمہ کہ بنوشند ازاں بندگانِ خدا ... نزدیکاں را — این افزونیِ خدا
اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ بشارتِ تَتَنَزَّلُ [illegible] ارسال آن اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ
میدہد آں ہر کرا خواہد — اینکہ مترسید و اندوہگین مشوید و شادی کنید بہشت آنکہ
الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ و رضوانِ جناتِ نعیم رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ملا [illegible] دہند كُلُوْا وَاشْرَبُوْا
وعدہ دادہ شدہ بودید — بخورید و بیاشامید
هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ والسلام و موجودِ حق قدیم است۔
گوارا بسبب آنچہ بودید ...

نکاتِ تعلیم و ہدایت حصہ سوم

اے برخوردار بترس آں روز کہ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ و از محاسبہ
روزیکہ بگریزد آدمی از برادر خود و از مادر خود و از پدر خود و از زن خود و از پسر خود
وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اندیشہ کن چوں اُولٰٓئِكَ
و اگر آشکارا کنید آں را آنچہ در نفسہائے شما است یا مخفی سازید آں را حساب گیرد از شما خدا
كَالْاَنْعَامِ [illegible] نفسانی مشغول مباش و عمر در مراقبہ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ فرو بردہ و دیدہ در مشاہدہ

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ بگشا و نظارہ کن و از نعیم وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ
رویہا روزِ قیامت تازگی و خنداں سوئے ربِ خود بینندگاں — و برائے شما است ... در بہشت
اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ بہرہ ور شاید کرد و آگہی وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ در گوش
آنچہ نفسہا در آں است دراں چیزی — و خدا می خواند مومناں را سوئے خانہ سلامتی
ہوش افگند و از خوابِ غفلت اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ بیدار گردی و در طلبِ نجات
نیست زندگانی دنیا مگر بازی و تماشا

وَلَا يُشْفِقُونَ الشَّيْفُونَ اُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ از سوم ملازی و مرکب

ہمت را از جان و دل در ناز ی تا مشر الطاف اَللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ با ہزاران طبق و ہدایا

خدائے تعالیٰ مہربان است بہ بندگان خود

لَهُمُ الْبُشْرٰى ترا در پیش آید و عساکر امداد وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہمراہ تو شود و

مر ایشان راست مژدہ ... و برائے خدا است لشکر آسمان و زمین

بہ لشکر اعدا اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ فیروز آئی و از دام ہوائے نفس کہ اِنَّ

تحقیق

النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ خلاص یابی و لوح دل را با لطائف و اسرار وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ یُعَلِّمُكُمُ

نفس انسانی بسیار امر کنندہ است بہ بدی ... و بترسید از خدا ... می آموزد

اللّٰهُ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا بجناح شوق در پرواز آئید و از ثمار انس در بساتین

خدا

كُلُوْا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ محظوظ گردد و بہ ہر تہ سر انوار از لوامع انوار تجلیات بر صفت نور گردد سر

تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ مکشوف شود و روضۂ ضمیر تو از امطار مراحم وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

در می آری شب را در روز ... و فرو فرستادیم از آسمان آب

مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِیْدِ سر سبز و باغ ادم گردد و در فَاَحْیَیْنَا

با برکت را ... پس رویانیدیم بآن آب بوستان ہا و دانۂ زراعت را ... پس زندہ کردیم

بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا متر نم شود و استارہ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ

بآب باران زمین مردہ را

حَدِیْدٌ از پیش تو بردارند و تو در مشاہدۂ کمال او فرمانی گاہے بر دریائے بے نیازی

اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ فرو شوی و از سموم ہیبت اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ گرداب

تحقیق خدا ہر آئینہ بے نیاز است ... از ہمہ عالم ... آیا ایمن شدند از گرفتن خدا

سرگردانی و فرمانی و گاہے از نسیم لطف وَ لَا تَیْاَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ در گلشن امید بعندلیب

و نا امید نباشید از رحمت خدا

از شوق در ترنم آئی و از غلبات وجد نعرہ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ برکشی و حساد بر ملامت

بدرستی من بیابم بوئے یوسف

پیش آیند و گویند تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ و چون تاثیر فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ

خدا بدرستی ہر آئینہ در گمراہی خود ہستی ... و افگند پیراہن بر

عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ظاہر گردد و ہمہ اخوان با ہزاران نیاز عجز در خواست کنند اسْتَغْفِرْ

بروئے یعقوب پس باز گشت بینائی ... طلب آمرزش کن

لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕیْنَ مر او از سر صدق خود خوانند کہ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَیْنَا

برائے ما گناہان ما را بدرستی کہ ما ہستیم خطا کنندگان

دور مقام مناجات تلقی وبزبانِ حال گوئی رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ
اے رب تحقیق دادہ از ملک و تعلیم کردہ مارا از
تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ
بیان جو سخن اے آفرینندہ آسمان و زمین تو دوست ما ہستی در دارین
تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ والسلام موجودِ حق قدیم است۔
بمیران مرا باایمان ولاحق کن مرا بصالحان

نکات تعلیم وہدایت باطنی حصہ چہارم

اے عزیز دار من پیش ازیں تغافل کردن وبحیا معتود شدن
بدلیل سعادت است مگر خطاب اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ
آیا خوشنود شدید در زندگانی
الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ بگوش جانِ تو نرسیدہ است وازوعید مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ
کسے کہ ہست دریں جہان نابینا پس وے
دنیا از آں جہان
فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ہیچ خوف نداری وازتہدید مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ
کسے کہ خواہد کشت دنیا ما دہیم
در آں جہان نابینا و گم شدہ از راست راہ
الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ ہیچ یادی نداری وازفَاَمَّا مَنْ
پس ہر کہ
داد او را از دنیا نیست او را بہرہ در آخرت
طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی ہیچ انتباہی نگیری تاچند درتیہ
طغیانی نمود واختیار کرد زندگی دنیا را پس تحقیق جحیم ہست ماویٰ
غفلت سرگردان بودن وبرپیا شہوت بسلسلنی یکے درصومعہ توبولِ الی اللہ ورشو ودر محراب
شادکن آرزوئے رب
وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ توجہ بدان حضرت کن وبلسان صدق وانوار بخوان اِنِّیْ وَجَّهْتُ

وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ تاکلمہ

الٰہ وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ازخزائن الطاف ایزدی تحقیق
اوست ہر قبول میکند توبہ را آفرینندگان خود می بخشد بدی ہائے ایشاں
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ برتو مکشوف شود وبیک عنایت بشارت چنیں دارساند کہ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ
خدا آمرزگار گناہ ومہربان است
تحقیق خدا دوست میدارد
التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ومدارج معارج وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ عروج نخو ومستاوی
توبہ کنندگان را و دوست می دارد پاکان را
عزت می دہی کسے را کہ میخواہی
اقبال بزبانِ حال ندائی اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ
تحقیق آنکہ گفتند رب ما خدا است پس استقامت ورزیدند پس نیست خوف برایشاں
وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ والسلام والموجود حق قدیم۔
و نہ حزن

نکاتِ تعلیم و ہدایتِ باطنی حصہ پنجم

برخوردار من باید قلبے سلیم باید تا بر رموز فاعتبروا یا اولی الابصار (پس عبرت بگیرید اے خداوندان) اطلاع یابد و عقلے کامل تا بر دقائق اسرار (بینائی) سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم نگاہے ایشاں را ادراک کند و یقینے صادق تا شواہد معرفت وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم را بعینِ قلب مشاہدہ کند و داعی وصول را واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان بجان شود و از زواجر تنبیہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون آگاہ باشد از خوابِ غفلت ویلہہم الامل فسوف یعلمون بیدار گردد و بعروۃ الوثقیٰ وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر چنگ در زند و بر سفینہ ففروا الی اللہ سوار شود و در پلۂ معرفت وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون مردانہ وار غواصی فرود آید اگر گوہر مطلوب بچنگ فقد فاز فوزا عظیما (پس تحقیق رستگار شد رستگاری بزرگ) و اگر جان در طلب برآید فقد وقع اجرہ علی اللہ والسلام والمرجو حق تسلیم۔

نکاتِ تعلیم و ہدایتِ باطنی حصہ ششم

اے برخوردار من شمس معارف از مطلع سماوات اسرار طلوع کند و اراضی قلوب بنور استعداد منور گردد واشرقت الارض بنور ربہا و ظلمات اوہام و جہالات از پیش ابصار عقول مرتفع شود و پوشیدگی استار فکشفنا عنک غطاءک مکشوف گردد و نور انظار افہام از مشاہدہ طوالع انوار (پس دور کردیم ما از تو پردۂ چشم تو) عالم قدس از حیرت چشم باز ماندہ و خواطر افکار را از مکاشفۂ عجائب اسرار عالم ملکوت در تعجب شود

ہیجان عشق او را بوادیٔ معرفت سرگرداں کند و غلبات شوق در مواطن قرب انس بخشد و منادی اِنَّ
تحقیق
اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ ندا کند وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ چوں برکتۂ معیتہ
خداوند افزونی است برآدمیاں — خدا باشما است ہر جا کہ باشید شما
مطلع گردد ہستی خود را گم کند وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ و در دریائے نیستی لَيْسَ
مگردانید شما باخدا معبودے دیگر
لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ فرو شود تا گوہر توحید را بچنگ آرد امواج حیرت او را در بحر محیط عظمت

در اندازد و از ہیبت خواہد کہ برکنارہ آید در گرداب حیرت افتد بگوید رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ
اے رب بدرستیکہ ظلم کردہ ام بر نفس خود پس بیامرز
مراکب الطاف فَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ذی استعداد و السالک لطف نجیب بحسبنا
بر داشتیم ایشاں را در خشکی و تری
مَنْ يَّشَآءُ فرود آرد و مفاتیح خزائن اسرار وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ بدو سپارد و بر نور
خدا بہمہ چیز را احاطہ کنندہ است
اشارات وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى اطلاع بخشد پس بداند فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى
چہ باشد وَلَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى چہ معنی دارد، والسلام والمرجو من کرم

نکاتِ تعلیم و ہدایتِ باطنی حصہ ہفتم

اے برخوردار من! چوں عساکر جذبات عنایت
اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ بولایت
قلوب مستعدہ و طوائف نفوس اماره به ... وَجَاهِدُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ
مرتش ... جیاد ... سلاسل مجاہدہ بکشد ...
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ مقید گردانند و اعمال و ارادات و اختیارات را ... وَمَنْ
يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ... جزا دہد اجنبیہ رسوم و عادات و قواعد ارکان نفس و ظلمات را بکلی از

میان بردارد و منادی حال بزبان صدق مقال ندا کند اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً
تحقیق بادشاہاں چوں درآیند در دیہی پس تباہ کرداں را
اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً چوں عرصۂ قلوب از لوث شوائب اکدار
و گردانند عالیاں را و ... خوار و ذلیل

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ صفا گردد و حدائق ارواح از نسائم
کسیکه طلب کند سوائے دین اسلام دینے را پس قبول کرده نمی شود دین ازو

الطاف وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ سرسبز عطر و مروج شود و صفحات اوراق سرائر از
هر کسے را که راه راست نماید خدا پس اوست راه یابنده

نفائس کنوز لطائف اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ مرقوم گردد و مشکلات مظاهر
آں گروه نوشته شده است در دلہائے ایشاں ایمان

انوار وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ مرآت بوارق شود يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ صفت جلال
خدائے تمام کننده است نور خود را · روزیکه بدل کرده شود · زمین غیر زمین

او گرد و ذرات اوراق چوں هَبَآءً مُّنْبَثًّا در هوا شود و بزبان صدا گوید وَتَرَى الْجِبَالَ
غبار پراگنده · و می بینی کوه ها را

تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ اسرافیل عرش صور دعد وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ
گمان کنی آنها را جامده · در آنحالیکه بگذرد گذشت ابر · و دمیده شود در صور

تشریحات فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ بلطف و لباس خلد و بشر اقبال لَا يَحْزُنُهُمُ
پس خوف زده · شود آنکه در آسمانها است و آنکه در زمین · اندوهگین نکند

الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ در لباس و ایشاں را تمکین مهر و بلقیس فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ
ایشاں را اندوه بزرگ تر · در جائے قرار راست · نزدیک · بادشاه

مُّقْتَدِرٍ داعی شود و رضوان به بشارت بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ پیش آید و ابواب جنت نعیم بکشاید
صاحب اقتدار · مژده باد مر شما را امروز

بگوید سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
سلام باد بر شما را خوش آمدید پس در آیید جاوداں ماندگان بهشت بگویند شکر خدائے را که آنکه راست کرد

صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ
وعدهٔ خود را با ما · و میراث داد ما را زمینے جائے اقرار از بهشت هر جا که خواستیم · پس نیک است

اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ
مزد عمل کنندگان · و تو بینی فرشتگان را حلقه کنندگان از گرداگرد تخت عرش خدا تسبیح کنندگاں

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِیَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
به شکر خدائے خود · و حکم کرده شود میان ایشاں بحق · و گفته شود جمیع شکر و صفت ثابت است خدائے عالمیان را

والسلام و الوصول وقت کریم۔

تعلیم نکات ہدایت باطنی حصہ بیستم

اے برخوردار من! از عالم غرور فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ

عبور کن و از منازل اہل حشر یاد آور که تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ تا گره بوئے نفحات
تو بشناسی در رویہائے ایشاں تازگی نعمتہائے بہشت

بستی فروح و ریحان و جنة نعیم بشام جان تو رسد و چهار جام جهان نمائی
پس راحت است و گل خوشبو و بهشت نعمت

و یسقون من رحیق مختوم ختامه مسک و در کام تو ریزد و دقائق اسرار حقائق
و آشامیده شوند شراب از خالص سر کرده شده که مهر او مشک است

و یجد الحق من ربک بر تو مکشوف شود و تو بر بلا تفرید و لا تدع من دون الله
آمده سخن راست از خداے تو و مخوان بجز خدا

ما لا ینفعک و لا یضرک از شام انس نحن نقص علیک بالحق لشاد شده و
چیزے که نفع نرساند تو را و ضرر نرساند ترا ما خوانیم بر تو درستی و راستی

مشغوف استماع کنی بلند نغمات خطاب فبشر عبادی الذین یستمعون القول
پس مژده بده بندگان را آنانکه بشنوند قول را

فیتبعون احسنه از غایت شوق در طرب آئی و گاہے از صدمات سطوات هیبت فاستقم
پس پیروی کنند نیک تر آن را پس قائم شو

کما امرت و من تاب معک سرور مراقبه حزن در کشی و گاہے بحبل المتین و اعتصموا
چنانکه امر کرده شده و کسے که بازگشته است همراه تو چنگ زنید

بحبل الله جمیعا چنگ در زنی و گاہے در فکر و ما النصر الا من عند الله
بریسمان خدا همه شما نیست یاری مگر از نزد خدا

در آویزی و در دریاے سنستدرجهم من حیث لا یعلمون غوطه خوری و گاہے
زود باشد که فرود برم ایشان را از جائیکه نمی دانند

بر کنار ساحل اطمینان ان الله بکم لرؤف رحیم گذر کنی و از صدای فمن کان
بر آئینه خدا بشما نهایت مهربان رحم کننده است پس کسیکه هست امیدوار

یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا انار بهجتی و از انهار و نکی درجت
دیدار خداے خود پس باید که عمل کند شائسته نیکو

مما عملوا به آبادی اخلاص اعتراف نمائی و در ظل سدرات ان صلاتی و نسکی
تحقیق نماز من و قربانی من

و محیای و مماتی لله رب العلمین لا شریک له قرار گیری تا از کانه نعیم
و زندگی من و مردگی من مر خدا را که عالمیان را پرورنده است نیست شریک او را

و من اوفی بعهده من الله فاستبشروا برخورداری و از منادی فضل ندا شنوی
کسیکه وفا کرد عهد از خدا پس مژده بپذیرید او را

یعبادی لا خوف علیکم الیوم و لا انتم تحزنون و السلام با وجود حق قدیم
اے بندگان من نیست هیچ دهشت بر شما امروز و نیست شما اندوهگین

نکات تعلیم و هدایت حصه نهم

اے برخوردار من! آهنگ مزامیر انس بسامع قلوب در رسد
به استماع نغمات خطاب الست بربکم شما را یاد آرد
آیا نیستم من خداے شما را

لِذِكْرِ اللهِ بگوشِ ہوش استماع کن وتنبیا یَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی

برائے یادِ خدا — آیا می پندارد آدمی آنکہ — گذاشتہ شود — معطل

واز خوابِ غرور لَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللهِ الْغَرُوْرُ بیدار شو واز مقاماتِ اہلِ حضور

باید کہ فریبد شما را بخدا شیطانِ فریب دہندہ

کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ ظاہر بازپرس ودرائی کعبہ

مردان اند کہ باز نمی دارد ایشاں را سوداگری ونہ خرید وفروخت — از یادِ خدا

مقصودش از ساز ودر بادیۂ انقطاع وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا بازآری وتجرد قُلِ اللهُ

بگو اللہ

ثُمَّ ذَرْهُمْ راہِ تفویض کہ اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللهِ با قافلۂ اہلِ صدق وَکُوْنُوْا مَعَ

بعد ازاں بگذار ایشاں را — می سپارم کارِ خود را سوئے خدا

الصّٰدِقِیْنَ مسافر شو واز مساکنِ زخارفِ دنیا کہ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَةً

تحقیق بگردانیدیم چیزے را بر زمین پیراستگیِ آں زمین

لَّهَا عبور کن واز سبیلِ مہلکِ فتن کہ اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ بپرہیزد

آں زمین — جز ایں نیست کہ اموالِ شما وفرزندانِ شما فتنہ است

بسلامت بگذار وازمناہجِ مسالکِ ہدٰی اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ

تحقیق ایں نصیحت است — پس ہر کہ خواہد سوئے پروردگارِ خود

اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا راہے پیش گیر وبلسانِ اضطرار کہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا

راہ گیرد — آیا کیست اجابت کنندہ بیچارہ را چوں بخواہد

دَعَاهُ باتضرع وزاری برخوان کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تا بشرطِ عنایتِ قدیم گوئی

او را — بنما ما را راہِ راست

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ بابشارتِ تحیت سَلٰمٌ قَوْلًا

تحقیق دوستانِ خدا ہیچ دہشت نیست بر ایشاں ونہ ایشاں اندوہناک شوند — قول سلامتی باشد

مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ پیش آید وبرغیبت نَصْرٌ مِّنَ اللهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ وَبَشِّرِ

از پروردگار مہربان — نصرت از خدا — وفتح نزدیک — ومژدہ بدہ

الْمُؤْمِنِیْنَ سوار کند بجاتِ نعیم وظرفِ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللهِ وَفَضْلٍ راعی شود

مراہلِ ایمان را — پس بازگردند ایشاں با نعمتے از خدا و با فزونی از جانبِ او

ونسیمِ عنبرشمیمِ وصال از ہر طرف در وزیدن آید وقدحِ شرابِ محبت بایدیِ سقاتِ غیب گرداں شود

وشاہدِ شہود آہنگ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْیُكُمْ مَّشْكُوْرًا کشد

ومنادیِ انس فسانہ وَكَلَّمَ اللهُ مُوْسٰی تَكْلِیْمًا آغاز کند ودیباچہ فَلَمَّا تَجَلّٰی

سخن گفت خدا موسیٰ را سخن — پس ہرگاہ کہ تجلی کرد

رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا را اطناب دہد تا نواظرِ عیونِ ابصارِ سکراتِ حالات وَخَرَّ مُوْسٰی

خدا او بر کوہ طور — گردانید تجلی او کوہ را — افتادہ موسیٰ

صبحِ تجلیِ ابدی آثارِ مشاہدات وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ
بعضی روئے پُر کمال در روز قیامت تازہ بسوئے رب خود نظر کنندگان
معاینہ سازد و بعجز معترف آید بزبان گوید لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ

وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ والسلام والموجود حق قدیم۔

نکاتِ تعلیم و ہدایت حصۂ یازدہم

اے برخوردار! تا جبۂ سر را بر خاک نہ نہی از سحاب عیون بارانِ حسرت نہ باری بوستانِ عیشِ تو ہرگز از نباتاتِ طرب سرسبز نشود و نخلستانِ امید لعلِ انجمنِ مراد بار ور نگردد و اغصانِ صبر با وراقِ رضا و ریاحینِ انس ثمراتِ قرب إِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ سرسبز نشود و بکمالیت نرسد و عندلیبِ قلب بنغمۂ شوق در ترنم نیاید و ہمائے فؤاد با خبر إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ از قفص وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ در پرواز شود و از فضائے لَا تَمُدَّنَّ
بائے آدمی چیزیست کہ آرزو دید — دراز مکن
عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ
ہر دو چشم خود را بسوئے چیزیکہ برخورداری بآں چیز جفت ہا را از ایشاں بائے زینت زندگانی دنیا تا آزمائش کنیم ایشاں را
جولاں نکند ہرگز در سدرہ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ نرسد و از اثمارِ اشجار
جائے نشین صدق — نزدیک — پادشاہ صاحب اقتدار
لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ہیچ برخوردار بوستان وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ
مر ایشاں را چیزے کہ بخواہند نزدیک رب ایشاں
مَآبِ بہ ہے بشامِ جان وے نرسد و از گلزارِ نعیم لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِندَ رَبِّهِمْ وَهُوَ
مر ایشاں را خانۂ سلامتی نزدیک رب ایشاں — او
وَلِيُّهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ برخورداری نیابد والسلام الموجود حق قدیم۔
دوست دار ایشاں است بسبب آنکہ عمل می کنند نیکو

نکاتِ تعلیم و ہدایت حصۂ دوازدہم

اے برخوردارِ من! فروغِ تو صبحِ نورِ توحید از افقِ مشارقِ قلوب ظہور یابد کہ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ و شموسِ
سوگند بصبح چوں دم زند
عین الیقین بر افلاک سرائر بہ برجِ اسد برسد وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا
آفتاب بود بجائے قرار کہ مر او راست

ظلماتِ وجودِ بشریت و ضوء لمعانِ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ متواری شود و سر

نور ایشان می شتابد پیش ایشان تحقیق

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ ظاہر گردد و لسابقۂ عنایت اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تو در آری شب را در روز خدا دوست آنہاست کہ ایمان آوردہ اند

يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ نقاب از پیش بردارد و بر لشکر اِنَّ الشَّيْطٰنَ

بیرون کشد ایشان را از تاریکی ہا بسوئے روشنی تحقیق شیطان

لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ فیروز آئی و در معرکہ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا سپاہ و خویش کہ زُيِّنَ

برائے شما دشمن عیان است پس بگیرید شما شیطان را دشمن آراستہ شد

لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ بالشکرِ قلب معارض شود و اشیا

برائے آدمیان دوستی آرزوہائے نفس از زنان و فرزندان

از صدقِ حال بزبانِ اضطراری برخوانند وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ

باہزاران عجز درخواست کند وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا

بیامرز ما را و ببخش ما را و رحم کن برما تو خداوند مائی پس یاری بده ما را

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ

بر گروہ کافران نزدیک او کلیدہائے غیب است کہ نداند آن کلیدہا مگر او

ہماکنند وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ و امداد عساکر وَاِنَّ جُنْدَنَا

لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ بہ الہام اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ در رسد و الہی اِنَّا فَتَحْنَا بسیف

تحقیق فتح دادیم

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا از نیام نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ

ہر آئنہ یاری دہیم فرستادگان خود و آنان را کہ ایمان آوردہ اند برداریم مرتبہ ہائے کسے را کہ می خواہیم

برکشد و بر لشکرِ اعدائے آرد آثار قہر فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ بظہور انجامد و انوار نَصْرٌ مِّنَ

یاری از

اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ متواتر گردد و منادی حال ندا در دہد کہ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ

خدا است و کشود کارہائے نزدیک

تا قَدِيْرٌ والسلام الوجود حق قدیم۔

نکاتِ تعلیم و ہدایتِ باطنی حصہ سیزدہم

اے برخوردارِ من! بازارِ کارخانہ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ

مال دنیا و فرزندان

زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بروں آر و

آرائش زندگانی دنیا است

کارگاہ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا گزار و از ضعفِ صحبت واماندگان تنبیہ غفلت کہ

نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ مای محبت برون پرور ستم وار رخش طلب را در میدان عشق تاز
فراموش کردند ایشان خدا را پس خدا گذاشت نفسہائے ایشان را
دگرے سبقت راکرو السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ بجوگان استعانت
پیش گیرندگان من پیش اندازان گروہ نزدیک گروہ شوندگان از رحمت حق
کرو اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰہِ بسوئے خدا صراط یافتہ اند اُولٰٓئِكَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ
طلب یاری کنید بخدا — آں گروہ نیکوکاراں برراہ ہدایت از رب خود
وَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ درشان آید کہ بیک دولت و بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ
وآں گروہ ایشاں رستگار اند
لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ وبشارت رسانند کہ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ
تحقیق کہ خدا با آدمیاں برآئینہ رأفت کنندہ
رَّحِیْمٌ واسرار نامہ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ بدست دہد کہ چوں بیخود واشارات
مہربان است
آں اطلاع یابی در حال از سر شوق سرا قدم سازی کہ سبل السلام وَھٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ
و ایں راہ رب تو راست و
مُسْتَقِیْمًا پیش گیری وقصد نزہت گاہ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ
درست است
کنی وازجنات نعیم خلد لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ بازبری
مرایشاں راست مرتبہ از رب خود بخشش و روزی نیکو
وبشر عنایت اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی ور سدا ز ممالک لَھُمْ
تحقیق آنکہ پیشی گرفتہ است برائے ایشاں است از نکوئی
دَارُ السَّلٰمِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ خبر بیک بیک باز گوید بہ تخت گاہ وَمَنْ
کسیکہ
اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا داعی شود گوید لَنْ تَنَالُوا
ایفاء کردہ بچیزیکہ عہد است آں از خدا پس زود بدہد او را اجر بزرگ
الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ والسلام المعبود حق قدیم۔

نکات تعلیم وہدایت باطنی حصہ چہاردہم

اے برخوردار من! چوں لوامع انوار اَللّٰہُ
خدا
نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بر شکلات
روشن کنندہ آسمانہا و زمین است
ضمائر لائح شود زجاج قلب از تاثیر آں جملہ نورانی گردد اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ
كَاَنَّھَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ بوارق کشوف یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ [illegible]

غم لا شرقیة ولا غربیة درلمعان آید قنادیل فکرت را یکاد زیتها یضیئ

ولو لم تمسسه نار فروزاں گرداند آسمان سالک از نجوم حکمت وبالنجم هم یهتدون

سرسبز تر شود انا زینا السماء الدنیا بزینة الکواکب واقرار حضور

تحقیق کہ زینت دادیم آسمان دنیا را بزینت ستارگان

از افق نور علی النور سر برکند و به بروج استعلا عروج نماید والقمر قدرناه منازل

ماه را اندازه ساختیم منزلها

حتی عاد کالعرجون القدیم وار حساد لیالی غفلت که واللیل اذا یغشی

تا وقتیکه گردد او چون شاخ خرما کهنه

والنهار اذا تجلی نجات بخشد و ریاحین گلزار نیم والمستغفرین بالاسحار

طلب کنندگان آمرزش بوقت سحر

نافه گشاید و بلابل اشجار کانوا من اللیل ما یهجعون به نغمات احزان یا اسفی

هستند ایشان از شب می خفتند ای اندوه من

علی یوسف بر کشد و صبح دولت یهدی الله لنوره من یشاء در [illegible] شموس

بر یوسف

معارف از مطلع من یهدی الله فهو المهتد طلوع کند و اسرار لا الشمس

نیست آفتاب را

ینبغی لها ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النهار کل فی فلک

که دریابد ماهتاب را و نه شب سبقت گیرنده است بروز و هر یک ستاره در آسمان

یسبحون به ظهور انجامد و لطائف غوامض اسرار و یضرب الله الامثال للناس

گشاده می بود

والله بکل شیء علیم از اغلاق اشکال مکشوف و مبین گردد والسلام الموجود حق قدیم۔

نکات تعلیم و ہدایت باطنی حصہ پانزدہم

ای برخوردار من! چون مہر سپہر معرفت

بر اوج کمال الیوم اکملت لکم

امروز تمام کردم برائے شما

دینکم در رسد خورشید نیم روز محبت در مدارج واتممت علیکم نعمتی

دین شما کہ اسلام است و تمام کردم بر شما نعمت خود را

عروج کند بوارق انوار و رضیت لکم الاسلام دینا درلمعان آید و شواہد آثار

و خوشنود شدیم از شما از دین اسلام

افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه و مشتاق را

آیا کسیکہ واکرده است خدا سینه او را برائے دین اسلام پس او بر نور است از رب خود

لقد جاءک الحق من ربک بعین الیقین مشاهده شود و بر دقائق اسرار مطلع خواهی
تحقیق آمده است ترا حق از رب تو
السموات والارض اطلاع صدور بر حقائق وفی الارض آیات وفی انفسکم
آسمانها و زمین — و در زمین نشانها — و در نفس شما است
افلا تبصرون مطلع گرداند بر رموزات و اشارات فاینما تولوا فثم وجه الله
پس هر جا که بگردید شما پس آنجا است ذات خدا
مرتبت تجرد و ریاح فیض وان ارسلنا الریاح لواقح وارواح فضل فیصیب
برحمتنا من نشاء از صیب عنایت الله لطیف بعباده در بساتین انا
لا نضیع اجر من احسن عملا در وزیدن آید و اشجار باغ ان الذین اتقوا
والذین هم محسنون باوراق شود و ثمار تجلی بصر سبز و بارور گردد و باغ وصل
ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء از شواخ جبال والله ذو الفضل العظیم
او در سبیل او دیده طبیعت جاری گردد و نخیل احوال زنان حرمین بعد کران الذین امنوا و
عملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن ودا مثمر اقبال بشارت
چنین رساند که یعبادی لا خوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون
و خوان آن دیار بلدة طیبة ورب غفور تحیات سلام قولا من
شهریست پاکیزه و آمرزگار بسیار بخشنده
رب رحیم در رسد الباب جنت وصول عفو باز کند و مائده علیم را در پیش کشد ولکم
فیها ما تشتهی انفسکم ولکم فیها ما تدعون نزلا من غفور
رحیم۔ والسلام الموجود حق قدیم۔

نکات تعلیم و ہدایت باطنی حصہ شانزدہم

اے برخوردار من بقلبی پاکیزہ و بلید تا بر خواہی
اسرار قد افلح من زکیها و قد

خَابَ مَنْ دَسّٰهَا اطلاع یابد و از لوامع انوار قلب سلیم یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ
اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ اقتباس نور کند و از روائح نفحات وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ
بوئے در مشامِ او رسد و اروی دقائق ملکوت عصری یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی اخبر یابد و در مکتب
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰهُ عشق تلق قلبش کند شاید کہ رموز و اشارات قُلْ اِنْ کُنْتُمْ
تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ بشعور یابد و جرعہ از جام یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ
درکام او ریزند و در بزم گاہ مستان بادہ وَ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْکٌ
پیشش دہند و در آئینہ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ جمال حال مشاہدہ کند و گوید
هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ و از حسرت برخواند وَمَا لَنَا اَلَّا نَتَوَکَّلَ
عَلَی اللّٰهِ وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ و با ہزاراں نیاز و آرزو مناجات شود و بگوید رَبَّنَا
ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ
پس نسیم جانفزائے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّیْنٰهُ در ویدن آید و برقِ عنایت کَتَبَ رَبُّکُمْ
عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ درخشیدن گیرد و تسبیح رعد بزبانِ حال ندا کند وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِیْمِ والسلام الموجود حق قدیم۔

نکات تعلیم و ہدایت باطنی حصہ ہفدہم

اے برخوردار من اچوں ریاح فضل و کرم از ہبیب عنایت در وزیدن آید و اشجار بساتین قلب از
عنایتِ طرب با ہتزاز شوند و اوراق اغصانِ ہموم جملہ یک بار فرو ریزند و قمری شوقِ نغماتِ یَا اَسَفٰی
در ترنم آید و بصوت حزیں بخواند اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ

لِذِكْرِ اللّٰهِ و عندلیب انس بزبانِ قبول نغمه برکشد که اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ و آهنگ وَمَنْ اَحْسَنُ
قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا را سراپرده يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ افراختن گیرد
و چون ترانه قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ سامع قلوب مشتاقان و محبان که
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ در رسد
دلهای ایشان از لذت و بهجت پاره پاره گردد و گویند سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ جاذب شود و خواهند وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى
دَارِ السَّلٰمِ همراه ایشان گردد ترا از خود کشش برباید و براه مستقیم اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ
داعی شود بمنازل هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا در رسند و اشجار بارض اِنَّآ اِلٰى
رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ نماید و سرو اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ بر غرس بیند و از حیاض زلال
اسرار اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى كَلَّا جام محبت ابدی مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ
لِنَفْسِهٖ بنوشند و نسیم الطاف غیبی وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ
بمشام جان ایشان رسد و بوارق شهود وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ در لمعان
آید و اطیار ارواح از قفس اشباح در فضای عالم قدس در پرواز آید و آشیان قدیم را یاد آرند و
و اطوار اطباق سماوات خواستگار پروردگار اند شوند و گویند اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ و مرکب طلب را از سر صدق که يَوْمَ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ در میدان
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ برتازند چون اسرار
حدیقه فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ در کشند و از دار السلام فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ

عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ غیر باز پرسند و دریائے محیط وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ
قَدْرِهٖ پیش آید از تلاطمِ امواج فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ
در بحرِ حیرت فرو مانند و بہ لسانِ نہان باضطرار ندا کنند لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ
اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ و منادی وَرَبُّنَا الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ فہم کند وَاعْتَصِمُوْا
بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِیْرُ امدادِ الطاف هُوَ الَّذِیْ
يُسَيِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ دررسد بال لطف اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى
النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ برسانند و رضوان سابقِ عنایت الی
دار السلام عِنْدَهٗ حُسْنُ مَاٰبٍ بابشارت سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ
در پیش آید يَهْدِیْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ
والسلام الموجود حق قدیم۔

نکاتِ تعلیم وہدایتِ باطنی حصّہ ہشتدہم

اے برخوردارِ من! در کارخانہ عجائبِ قدرت اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ
كَيْفَ بَنَيْنٰهَا درشود وائع غیر را کہ لوائحِ لطائف وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ
فُرُوْجٍ مندرج است بہ عینِ بصیرت معائنہ کن و از حدائقِ عرائس وحمائلِ لوامع وَالْاَرْضَ
مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِیَ نظارہ کن و از اغصانِ اشجارِ ریاض وَاَنْۢبَتْنَا
فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ وازلمات وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً مُّبٰرَكًا سرچشمۂ آبِ حیات طلب کن تا از مزرعِ اَمَلِ تو در اودیۂ قلوب

نباتات فَاَنْبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ہمہ سر بسر شود تجلیات لعراجین و النَّخْلَ
بَاسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ جملہ سرسبز و بار آور گردد و غوامض اسرار
وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا از کتمان بظہور انجامد۔ والسلام الموجود حق قدیم۔

تمام شد نکات و تعلیمات و ہدایات باطنی و نیز باید دانست کہ ایں رسالہ عجیب و پُر مذاق سر در سر رمز در
رمز ایست کہ ہر آیۂ مقدسہ نکتۂ تعلیم و ہدایت باطنی است و رسالہ ہذا بر ہیژدہ حصص تقسیم شدہ است تمامی آیہ
کہ ہمگی ۷۰۳ آیات در شمار می آیند و ہر آیہ نکتہ و رمز باطنی است مسطور ہستند۔ مثنوی تصنیف
فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی مؤلف کتاب ہذا ابنا بر طالبان حق بپاسِ خاطر برخوردار
محمد فاروق حسن صاحب ارشاد نگارش یافت ؎

ایں رسالہ چوں بلفظ آمد تمام	از زبانم مرشد بہ یافت نام
کیست مرشد تو چہ دانی اے فتیٰ	ہست مرشد نور پاک مصطفٰے
چوں احد در منزلِ وحدت رسید	واحدیت پردہ از رُخ برکشید
نورِ وحدت چوں در آمد در مرید	واحدیت آمد از وحدت پدید
ہر یک از بہرِ دگر آئینہ ایست	نور بہر یک بہرِ دیگر زینہ ایست
میم مرشد مظہرِ احمد شناس	رای آنرا از ربوبیت قیاس
شین گشتہ آئینہ دارِ شہود	دال بخشد فکر را راہِ وجود
ایں معمّا کے رسد در فکرِ کس	ایں معمّا عارفاں دانند و بس
من کہ نامم از دو جز ترتیب یافت	ہر یکے زانہا چو بدر کہ ضیا یافت
از محمدؐ نورِ وحدت جلوہ داد	وز حسن ہم واحدیت در کشاد
رازِ مخفی بود آمد بر زبان	بہرِ فہمیدِ کسان راز دان

تمام شد